نورالایضاح

مُصنّف

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی

مکتبہ قادریہ ۰ لاہور

Ph:042- 37226193, Cell:0321-7226193

دینی طلباء و طالبات کے لیے اسلامی عبادات کا جامع انسائیکلوپیڈیا

نور الایضاح

تصنیف: علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمہ اللہ تعالیٰ
(م ۱۰۶۹ھ ۱۶۵۹ء)

ترجمہ اور شرح: علامہ محمد صدیق ہزاروی

مکتبہ قادریہ ۰ لاہور

marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب ———— نور الایضاح

تصنیف ———— علامہ حسن بن عمار شرنبلالی مصری رحمہ اللہ حنفی

ترجمہ و شرح ———— علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی

تبویب ———— علامہ عبدالحکیم شرف قادری

ناشر ———— محمد نعیم (حضرت کرمانوالہ)

تاریخ اشاعت ———— رمضان المبارک 1410ھ/1990ء

صفحات ———— 348

تعداد ———— 1000

قیمت مجلد ———— =

باہتمام ———— حافظ محمد عمر چشتی

سرورق خطاط ———— خطاط اعظم صوفی محمد خورشید عالم گوہر رقم

سرورق ڈیزائننگ ———— محمد رمضان فیضی

ملنے کا پتا

☆ **مکتبہ قادریہ** ، جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور

☆ **مکتبہ رضویہ** 18 دربار مارکیٹ۔ لاہور

PH:7226193

0321-8226193

marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	پیش لفظ	۷			
۱	ابتدائیہ	۹	۱۸	وضو کی اقسام	۴۷
۲	خطبہ	۲۱	۱۹	جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔	۵۰
۳	سببِ تالیف	۲۳	۲۰	جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا۔	۵۲
۴	طہارت کی کتاب	۲۵	۲۱	سوالات	۵۴
۵	پانی پر غیر کا غلبہ	۲۶	۲۲	جن کاموں سے غسل فرض ہوتا ہے۔	۵۵
۶	جھوٹا پانی اور اس کی اقسام	۲۸	۲۳	جن چیزوں سے غسل فرض نہیں ہوتا۔	۵۶
۷	مخلوط برتن اور کپڑے	۲۹	۲۴	غسل کے فرائض	۵۷
۸	کنوئیں کے مسائل	۳۰	۲۵	غسل کی سنتیں	۵۹
۹	سوالات	۳۲	۲۶	غسل کے مستحبات و مکروہات	۶۰
۱۰	استنجاء کا بیان	۳۳	۲۷	سنت غسل	۶۱
۱۱	استنجاء کا طریقہ	۳۴	۲۸	مستحب غسل	۶۱
۱۲	آدابِ استنجاء	۳۶	۲۹	سوالات	۶۳
۱۳	احکامِ وضو	۳۸	۳۰	تیمم کا بیان	۶۴
۱۴	فرائض وضو کی تکمیل	۴۱	۳۱	تیمم کے کچھ مسائل	۶۹
۱۵	وضو کی سنتیں	۴۳	۳۲	تیمم کو توڑنے والی چیزیں	۷۰
۱۶	مستحباتِ وضو	۴۴	۳۳	موزوں پر مسح کا بیان	۷۱
۱۷	مکروہاتِ وضو	۴۷	۳۴	شرائطِ مسح	۷۲

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۵	مدتِ مسح	۷۳
۳۶	مسح کا فرض اور سنت	۷۴
۳۷	مسح کو توڑنے والی چیزیں ۔	//
۳۸	پٹی پر مسح	۷۵
۳۹	سوالات	۷۷
۴۰	حیض، نفاس اور استحاضہ کا بیان	۷۸
۴۱	استحاضہ کا خون	۸۱
۴۲	معذور کب ہوتا ہے ۔	۸۲
۴۳	نجاستوں اور ان سے طہارت حاصل کرنے کا بیان	۸۳
۴۴	چمڑے وغیرہ کا پاک کرنا	۸۷
۴۵	سوالات	۸۸
۴۶	نماز کا بیان	۸۹
۴۷	اوقاتِ نماز	//
۴۸	مستحب اوقات	۹۲
۴۹	ان اوقات میں نماز جائز نہیں	۹۳
۵۰	اذان	۹۶
۵۱	آدابِ اذان	۹۷
۵۲	اذان کے بعد درود شریف (حاشیہ)	۱۰۱
۵۳	نماز کی شرائط و ارکان	۱۰۲
۵۴	ارکانِ نماز	۱۰۷
۵۵	کس چیز پر نماز جائز ہے ۔	//
۵۶	قابلِ ستر اعضاء	۱۰۹
۵۷	کچھ دیگر آدابِ نماز	۱۱۰
۵۸	واجباتِ نماز	۱۱۱
۵۹	نماز کی سنتیں	۱۱۴
۶۰	نماز کے مستحبات	۱۱۹
۶۱	سوالات	۱۲۰
۶۲	نماز پڑھنے کا طریقہ	۱۲۱
۶۳	امامت کا بیان	۱۲۶
۶۴	صحتِ اقتداء کی شرائط	//
۶۵	جماعت کی معافی	۱۳۰
۶۶	امامت کا استحقاق اور صفوں کی ترتیب ۔	۱۳۲
۶۷	ان لوگوں کی امامت مکروہ ہے	۱۳۳
۶۸	امام فارغ ہو جائے تو مقتدی کیا کرے	۱۳۴
۶۹	فرض نماز کے بعد اذکار	۱۳۶
۷۰	جو چیزیں نماز کو توڑ دیتی ہیں ۔	۱۳۷
۷۱	قاری کی لغزش	۱۴۴
۷۲	نماز فاسد نہیں ہوتی ۔	۱۵۱
۷۳	مکروہاتِ نماز	//
۷۴	سوالات	۱۵۶
۷۵	سُترہ	۱۵۷
۷۶	غیر مکروہ امور	۱۵۸
۷۷	نماز توڑنے کے اسباب ۔	۱۵۹
۷۸	بے نمازی کا حکم	۱۶۰
۷۹	وتر	۱۶۱
۸۰	نوافل کا بیان	۱۶۵
۸۱	تحیۃ المسجد، چاشت کی نماز اور شب بیداری	۱۶۷

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۲	استخارہ کا طریقہ اور دعا (حاشیہ)	۱۶۸
۸۳	بیٹھ کر نوافل پڑھنے اور سواری پر نماز کا حکم	۱۶۹
۸۴	سواری پر فرض اور واجب نماز پڑھنا	۱۷۰
۸۵	کشتی میں نماز پڑھنا	۱۷۱
۸۶	تراویح	۱۷۲
۸۷	سوالات	۱۷۴
۸۸	کعبہ شریف میں نماز پڑھنا	۱۷۵
۸۹	مسافر کی نماز	۱۷۶
۹۰	بیمار کی نماز	۱۸۲
۹۱	نماز اور روزے کا اسقاط	۱۸۵
۹۲	حیلۂ اسقاط (حاشیہ)	۱۸۶
۹۳	فوت شدہ نمازوں کی قضا	۱۸۷
۹۴	فرض نماز کا پانا	۱۹۰
۹۵	سجدۂ سہو	۱۹۳
۹۶	نماز میں شک	۱۹۸
۹۷	سجدۂ تلاوت	۱۹۹
۹۸	سجدۂ شکر	۲۰۴
۹۹	سوالات	۲۰۵
۱۰۰	ہر مشکل کو دور کرنے کا اہم نسخہ	۲۰۶
۱۰۱	جمعہ کا بیان	//
۱۰۲	سُنَنِ خطبہ	۲۰۸
۱۰۳	عیدین کی نماز	۲۱۱
۱۰۴	نماز عید کا طریقہ	۲۱۳
۱۰۵	سورج گرہن، چاند گرہن اور خوف کی نماز	۲۱۶
۱۰۶	طلب بارش کے لیے نماز	۲۱۷
۱۰۷	نماز خوف	۲۱۹
۱۰۸	احکامِ جنازہ	۲۲۰
۱۰۹	نماز جنازہ	۲۲۱
۱۱۰	نماز جنازہ کون پڑھائے	۲۲۸
۱۱۱	میت کو اٹھانا اور دفن کرنا	۲۳۲
۱۱۲	زیارتِ قبور	۲۳۷
۱۱۳	احکامِ شہید	۲۳۸
۱۱۴	سوالات	۲۴۱
۱۱۵	روزے کا بیان	۲۴۲
۱۱۶	روزے کی اقسام	۲۴۴
۱۱۷	روزے کی نیت	۲۴۶
۱۱۸	چاند دیکھنا اور یوم شک کا روزہ	۲۴۸
۱۱۹	لفظ شہادت اور دعویٰ شرط نہیں۔	۲۵۱
۱۲۰	جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔	۲۵۳
۱۲۱	جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم آتا ہے۔	۲۵۵
۱۲۲	کفارہ اور جو چیز اس کو ذمہ سے ساقط کر دیتی ہے	۲۵۸
۱۲۳	کفارہ کے بغیر روزے کا ٹوٹنا	۲۵۹
۱۲۴	روزہ ٹوٹنے کا حکم	۲۶۳
۱۲۵	روزہ دار کے لیے مکروہ، غیر مکروہ اور مستحب امور	۲۶۴
۱۲۶	عوارض کا بیان	۲۶۵
۱۲۷	نذر کا روزہ اور نماز	۲۶۹
۱۲۸	اعتکاف	۲۷۱

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۲۹	سوالات	۲۷۶
۱۳۰	زکوٰۃ کا بیان	۲۷۷
۱۳۱	دَین کی زکوٰۃ	۲۸۰
۱۳۲	مالِ ضمار	۲۸۲
۱۳۳	سوالات	۲۸۵
۱۳۴	سونے اور چاندی کا نصاب	۲۸۶
۱۳۵	زکوٰۃ کا مصرف	۲۸۸
۱۳۶	صدقۂ فطر	۲۹۲
۱۳۷	صدقۂ فطر کی مقدار	۲۹۴
۱۳۸	سوالات	۲۹۶
۱۳۹	حج کا بیان	۲۹۷
۱۴۰	حج کے واجبات	۳۰۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۴۱	حج کی سنتیں	۳۰۲
۱۴۲	سوالات	۳۰۸
۱۴۳	حج کا طریقہ	۳۰۹
۱۴۴	قِران	۳۲۶
۱۴۵	تمتع	۳۲۸
۱۴۶	عمرہ	۳۲۹
۱۴۷	جمعہ کا حج	۳۳۰
۱۴۸	جنایات	〃
۱۴۹	قربانی کے جانور	۳۳۲
۱۵۰	زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۳۳۶
۱۵۱	سوالات	۳۴۸

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

علم دین کا بقدر حاجت و ضرورت حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

علماء کے لئے عقیدے کی تصحیح کے بعد اخلاص کا اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے یعنی ان کے علم و عمل کا مقصد اللہ تعالٰی کی رضا کا حاصل کرنا ہو، دنیا کی دولت اور اس کے مفادات کا حصول پیش نظر نہ ہو اللہ تعالٰی کے فرائض و واجبات اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل پیرا ہوں حدیث شریف میں ہے

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوگا جب تک اس کی خواہش ہمارے لائے ہوئے احکام کے تابع نہ ہو۔

دین کے مسائل ضروریہ سے مسلمان بھائیوں کو آگاہ کریں، آج ضرورت ہے کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے عنوانات پر ــــ کانفرنسیں منعقد کی جائیں، سیمینار منعقد کیے جائیں اور دین کے بارے میں عوام و خواص میں پائی جانے والی غفلت اور بے عملی کے ازالے کی کوشش کی جائے۔

نور الایضاح درس نظامی کے طلباء وطالبات کو پڑھائی جانے والی وہ اہم جامع اور مختصر کتاب ہے جو دین کے ارکان عملیہ کو بیان کرتی ہے۔ مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی سلمہ اللہ تعالٰی نے اس کا اردو ترجمہ اور مختصر تشریح لکھ کر نہ صرف دینی طلباء وطالبات کے لیے آسانی فراہم کر دی ہے بلکہ دینی مسائل کا شوق رکھنے والے اردو دان طبقے کے لیے بھی استفادے کی راہ ہموار کر دی ہے، اللہ تعالٰی نے ان کے اوقات میں بڑی برکت عطا فرمائی ہے۔ حال ہی میں انہوں نے اربعین امام نووی کا اردو ترجمہ کیا اور آسان شرح لکھی اس کے بعد اردو میں اصول الشاشی کے مسائل کو سوال و جواب کی صورت میں لکھ کر شائع کیا ہے اس کے ساتھ ہی وہ شرح معانی الآثار امام طحاوی کا ترجمہ اور اس کے مطالب کا خلاصہ بھی لکھ رہے ہیں اللہ تعالٰی انہیں ان امورِ خیر کی بہترین جزا دنیا و آخرت میں عطا فرمائے۔

مقام مسرت ہے کہ اہل سنت وجماعت کے نوجوان فضلاء قلم و قرطاس کی اہمیت کو محسوس کر کے

marfat.com

اپنے قیمتی اوقات کا کچھ حصہ تصنیف و تالیف پر بھی صرف کرنے لگے ہیں۔ خصوصاً درس نظامی کی کتابوں پر شروح و حواشی لکھنے کا رجحان خاصا اطمینان بخش ہے۔ ذیل میں چند حضرات کے نام پیش کیے جاتے ہیں :

۱۔ مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (جن کا تذکرہ ابھی کیا گیا ہے)

۲۔ مولانا علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، صرف نحو اور منطق کے نقشے اور رسالہ تعلیم المنطق لکھ کر شائع کر چکے ہیں۔

۳۔ مولانا حافظ محمد اشرف چوہدری مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور، گلبن صرف و نحو اور گلشن اسلام کے نام سے صرفی، نحوی اور دینی معلومات کا گرانقدر ذخیرہ بہت بڑے اشتہار کی صورت میں شائع کر چکے ہیں۔

۴۔ مولانا علامہ محمد اشرف نقشبندی۔ مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ لاہور۔ مرقات کی اردو شرح التقریرات کے بعد حسامی کی اردو شرح دو جلدوں میں چھاپ چکے ہیں۔

۵۔ مناظر اسلام مولانا علامہ حاجی محمد علی مہتمم جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور رد شیعہ میں سولہ جلدوں کے علاوہ اردو میں قانونچہ رسولیہ لکھ چکے ہیں۔

۶۔ مولانا حاجی نذیر احمد مدرس مدرسہ ہدایت القرآن ملتان علم الصیغہ اور میزان الصرف کی اردو شرح لکھ چکے ہیں۔

۷۔ مولانا محمد عطاء الرسول مدرس جامعہ اویسیہ بہاولپور پند نامہ اور گلستاں پر اردو حواشی شائع کر چکے ہیں۔

۸۔ مولانا علامہ غلام محمد شرقپوری مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور، سراجی کی اردو شرح لکھ رہے ہیں اور نقشہ علم میراث شائع کر چکے ہیں۔

۹۔ مولانا مفتی یار محمد مدرس جامعہ فریدیہ ساہیوال سراجی پر عربی میں حاشیہ لکھ رہے ہیں۔

۱۰۔ مولانا علامہ محمد احمد مصباحی، مدرس جامعہ اشرفیہ مبارک پور (انڈیا) ہدایت الحکمۃ کا اردو ترجمہ شائع کر چکے ہیں۔

رابطۃ المعلمین پاکستان کے اراکین ان تمام حضرات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

۵ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ — محمد عبد الحکیم شرف قادری

یکم اپریل ۱۹۹۰ء — جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور

ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علیٰ الہ وصحبہ اجمعین

انسان اشرف المخلوقات ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے " وَلَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ " (اور ہم نے انسان کو عزت بخشی ہے) کے تاج سے سرفراز فرمایا۔ بنا بریں اس کا مقصدِ حیات بھی نہایت ارفع واعلیٰ اور جداگانہ حیثیت کا حامل ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ۔(۱) اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

عبادت، احکامِ خداوندی کی بجاآوری کو کہتے ہیں۔ چنانچہ لسان العرب میں ہے " اَلۡعِبَادَۃُ، اَلطَّاعَۃُ (۲) عبادت فرمانبرداری کا نام ہے۔

گویا ہماری زندگی کا بنیادی اور اہم مقصد اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ " قُلۡ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ "(۳) فرمادیجیے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانو۔

اور یہ بات واضح ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کے احکام کا علم نہ ہو اس وقت تک اس کی اطاعت و فرمانبرداری ناممکن ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک جن پانچ علوم[۴] پر مشتمل ہے ان میں سے ایک علم "علم الاحکام" ہے بلکہ غور و فکر سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ پانچ علوم میں سے علم الاحکام نہ صرف ایک اہم علم ہے بلکہ دیگر چار علوم بھی اسی کے گرد چکر لگاتے نظر آتے ہیں۔

۱؎ القرآن، سورہ الذاریات آیت ۵۶

۲؎ لسان العرب ج ۳ ص ۲۷۲

۳؎ القرآن۔ سورہ آل عمران آیت ۳۲

۴؎ شاہ ولی اللہ محدث، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (اردو) ص ۴

مثلاً علمِ مناظرہ: کا مقصد یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اور منافقین کے ساتھ مناظرے کا علم حاصل کیا جائے تاکہ اس کے ذریعے ان پر اسلام کی حقانیت واضح کرتے ہوئے انہیں اطاعتِ خداوندی کی راہ پر گامزن کیا جا سکے۔

علم تذکیر آلا ء اللہ: اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلانا۔ اس علم کا نتیجہ بھی اطاعتِ ربانی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جب کوئی شخص انعامات خداوندی کا علم حاصل کر لیتا ہے تو وہ اس کی فرمانبرداری کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

علم تذکیر ایام اللہ: اللہ تعالیٰ کے خاص دن یاد دلانا۔ اس علم کا مقصد بھی یہی ہے کہ جن ایام میں مومن و مطیع لوگوں پر انعامات خداوندی کی بارش ہوئی اور جن ایام میں منکرین اور نافرمان لوگ اپنے جرم کے باعث عذاب الٰہی کے مستحق ہوئے۔ ان کا علم حاصل کر کے اطاعت کی راہ اختیار کی جائے اور نافرمانی سے اجتناب کیا جائے۔

علم تذکیر موت و ما بعد موت: موت اور اس کے بعد کے حالات سے آگاہ ہونا۔ اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ انسان اپنی عاقبت کی فکر کرتے ہوئے ایسے کام کرے جو جنت میں جانے کا باعث ہیں اور یہی احکام خداوندی کی بجا آوری ہے۔

قرآن پاک کے ذریعے انسان کو احکامِ خداوندی پر مبنی ایک دستورِ حیات عطا کیا گیا جس میں حیاتِ انسانی کے تمام مسائل کا حل بدرجہ اتم موجود ہے۔

چونکہ قرآن پاک سے حصولِ احکام کی عام اجازت نقصان دہ اور اختلاف و انتشار کا موجب تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن اپنے آخری پیغمبر سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما کر امتِ مسلمہ کو ان کی تعلیم و تربیت سے استفادہ کا پابند بنایا۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (۱)

اور ہم نے یہ ذکر (قرآن پاک) آپ کی طرف اتارا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے وہ چیز بیان کریں جو ان کی طرف اتاری گئی۔

آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن پاک کی تفسیر و توضیح کے سلسلے میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حرفِ آخر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی اطاعت کو بھی ضروری قرار دیا گیا بلکہ آپ کی فرمانبرداری کے بغیر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا تصور ممکن ہی نہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (۲)

جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی۔

۱؎ القرآن، سورہ النحل آیت ۴۴

۲؎ القرآن، سورہ النساء آیت ۸۰

marfat.com

اور آپ کے ارشادات کو قانونی حیثیت دیتے ہوئے ان کی صداقت کو یوں بیان کیا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى۔ (۱) — اور آپ اپنی مرضی سے کلام نہیں کرتے بلکہ وہی بات فرماتے ہیں جو آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے۔

نیز ارشاد فرمایا۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ (۲) — اور جو کچھ تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے منع فرمائیں، رک جاؤ۔

لہٰذا احکامِ خداوندی کے حصول کے لیے دو چیزوں کی طرف رجوع کیا جائے گا اور شریعتِ اسلامیہ کے بنیادی ماخذ بھی یہی دو چیزیں ہیں۔ (۱) قرآن پاک (۲) سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

قرآن پاک کو وحی جلی اور سنت یا حدیث کو وحی خفی کہتے ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسائل کا حل پوچھتے اور راہنمائی حاصل کرتے تھے لہٰذا انہیں کسی قسم کی دقت پیش نہیں آتی تھی۔ اسی طرح شارح قرآن سے براہِ راست استفادہ کی سہولت ان لوگوں کو تو حاصل تھی جو دورِ رسالت سے تعلق رکھتے اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو سکتے تھے لیکن سوال یہ تھا کہ وہ لوگ جو دور دراز کے علاقوں میں رہتے اور ہر مسئلے کے حل کے لیے بارگاہِ نبوی سے رجوع نہیں کر سکتے وہ اپنے مسائل کیسے حل کریں یا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد قیامت تک پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں کیا طریقہ اختیار کیا جائے تو اس ضمن میں اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور اہل علم کو قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد کی اجازت دی گئی۔ چنانچہ دورِ رسالت میں ہی اجتہاد کی طرح ڈال دی گئی تھی تاکہ اسے سند حاصل ہو جائے اور کوئی شخص انکار کی جرأت نہ کر سکے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے۔ آپ کو یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا گیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی کتاب سے، فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ؟ عرض کیا سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے فرمایا اگر اس میں بھی نہ پاؤ تو؟ انہوں نے عرض کیا پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسرت کا اظہار فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے آپ کے نمائندے کو مسائل حل کرنے کی توفیق بخشی ہے۔

قرآن پاک کی آیت کریمہ "فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ (۳)

۱ؔ قرآن سورۃ النجم آیت ۳

۲ؔ " " حشر آیت ۷

۳ؔ " " النحل آیت ۴۳

(اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم سے پوچھو) میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن وسنت سے واضح طور پر مسئلہ معلوم نہ ہو سکے تو مجتہدین وفقہاء کرام سے راہنمائی حاصل کرو۔

اگر کسی زمانے کے تمام یا اکثر مجتہدین کسی مسئلے پر متفق ہو جائیں تو اسے اجماع کہتے ہیں۔ اگر بعض ائمہ کا اجتہادی فیصلہ ہو تو اسے قیاس کہا جاتا ہے۔

گویا شرعی احکام چار طریقے سے حاصل ہوتے ہیں (۱) قرآن پاک (۲) سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۳) اجماع (۴) قیاس یہی شرعی دلائل ہیں اور انہی کو اصولِ فقہ کہا جاتا ہے۔

علم الاحکام کا دوسرا نام علمِ فقہ ہے۔ اگرچہ شروع شروع میں علم فقہ میں کافی وسعت تھی لیکن جوں جوں مختلف علوم الگ الگ مرتب ہو گئے علم فقہ ایک خاص معنیٰ میں محدود ہو گیا۔

علمِ فقہ کی تعریف:

لغوی اعتبار سے فقہ، کسی چیز کو جاننے اور معلوم کرنے کا نام ہے۔

اصطلاح فقہاء میں اس کی تعریف یوں ہے۔

اَلْعِلْمُ بِالْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّةِ الْفَرْعِیَّةِ الْمُکْتَسَبِ مِنْ اَدِلَّتِهَا التَّفْصِیْلِیَّةِ [1]

ان احکام شرعیہ فرعیہ کا جاننا جو اپنے تفصیلی دلائل (قرآن، سنت، اجماع اور قیاس) سے اخذ کیے گئے ہوں۔

علمِ فقہ کا موضوع:

اس علم میں مکلف (عاقل وبالغ مسلمان کے فعل یعنی فرض، واجب، حلال، حرام مستحب اور مکروہ وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔

ماخذ فقہ:

فقہ کے چار ماخذ ہیں: قرآن، سنت، اجماع اور قیاس۔

علمِ فقہ کی غایت:

اس علم کے حصول کا مقصد دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور ہونا ہے یعنی انسان دنیا میں خود بھی جہالت کی گھاٹیوں

---

[1] الدر المختار جلد اول ص ۵۔

marfat.com

سے ترقی کر کے علم نافع کے اعلیٰ مرتبہ کو پہنچ جائے۔ خود بھی احکامِ الٰہیہ پر عمل پیرا ہو اور دوسروں کو بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعلیم دے کر آخرت میں جنتی نعمتوں سے مالا مال ہو جائے[۱]۔

علمِ فقہ کی فضیلت :

علم فقہ کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے حصول کے بعد انسان نہ صرف اپنی انفرادی زندگی بلکہ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں بھرپور کردار ادا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے جب تک وہ علم فقہ سے بہرہ ور نہیں ہوتا حقوق اللہ اور حقوق العباد سے لاعلم رہتا اور جہالت کی وادیوں میں بھٹکتا رہتا ہے لہٰذا وہ حقوق کی ادائیگی کرنا چاہے بھی تو معلومات نہ ہونے کی بنیاد پر خود بھٹکنے بلکہ دوسروں کو بھی غلط راستے پر ڈالنے کا خطرہ رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دین اسلام کی تبلیغ کے لیے علم فقہ کا حصول لازمی قرار دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ[۲]

تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں۔

اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے محض زاہد سے فقیہ کی برتری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

فَقِيْهٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ[۳]

ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابد کی نسبت زیادہ سخت ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

تَفَقَّهُوْا قَبْلَ أَنْ تُسَوَّدُوْا[۴]

حصولِ سیادت سے پہلے فقہ (دین کی سمجھ) حاصل کرو۔

جیسا کہ آپ نے گزشتہ سطور سے معلوم کر لیا ہے۔ فقہ کی بنیاد چار چیزوں پر ہے، قرآن، سنت، اجماع اور قیاس بعض لوگ قرآن وسنت کو تو مانتے ہیں لیکن اجماع وقیاس کو جن کی بنیاد اجتہاد واستنباط پر ہے۔ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں گویا ان کے نزدیک قرآن وسنت کی روشنی میں مسائل کا حل پیش کرنے والے فقہاء کرام کی تمام کاوشیں بیکار اور خلاف اسلام ہیں

---

[۱] مفید المفتی (فقہ اسلامی) ص ۱۱

[۲] القرآن سورۂ توبہ آیت ۱۲۲

[۳] جامع ترمذی، ابواب العلم ص ۳۸۴

[۴] صحیح بخاری جلد اول ص ۱۷

حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ قرآنی آیات، احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم میں غور و فکر کرکے وقتاً فوقتاً پیش آنے والے مسائل کا حل تلاش نہ کیا جاتے تو امتِ مسلمہ کس کی طرف رجوع کرے گی کیا ان کے نزدیک عقیدۂ ختم نبوت کی کوئی حیثیت نہیں اور وہ نہیں جانتے کہ اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا جو قرآن پاک کی تشریح و توضیح کے ذریعے مسائل کا حل بتائے بلکہ یہ فریضہ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور علماء کو سونپا گیا ہے اور یہ امتِ مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے لیکن تعجب خیز بات یہ ہے کہ منکرین اجتہاد کو آئمہ اسلاف کی تحقیقی و اجتہادی کاوشیں تو قبول نہیں لیکن خود قرآن و سنت کی من مانی تاویلیں کرکے بزعم خویش اجتہادی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں جب کہ علم و دانش اور زہد و تقویٰ کے اعتبار سے یہ لوگ اجتہاد کے اہل ہی نہیں۔

اور پھر جب پاکستان کی عدالتِ عظمیٰ (سپریم کورٹ) کا فیصلہ قانون بن جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ فقہاء کرام کی اجتہادی کوششوں کو قانونی حیثیت حاصل نہ ہو۔

اس دورنگی کا کیا علاج کہ منکرین اجتہاد، اسلاف فقہاء کرام کی محنتوں سے چوری چھپے استفادہ کرتے ہیں اور بظاہر انکار کی راہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ ریکارڈ پر لانا ضروری سمجھتا ہوں۔

شوال المکرم ۱۴۰۹ھ میں دیوبندی مکتبِ فکر کے ایک عالم مولوی کریم عبداللہ موضع منڈہار ضلع مانسہرہ (ہزارہ) نے راقم کو بتایا کہ جب وہ امرتسر (ہندوستان) کی ایک جامع مسجد کے خطیب تھے تو وقتاً فوقتاً مولوی ثناء اللہ امرتسری (غیر مقلد) کے پاس جایا کرتے تھے۔ امرتسری صاحب کے پاس مسائل کے حل کے لیے جو خطوط آتے ان کے جوابات لکھتے ہوئے وہ اپنے خادم سے کہتے ہدایہ (فقہ حنفی کی کتاب) نکال کر لاؤ۔ مولوی کریم عبداللہ کہتے ہیں میں ان سے ازراہ مذاق کہتا نہیں جناب مشکوٰۃ شریف (حدیث کی کتاب) سے فتویٰ لکھیے ہدایہ تو آپ کو تسلیم ہی نہیں تو جواباً مولوی امرتسری کہتے مولانا! حقیقت یہ ہے کہ ان فقہاء کرام کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے اگر آج ان لوگوں کی فقہ ہمارے پاس نہ ہوتی تو ہر مسئلے کا حدیث سے جواب دینا مشکل ہو جاتا۔

آپ نے دیکھا کس طرح غیر مقلدین کے امام مولوی ثناء اللہ کو بھی یہ بات تسلیم ہے کہ فقہاء کرام کی کاوشیں، امتِ مسلمہ پر ان کا بہت بڑا احسان ہے اور یقیناً مولوی صاحب مذکور یہ بھی جانتے اور تسلیم کرتے ہیں کہ فقہ اسلامی، قرآن و سنت سے ماخوذ ہے ان سے متصادم نہیں۔ کاش وہی بات جسے یہ لوگ چوری چھپے تسلیم کرتے ہیں، کھلے بندوں بھی مان لیں تو امت کے انتشار و افتراق کو ختم کرنے میں بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔

مذاہب اربعہ:

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، اجتہاد کا سلسلہ دورِ رسالت ہی میں شروع ہو چکا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس پر مسرت کا اظہار بھی فرمایا تھا، صحابہ کرام قرآن و سنت کی روشنی میں، پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرتے تھے، تابعین نے بھی اس کام کو آگے بڑھایا اور یوں مختلف علاقوں میں مجتہدین کرام کی جماعتیں وجود میں آگئیں۔

ان فقہاء و مجتہدین میں سے بعض حضرات کی فقہ مدون ہوئی۔ اس کے لیے اصول و ضوابط بنائے گئے اور اس طرح ان کے فقہی مذاہب جاری ہو گئے۔

لیکن ان فقہی مذاہب میں سے صرف چار مذاہب، درجہ شہرت کو پہنچے، عالم اسلام میں بسنے والے مسلمانوں نے ان سے رشتہ جوڑا اور ان کی فقہی قیادت کو تسلیم کیا۔ ان چار فقہی مذاہب کے بانی امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، امام مالک بن انس، امام محمد بن ادریس شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ ہیں۔ جن کی فقہ بالترتیب فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کہلاتی ہے۔

اہل سنت و جماعت کا ان چار مذاہب فقہ میں سے کسی ایک کے ساتھ تعلق ضروری ہے۔ اور اس تعلق کو تقلید کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

علامہ سید احمد طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"بعض مفسرین نے ارشاد باری تعالیٰ "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ "حبل اللہ (اللہ کی رسی) سے "جماعت" مراد ہے کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے "ولا تفرقوا" (اور الگ الگ نہ ہو جاؤ) ارشاد فرمایا اہل علم کے نزدیک جماعت سے فقیہ اور علماء مراد ہیں۔ جو شخص ان لوگوں سے ایک بالشت بھی جدا ہوا وہ گمراہی میں پڑ گیا، اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم ہوا اور جہنم کا مستحق ہوا۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین اور بعد کے لوگوں کا طریقہ وہی لوگ پاسکتے ہیں جو اہل علم و فقہ ہیں۔ پس جو شخص جمہور فقہاء اور سواد اعظم سے الگ ہوا وہ اہل جہنم کے ساتھ مل گیا۔ لہٰذا اے مومنین کی جماعت! تم پر نجات پانے والی جماعت "اہل سنت و جماعت" کی اتباع لازم ہے کیونکہ ان کی موافقت سے ہی اللہ تعالیٰ کی مدد، حفاظت اور توفیق حاصل ہوتی ہے جب کہ ان کی مخالفت، ذلت و رسوائی اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث ہے۔ اور آج یہ نجات پانے والی جماعت، صرف چار مذاہب میں منحصر ہے یعنی وہ حنفی، مالکی، شافعی، اور حنبلی ہیں جو شخص اس دور میں ان چار مذاہب سے خارج ہے وہ بدعتی، مستحق جہنم ہے[1]"

فقہ حنفی:

ان چار مذاہب میں سے فقہ حنفی کو جو قبولیت عامہ حاصل ہوئی وہ محتاج تعارف نہیں۔ آج دنیا میں فقہ حنفی سے

---

[1] احمد طحطاوی۔ السید، حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار جلد ۴ ص ۱۵۲، ۱۵۳۔

marfat.com

تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی تعداد دیگر مذاہب کے متعلقین سے کہیں زیادہ ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسی وجوہات ہیں جن کی بنا پر فقہ حنفی ایک امتیازی شان کی حامل بن گئی۔ اس ضمن میں شبلی نعمانی لکھتے ہیں۔

"امام ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) اس صفت میں اپنے تمام ہم عصروں سے ممتاز تھے کہ وہ مذہبی تقدس کے ساتھ دنیاوی اغراض کے اندازہ شناس تھے اور تمدن کی ضرورتوں کو اچھی طرح سمجھتے تھے مرجعت اور فصل قضایا (مقدمات کے فیصلوں) کی وجہ سے ہزاروں پیچیدہ معاملات ان کی نگاہ سے گزر چکے تھے ان کی مجلس افتاء بہت بڑی عدالت عالیہ تھی جس نے لاکھوں مقدمات کا فیصلہ کیا تھا وہ ملکی حیثیت رکھتی تھی اور ارکان سلطنت، مہمات امور میں ان سے مشورہ لیتے تھے ان کے شاگرد اور ہم نشین جن کی تعداد سینکڑوں سے زیادہ تھی، عموماً وہ لوگ تھے جو منصب قضا پر مامور تھے۔ ان باتوں کے ساتھ خود ان کی طبیعت مقننانہ اور معاملہ سنج واقع ہوئی تھی وہ ہر بات کو قانون کی حیثیت سے دیکھتے تھے اور اس کے دقیق نکتوں تک پہنچتے تھے [۱]

فقہ حنفی کی خصوصیات:

علامہ شبلی نعمانی نے فقہ حنفی کی پانچ خصوصیات ذکر کی ہیں۔

(۱) عقل کے مطابق ہونا ——— فقہ حنفی عقل کے مطابق ہے اور یہ فقہ مسائل کے اسرار و مصالح پر مبنی ہے اس سلسلے میں امام طحاوی رحمہ اللہ کی شرح معانی الآثار کو سامنے رکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب، احادیث اور غور و فکر دونوں کے موافق ہے۔

(۲) آسان ہونا ——— فقہ حنفی آسان فقہ ہے، قرآن پاک میں متعدد جگہ آیا ہے کہ "خدا تم لوگوں پر آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا [۲]

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں سیدھے اور آسان دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں [۳] یہ آسانی دین اسلام کا طرۂ امتیاز ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ میں بھی یہی بات پیش نظر رکھی گئی ہے۔ اس سلسلے میں بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ یہاں صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مثلاً چوری کے ایک نصاب یعنی ایک اشرفی

---

[۱] شبلی نعمانی، مولانا سیرت نعمان ص ۱۸۰

[۲] القرآن سورۂ بقرہ ۱۸۵

[۳] مسند امام احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۱۱۶۔

marfat.com

میں متعدد چور مشترک ہوں تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کسی کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جب کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک ہر ایک کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۳) قواعدِ معاملات کی وسعت :۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فقہ حنفی کے قواعدِ معاملات وسیع تمدن کے موافق ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک معاملات کے احکام ایسے ابتدائی حالات میں تھے کہ تمدن وتہذیب یافتہ ملک کے لیے بالکل ناکافی تھے نہ معاہدات کے استحکام کے قواعد منضبط تھے نہ دستاویزات وغیرہ کی تحریر کا اصول قائم ہوا تھا اور نہ مقدمات کے فیصلوں اور ادائے شہادت کا کوئی باقاعدہ طریقہ تھا، امام اعظم رحمہ اللہ پہلے شخص ہیں جو ان چیزوں کو قانون کی صورت میں لائے۔

(۴) ذمیوں کے حقوق :۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ غیر مسلم جو مسلمانوں کے ملک میں ان کے تابع بن کر رہتے ہیں ذمی کہلاتے ہیں اسلام نے جس طرح مسلمان رعایا کو حقوق عطا کیے ہیں۔ اسی طرح ذمیوں کی حفاظت اور انہیں حقوق کی ادائیگی کا بھی اعلان کیا ہے امام اعظم رحمہ اللہ نے اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی فقہ میں ذمیوں کو جو حقوق دیے ہیں دنیا کی کسی حکومت نے غیر قوم کو وہ حقوق نہیں دیے۔ فقہ حنفی کے مطابق ذمیوں کے حقوق محض زبانی دعوی نہیں بلکہ یہ عملاً نافذ رہے ہیں۔ بالخصوص ہارون الرشید کی وسیع حکومت انہی احکام کی پابند تھی۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ذمیوں کا خون مسلمانوں کے خون کے برابر ہے۔

(۵) نصوص شرعیہ سے مطابقت :۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ویسے تو ہر امام کی فقہ، نصوص شرعیہ یعنی قرآن وسنت سے ثابت ہے لیکن امام اعظم رحمہ اللہ کا اجتہاد واستنباط دوسرے ائمہ کی نسبت زیادہ قوی اور مدلل ہے۔ مثلاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ نماز کے دوران متیمم کو پانی مل جائے تو تیمم ٹوٹ جائے گا۔ امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ اس کے خلاف ہیں۔ امام اعظم کا استدلال یہ ہے کہ قرآن پاک میں تیمم کا جواز، "فلم تجدوا ماءً" (پانی نہ پاؤ) کی شرط سے مشروط ہے جب شرط نہ رہی تو مشروط بھی باقی نہ رہا اسی طرح کی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں لیکن یہ مختصر مضمون ان کا متحمل نہیں ہو سکتا تفصیل کے لیے دیگر کتب کی طرف رجوع کیا جائے۔[۱]

شاہ ولی اللہ اور فقہ حنفی :

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ہندوستان کے بے علم لوگوں پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید ضروری سمجھتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"جب جاہل آدمی ہندوستان کے ممالک اور ماوراء النہر کے شہروں میں ہو اور کوئی عالم شافعی، مالکی اور حنبلی وہاں نہ ہو اور نہ ان مذاہب کی کوئی کتاب ہو تو اس پر واجب ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی

---

[۱] شبلی نعمانی، مولانا سیرت نعمان ص ترمیم واضافہ کے ساتھ

marfat.com

تقلید کرے اور امام اعظم کے مذہب سے باہر نکلنا اس پر حرام ہے کیونکہ اس صورت میں شریعت کی رسی اپنی گردن سے نکال کر مہمل بیکار رہ جائے گا۔"[1]

نورالایضاح:

نورالایضاح، عبادات پر مشتمل فقہ حنفی کی ایک مختصر مگر جامع کتاب ہے۔ اس کتاب میں ضروری مسائل کا اجمالی ذکر ہے ان مسائل سے آگاہی نہ صرف طلباء و طالبات بلکہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اسی بنا پر اس کتاب کو عربی سے اردو میں منتقل کرنے کی ضرورت پیش آئی تاکہ وہ لوگ جو عربی زبان اور اس کی گرائمر سے ناواقف ہیں عبادات کی درستگی کے لیے اس سے استفادہ کر سکیں۔

نورالایضاح کے مصنف حضرت شیخ حسن بن عمار بن علی کے تفصیلی حالات دستیاب نہیں ہو سکے تاہم ان کا اجمالی تعارف یوں ہے۔

آپ کی کنیت ابوالاخلاص، نام حسن، ولدیت عمار اور جد امجد کا نام علی تھا آپ ۹۹۴ھ میں مصر کے ایک قصبہ شبرابلولہ میں پیدا ہوئے۔ نسبت غیر قیاسی کے اعتبار سے شبرابلوی کی بجائے شرنبلالی کہلاتے ہیں۔
ملکی نسبت سے مصری اور تعلیمی ادارے کی مناسبت سے ازہری کہا جاتا ہے۔ آپ سات سال کے تھے کہ والد ماجد کے ساتھ پیدائشی قصبے سے قاہرہ منتقل ہوئے قرآن پاک حفظ کیا اور علوم دینیہ کی تحصیل میں مشغول ہو گئے۔
شیخ محمود حموی، شیخ عبدالرحمٰن میسری، امام عبداللہ نحریری اور علامہ محمد المحو سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ فقہ کی سند موخرالذکر دو بزرگوں اور شیخ امام علی بن عام مقدسی سے حاصل کی۔

جامعہ ازہر میں مسند تدریس پر فائز ہوئے اور قاہرہ میں عوام و خواص کے مرجع رہے، فقہ میں ملکہ نصوص کی معرفت اور تحریر و تصنیف میں یکتائے روزگار ہونے کے باعث متاخرین میں نہایت عمدہ شخصیت شمار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف عوام بلکہ ارکان حکومت بھی آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ آپ سے کسب فیض کرنے والوں میں علامہ احمد عجمی، سید سند احمد حموی وغیرہ مصری علماء اور علامہ اسماعیل نابلسی شامی شامل ہیں۔

امام حسن شرنبلالی رحمہ اللہ نے تصنیف و تالیف میں نمایاں کام کیا، مخطوطات کے علاوہ جو کتب زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) نورالایضاح (۲) مراقی السعادت (۳) غنیہ ذوی الاحکام حاشیہ درر الحکام (۴) مراقی الفلاح شرح نورالایضاح

---

[1] شاہ ولی اللہ محدث — الانصاف مع اردو ترجمہ کشاف ص ۷۰، ۷۱

(۵) شرح منظومہ ابن وہبان (۶) تحفۃ الاکمل (۷) التحقیقات القدسیہ (۸) العقد الفرید فی التقلید (۹) رسائل شرنبلالی وچھوٹے بڑے رسائل کی تعداد ۴۸ ہے۔[1]

۱۰۳۵ھ میں آپ مسجد اقصیٰ میں استاذ ابوالاسعاف یوسف بن وفا کی صحبت میں حاضر ہوتے اور ان کی زندگی میں ان کے ساتھ رہے۔ غالباً انہی کی نسبت سے وفائی بھی کہلاتے ہیں۔

اار رمضان المبارک ۱۰۶۹ھ میں فقہ و دانش اور زہد و تقویٰ کا یہ عظیم پیکر اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مترجم نورالایضاح:

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے نورالایضاح، عبادات کے مسائل پر ایک جامع کتاب ہے اور مدارس عربیہ کے طلباء کے علاوہ اُردو خواں حضرات کے لیے بھی اس کا پڑھنا اور گھروں میں رکھنا ضروری ہے بلکہ ہمارے سکولوں اور کالجوں میں بھی اس کتاب کو اردو ترجمہ کے ساتھ داخل نصاب کرنا از بس مفید ہے تاکہ نوجوان طلباء و طالبات عبادات کے مسائل سے آگاہ ہو سکیں۔

تنظیم المدارس نے طالبات کے امتحان ثانویہ عامہ کے لیے اس کتاب کو شامل نصاب کیا ہے لہٰذا ان طالبات کی راہنمائی کے لیے بھی اُردو ترجمہ کی اشد ضرورت تھی۔

بنابریں استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی کے حکم اور راہنمائی سے راقم نے نورالایضاح کے ترجمہ اور تشریح کی ایک حقیر سی کوشش کی ہے۔

جہاں تک اس میں کامیابی کا تعلق ہے اس سلسلے میں فی الحال کچھ کہنا مشکل ہے امید ہے کہ اکابر علماء کرام بالخصوص مدارس کے مہتممین راقم کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اپنے تاثرات اور ہدایات سے ضرور نوازیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے اس کے مولف کے درجات بلند فرمائے، راقم اور تمام مسلمانوں کو دینِ اسلام سے کامل وابستگی کی توفیق عطا فرمائے اور میری اس کوشش کو قبولیت کا شرف عطا فرما کر مرشد گرامی غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی اور میرے والد ماجد حضرت مولانا محمد عبداللہ منڈ ہاروی ثم چھچھوی (رحمہما اللہ) کے بلندیٔ درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

محمد صدیق ہزاروی سعیدی
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

---

[1] تذکرہ مصنفین درس نظامی ص ۹۲ مع مقدمہ حاشیہ عربی نورالایضاح۔

چند ضروری اصطلاحات

۱۔ فرضِ اعتقادی:۔ جو دلیل قطعی سے ثابت ہو جیسے رکوع اور سجدہ وغیرہ اس کا منکر ائمہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور بلا عذرِ صحیح شرعی ایک بار بھی چھوڑنے والا فاسق مرتکب کبیرہ ہے۔

۲۔ فرضِ عملی:۔ وہ حکم جس کا ثبوت ایسا قطعی نہ ہو مگر مجتہد کی نظر میں شرعی دلائل کی رُو سے وہ اس قدر قطعی ہے کہ اسے بجالائے بغیر آدمی بری الذمہ نہیں ہوتا مثلاً سر کے چوتھے حصے کا مسح کرنا۔

۳۔ واجب اعتقادی:۔ وہ حکم کہ دلیل ظنی سے اس کی ضرورت ثابت ہو فرضِ عملی اور واجب عملی دونوں اس کی قسمیں ہیں۔

۴۔ واجب عملی:۔ وہ واجب اعتقادی کہ اس کے کیے بغیر بری الذمہ ہونے کا احتمال ہو مگر ظنِ غالب اس کی ضرورت پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجالانا درکار ہو تو اس کے بغیر عبادت ناقص رہتی ہے۔ کسی واجب کو ایک بار قصداً چھوڑنا گناہ صغیرہ اور چند بار ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ مثلاً تشہد پڑھنا

۵۔ سنت مؤکدہ:۔ وہ عمل جس کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو البتہ بیانِ جواز کے لیے کبھی ترک بھی فرمایا ہو۔ یا وہ عمل جس کے کرنے کی تاکید فرمائی لیکن چھوڑنے کی گنجائش بھی ہو۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا گناہ ہے۔ چھوڑنے کی عادت ہو جائے تو عذاب کا مستحق ہوگا

۶۔ سنت غیر مؤکدہ:۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل کہ نظرِ شرع میں ایسا مطلوب ہو کہ اس کا ترک ناپسند ہو لیکن اس قدر نہیں کہ اس پر عذاب سے ڈرایا جائے۔ اس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے نہ کرنے پر مواخذہ نہیں۔

۷۔ مستحب:۔ وہ عمل کہ شریعت کی نظر میں پسند ہو مگر چھوڑنے پر ناپسندیدگی نہ ہو خواہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علماء کرام نے اسے پسند فرمایا۔ اگرچہ حدیث میں اس کا ذکر نہ آیا ہو۔ اس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

۸۔ مباح:۔ وہ عمل جس کا کرنا نہ کرنا یکساں ہو۔

۹۔ حرام قطعی:۔ یہ فرض کا مقابل ہے اس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہ کبیرہ اور فسق ہے۔ اور بچنا فرض و ثواب

۱۰۔ مکروہ تحریمی:۔ یہ واجب کا مقابل ہے۔ اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے اگرچہ اس کا کرنا حرام کے گناہ سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے۔

۱۱۔ اساءت:۔ جس کا کرنا بُرا ہو اور کبھی کبھی کرنے والا مستحق عتاب اور ہمیشہ کرنے والا عذاب کا مستحق ہے۔ یہ سنت مؤکدہ کے مقابل ہے

۱۲۔ مکروہ تنزیہی:۔ جس کا کرنا شریعت میں پسندیدہ نہیں لیکن کرنے والا عذاب کا مستحق نہیں۔ یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔

۱۳۔ خلاف اولیٰ:۔ وہ عمل کہ اس کا نہ کرنا بہتر تھا کیا تو کوئی حرج نہیں اور نہ ہی کسی قسم کی جھڑک ہے۔ یہ مستحب کا مقابل ہے۔

(بہار شریعت حصہ دوم ص ۸۱،۷)

marfat.com

خطبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاھِرِیۡنَ وَصَحَابَتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان رحم والا ہے

ہر قسم کی حمد و ستائش تمام جہانوں کے پروردگار کے لیے اور درود و سلام ہمارے سردار حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کی پاکیزہ آل اور تمام صحابہ کرام پر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اللہ تعالیٰ کے تین نام آئے ہیں۔ ایک ذاتی اور دو صفاتی۔

اللہ :۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی اور خاص نام ہے کسی دوسرے پر کسی صورت میں بھی بولا نہیں جا سکتا۔ یہ نام اللہ تعالیٰ کی صفات کا جامع ہے اسی لیے اس کو اسم اعظم بھی کہتے ہیں۔

رحمٰن و رحیم :۔ رحمٰن بروزن فَعْلَان اور رحیم بروزن فَعِیْل صفت مشبہ کے صیغے ہیں اور ان کے معنیٰ میں مبالغہ پایا جاتا ہے یعنی بہت رحم کرنے والا۔ رحمٰن دنیا اور آخرت کی رحمت کو شامل ہے جب کہ رحیم، آخرت کے ساتھ خاص ہے۔

حمد :۔ حمد کا لفظی معنیٰ تعریف کرنا ہے اور اس پر الف لام داخل ہونے کی وجہ سے ہر قسم کی تعریف کو شامل ہے یعنی جب بھی کوئی کسی کی تعریف کرے۔ در حقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے کیونکہ دنیا کا کوئی انسان یا کوئی چیز اسی لیے قابل تعریف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قابل تعریف بنایا ہے۔

"بسم اللہ" کی طرح ہر اچھے کام کے شروع میں الحمد کا پڑھنا بھی موجب برکت اور باعث ثواب ہے اسی طرح کھانے پینے یا کسی بھی نعمت کے حاصل ہونے پر "الحمد للہ" کہہ کر خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

رب :۔ لفظ رب بروزن فَعْل صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور اس کا مادہ تربیت ہے۔ کسی چیز کو تدریجاً اس کی منزل تک پہنچانا تربیت کہلاتا ہے۔

عالمین :۔ لام کی زبر کے ساتھ عالم کی جمع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا سب کچھ عالم کہلاتا ہے چونکہ عالم کی مختلف اقسام ہیں مثلاً عالم الانس، عالم الجن، عالم الملک وغیرہ۔ اس لیے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا۔

صلوٰۃ :۔ لفظ صلوٰۃ باب تفعیل کا اسم مصدر ہے اور دعا، نماز، تسبیح اور رحمت کے معنیٰ میں آتا ہے۔ یہاں صلوٰۃ سے رحمت مراد ہے۔ جب لفظ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو رحمت بھیجنا اور انسانوں یا فرشتوں کی طرف منسوب ہو تو رحمت کی دعا کرنا مراد ہوتا ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جب بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سُنے تو آپ کی بارگاہ مقدس

marfat.com

میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام بھیجے۔ قرآن پاک میں ہے۔

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔"

حدیث شریف میں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔"

درود شریف کے لیے مختلف صیغے اور جملے منقول ہیں۔ ان میں سے جو درود شریف بھی پڑھا جائے موجب ثواب و برکات ہے۔ درود ابراہیمی پڑھیں یا "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" یا کوئی دوسرا درود۔ البتہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جو کلمات درود پڑھے جائیں وہ درود و سلام دونوں پر مشتمل ہوں نماز میں چونکہ سلام الگ بھیجا جاتا ہے۔ لہٰذا درود ابراہیمی پڑھنا چاہیے۔

سلام :۔ یہ لفظ بھی باب تفعیل کا اسم مصدر ہے اور امن وسلامتی کے معنی میں آتا ہے۔ جس طرح بارگاہِ نبوی میں ہدیۂ درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح سلام کا بھی حکم ہے بلکہ اس کی زیادہ تاکید ہے۔ بارگاہِ رسالت مآب میں سلام انفرادی صورت میں پیش کیا جائے یا جمع ہو کر بیٹھ کر پڑھیں یا کھڑے ہو کر ہر طرح جائز ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) :۔ ہمارے آقا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ہے۔

لفظ محمد باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے "جس کی بار بار تعریف کی جائے"۔ چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند کیا گیا اور اولین و آخرین کی زبانوں پر آپ کی تعریف و توصیف کے نغمے جاری ہوئے اس لیے آپ کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا گیا۔

خاتم النبیین :۔ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے ختم نبوت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خاص ہے آپ کے بعد کسی نئے نبی کا امکان بھی نہیں یہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

آل :۔ آل سے مراد اہل وعیال بھی ہوتے ہیں اور متعلقین و متوسلین بھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ کی صاحبزادیاں اور نواسے نیز ان کی اولاد آپ کی آل ہیں۔ علاوہ ازیں ہر مومن مسلمان آپ کی آل ہے۔ یہاں تمام امت اجابت مراد ہے کیونکہ یہ مقام دعا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی "آل محمد کل تقی" میں تقی سے مراد غیر مشرک مسلمان ہیں۔ (طحطاوی علی المراقی)

صحابتہ :۔ صحابہ صاحب کی جمع ہے۔ جس کا معنی ساتھی ہے وہ خوش نصیب مسلمان جن کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا صحابی کہلاتے ہیں۔ آپ نے اپنے تمام صحابہ کرام کو آسمان ہدایت کے ستارے قرار دے کر ان کے دامن رشد و ہدایت سے وابستگی کی ترغیب دی ہے۔

اجمعین :۔ اجمع کی جمع ہے اور یہ لفظ تاکید کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

قَالَ الْعَبْدُ الْفَقِيْرُ اِلٰى مَوْلَاهُ الْغَنِیِّ اَبُو الْاِخْلَاصِ حَسَنُ الْوَفَائِیُّ الشُّرُنْبُلَالِیُّ الْحَنَفِیُّ اِنَّهٗ الْتَمَسَ مِنِّیْ بَعْضُ الْاَخِلَّاءِ (عَامَلَنَا اللّٰهُ وَاِیَّاهُمْ بِلُطْفِهِ الْخَفِیِّ) اَنْ اَعْمَلَ مُقَدِّمَةً فِی الْعِبَادَاتِ تُقَرِّبُ عَلَى الْمُبْتَدِیْ مَا تَشَتَّتَ مِنَ الْمَسَائِلِ فِی الْمُطَوَّلَاتِ فَاسْتَعَنْتُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَاَجَبْتُهٗ طَالِبًا لِلثَّوَابِ وَلَا اَذْكُرُ اِلَّا مَا جَزَمَ بِصِحَّتِهٖ اَهْلُ التَّرْجِیْحِ مِنْ غَیْرِ اِطْنَابٍ (وَسَمَّیْتُهٗ) نُوْرَ الْاِیْضَاحِ وَنَجَاةَ الْاَرْوَاحِ وَاللّٰهَ اَسْأَلُ اَنْ یَّنْفَعَ بِهٖ عِبَادَهٗ وَیُدِیْمَ بِهِ الْاِفَادَةَ۔

سببِ تالیف:

اپنے بے نیاز مالک کے محتاج بندے ابو الاخلاص حسن الوفائی شرنبلالی حنفی (رحمہ اللہ)[1] نے کہا کہ مجھ سے بعض دوستوں نے (اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان کو اپنی خاص مہربانی سے مشرف فرمائے) مطالبہ کیا کہ میں عبادت کے بارے میں ایک مقدمہ (چھوٹی کتاب[2]) تیار کروں جو فقہ[3] کی بڑی بڑی کتابوں میں بکھرے ہوئے مسائل کو ابتدائی طلباء کے قریب کر دے چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہوئے محض حصولِ ثواب کی خاطر اس مطالبے کو قبول کیا۔

میں اس کتاب میں کسی طوالت کے بغیر ان مسائل کو ذکر کروں گا جن کی صحت کو اہل ترجیح[4] نے یقینی قرار دیا ہے میں نے اس کتاب کا نام نور الایضاح و نجاۃ الارواح[5] (وضاحت کی روشنی اور روحوں کی نجات) رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ میں سوال ہے کہ وہ اس کتاب سے اپنے بندوں کو نفع پہنچائے اور اس کا فائدہ ہمیشہ رہے۔

---

[1] مصنف کا اسم گرامی حسن. کنیت ابوالاخلاص اور لقب وفائی ہے۔ اپنے گاؤں کی نسبت سے شرنبلالی۔ اور حنفی مسلک سے وابستگی کی وجہ سے حنفی کہلاتے ہیں۔ (مصنف کے تفصیلی حالات کتاب کے شروع میں ملاحظہ کریں)

[2] مقدمہ:۔ دال کی زبر کے ساتھ۔ باب تفعیل سے اسم مفعول واحد مونث کا صیغہ ہے یعنی آگے کی ہوئی چیز۔ مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب جو فقہی مسائل پر مشتمل ہے۔ طلباء کے آگے رکھ دی گئی ہے کہ وہ اس سے استفادہ کریں۔ اگر دال کی زیر سے مقدِمہ پڑھیں تو مفہوم یہ ہوگا کہ یہ کتاب فقہ کے مسائل کو طلباء کی طرف آگے بڑھا رہی ہے۔

[3] فقہ:۔ دلائل شرعیہ سے حاصل ہونے والے شرعی احکام کا جاننا فقہ ہے۔ (دلائل شرعیہ چار ہیں قرآن، سنت اجماع اور قیاس۔)

[4] اہلِ ترجیح:۔ فقہاء کرام کے چھ طبقات ہیں۔

(۱) مجتہد فی الشرع (۲) مجتہد فی المذہب (۳) مجتہد فی المسائل (۴) اصحاب التخریج (۵) اصحاب الترجیح (۶) اصحاب التمیز

marfat.com

اہل ترجیح فقہاء کرام کا پانچواں طبقہ ہے جو کسی مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف اقوال میں سے ایک کو ترجیح دے سکتے ہیں اسی طرح امام صاحب اور طرفین کے درمیان اختلاف کی صورت میں ہذا اولیٰ یا ہذا اصح وغیرہ کہہ کر کسی ایک قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ مثلاً صاحب قدوری اور صاحب ہدایہ۔ (فتاویٰ شامی جلد اول ص ۵۳)

۵۔ نورالایضاح ونجاۃ الارواح۔ چونکہ اس کتاب میں عبادات سے متعلق مسائل کی وضاحت اور علم ہے لہٰذا یہ ایک نور ہے کیونکہ جہالت اندھیرا ہے اور علم روشنی۔ علاوہ ازیں جب انسان شرعی احکام کے مسائل سیکھنے کے بعد عبادت کرتا ہے تو اس کی روح کو تازگی ملتی ہے اور وہ تمام قلبی بیماریوں سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ اسی لیے اسے نورالایضاح ونجاۃ الارواح کہا گیا۔

---

marfat.com

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

اَلْمِيَاهُ الَّتِي يَجُوْزُ التَّطْهِيْرُ بِهَا سَبْعَةُ مِيَاهٍ مَاءُ السَّمَاءِ وَ مَاءُ الْبَحْرِ وَ مَاءُ النَّهْرِ وَمَاءُ الْبِئْرِ وَماء ذَابَ مِنَ الثلج وَالْبَرَدِ وماءُ العين ثُمَّ الْمِيَاهُ عَلٰى خَمْسَةِ اَقْسَامٍ طَاهِرٌ مُطَهِّرٌ غَيْرُ مَكْرُوْهٍ وَهُوَ الْماء المطلق وطاهر مطهر مَكْرُوْهٌ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ الهرة وَنَحْوُهَا وَكَانَ قَلِيْلًا وَ طَاهِرٌ غَيْرُ مُطَهِّرٍ وَ هُوَ مَا اسْتُعْمِلَ لِرَفْعِ حَدَثٍ اَوْ لِقُرْبَةٍ كَالْوُضُوْءِ عَلَى الْوُضُوْءِ بِنِيَّتِه وَيَصِيْرُ

طہارت کی کتاب[۱،۲]

جن پانیوں سے پاکیزگی حاصل کرنا جائز ہے وہ سات قسم کے پانی ہیں۔

(۱) آسمان (بارش) کا پانی (۲) دریا کا پانی (۳) نہر کا پانی (۴) کنوئیں کا پانی (۵) برف سے پگھلا ہوا پانی (۶) اولوں سے پگھلنے والا پانی (۷) چشمے کا پانی۔

طہارت کے اعتبار سے پانی کی اقسام:

پھر طہارت کے اعتبار سے، پانی کی پانچ قسمیں ہیں۔

۱۔ پاک ہے پاک کرنے والا ہے مکروہ نہیں۔ یہ مطلق پانی[۳] ہے۔

۲۔ پاک ہے پاک کرنے والا ہے لیکن مکروہ ہے یہ وہ پانی ہے جس سے بلی یا اس جیسے جانور نے پیا ہو اور وہ قلیل (تھوڑا) ہو۔

۳۔ پاک ہے لیکن پاک نہیں کرتا یہ وہ پانی ہے جو حدث کو دور کرنے یا حصول ثواب کے لیے استعمال کیا گیا ہو، مثلاً وضو ہونے کے باوجود ثواب کی نیت سے دوبارہ وضو کیا جائے۔

۱ے کتاب: لفظ کتاب مصدر ہے اس کا لغوی معنی جمع کرنا ہے جو چیز لکھی جاتی ہے اس میں الفاظ کا اجتماع ہوتا ہے اسلیے اسے کتاب کہا جاتا ہے۔

۲ے طہارت: یہ بھی مصدر ہے، طاء کے فتح سے نظافت اور پاکیزگی حاصل کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

۳ے مطلق پانی: مطلق پانی وہ ہوتا ہے جس میں کوئی دوسری چیز مل کر اسے مقید نہ کر دے مثلاً گلاب کا پانی کہیں تو یہ مقید ہے لیکن جسے صرف پانی کہیں وہ مطلق ہوگا۔

marfat.com

الْمَاءُ مُسْتَعْمَلًا بِمُجَرَّدِ انْفِصَالِهِ عَنِ الْجَسَدِ وَلَا يَجُوْزُ بِمَاءِ شَجَرٍ وَلَوْ خَرَجَ بِنَفْسِهِ مِنْ غَيْرِ عَصْرٍ فِي الْاَظْهَرِ وَلَا بِمَاءٍ زَالَ طَبْعُهُ بِالطَّبْخِ اَوْ بِغَلَبَةِ غَيْرِهِ عَلَيْهِ وَالْغَلَبَةُ فِي مُخَالَطَةِ الْجَامِدَاتِ بِاِخْرَاجِ الْمَاءِ عَنْ رِقَّتِهِ وَسَيَلَانِهِ وَ لَا يَضُرُّ تَغَيُّرُ اَوْصَافِهِ كُلِّهَا بِجَامِدٍ كَزَعْفَرَانٍ وَّفَاكِهَةٍ وَوَرَقِ شَجَرٍ وَالْغَلَبَةُ فِي الْمَائِعَاتِ بِظُهُوْرِ وَصْفٍ وَاحِدٍ مِنْ مَائِعٍ لَهُ وَصْفَانِ فَقَطْ كَاللَّبَنِ لَهُ اللَّوْنُ وَ الطَّعْمُ وَلَا رَائِحَةَ لَهُ وَبِظُهُوْرِ وَصْفَيْنِ مِنْ مَائِعٍ لَهُ ثَلَاثَةٌ كَالْخَلِّ وَالْغَلَبَةُ فِي الْمَائِعِ الَّذِيْ لَا وَصْفَ لَهُ كَالْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ وَمَاءِ الْوَرْدِ الْمُنْقَطِعِ الرَّائِحَةِ

جسم سے جدا ہوتے ہی پانی مستعمل ہوجاتا ہے۔

مسئلہ:۔ درخت اور پھل کے پانی سے وضو کرنا جائز نہیں اگرچہ نچوڑنے کے بغیر خود بخود نکلے یہ زیادہ ظاہر قول کے مطابق ہے۔

مسئلہ:۔ ایسے پانی سے بھی وضو کرنا جائز نہیں کہ پکانے یا اس پر غیر کے غالب آنے کی وجہ سے اس کی طبیعت (مائع ہونا) ختم ہو جائے۔

پانی پر غیر کا غلبہ:

ٹھوس چیزوں کے پانی میں مل جانے کی صورت میں غیر کا غلبہ اس وقت ہوگا جب پانی پتلا نہ رہے اور نہ ہی جاری ہو سکے۔ کسی ٹھوس چیز کے پانی میں مل جانے سے اس کے تمام اوصاف کا بدل جانا وضو کے جواز کو نہیں روکتا جیسے زعفران، پھل اور درخت کے پتے مل جائیں۔

کسی بہنے والی چیز کے پانی میں مل جانے کی صورت میں اگر اس چیز کے دو وصف ہیں تو صرف ایک وصف کا ظاہر ہونا غلبہ شمار ہوگا مثلاً دودھ کا رنگ اور ذائقہ ہے بو نہیں، اور اگر اس بہنے والی چیز کے تین اوصاف ہوں تو دو وصفوں کا ظاہر ہونا غلبہ ہوگا جیسے سرکہ وغیرہ۔ اور اگر پانی میں ایسی بہنے والی چیز مل جائے جس کا کوئی وصف نہیں جیسے مستعمل پانی، گلاب کا پانی جس کی خوشبو ختم ہو گئی ہو

تَكُوْنُ بِالْوَزْنِ فَاِنِ اخْتَلَطَ رَطْلَانِ مِنَ الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ بِرَطْلٍ مِنَ الْمُطْلَقِ لَا يَجُوْزُ بِهِ الْوُضُوْءُ وَبِعَكْسِهِ جَازَ

وہاں وزن کا اعتبار ہوگا۔ اگر دو رطل (ایک سیر) مستعمل پانی ایک رطل (آدھ سیر) مطلق پانی میں مل جائے تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہوگا جب کہ اس کے برعکس صورت میں جائز ہوگا۔[1]

[1] پانی میں ملنے والی اشیاء دو قسم کی سکتی ہیں۔

(۱) ٹھوس۔

(۲) مائع۔

ٹھوس چیز کے ملنے سے پانی کی طبیعت یعنی سیلان اور رقت کا زائل ہونا اس ٹھوس چیز کا غلبہ شمار ہوگا، لیکن جب پانی میں مائع چیز مل جائے تو پانی کی طبیعت باقی رہتی ہے لہٰذا یہاں غلبے کا اعتبار اس مائع چیز کے اوصاف میں سے کسی وصف کے ظاہر ہونے یا وزن میں زیادہ ہونے سے ہوگا۔ اس ضمن میں یہ ضابطہ بیان ہوا ہے کہ مائع چیز کی تین صورتیں ہیں یا تو اس کے تین اوصاف ہوں گے یعنی رنگ، بو اور ذائقہ۔ یا دو وصف ہوں گے یا کوئی بھی وصف نہیں ہوگا۔ اگر پانی میں ملنے والے مائع کے تین وصف ہوں مثلاً سرکہ کہ اس کا اپنا رنگ، ذائقہ اور بو ہے تو ایسی صورت میں دیکھا جائے گا دو وصف ظاہر ہوئے تو پانی مغلوب اور سرکہ غالب ہوگا اور وضو ناجائز ہوگا۔ اور اگر ایک ہی وصف ظاہر ہو تو وضو جائز ہوگا لیکن ایسی چیز کے مل جانے کی صورت میں جس میں دو وصف پائے جاتے ہیں ایک وصف کے ظاہر ہونے سے وہ چیز غالب اور پانی مغلوب ہوگا اور وضو ناجائز ہوگا۔ مثلاً دودھ کا رنگ اور ذائقہ ہے لیکن بو نہیں لہٰذا پانی اور دودھ مل جائیں تو دیکھا جائے گا۔ دودھ کا رنگ اور ذائقہ دونوں ظاہر ہوں تو دودھ غالب اور وضو جائز ہوگا ورنہ نہیں لیکن ایسی مائع چیز جس کا کوئی وصف نہیں مثلاً مستعمل پانی کہ اس کا اپنا رنگ، بو اور ذائقہ نہیں ہوتا۔ اگر مطلق پانی میں مل جائے تو وزن کا اعتبار ہوگا مطلق پانی زیادہ ہو تو وضو جائز ہے اور مستعمل زیادہ ہو تو ناجائز ہوگا۔

وَالرَّابِعُ مَاءٌ نَجِسٌ وَهُوَالَّذِی حَلَّتْ فِیْهِ نَجَاسَةٌ وَكَانَ رَاكِدًا قَلِیْلًا وَالقلیلُ مَا دُوْنَ عَشْرٍ فِیْ عَشْرٍ فَیَنْجِسُ وَاِنْ لَمْ یَظْهَرْ اَثَرُهَا فیه او جَارِیًا وَظَهَرَ فِیْهِ اَثَرُهَا وَالْاَثَرُ طَعْمٌ اَوْلَوْنٌ اَوْرِیْحٌ وَالْخَامِسُ مَاءٌ مَشْكُوْكٌ فِیْ طَهُوْرِیَّتِه وَهُوَمَا شرب مِنْهُ حِمَارٌ اَوْ بَغْلٌ

(فصل) والْمَاءُ الْقَلِیْلُ اِذَا شَرِبَ مِنْهُ حَیَوَانٌ یَكُوْنُ عَلٰی اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ وَیُسَمّٰی سُؤْرًا الْاَوَّلُ طَاهِرٌ مُطَهِّرٌ وهو مَا شَرِبَ مِنْهُ ادمی او فرس او مَا یُؤْكَلُ لَحْمُهٗ و الثانی نجس لا یجوز اِسْتِعْمَالُهٗ وَهُوَمَا شرب منه الكلب او الخنزیر او شیٔ من سباع البهائم كالفهد والذئب وَالثَّالِثُ مَكْرُوْهٌ اسْتِعْمَالُهٗ مَعَ وجود غَیْرِہٖ وَهُوَ

۴:۔ ناپاک پانی - اور یہ وہ پانی ہے جس میں نجاست گر جائے اور وہ ٹھہرا ہوا قلیل ہو۔ قلیل[1] وہ پانی ہوتا ہے جو دس در دس (سو مربع) گز سے کم ہو اگرچہ اس میں نجاست ظاہر نہ ہو پھر بھی ناپاک ہوگا۔ یا وہ جاری پانی جس میں نجاست کا اثر ظاہر ہو جائے اور نجاست کا اثر ذائقہ، رنگ اور بُو ہے۔

۵:۔ ایسا پانی جس کے پاک کرنے میں شک ہو یہ وہ پانی ہے جس سے گدھے یا خچر نے پیا ہو۔

فصل ۱ جھوٹا پانی اور اس کی اقسام:

قلیل پانی سے جب کوئی حیوان پیے تو اس کی چار قسمیں ہیں اور اسے جھوٹا کہتے ہیں۔

۱۔ پاک ہے پاک کرتا ہے۔ یہ وہ پانی ہے جس سے آدمی، گھوڑا، یا وہ جانور پئیں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے[2]۔

۲۔ ناپاک ہے ۔۔۔ اس کا استعمال جائز نہیں یہ وہ پانی ہے جس سے کتا، سور یا پھاڑنے والے درندے، مثلاً چیتے اور بھیڑیے وغیرہ نے پیا ہو۔

۳۔ اس کا استعمال مکروہ ہے جب اس کے علاوہ پانی موجود ہو[3]۔ بلی گلیوں میں پھرنے

---

[1] قلیل اور کثیر پانی کا معیار یہ ہے کہ اگر تالاب دس ضرب دس یعنی سو مربع گز ہو تو کثیر کہلائے گا۔ اگر اس سے کم ہو اور جاری بھی نہ ہو بلکہ ٹھہرا ہوا ہو تو وہ پانی قلیل ہوتا ہے۔ اگر جاری ہو تو کثیر کے حکم میں ہوگا۔

marfat.com

سُؤرُ الهِرَّۃِ وَالدَّجَاجَۃِ المخلاۃ وَسِبَاعِ الطَّیْرِ کَالصَّقَرِ وَالشَّاھِیْنِ وَالحِدَأۃِ وَسَوَاکِنِ البُیُوْتِ کَالفَارَۃِ لَا العَقْرَبِ وَالرَّابِعِ مَشْکُوْکٌ فِی طَھُوْرِیَّتِہٖ وَھُوَ سُؤرُ البَغْلِ وَالحِمَارِ فَاِنْ لَمْ یَجِدْ غَیْرَہٗ تَوَضَّأَ بِہٖ وَتَیَمَّمَ ثُمَّ صَلّٰی

(فصل) لَوِ اخْتَلَطَ اَوَانٍ اَکْثَرُھَا طَاھِرٌ تَحَرّٰی لِلتَّوَضُّوءِ وَالشُّرْبِ وَاِنْ کَانَ اَکْثَرُھَا نَجِسًا لَا یَتَحَرّٰی اِلَّا لِلشُّرْبِ وَفِی الثِّیَابِ المُخْتَلِطَۃِ یَتَحَرّٰی سَوَاءٌ کَانَ اَکْثَرُھَا طَاھِرًا اَوْ نَجِسًا

والی مرغی[۱]، پھاڑنے والے پرندے مثلاً شکرا، باز اور چیل اور گھروں میں رہنے والی چیزیں مثلاً چوہا، نہ بچھو، ان سب کا جھوٹا مکروہ ہے۔

۴۔ مشکوک، ایسا پانی جس کے پاک کرنے میں شک ہے یہ خچر اور گدھے کا جھوٹا ہے۔

مسئلہ :۔ اگر مشکوک پانی کے علاوہ نہ پائے تو اس کے ساتھ وضو کرے اور تیمم بھی کرے پھر نماز پڑھے[۲]۔

فصل ۲ مخلوط برتن اور کپڑے :

اگر کچھ برتن مل جل جائیں اور ان میں سے اکثر ناپاک ہوں[۳]۔ تو وضو کرنے اور پینے کے لیے غور و فکر کرے اگر زیادہ برتن ناپاک ہوں تو صرف پینے کے لیے سوچ بچار کرے[۴] اور ملے جلے کپڑوں میں غور و فکر کرے چاہے ان میں سے زیادہ پاک ہوں یا ناپاک[۵]۔

(حاشیہ گزشتہ) ۲ھ مثلاً گائے بکری وغیرہ

۳ھ اگر اس کے علاوہ پانی نہ ہو تو بلا کراہت اس کا استعمال جائز ہے۔

(صفحہ ہذا) ۱ھ چونکہ یہ مرغی گندگی کے ڈھیروں پر پھرتی ہے اس لیے اس کی چونچ کا پاک ہونا یقینی نہیں ہوتا۔

۲ھ چاہے وضو پہلے کرے یا تیمم دونوں طرح جائز ہے۔

۳ھ یعنی یہ تو معلوم ہوا کہ اکثر برتنوں میں پانی ناپاک ہے لیکن یہ پتہ نہ چلے کہ وہ کون کون سے ہیں۔

۴ھ چونکہ پینے کے لیے مجبوری ہے اور وضو کی جگہ تیمم کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے اس پانی سے وضو نہ کیا جائے اور پینے کے لیے سوچ و بچار کرکے جن کے بارے میں غالب گمان ہو کہ یہ پاک ہوں گے ان میں سے پی لے۔

۵ھ پانی اور کپڑوں میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ پانی کی جگہ تیمم ہو سکتا ہے لیکن کپڑا نہ پہننے کی صورت میں ننگا ہو کر نماز

marfat.com

(فصلٌ) تُنْزَحُ الْبِئْرُ الصَّغِيْرَةُ بِوُقُوْعِ نَجَاسَةٍ وَاِنْ قَلَّتْ مِنْ غَيْرِ الْاَرْوَاثِ كَقَطْرَةِ دَمٍ اَوْ خَمْرٍ وَبِوُقُوْعِ خِنْزِيْرٍ وَلَوْ خَرَجَ حَيًّا وَلَمْ يُصِبْ فَمُهُ الْمَاءَ وَبِمَوْتِ كَلْبٍ اَوْ شَاةٍ اَوْ اٰدَمِيٍّ فِيْهَا وَبِانْتِفَاخِ حَيَوَانٍ وَلَوْ صَغِيْرًا وَمِائَتَا دَلْوٍ لَوْ لَمْ يُمْكِنْ نَزْحُهَا وَاِنْ مَاتَ فِيْهَا دَجَاجَةٌ اَوْ هِرَّةٌ اَوْ نَحْوُهُمَا لَزِمَ نَزْحُ اَرْبَعِيْنَ دَلْوًا وَاِنْ مَاتَ فِيْهَا فَارَةٌ اَوْ نَحْوُهَا لَزِمَ نَزْحُ عِشْرِيْنَ دَلْوًا وَكَانَ ذٰلِكَ طَهَارَةً لِلْبِئْرِ وَالدَّلْوِ وَالرِّشَاءِ وَيَدِ الْمُسْتَقِيْ وَلَا تَنْجُسُ الْبِئْرُ بِالْبَعْرِ وَالرَّوْثِ وَالْخِثْيِ اِلَّا اَنْ يَسْتَكْثِرَهُ النَّاظِرُ اَوْ اَنْ لَا يَخْلُوَ دَلْوٌ عَنْ بَعْرَةٍ۔

فصل ۔ کنویں کے مسائل :۔

مسئلہ ۔ چھوٹے کنویں کا تمام پانی نکالا جائے۔

۱۔ اگر اس میں لید کے علاوہ کوئی نجاست گر جائے چاہے تھوڑی ہو جیسے خون یا شراب کا ایک قطرہ۔

۲۔ اگر اس میں خنزیر گر جائے اگرچہ وہ زندہ نکلے اور اس کا منہ پانی تک نہ پہنچا ہو[1]۔

۳۔ اگر کتا یا آدمی اس میں (گر کر) مر جائے۔

۴۔ کوئی جانور پھول جائے اگرچہ چھوٹا ہو۔

اگر تمام پانی کا نکالنا ممکن نہ ہو تو دو سو ڈول نکالے جائیں۔

مسئلہ: اگر کنویں میں مرغی یا بلی یا ان دونوں جیسی کوئی چیز مر جائے تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے۔

اگر اس میں چوہا یا اس کی مثل کوئی چیز مر جائے تو بیس ڈول نکالنا ضروری ہے اور یہ (نکالنا ہی) کنویں، ڈول، رسی اور نکالنے والے کے ہاتھ کے لیے طہارت ہے[2]۔ مینگنی، لید اور گوبر سے کنواں (اس وقت تک) ناپاک نہیں ہوتا جب تک دیکھنے والا اسے زیادہ خیال نہ کرے۔ کوئی ڈول بھی مینگنی (وغیرہ) سے خالی نہ ہو[3]۔

(صفحہ گذشتہ) پڑھنا ہوگی حالانکہ ستر کا ڈھانپنا بھی فرض ہے لہٰذا کپڑا نہ پہننے کی صورت میں بھی حرام کا ارتکاب ہو رہا ہے لہٰذا سوچ و بچار کر کے جس کپڑے کی طہارت کا غالب گمان ہو اسے پہن لیا جائے۔

(صفحہ ہٰذا) [1] چونکہ خنزیر نجس عین ہے اس لیے اس کے محض گرنے سے پانی ناپاک ہو جائے گا۔

[2] یعنی اب برتن، رسی یا ہاتھ کو نہ بھی دھویا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

[3] چونکہ اس صورت میں نجاست کی کثرت ہوگی لہٰذا ناپاک ہو جائے گا قلیل نجاست سے بچنا ناممکن ہے لہٰذا وہ معاف ہے۔

marfat.com

ولا یفسد الماء بخرء حمامٍ و عصفورٍ ولا بموت ما لا دم له فیہ کسمکٍ وضفدعٍ وحیوان الماء وبق و ذباب و زنبور و عقرب ولا بوقوع آدمی وما یؤکل لحمہ اذا خرج حیّا ولم یکن علیٰ بدنہ نجاسۃ ولا بوقوع بغلٍ وحمارٍ وسباعِ طیرٍ و وحشٍ فی الصحیح وان وصل لعاب الواقع الی الماء اخذ حکمہ ووجود حیوانٍ میّتٍ فیہا ینجّسہا من یومٍ و لیلۃٍ ومنتفخٍ من ثلاثۃ ایامٍ ولیالیہا ان لم یعلم وقت وقوعہ

کبوتر اور چڑیا کی بیٹ سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور ایسی چیز کے (پانی میں) مر جانے سے بھی پانی ناپاک نہیں ہوتا جس میں خون نہ ہو۔ مثلاً مچھلی، مینڈک اور پانی کے جانور ——— کھٹمل (پسو) مکھی، بھڑ، بچھو، آدمی اور اس چیز کے پانی میں گرنے سے بھی پانی ناپاک نہیں ہوتا جس کا گوشت کھایا جاتا ہے جب کہ وہ زندہ نکلے اور اس کے جسم پر نجاست نہ ہو[۱] صحیح قول[۲] کے مطابق خچر، گدھے اور پھاڑنے والے درندے کے گرنے سے بھی پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

اگر گرنے والے جانور کا تھوک پانی میں مل جائے تو پانی کا وہی حکم ہو گا جو اس (تھوک) کا ہے[۳]

اور مردہ جانور کا پایا جانا ایک دن اور رات سے پانی کو ناپاک کر دیتا ہے اور پھولا ہوا جانور پایا جائے تو تین دن رات سے پانی ناپاک شمار ہو گا (یہ اس وقت ہے) جب گرنے کا وقت معلوم نہ ہو[۴]

---

۱ اگر جسم پر نجاست ہو یا مر جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔

۲ یعنی اس کے خلاف بھی قول ہے وہ یہ کہ ان کے گرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے لیکن وہ قول صحیح نہیں۔

۳ اگر اس کا تھوک نجس ہے تو پانی ناپاک ہو جائے گا تھوک مکروہ ہے تو پانی مکروہ ہے اور پاک ہے تو پانی پاک رہے گا۔

۴ پانی میں گرا ہوا جانور مردہ حالت میں ملا تو اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ پھولا ہوا ہو گا یا نہیں۔ پھر اس کے گرنے کا وقت معلوم ہو گا یا نہ۔ اگر وقت معلوم ہے تو چاہے پھولا ہوا ہو یا نہ، جس وقت وہ گرا ہے اس کے بعد اس سے وضو کر کے جتنی نمازیں پڑھی ہیں وہ تمام نمازیں لوٹائی جائیں۔ اور اس دوران جو کپڑا اس سے دھویا گیا وہ دوبارہ دھویا جائے۔

اگر گرنے کا وقت معلوم نہیں تو پھولا ہونے کی صورت میں تین دن رات پہلے سے اس کا گرنا تصور کیا جائے اور نہ پھولنے کی صورت میں ایک دن رات پہلے سے گرا ہوا شمار کر کے اس وقت سے ناپاک سمجھا جائے نمازوں کا اعادہ کیا جائے اور جو کچھ دھویا۔ ہو اسے دوبارہ دھویا جائے۔

سوالات

(۱) نورالایضاح کے مصنف کی سوانح حیات پر ایک مختصر اور جامع نوٹ لکھیں۔

(۲) کتنے اور کون کون سے پانیوں سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے؟

(۳) طہارت و نجاست کے اعتبار سے پانی کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

(۴) ماءِ مستعمل کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ ماءِ مطلق کسے کہتے ہیں؟

(۵) ٹھوس اور مائع چیز کے پانی پر غالب آنے کا پتہ کیسے لگایا جائے گا؟

(۶) اگر قلیل اور ٹھہرے ہوئے پانی میں نجاست گر جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۷) مختلف حیوانات کے جھوٹے کا کیا حکم ہے تفصیل سے بتائیں؟

(۸) اگر کنویں میں نجاست گر جائے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۹) انسان یا کوئی حیوان کنویں میں گر جائے تو زندہ نکلنے کی صورت میں کیا حکم ہوگا اور مرنے کی حالت میں کیا؟

(۱۰) مندرجہ ذیل الفاظ کی وضاحت کریں یعنی صیغہ فعل اور باب بتائیں۔

قال ۔ نغیر ۔ التمس ۔ تشتتت ۔ استعمل ۔ مخالطۃ ۔ ثُلُثی ۔ تیمم ، یُوکل ۔ ینجس ۔

(۱۱) مندرجہ ذیل جملوں پر اعراب لگائیں اور ترکیب کریں۔

التمس منی بعض الاخلاء ۔ استعمل لرفع حدث ۔ الرابع ماء نجس ، لا یجوز استعمالہ ۔ لم یصب فمہ الماء ۔
لا یفسد الماء بخرء حمام ۔

---

marfat.com

(فصل فی الاستنجاء) يَلْزَمُ الرَّجُلَ الِاسْتِبْرَاءُ حَتّٰى يَزُوْلَ اَثَرُ الْبَوْلِ وَيَطْمَئِنَّ قَلْبُهٗ عَلٰى حَسَبِ عَادَتِهٖ اِمَّا بِالْمَشْيِ اَوِ التَّنَحْنُحِ وَالِاضْطِجَاعِ اَوْ غَيْرِهٖ وَلَا يَجُوْزُ لَهُ الشُّرُوْعُ فِي الْوُضُوْءِ حَتّٰى يَطْمَئِنَّ بِزَوَالِ رَشْحِ الْبَوْلِ وَالِاسْتِنْجَاءُ سُنَّةٌ مِّنْ نَجَسٍ يَخْرُجُ مِنَ السَّبِيْلَيْنِ مَالَمْ يَتَجَاوَزِ الْمَخْرَجَ وَاِنْ تَجَاوَزَ وَكَانَ قَدْرَ الدِّرْهَمِ وَجَبَ اِزَالَتُهٗ بِالْمَاءِ وَاِنْ زَادَ عَلَى الدِّرْهَمِ افْتُرِضَ غَسْلُهٗ وَيُفْتَرَضُ غَسْلُ مَا فِي الْمَخْرَجِ عِنْدَ الِاغْتِسَالِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَالْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَاِنْ كَانَ مَا فِي الْمَخْرَجِ قَلِيْلًا وَاَنْ يَسْتَنْجِيَ بِحَجَرٍ مُنَقٍّ وَنَحْوِهٖ وَالْغَسْلُ بِالْمَاءِ اَحَبُّ وَالْاَفْضَلُ الْجَمْعُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْحَجَرِ فَيَمْسَحُ ثُمَّ يَغْسِلُ وَيَجُوْزُ اَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى الْمَاءِ اَوِ الْحَجَرِ وَالسُّنَّةُ اِنْقَاءُ الْمَحَلِّ وَالْعَدَدُ فِي الْاَحْجَارِ مَنْدُوْبٌ لَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ فَيَسْتَنْجِيْ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ نَدْبًا اِنْ حَصَلَ التَّنْظِيْفُ بِمَا دُوْنَهَا

فصل ۳ استنجاء کا بیان[1]

مرد کے لیے پاکیزگی حاصل کرنا ضروری[2] ہے، یہاں تک کہ پیشاب کا اثر ختم ہو جائے اور عادت کے مطابق اس کا دل مطمئن ہو جائے (چاہے) چلنے کے ساتھ ہو یا کھانسنے اور لیٹنے وغیرہ کے ساتھ، اور اس وقت تک وضو شروع کرنا جائز نہیں جب تک پیشاب کے ٹپکنے سے مطمئن نہ ہو جائے۔

استنجاء اس نجاست سے سنت ہے جو دو راستوں میں سے ایک سے نکلے اور نکلنے کی جگہ سے تجاوز نہ کرے[3]۔

اگر ایک[4] درہم کا اندازہ تجاوز کر جائے تو پانی کے ساتھ دور کرنا واجب ہے۔ اور اگر درہم سے زیادہ بڑھ جائے تو اس کا دھونا فرض ہے۔

جنابت، حیض اور نفاس سے غسل کرتے وقت جو کچھ مخرج میں ہو اسے دھونا فرض ہے اگرچہ جو کچھ مخرج میں ہے تھوڑا ہو، صاف کرنے والے پتھر اور اس کی مثل (مثلاً ڈھیلا وغیرہ) سے استنجاء کرے پانی کے ساتھ دھونا زیادہ اچھا ہے اور پانی اور پتھر کو جمع کرنا افضل ہے بس پتھر سے رگڑے پھر دھوئے۔ پانی یا پتھر میں سے ایک چیز پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے سنت تو جگہ کو پاک کرنا ہے پتھروں کی تعداد مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں اگر تین پتھروں سے کم کے ساتھ پاکیزگی حاصل ہو جائے تو تین پتھر استعمال کرنا مستحب[5] ہے۔

وكيفية الاستنجاء ان يمسح بالحجر الاول من جهة المقدم الى خلف و بالثاني من خلف الى قدام و بالثالث من قدام الى خلف اذا كانت الخصية مدلاة وان كانت غير مدلاة يبتدئ من خلف الى قدام والمرأة تبتدئ من

استنجاء کا طریقہ:

استنجاء کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے پتھر کے ساتھ آگے سے پیچھے کی طرف پونچھے دوسرے پتھر کے ساتھ پیچھے سے آگے کی طرف اور تیسرے کے ساتھ آگے سے پیچھے کی طرف (پونچھے) جب کہ خصیے لٹکے ہوئے ہوں[1]۔ اگر لٹکے ہوئے نہ ہوں تو پیچھے سے آگے کی طرف ابتداء کرے۔ اور عورت شرم گاہ کے آلودہ ہونے کے خوف سے (ہمیشہ) آگے

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ۱؎ استنجاء، باب استفعال سے مصدر ہے۔ اس کا مادہ "نجو" ہے۔ پیٹ سے نکلنے والی نجاست کو "نجو" کہتے ہیں۔ اس نجاست کو دور کرنا اور محل نجاست کو صاف کرنا استنجاء کہلاتا ہے۔

۲؎ یعنی وضو شروع کرنے سے پہلے اس بات کا اطمینان حاصل ہو جائے کہ اب پیشاب کے قطرے نہیں آئیں گے یہی استبراء ہے۔ حصولِ اطمینان کے لیے کئی طریقے استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً پیشاب کرنے کے بعد کچھ دور چلنے سے باقی قطرے نکل جائیں گے یا کھانسنے اور پہلو کے بل لیٹنے نیز پاؤں پر دباؤ ڈالنے سے بھی جو قطرات باقی ہیں نکل سکتے ہیں۔ جب مطمئن ہو جائے کہ اب کوئی قطرہ باقی نہیں رہا۔ اس وقت وضو شروع کرے۔ صرف مرد کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ عورت کو استبراء کی ضرورت نہیں کیونکہ عورت کی جسمانی ساخت کی مناسبت سے قطرات کے باقی رہنے کا خدشہ نہیں

۳؎ استنجاء کی تین اقسام بیان ہوئی ہیں سنت، واجب اور فرض، نجاست مخرج سے ادھر اُدھر نہ لگے تو استنجاء سنت ہے۔ اگر ایک درہم کا اندازہ تجاوز کرے تو واجب اس سے زیادہ ہو تو فرض۔

۴؎ اگر نجاست کا جسم ہو تو ایک درہم وزن مراد ہوگا جو آج کل کے اوزان سے تقریباً ۴،۵ گرام بنتا ہے اور اگر پھیلی ہوئی نجاست ہو جیسے چھوٹا پیشاب وغیرہ تو وزن مراد نہ ہوگا بلکہ اس کے برابر پھیلاؤ یعنی جتنا آج کل چاندی کا روپیہ ہے۔ مخرج سے الگ اتنی جگہ پر نجاست لگ جائے تو یہ درہم کا اندازہ تجاوز شمار ہوگا۔

۵؎ اگر ایک یا دو پتھروں سے صفائی ہو جائے تو تین پتھروں سے استنجاء کرنا مستحب ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱؎ گرمیوں میں عام طور پر یہ کیفیت ہوتی ہے کہ مرد کے خصیتین ڈھیلے پڑ کر لٹک جاتے ہیں اس صورت میں اگر پتھر یا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو لایا جائے تو خصیتین کے ساتھ نجاست لگنے کا خطرہ ہوتا ہے لہٰذا پہلے پتھر کے ساتھ آگے سے

marfat.com

قُدَّامٍ اِلٰی خَلْفٍ خَشْیَةَ تَلْوِیْثِ فَرْجِهَا ثُمَّ یَغْسِلُ یَدَهٗ اَوَّلاً بِالْمَاءِ ثُمَّ یُدَلِّکُ الْمَحَلَّ بِالْمَاءِ بِبَاطِنِ اِصْبَعٍ اَوْ اِصْبَعَیْنِ اَوْ ثَلاَثٍ اِنِ احْتَاجَ وَیَصْعَدُ الرَّجُلُ اِصْبَعَهُ الْوُسْطٰی عَلٰی غَیْرِهَا فِیْ اِبْتِدَاءِ الْاِسْتِنْجَاءِ ثُمَّ یُصَعِّدُ بِنْصِرَهٗ وَلاَ یَقْتَصِرُ عَلٰی اِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ وَالْمَرْأَةُ تُصَعِّدُ بِنْصِرَهَا وَاَوْسَطَ اَصَابِعِهَا مَعًا اِبْتِدَاءً خَشْیَةَ حُصُوْلِ اللَّذَّةِ وَیُبَالِغُ فِی التَّنْظِیْفِ حَتّٰی یَقْطَعَ الرَّائِحَةَ الْکَرِیْهَةَ وَفِیْ اِرْخَاءِ الْمَقْعَدَةِ اِنْ لَّمْ یَکُنْ صَائِمًا فَاِذَا فَرَغَ غَسَلَ یَدَهٗ ثَانِیًا وَنَشَّفَ مَقْعَدَتَهٗ قَبْلَ الْقِیَامِ اِنْ کَانَ صَائِمًا

سے پیچھے کی طرف صاف کرے[۱]۔ پھر پہلے پانی کے ساتھ ہاتھوں کو دھوئے اس کے بعد پانی لے کر (نجاست کی) جگہ کو ایک یا دو انگلیوں یا ضرورت ہو تو تین انگلیوں کے ساتھ رگڑے اور مرد استنجاء کی ابتداء میں درمیانی انگلی کو دوسری انگلی پر چڑھائے پھر بنصر (چھوٹی کے ساتھ والی انگلی) کو اس پر چڑھائے لیکن ایک ہی انگلی پر اکتفاء نہ کرے[۲] اور عورت بنصر اور درمیانی انگلی کو اکٹھا (دوسری انگلی) پر چڑھائے تاکہ حصول لذت کا خدشہ باقی نہ رہے[۳] اور پاکیزگی حاصل کرنے میں اس قدر مبالغہ کرے کہ ناپسندیدہ بو ختم ہو جائے اگر روزہ دار نہ ہو تو مقعد کو خوب ڈھیلا چھوڑے[۴] جب فارغ ہو تو ہاتھوں کو دوبارہ دھوئے اور روزہ دار ہونے کی صورت میں اٹھنے سے پہلے مقعد کو خشک کرے

(بقیہ گزشتہ) پیچھے کی طرف لے جائے اور سردیوں میں یہ کیفیت نہیں ہوتی لہٰذا اس کے برعکس کیا جائے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] عورت کا معاملہ چونکہ ہمیشہ ایک جیسا رہتا ہے۔ موسموں کی تبدیلی اس پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ اگر پہلے پتھر کو پیچھے سے آگے کی طرف لایا جائے تو شرمگاہ کے نجاست آلود ہونے کا خطرہ ہوتا ہے لہٰذا ہمیشہ آگے سے پیچھے کی طرف ابتداء کی جائے۔

[۲] کیونکہ اس صورت میں بیماری پیدا ہونے کا خدشہ ہے اور اچھی طرح پاکیزگی بھی حاصل نہیں ہوتی۔

[۳] کیونکہ ایسا بھی ممکن ہے کہ ایک ہی انگلی سے استنجاء کرنے کی صورت میں لذت حاصل ہو جائے اور عورت پر غسل واجب ہو جائے اور اسے کچھ پتہ نہ ہو۔ علماء نے لکھا ہے کہ کنواری لڑکیاں انگلیوں کی بجائے ہتھیلی سے استنجاء کریں تاکہ پردۂ بکارت زائل نہ ہو جائے۔ (مراقی الفلاح)

[۴] چونکہ روزے کی حالت میں پانی کے اندر جانے سے روزہ ٹوٹنے کا خطرہ ہوتا ہے لہٰذا روزہ دار ڈھیلا ہو کر نہ بیٹھے۔

marfat.com

(فصل) لَا يَجُوزُ كَشْفُ الْعَوْرَةِ لِلْاِسْتِنْجَاءِ وَاِنْ تَجَاوَزَتِ النَّجَاسَةُ مَخْرَجَهَا وَزَادَ الْمُتَجَاوِزُ عَلٰى قَدْرِ الدِّرْهَمِ لَا تَصِحُّ مَعَهُ الصَّلٰوةُ اِذَا وَجَدَ مَا يُزِيْلُهُ وَيَحْتَالُ لِاِزَالَتِهٖ مِنْ غَيْرِ كَشْفِ الْعَوْرَةِ عِنْدَ مَنْ يَرَاهُ وَيُكْرَهُ الْاِسْتِنْجَاءُ بِعَظْمٍ وَطَعَامٍ لِاٰدَمِيٍّ اَوْ بَهِيْمَةٍ وَاٰجُرٍّ وَخَزَفٍ وَفَحْمٍ وَزُجَاجٍ وَجِصٍّ وَشَيْءٍ مُحْتَرَمٍ كَخِرْقَةِ دِيْبَاجٍ وَقُطْنٍ وَبِالْيَدِ الْيُمْنٰى اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَيَدْخُلُ الْخَلَاءَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَيَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ قَبْلَ دُخُوْلِهٖ وَيَجْلِسُ مُعْتَمِدًا عَلٰى يَسَارِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ وَيُكْرَهُ تَحْرِيْمًا اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ وَاسْتِدْبَارُهَا وَلَوْ فِي الْبُنْيَانِ وَاسْتِقْبَالُ عَيْنِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَمَهَبِّ الرِّيْحِ وَيُكْرَهُ اَنْ يَبُوْلَ اَوْ يَتَغَوَّطَ فِي الْمَاءِ وَالظِّلِّ وَالْحُجْرِ وَالطَّرِيْقِ وَتَحْتَ شَجَرَةٍ مُثْمِرَةٍ وَالْبَوْلُ قَائِمًا اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَيَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ بِرِجْلِهِ الْيُمْنٰى

فصل ۴ آدابِ استنجاء :

استنجاء کرنے کے لیے (کسی کے سامنے) شرمگاہ کو ننگا کرنا جائز نہیں اور اگر نجاست مخرج سے تجاوز کر جائے اور تجاوز کرنے والی ایک درہم سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز جائز نہیں اگر اسے دور کرنے کے لیے کوئی چیز پائے اگر کوئی دیکھ رہا ہو تو ستر ننگا کیے بغیر نجاست دور کرنے کا حیلہ کرے۔

ہڈی، انسانی یا حیوانی خوراک، اینٹ، ٹھیکری، کوئلہ، شیشہ، چونا اور قابلِ احترام چیز جیسے ریشمی کپڑے کا ٹکڑا، روئی اور عذر کے بغیر دائیں ہاتھ کے ساتھ استنجاء کرنا مکروہ ہے۔

بیت الخلاء میں بائیں پاؤں کے ساتھ داخل ہو، داخل ہونے سے پہلے "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" پڑھے، بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے اور ضرورت کے بغیر گفتگو نہ کرے۔ قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تحریمہ ہے۔ اگرچہ بستیوں میں ہو۔ سورج اور چاند کی طرف اور جدھر سے ہوا آرہی ہو ادھر منہ کرنا بھی مکروہ ہے۔ پانی، سائے، سورج، راستے اور پھل دار درخت کے نیچے پیشاب کرنا یا قضائے حاجت کے لیے بیٹھنا مکروہ ہے۔ عذر کے بغیر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بھی مکروہ ہے۔ بیت الخلاء سے دایاں پاؤں پہلے نکالے پھر (باہر نکل کر) پڑھے۔

ثُمَّ يَقُولُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔	تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے مجھ سے تکلیف دور کر دی اور مجھے عافیت عطا فرمائی۔

۱؎ چونکہ کسی کے سامنے ننگا ہونا حرام ہے اور نجاست مخرج سے تجاوز نہ کرنے کی صورت میں استنجاء واجب نہیں لہٰذا ایسی صورت میں بغیر استنجاء کے وضو کر لیا جائے لیکن جب نجاست مخرج سے ایک درہم کا اندازہ یا اس سے زیادہ بڑھ جائے اور نجاست کو دور کرنے کے لیے کوئی چیز بھی میسر ہو تو استنجاء کے بغیر نماز جائز نہیں۔ اگرچہ پردہ کی جگہ نہ ملے اور دیکھنے والا آدمی وہ ہے جس سے ستر کو چھپانا ضروری ہے تو کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ استنجاء بھی ہو جائے اور کسی کے سامنے ننگا بھی نہ ہو مثلاً اوپر چادر رکھ کر بیٹھ جائے اور ڈھیلے سے صفائی کرے۔

۲؎ ہڈی کے ساتھ استنجاء کرنا منع ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائیوں جنوں کی خوراک ہے۔ جب جنوں کو ہڈی ملتی ہے تو اس پر گوشت چڑھا ہوتا ہے گویا یہ کھائی ہی نہیں گئی اور گوبر گھاس کی صورت میں بدل کر ان کے جانوروں کی خوراک بن جاتا ہے۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے ان دونوں چیزوں سے استنجاء کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

۳؎ اینٹ سے پاکیزگی حاصل ہونے کی بجائے زخمی ہونے کا خطرہ ہے۔ ٹھیکری سے بھی پاکیزگی حاصل نہ ہو گی بلکہ ہاتھ کے ساتھ نجاست لگ جائے گی نیز یہ ممکن ہے کہ آدمی زخمی ہو جائے۔ کوئلہ سے بھی پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی بلکہ جسم خراب ہوتا ہے۔ شیشہ اور چونا استعمال کرنے سے محل نجاست میں تکلیف ہوتی ہے، قیمتی چیز ریشمی کپڑا یا روئی وغیرہ کا استعمال فضول خرچی اور مال کے ضیاع کا سبب ہے نیز اس سے محتاجی پیدا ہوتی ہے۔

۴؎ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کھانے پینے اور اچھے کاموں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۵؎ چونکہ استنجاء ناپاک جگہ کیا جاتا ہے جہاں شیطان حاضر ہوتا ہے لہٰذا پہلے دایاں پاؤں داخل نہ کیا جائے اور باہر نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں نکالا جائے۔ مسجد میں آنے جانے کے لیے اس کے خلاف طریقہ استعمال کیا جائے علاوہ ازیں بیت الخلاء میں سر ڈھانپ کر جانا چاہیے۔ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے اور اس سے پہلے بسم اللہ پڑھے۔ (مراقی الفلاح)

۶؎ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیت الخلاء میں جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرو۔ لہٰذا یہ قطعاً منع ہے چاہے بستی میں ہو یا جنگل میں۔

marfat.com

(فصل فی الوضوء) اَرْکَانُ الوُضُوءِ اَرْبَعَۃٌ وَہِیَ فَرَائِضُہٗ الاول غَسْلُ الوَجْہِ وَحَدُّہٗ طُوْلاً مِنْ مَبْدَأِ سَطْحِ الْجَبْھَۃِ اِلیٰ اَسْفَلِ الذَّقنِ وَحَدُّہٗ عَرْضًا مَابَیْنَ شَحْمَتَی الْاُذُنَیْنِ وَالثَّانی غَسْلُ یَدَیْہِ مَعَ مِرْفَقَیْہِ وَالثَّالِثُ غَسْلُ رِجْلَیْہِ مَعَ کَعْبَیْہِ وَ

فصل ۵ احکامِ وضو[1]:

وضو کے ارکان[2] چار ہیں۔ اور یہ اس کے فرائض ہیں[3]۔

پہلا:۔ چہرے کا دھونا، لمبائی میں اس کی حد پیشانی کی ابتدائے سطح سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہے اور چوڑائی میں اس کی حد وہ جگہ ہے جو دونوں کانوں کی لَو کے[4] درمیان ہے۔

دوسرا:۔ ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔

تیسرا:۔ پاؤں کو ٹخنوں سے سمیت دھونا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ۷ چاند اور سورج اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں لہٰذا ان کا احترام کرتے ہوئے ان کی طرف بھی رُخ نہیں ہونا چاہیے۔ اور ادھر پیٹھ بھی نہ کی جائے۔

۸ چونکہ ہوا کے رُخ میں بیٹھنے سے پیشاب واپس آکر جسم یا کپڑوں کو نجس کر دیتا ہے لہٰذا ادھر رخ کرنا منع ہے۔

۹ پانی تھوڑا ہو تو اس میں پیشاب کرنا مکروہ تحریمہ ہے کیونکہ اس سے پاک پانی نجس ہو جائے گا اور پاک چیز کو ناپاک کرنا حرام ہے۔ زیادہ پانی میں پیشاب یا تقاضائے حاجت کرنا بھی مکروہ ہے بلکہ بعض علماء نے تو اس کو بھی مکروہ تحریمہ لکھا ہے۔ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رات کو مطلقاً پانی میں پیشاب وغیرہ نہ کیا جائے کیونکہ رات کو جن پانی میں رہتے ہیں اس لیے اس بات کا خدشہ ہے کہ وہ تکلیف نہ پہنچائیں۔ (مراقی)

۱۰ چونکہ لوگ سائے میں بیٹھتے ہیں اس لیے اس سے ان کو اذیت ہوتی ہے۔

۱۱ سوراخ میں پیشاب کرنے سے ممکن ہے اندر سے کوئی کیڑا مکوڑا نکل کر تکلیف پہنچائے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ جنوں کا ٹھکانہ ہوتا ہے۔

۱۲ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو ملعونوں سے بچو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ دو کون سے ہیں۔ فرمایا لوگوں کے راستے یا سائے میں پیشاب کرنے والے۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا) ۱ لفظ وُضو واؤ مضموم کے ساتھ مصدر ہے یعنی طہارت حاصل کرنا اور واؤ مفتوح کے ساتھ وَضُو اس چیز کو کہتے ہیں

الرَّابِعُ مَسْحُ رُبعِ رَأسِہٖ وَسَببُہٗ اِستِبَاحَۃُ مَا لَا یحِلُّ اِلَّا بِہٖ وھو حُکمُہُ الدُّنیوِیُّ وَ حُکمُہُ الاُخروِیُّ الثّوابُ فی الاٰخِرَۃِ وَشَرطُ وُجُوبِہٖ العَقلُ وَالبُلُوغُ وَالاِسلَامُ وقدرۃٌ علی استعمَالِ المَاءِ الکَافی و وجودُ الحدثِ وَعَدمُ الحَیضِ وَالنِّفَاسِ وَضِیقُ الوَقتِ

چوتھا۔ سر کے چوتھے حصے کا مسح کرنا۔

اس (وضو) کا سبب[1] یہ ہے کہ جو کام اس کے بغیر جائز نہیں اس کا کرنا جائز ہو جائے یہ اس کا دنیوی حکم ہے اور اس کا اُخروی حکم آخرت میں ثواب کا حصول ہے۔ اس کے واجب ہونے کی شرط (۱) سمجھ کا پایا جانا (۲) بالغ ہونا (۳) مسلمان ہونا[2] (۴) کافی پانی کے استعمال پر قادر ہونا (۵) حدث کا پایا جانا[3] (۶) حیض اور (۷) نفاس کا نہ ہونا[4] اور (۸) وقت کا تنگ ہونا ہے[5]۔

حاشیہ گزشتہ: جس کے ساتھ وضو کیا جائے مثلاً پانی۔

۲ـــہ ارکان، رکن کی جمع ہے۔ رکن وہ چیز ہے جس پر کسی شے کے باقی رہنے کا دارومدار ہو اور وہ اس چیز کے اندر ہو خارج نہ ہو۔ جب کہ شرائط اس کام سے مقدم ہوتی ہیں۔ مثلاً وضو نماز کے لیے شرط ہے، اور نماز شروع کرنے سے پہلے اس کا ہونا ضروری ہے۔

۳ـــہ فرائض، فریضہ کی جمع ہے فرض یا فریضہ وہ کام ہے جس کی ادائیگی ضروری ہو۔ فرائض وضو قرآن پاک کی اس آیت سے ثابت ہیں۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ۔

اے ایمان والو! جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لو اور اپنے سروں (کے بعض حصے) کا مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھو لو۔ (سورہ مائدہ آیت ۶)

۴ـــہ کان کا وہ حصہ جو چہرے کی طرف ہے وہاں سوراخ کے ساتھ جو ٹمی سی اٹھی ہوئی نرم ہڈی کان کی لو کہلاتی ہے

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱ـــہ جو چیز کسی کام کے باعث بنتی ہے وہ اس کا سبب کہلاتی ہے۔ مثلاً بیمار کی بیماری اس کی تیمارداری کا باعث ہے لہٰذا یہی اس کا سبب ہے۔ وضو کا باعث بھی نماز پڑھنا یا دوسرے امور ہیں جو اس کے بغیر جائز نہیں۔ لہٰذا وہ وضو کا سبب ہیں۔

۲ـــہ پاگل، بچے اور غیر مسلم پر چونکہ نماز فرض نہیں اس لیے ان پر وضو بھی فرض نہیں۔

۳ـــہ حدث کی دو صورتیں ہیں (۱) جنبی ہونا (۲) بے وضو ہونا۔ پہلے کو حدث اکبر اور دوسرے کو حدث اصغر

marfat.com

وَشَرطُ صِحَّتِهٖ ثَلَاثَةٌ عُمُوْمُ الْبَشَرَةِ بِالْمَاءِ الطَّهُوْرِ وَانْقِطَاعُ مَا يُنَافِيْهِ مِنْ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَحَدَثٍ وَزَوَالُ مَا يَمْنَعُ وُصُوْلَ الْمَاءِ إِلَى الْجَسَدِ كَشَمْعٍ وَشَحْمٍ۔

اس (وضو) کے صحیح ہونے کی تین شرائط ہیں۔

(۱) اعضاءِ وضو پر پانی کا پہنچ جانا[۱]۔ (۲) جو چیز وضو کے خلاف ہے مثلاً حیض، نفاس اور حدث[۲] (وغیرہ) کا ختم ہو جانا

(۳) اور جو چیز جسم تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ بنتی ہے اس کا دور ہونا مثلاً موم اور چربی[۳]۔

(حاشیہ گذشتہ) کہتے ہیں حدث اکبر کی صورت میں غسل فرض ہے اور حدث اصغر کی صورت میں وضو فرض ہوگا اگر حدث نہ ہو تو وضو فرض نہ ہوگا البتہ محض ثواب حاصل کرنے کی نیت سے کیا جا سکتا ہے۔

۴ حیض وہ خون ہے جو تندرست عورت کو ہر ماہ کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن آتا ہے۔ اسے ماہواری بھی کہتے ہیں۔ نفاس کا خون بچے کی پیدائش کے بعد آتا ہے چونکہ حیض و نفاس کی حالت میں طہارت حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ان کی موجودگی میں وضو واجب نہ ہوگا۔

۵ نماز کا وقت جب شروع ہوتا ہے تو اس میں وسعت ہوتی ہے۔ جوں جوں وقت آگے بڑھتا ہے تنگ ہوتا جاتا ہے۔ شروع شروع میں وقت کی وسعت کے پیشِ نظر وجوبِ ادا میں بھی وسعت ہوتی ہے یعنی اگر وقت کی پہلی جزء میں نماز ادا نہیں کی تو وجوب ادا دوسری جزء کی طرف منتقل ہو جائے گا اسی طرح وضو کا وجوب بھی وقت کی دوسری جزء کی طرف منتقل ہو جائے گا لیکن جب وقت تنگ ہو جائے تو اب وجوب میں مزید گنجائش باقی نہیں رہتی لہٰذا وقت کی تنگی محض وجوب کے لیے نہیں بلکہ وجوب مضیق (تنگ وجوب) کے لیے شرط ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ دھونے سے مراد یہ ہے کہ پانی اعضاء پر اس طرح گزارا جائے کہ قطرے نیچے گریں محض تر ہاتھ پھیرنا کفایت نہیں کرتا۔

۲ یعنی جب وضو کر رہا ہو اس وقت پیشاب کے قطرات نہ آ رہے ہوں یا ہوا خارج نہ ہو رہی ہو البتہ معذور (جس کی وضاحت آگے آ رہی ہے) کے لیے جائز ہے۔ (طحطاوی علی المراقی)

۳ پانی کا جسم تک پہنچنا ضروری ہے جسم پر چربی یا موم لگی ہو تو پانی ان چیزوں کے اوپر سے گزر جاتا ہے اور جسم تک نہیں پہنچتا لہٰذا پہلے چربی وغیرہ کو دور کیا جائے اسی طرح عورتیں ناخنوں پر ناخن پالش لگاتی ہیں۔ اس کی وجہ سے بھی پانی نہیں پہنچتا۔ اس طرح بے وضو نماز پڑھی جاتی ہے جو ادا نہیں ہوتی۔ مسلمان بہنوں کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے البتہ مہندی لگی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

marfat.com

(فصل) يَجِبُ غَسلُ ظَاهِرِ اللِّحيَةِ الكَثَّةِ فِي أَصَحِّ مَا يُفتَى بِهِ وَيَجِبُ إِيصَالُ المَاءِ إِلَى بَشَرَةِ اللِّحيَةِ الخَفِيفَةِ وَلَا يَجِبُ إِيصَالُ المَاءِ إِلَى المُستَرسِلِ مِنَ الشَّعرِ عَن دَائِرَةِ الوَجهِ وَلَا إِلَى مَا انكَتَمَ مِنَ الشَّفَتَينِ عِندَ الِانضِمَامِ وَلَوِ انضَمَّتِ الأَصَابِعُ أَو طَالَ الظُّفرُ فَغَطَّى الأَنمُلَةَ أَو كَانَ فِيهِ مَا يَمنَعُ المَاءَ كَعَجِينٍ وَجَبَ غَسلُ مَا تَحتَهُ وَلَا يَمنَعُ الدَّرَنُ وَخُرءُ البَرَاغِيثِ وَنَحوُهَا وَيَجِبُ تَحرِيكُ الخَاتَمِ الضَّيِّقِ وَلَو ضَرَّهُ غَسلُ شُقُوقِ رِجلَيهِ جَازَ إِمرَارُ المَاءِ عَلَى الدَّوَاءِ الَّذِي وَضَعَهُ فِيهَا وَلَا يُعَادُ المَسحُ وَلَا الغَسلُ عَلَى مَوضِعِ الشَّعرِ بَعدَ حَلقِهِ وَلَا الغَسلُ بِقَصِّ ظُفرِهِ وَشَارِبِهِ۔

فصل ۶: فرائضِ وضو کی تکمیل:

جن اقوال پر فتویٰ دیا جاتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ صحیح (اور مفتیٰ بہ) قول کے مطابق گھنی داڑھی کے ظاہر کو دھونا واجب[1] ہے اور پتلی داڑھی کی جلد تک پانی پہنچانا ضروری[2] ہے۔ اور ان بالوں تک پانی پہنچانا ضروری نہیں، جو چہرے کے دائرے سے لٹکے ہوئے ہوں[3]۔ اور ہونٹوں کے ملنے کے وقت جو جگہ چھپ جاتی ہے اس تک (پانی) پہنچانا بھی ضروری نہیں[4]۔ اگر انگلیاں مل جائیں یا ناخن لمبے ہوکر پوروں کو ڈھانپ لیں، یا ان میں ایسی چیز ہے جو پانی کے پہنچنے سے مانع ہے۔ مثلاً گوندھا ہوا آٹا، تو اس کے نیچے کا حصہ دھونا واجب[5] ہے، میل کچیل اور مچھر وغیرہ کی بیٹ پانی کے پہنچنے کو نہیں روکتی[6]، تنگ انگوٹھی کو حرکت دینا واجب ہے، اگر پاؤں کے زخموں کو دھونا تکلیف دیتا ہو تو اس دوائی پر سے پانی گزارنا جائز ہے جو زخم میں لگائی[7] ہے۔ سر منڈانے کے بعد بالوں کی جگہ پر دوبارہ مسح نہ کیا جائے اور نہ اسے دھویا جائے۔ ناخنوں اور مونچھوں کو کاٹنے کے بعد بھی دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں[8]۔

۱۔ گھنی داڑھی جس کے نیچے چہرے کا چمڑہ نظر نہیں آتا چہرے کے قائم مقام قرار پاتی ہے لہٰذا اس کا دھونا چہرے کا دھونا ہی قرار پائے گا۔

۲۔ پتلی داڑھی کے نیچے چہرے کی جلد نظر آتی ہے اور اس صورت میں چہرے کا دھونا مشکل بھی نہیں لہٰذا براہ راست چہرے کا دھونا فرض ہوگا۔

۳۔ چونکہ چہرے سے لٹکے ہوئے بال نہ اصل چہرہ ہیں اور نہ اس کے قائم مقام۔ لہٰذا ان کا دھونا

فرض نہیں۔

۴۔ عام حالت میں ہونٹوں کے ملنے سے جو حصہ باہر رہتا ہے وہ وجہ (چہرہ) کہلائے گا اور اس کا دھونا ضروری ہوگا لیکن جو حصہ چھپ جاتا ہے وہ فم یعنی منہ کا حصہ ہے، اور منہ کا دھونا فرض نہیں۔ لہٰذا ہونٹوں کے اس حصے کا دھونا بھی فرض نہ ہوگا۔

۵۔ انگلیوں کے مل جانے سے درمیان کا حصہ خشک رہنے کا خدشہ ہے۔ ناخن لمبے ہوں تو ان کے نیچے پانی نہ پہنچنے کی وجہ سے جگہ خشک رہے گی۔ اسی طرح گوندھا ہوا آٹا ناخنوں کے نیچے ہو تو پانی نہیں پہنچ سکتا لہٰذا ان تمام صورتوں میں جب تک احتیاط کے ساتھ جسم تک پانی نہ پہنچایا جائے وضو نہ ہوگا۔

ضروری نوٹ :۔ آج کل ناخن بڑھانا فیشن بن چکا ہے۔ بالخصوص عورتوں میں یہ بات عام ہو چکی ہے حالانکہ اسلام نے ناخن تراشنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

پانچ باتیں فطرت سے ہیں۔ زیر ناف بال صاف کرنا، ختنہ کرنا، مونچھیں کٹوانا، بغلوں کے بال صاف کرنا اور ناخن ترشوانا۔

(جامع ترمذی جلد ۲۔ باب ماجاء فی تقلیم الاظفار ص۱۸)

لہٰذا ناخن بڑھانا اور نہ ترشوانا فطرت انسانی کے بھی خلاف ہے، اسلامی تعلیمات کے بھی منافی ہے۔ اس سے کھانا بھی مکروہ ہوتا ہے اور وضو نہ ہونے کی وجہ سے نمازیں بھی خراب ہوتی ہیں اسلئے مسلمان بہنوں کو اس بری رسم سے بچنا چاہیے۔

۶۔ میل چونکہ انسان کے جسم سے پیدا ہوتی ہے لہٰذا جسم کا حصہ ہونے کی وجہ سے اس کے نیچے پانی بہانا ضروری نہ ہوگا۔ اور مچھر وغیرہ کی بیٹ ایسی چیز ہے جس سے نیچے پانی جسم تک پہنچ سکتا ہے۔

۷۔ چونکہ اسلام کسی انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ لہٰذا ضرورت کے پیش نظر زخمی پاؤں کی دوائی کے اوپر سے پانی بہا لینا کافی ہوگا۔

۸۔ چونکہ وضو کرنے سے فرض ادا ہوگیا اب بال، مونچھیں یا ناخن کاٹنے سے حدث واپس نہیں لوٹتا لہٰذا بال کٹوانے یا ناخن ترشوانے کے بعد دوبارہ مسح کرنے یا دھونے کی ضرورت نہ ہوگی۔ البتہ ایسا کرنا اچھا ہے۔

---

marfat.com

(فصل) يُسَنُّ فِي الوُضُوءِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا غَسْلُ اليَدَيْنِ إِلَى الرسغين والتسمية ابتداءً والسِّوَاكُ فِي ابتدائه ولو بالاصبع عند فقده والمضمضة ثلاثًا ولو بغرفة وَ الاِسْتِنْشَاقُ بثلاث غرفات والمبالغة في المضمضة والاستنشاق لغير الصائم وتخليل اللحية الكثة بكف ماءٍ من أسفلها و تخليل الاصابع وتثليث الغسل واستيعاب الراس بالمسح مرة ومسح الأذنين ولو بماء الرأس وَ الدلك والولاء والنية والترتيب كما نص الله تعالى في كتابه والبداءة بالميامن ورؤوس الاصابع وَمقدم الراس ومسح الرقبة لا الحلقوم وقيل انّ الاربعة الاخيرة مستحبة.

فصل: وضو کی سنتیں:

وضو میں اٹھارہ چیزیں سنت ہیں[1]۔

(۱) دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک دھونا۔ (۲) ابتدا میں بسم اللہ پڑھنا۔ (۳) شروع میں مسواک کرنا[2]۔ اگرچہ انگلی کے ساتھ ہو جب مسواک نہ ہو (۴) تین بار کلی کرنا اگرچہ ایک چلو (پانی) کے ساتھ ہو (۵) تین چلوؤں کے ساتھ ناک میں پانی چڑھانا (۶) غیر روزے دار کا اچھی طرح کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا (۷) ایک چلو کے ساتھ نیچے کی طرف سے گھنی داڑھی کا خلال کرنا (۸) انگلیوں کا خلال کرنا (۹) (اعضاء کو) تین تین بار دھونا (۱۰) ایک بار سارے سر کا مسح کرنا (۱۱) کانوں کا مسح کرنا۔ اگرچہ سر کے پانی کے ساتھ ہو۔ (۱۲) (اعضاء کو) ملنا۔ (۱۳) پے در پے دھونا[4] (۱۴) نیت کرنا (۱۵) قرآن پاک کی تصریح کے مطابق ترتیب سے وضو کرنا[5]۔ (۱۶) دائیں طرف سے اور انگلیوں کے سروں سے شروع کرنا (۱۷) سر کے اگلے حصے سے شروع کرنا (۱۸) گردن کا مسح کرنا نہ گلے کا ——— کہا گیا ہے کہ آخری چار باتیں مستحب ہیں۔

---

[1] سنت کا لغوی معنیٰ راستہ ہے اور اصطلاح شرع میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل مبارک سنت کہلاتا ہے۔ اگر آپ نے کوئی کام ہمیشہ کیا اور کبھی کبھار چھوڑا تو سنت مؤکدہ ہے اور جسے ہمیشہ نہیں کیا وہ سنت غیر مؤکدہ ہے اسے مستحب مندوب اور ادب بھی کہا جاتا ہے۔ (طحطاوی علی المراقی)

[2] چونکہ ہاتھ وضو کرنے کے لیے بطور آلہ استعمال ہوتے ہیں اس لیے پہلے انہیں دھو لیا جائے تاکہ باقی اعضاء پاک ہاتھوں کے ساتھ دھوئے جائیں۔ بالخصوص جب نیند سے بیدار ہو، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب

(فصل) مِن آداب الوُضُوءِ اَربعةَ عشَرَ شَیئًا الجُلوسُ فی مَکانٍ مُرتفعٍ و استقبالُ القِبلَةِ وعدمُ الاستِعانَةِ بغیرِہٖ و عدمُ التکلُّمِ بکلامِ النَّاسِ والجمعُ بَین نیَّتِ القَلب و فعلِ اللسانِ والدُّعاءُ بالماثُورِ والتسمیۃُ عند کلِّ عُضوٍ وادخالُ خنصرِہٖ فی صماخِ اذنیہِ وتحرِیکُ خَاتِمِہٖ الواسعِ والمضمضۃُ والاستنشاقُ بالیدِ الیُمنٰی والامتخاطُ بالیُسریٰ والتَّوضُّؤُ قبلَ دُخُولِ الوقتِ لغیرِ المعذُورِ و الاتیانُ بالشہادتَین بعدَہٗ و ان یشرَبَ مِن فضلِ الوُضُوءِ قائمًا و ان یقولَ اللّٰہمَّ اجعلنی مِنَ التوابینَ واجعلنی منَ المتطہرِین

فصل ۸ مستحباتِ وضو:

وضو میں چودہ چیزیں مستحب[1] ہیں۔

(۱) بلند جگہ پر بیٹھنا (۲) قبلہ رُخ ہونا (۳) دوسرے آدمی سے مدد نہ لینا (۴) دنیوی گفتگو نہ کرنا (۵) دل کی نیت اور زبان کے فعل کو جمع کرنا[2] (۶) سنت سے ثابت دعا مانگنا[3] (۷) ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ پڑھنا[4] (۸) سب سے چھوٹی انگلی کو کانوں کے سوراخ میں ڈالنا (۹) کشادہ انگوٹھی کو حرکت دینا (۱۰) دائیں ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا (۱۱) ناک بائیں ہاتھ سے جھاڑنا (۱۲) غیر معذور کا وقت کے داخل ہونے سے پہلے وضو کرنا (۱۳) وضو کے بعد کلمۂ شہادت پڑھنا (۱۴) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا[5] اور یہ دعا مانگنا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔	یا اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور خوب پاک ہونے والوں میں سے بنا دے۔

(حاشیہ گزشتہ) تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو ہاتھوں کو دھونے سے پہلے برتن میں نہ ڈالے۔ اگر برتن ایسا ہے جس میں ہاتھ ڈال کر پانی نکالنا پڑتا ہے تو کسی چھوٹے برتن سے پانی لے کر ہاتھ دھوئے۔ اور اگر چھوٹا برتن نہ ہو اور برتن کو ٹیڑھا بھی نہ کیا جا سکے تو بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر پانی لے اور دائیں ہاتھ کو دھو کر برتن میں ڈالے۔

[3] احناف کے نزدیک مسواک وضو کی سنت ہے نماز کی نہیں یعنی جب وضو کرے تو مسواک کرے ایسے وضو کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے گی اس کا ثواب ستر گنا زیادہ ملے گا اگر ایک ہی وضو سے پانچ نمازیں پڑھی جائیں تو ہر نماز

کا ثواب ستر گنا زیادہ ہوگا۔ اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانتوں کو صاف کر لیا جائے۔ عورتیں مسواک کی جگہ گوند استعمال کریں کیونکہ ان کے مسوڑھے نازک ہوتے ہیں۔ مسواک کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مسواک کرنے کا طریقہ اور دیگر ضروری باتوں کے لیے بہار شریعت حصہ اول یا رکن دین پہلا حصہ ملاحظہ کیجیے۔

۴ھ پے در پے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے عضو کے خشک ہونے سے پہلے پہلے دوسرے عضو کو دھوئے۔

۵ھ قرآن پاک کی تصریح کے مطابق ترتیب یہ ہے کہ چار فرائض میں سے پہلے چہرہ دھوئے پھر بازو اس کے بعد سر کا مسح کرے اور پھر پاؤں دھوئے

۱ھ مستحب کا حکم یہ ہے کہ کریں تو ثواب ملے گا اور نہ کریں تو عذاب نہ ہوگا۔

۲ھ دل میں بھی وضو کا ارادہ ہو اور زبان سے بھی کہے کہ میں وضو کرتا ہوں تاکہ میرے لیے نماز پڑھنا جائز ہو جائے۔

۳ھ سنت سے ثابت دعائیں یہ ہیں۔

کلی کرتے وقت کی دعا:۔

بِاسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

اللہ کے نام سے یا اللہ! تلاوت قرآن، اپنے ذکر، شکر اور اچھی طرح عبادت پر میری مدد فرما۔

ناک میں پانی ڈالتے وقت کی دُعا:۔

بِاسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَةَ النَّارِ۔

اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! مجھے جنت کی خوشبو سنگھا اور جہنم کی بو نہ سنگھا۔

چہرہ دھوتے وقت کی دُعا:۔

بِاسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ بَیِّضْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ

اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! اس دن میرا چہرہ سفید رکھنا جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ۔

دایاں بازو دھوتے وقت کی دُعا:۔

بِاسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔

اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! میرا نامۂ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں دینا اور میرا حساب آسان کرنا۔

بایاں بازو دھوتے وقت کی دعا:۔

بِاسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ۔

اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! میرا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں اور پیٹھ کے پیچھے سے نہ دینا۔

marfat.com

سر کا مسح کرتے وقت کی دُعا:۔

بِاسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ

اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! اس دن مجھے اپنے عرش کے سائے میں رکھنا جس دن تیرے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

کانوں کا مسح کرتے وقت کی دعا:۔

بِاسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ۔

اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے کر دے جو تیری بات کو غور سے سنتے ہیں اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔

گردن کا مسح کرتے وقت کی دعا:۔

بِاسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ۔

اللہ کے نام سے، یا اللہ! میری گردن کو جہنم کی آگ سے آزاد رکھنا۔

دایاں پاؤں دھوتے وقت کی دعا:۔

بِاسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ

اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! اس دن پل صراط پر مجھے ثابت قدم رکھنا جب (کچھ لوگوں کے) قدم پھسلیں گے۔

بایاں پاؤں دھوتے وقت کی دعا:۔

بِاسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ۔

اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! میرے گناہ بخش دے میری کوشش قبول فرما اور میری تجارت میں نقصان نہ ہو۔

۴ اوپر مذکورہ دعاؤں میں ساتھ ساتھ بسم اللہ کا ذکر بھی آگیا لہٰذا یہ دعائیں مانگنے سے دونوں مقصد پورے ہو جاتے ہیں۔

۵ عام طور پر کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ ہے۔ لیکن وضو کا بچا ہوا اور آب زمزم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا لہٰذا کھڑے ہو کر پینا سنت ہے اور پانی پیتے وقت یہ دعا مانگی جائے۔

اَللّٰھُمَّ اشْفِنِیْ بِشِفَائِکَ وَدَاوِنِیْ بِدَوَائِکَ وَاعْصِمْنِیْ مِنَ الْوَھْنِ وَالْاَمْرَاضِ وَالْاَوْجَاعِ۔

یا اللہ! مجھے اپنی خاص شفاء کے ساتھ شفاء عطا فرما اپنی خصوصی دوا کے ساتھ میرا علاج فرما۔ مجھے سستی، بیماریوں اور تکالیف سے محفوظ فرما۔

(فصل) ویکرہ للمتوضّی ستۃ اشیاء الاسراف فی الماءِ والتقتیرُ فیہ وضربُ الوَجہِ بہ والتکلمُ بکلام النّاسِ والاستعانۃ بغیرہٖ من غیرِ عذرٍ و تثلیثُ المسحِ بماءٍ جدیدٍ

(فصلٌ) الوُضُوءُ علیٰ ثلاثۃِ اقسامٍ الاولُ فرضٌ علیٰ المحدث للصّلوٰۃ ولو کانت نفلاً ولصلوٰۃ الجنازۃ وسجدۃِ التلاوۃ ولمسّ القرآن ولو اٰیۃً والثّانی واجبٌ للطّواف بالکعبۃ والثالثُ مندوبٌ للنّوم علیٰ طھارۃ واذا استیقظ منہ وللمداومۃ

فصل ۹ مکروہاتِ وضو

وضو کرنے والے کے لیے چھ چیزیں مکروہ ہیں۔

(۱) ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا (۲) پانی ضرورت سے کم استعمال کرنا[۱] (۳) پانی چہرے پر (زور زور سے) مارنا (۴) دنیوی گفتگو کرنا (۵) بغیر عذر کے دوسرے سے مدد لینا (۶) تین بار نئے پانی سے (سر کا) مسح کرنا[۲]۔

فصل ۱۰ وضو کی اقسام:

وضو کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ فرض ـــــ بے وضو جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو اس پر وضو کرنا فرض ہے چاہے نفلی نماز ہو نماز جنازہ کے لیے، سجدۂ تلاوت کے لیے اور قرآن پاک کو ہاتھ لگانے کے لیے چاہے ایک ہی آیت ہو (وضو کرنا فرض[۳] ہے)۔

۲۔ واجب ـــــ کعبۃ اللہ کا طواف کرنے کے لیے وضو واجب[۴] ہے۔

۳۔ مستحب ـــــ (۱) باوضو سونے کے لیے[۵] (۲) نیند سے بیدار ہونے پر[۶] (۳) ہمیشہ

---

[۱] تمام انسانوں کے لیے پانی کی مقدار برابر نہیں ہو سکتی کیونکہ کوئی آدمی موٹا ہوتا ہے کوئی پتلا کوئی چھوٹا ہوتا ہے کوئی بڑا۔ اسی طرح موسم کا بھی فرق ہوتا ہے، لہٰذا آدمی کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے کم یا زیادہ کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

[۲] مسح کا مفہوم یہ ہے کہ تر ہاتھ مسح والی جگہ پر پھیرا جائے اگر دو تین بار مسح کیا تو یہ مسح کی بجائے دھونا شمار

marfat.com

عَلَيهِ وللوُضُوءِ عَلَى الوُضُوءِ وبعد غِيبَةٍ وَكَذِبٍ ونميمة وكل خَطِيئَةٍ وانشاد شعر و قهقهةٍ خَارِجَ الصَّلٰوة وغُسْلِ مَيِّتٍ وحَملهِ ولِوَقتِ كُلِّ صلٰوة وَقبل غُسلِ الجنابة وللجنب عند اكل وَشُربٍ وَنومٍ وَوطئٍ ولِغَضبٍ وقُراٰنٍ وَحَدِيثٍ وروايته و دراسةِ علم وَاذانٍ واقامةٍ وخطبةٍ وزيارة النَّبِيّ صلّى الله عليه وَسلم و وُقوفٍ بعرفة وللسعي بَينَ الصَّفا وَالمروة واكل لحم جزورٍ وللخروج مِن خلافِ العُلَمَاءِ كما اذا مَسّ امرأةً

باوضو رہنے کے لیے[۱]۔ (۴) وضو پر وضو کرنے کے لیے[۲] (۵) غیبت (۶) جھوٹ (۷) چغلی (۸) ہر قسم کے گناہ (۹) بُرے اشعار کہنے[۳] (۱۰) نماز سے باہر قہقہہ لگانے[۴] (۱۱) میت کو غسل دینے اور (۱۲) اسے اٹھانے کے بعد[۵] (۱۳) ہر نماز کے وقت کے لیے[۶] (۱۴) غسل جنابت سے پہلے (۱۵) جنبی آدمی کے لیے کھانے پینے، سونے اور جماع (کا ارادہ) کرنے وقت[۷] (۱۶) غصے کے وقت[۸]۔ (۱۷) قرآن اور (۱۸) حدیث پڑھنے کے لیے (۱۹) حدیث بیان کرنے کے لیے (۲۰) علم سیکھنے کے لیے (۲۱) اذان دینے کے لیے (۲۲) تکبیر کہنے کے لیے (۲۳) خطبہ دینے کے لیے (۲۴) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے (۲۵) عرفات میں ٹھہرنے کے لیے (۲۶) صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ لگانے کے لیے[۹]۔ (۲۷) (اونٹ کا) بھنا ہوا گوشت کھانے کے بعد[۱۰] (۲۸) علماء کے اختلاف سے نکلنے کے لیے مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت کو ہاتھ لگائے۔

(بقیہ گزشتہ) ہوگا اس لیے ایسا کرنا مکروہ ہے۔

۳؎ یعنی یہ امور وضو کے بغیر ادا ہی نہیں ہوتے، قرآن پاک زبانی پڑھنا ہو تو وضو فرض نہیں تاہم مستحب ہے۔ نماز کے لیے وضو کی فرضیت قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ یاایہا الذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلٰوۃ فاغسلوا وجوھکم (آخر تک) اور حدیث شریف میں ہے "اللہ تعالیٰ وضو کے بغیر نماز کو قبول نہیں کرتا"، نماز جنازہ بھی نماز ہے اور سجدہ تلاوت بھی نماز کی طرح ہے۔ اگرچہ یہ دونوں کامل نماز نہیں ہیں تاہم نماز ہونے کی وجہ سے ان کے لیے وضو فرض ہے، قرآن پاک کو طہارت کے بغیر ہاتھ لگانے سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ"، اس (قرآن پاک) کو صرف پاک لوگ ہاتھ لگائیں۔

۴؎ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بیت اللہ شریف کے گرد طواف نماز کی طرح ہے البتہ تم اس میں

گفتگو کرتے ہو لہٰذا جو آدمی طواف کے دوران گفتگو کرے وہ اچھی باتیں کرے"، چونکہ قرآن پاک نے وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ میں مطلق طواف کا حکم دیا ہے۔ وضو کی قید نہیں اور حدیث شریف میں اسے نماز کی طرح قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا طواف کے لیے وضو فرض نہ ہوگا البتہ واجب ہوگا تاکہ قرآن کے مطلق پر بھی عمل ہو جائے اور حدیث شریف پر بھی (اصول الشاشی)

۵ـ وضو گناہوں کا کفارہ ہے اور نیند ایک قسم کی موت ہے لہٰذا سونے سے پہلے وضو کر لیا جائے تو صغیرہ گناہ مٹ جائیں گے اور اگر اسی نیند کی حالت میں موت آجائے تو بارگاہ خداوندی میں پاک صاف حاضر ہوگا۔

۶ـ نیند کے بعد دوبارہ زندگی نصیب ہوتی ہے لہٰذا وضو کر کے طہارت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ۱ـ حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ جنت میں داخل ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے تھے ان کے جوتے کی آواز آپ نے سنی۔ حضرت بلال سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو تازہ وضو کر لیتا ہوں۔ معلوم ہوا ہر وقت باوضو رہنے کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔

۲ـ اگر پہلے وضو سے عبادت مقصودہ (مثلاً نماز) ادا کی یا مجلس تبدیل کی تو دوبارہ وضو کرنا "نور علی نور" ہے ورنہ محض اسراف و فضول خرچی ہے نیز یہ بھی دیکھا جائے کہ پانی دوسروں کی ضرورت سے زائد ہے یا نہیں۔

۳ـ غیبت، چغلی، جھوٹ اور تمام گناہ نیز برے اشعار کا پڑھنا گناہ ہے اور وضو گناہ کا کفارہ ہے۔

۴ـ چونکہ نماز کی حالت میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لہٰذا نماز سے باہر لگانے کی صورت میں وضو کر لینا اچھا ہے۔

۵ـ چونکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک میت کو اٹھانے سے وضو واجب ہو جاتا ہے لہٰذا اختلاف علماء سے نکلنے کے لیے ہمارے ہاں اس صورت میں وضو مستحب ہوگا۔

۶ـ ہر نماز کے وقت کے لیے تازہ وضو کیا جائے تو نماز کی عظمت میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

۷ـ اگر جنبی آدمی کھانے پینے اور جماع وغیرہ کے لیے فی الحال غسل کی صورت میں طہارت حاصل نہیں کر سکتا تو کم از کم وضو کر کے کچھ تو پاکیزگی حاصل کرے۔

۸ـ پانی ڈالنے سے غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

۹ـ قرآن و حدیث سیکھنا حدیث روایت کرنا تکبیر اور خطبہ پڑھنا نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور میدان عرفات میں ٹھہرنا اور صفا مروہ کے درمیان دوڑ لگانا نہایت اہم اور بابرکت کام ہیں لہٰذا ان کی ادائیگی بے وضو نہیں ہونی چاہیے

۱۰ـ اونٹ کے بھنے ہوئے گوشت کے کھانے سے بعض ائمہ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح بعض فقہاء کے

(فصلٌ) ینقضُ الوضوءَ اثنا عشر شیئًا ما خرج من السبیلین الا ریحَ القُبُل فی الاصح وینقضه ولادۃٌ من غیر رؤیۃ دمٍ ونجاسۃٌ سائلۃٌ من غیرھما کدمٍ وقیحٍ وقیءُ طعامٍ او ماءٍ او علقٍ او مِرّۃٍ اذا ملأ الفم وھو ما لا ینطبق علیہ الا بتکلّفٍ علی الاصح ویُجمعُ متفرّقُ القیء اذا اتحد سببُہٗ ودمٌ غلب علی البزاق او ساواہُ ونومٌ لم تتمکن فیہ المقعدۃ من الارض وارتفاعُ مقعدۃ نائمٍ قبل انتباھہٖ وان لم یسقط فی الظاھر واغماءٌ وجنونٌ وسُکرٌ وقہقہۃُ بالغٍ یقظان فی صلوٰۃٍ ذات رکوعٍ وسجودٍ ولو تعمّد الخروج بھا من الصلوٰۃ. ومسُّ فرجٍ بذکرٍ منتصبٍ بلا حائلٍ

فصل ۱۱ جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

بارہ چیزیں وضو کو توڑ دیتی ہیں۔

(۱) جو کچھ دو راستوں میں سے نکلے، سوائے اگلے راستے سے نکلنے والی ہوا کے، اصح قول کے مطابق۔[۱] (۲) بچے کی پیدائش بھی وضو کو توڑ دیتی ہے اگر خون نظر نہ آئے۔[۲] (۳) دو راستوں کے علاوہ کسی جگہ سے بہنے والی نجاست کا نکلنا مثلاً خون اور پیپ[۳] (۴) کھانے، پانی، جمے ہوئے خون یا صفرا کی قے جب کہ منہ بھر کر آئے اور وہ (منہ بھرنا) یہ ہے کہ تکلف کے بغیر اس پر منہ بند نہ کیا جا سکے (اس کو روکا نہ جا سکے) یہ زیادہ صحیح قول کے مطابق ہے۔ اگر متفرق قے کا سبب ایک ہو تو اسے جمع کیا جائے۔[۴] (۵) تھوک پر غالب آنے والا یا اس کے برابر خون[۵] (۶) نیند جس میں مقعد کو زمین پر قرار حاصل نہ ہو۔[۶] (۷) سونے والے کی سرین کا جاگنے سے پہلے اٹھ جانا اگرچہ وہ نہ گرے۔ ظاہر مذہب کے مطابق۔[۷] (۸) بیہوشی (۹) جنون، (۱۰) نشہ[۸] (۱۱) بالغ آدمی کا جاگتے ہوئے رکوع وسجود والی نماز میں (زور زور سے ہنسنا اگرچہ اس نے (قہقہہ کے ساتھ) نماز سے باہر آنے کا ارادہ کیا ہو۔[۹] (۱۲) منتشر آلۂ تناسل کا (عورت یا مرد کی) شرمگاہ کو کسی پردے کے بغیر چھونا۔[۱۰]

نزدیک غیر محرم قابل شہوت عورت کو ہاتھ لگانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے لہٰذا مستحب ہے کہ وضو کر لیا جائے تاکہ تمام ائمہ وفقہاء کے مسلک پر عمل ہو جائے اور یہ صورت بھی اختلافِ ائمہ سے باہر آنے کی ہے۔

(حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

marfat.com

ے۱ پیشاب یا پاخانے کے راستے سے جو چیز نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ پیشاب کے راستے سے نکلنے والی ہوا چونکہ محض عضو کی حرکت ہے جس سے ہوا کے نکلنے کا شبہ ہوتا ہے لہٰذا اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر وہ ہوا بھی ہو تب بھی وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ اس میں نجاست نہیں جبکہ پاخانے کے راستے سے نکلنے والی ہوا نجاست سے گزر کر آتی ہے اور اگر کسی عورت کے دونوں مقام مل گئے ہوں تو اس صورت میں احتیاطاً وضو ٹوٹ جائے گا۔

ے۲ اس صورت میں صاحبین (حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ) کے نزدیک عورت نفاس والی نہ ہوگی اور یہی بات صحیح ہے لیکن حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کو احتیاطاً غسل کرنا چاہیے کیونکہ کچھ نہ کچھ خون تو بہر حال آتا ہی ہے۔ (مراقی الفلاح)

ے۳ اگر خون یا پیپ محض ظاہر ہوں تو وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن آگے جاری ہونے کی صورت میں ٹوٹ جائے گا۔

ے۴ مثلاً ایک آدمی کا دل میلا ہوا اسے متلی آئی اور کچھ قے ہوئی تھوڑی دیر بعد اسی متلی کے باعث دوبارہ قے ہوئی تو چونکہ ایک ہی سبب سے بار بار قے ہوئی ہے لہٰذا اس متفرق قے کو جمع کر کے اندازہ لگایا جائے کہ منہ بھر ہے یا نہیں۔

ے۵ اگر رنگ سرخ ہے تو خون غالب ہوگا جب کہ زرد ہونے کی صورت میں تھوک غالب شمار ہوگا نیز یہ بات مسوڑھوں سے نکلنے والے خون کے بارے میں ہے، سر سے اترنے یا معدہ سے چڑھنے والا خون تھوڑا ہو یا زیادہ وضو کو توڑ دیتا ہے۔

ے۶ کیونکہ اس صورت میں اعضاء کے ڈھیلے پڑ جانے کی وجہ سے ہوا کے نکلنے کا احتمال ہوتا ہے۔

ے۷ اس صورت میں بھی جاگنے سے پہلے اعضاء ڈھیلے پڑ گئے لہٰذا ہوا نکلنے کا احتمال ہوگا۔

ے۸ بے ہوشی، نشہ اور جنون، سونے کے حکم میں ہیں۔ چونکہ ان تمام صورتوں میں جسمانی اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں لہٰذا ان حالتوں کو ہوا خارج ہونے کے قائم مقام قرار دیا گیا۔

ے۹ قہقہہ نجاست نہیں ہے لیکن چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ لگاتے ہوئے دیکھ کر وضو ٹوٹنے کا حکم فرمایا لہٰذا یہ خلاف قیاس ہونے کی وجہ سے ہر جگہ ناقض وضو نہ ہوگا۔ نماز سے باہر یا نماز جنازہ میں زور زور سے ہنسنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز سے باہر آنے کے لیے (سلام کی جگہ) قہقہہ لگاتا ہے (اور اسے خُرُوج بِصُنْعِہٖ کہتے ہیں) تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

ے۱۰ اگر دونوں شرمگاہوں کے درمیان کوئی کپڑا وغیرہ نہ ہو یا ایسا باریک کپڑا ہو جو حرارت سے مانع نہیں ہے تب بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر دو مرد یا دو عورتیں اپنی شرمگاہوں کو ایک دوسرے سے باہم ملائیں تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا اس کو مباشرت فاحشہ کہتے ہیں۔

marfat.com

(فصل) عَشَرَةُ اَشْيَاءَ لَا تَنْقُضُ الْوُضُوْءَ ظُهُوْرُ دَمٍ لَمْ يَسِلْ عَنْ مَحَلِّهٖ وَ سُقُوْطُ لَحْمٍ مِنْ غَيْرِ سَيَلَانِ دَمٍ كَالْعِرْقِ الْمَدَنِيِّ الَّذِيْ يُقَالُ لَهٗ رِشْتَه وَخُرُوْجُ دُوْدَةٍ مِنْ جُرْحٍ وَاُذُنٍ وَاَنْفٍ وَمَسُّ ذَكَرٍ وَمَسُّ امْرَأَةٍ وَقَيْءٌ لَا يَمْلَأُ الْفَمَ وَقَيْءُ بَلْغَمٍ وَلَوْ كَثِيْرًا وَتَمَايُلُ نَائِمٍ احْتَمَلَ زَوَالَ مَقْعَدَتِهٖ وَنَوْمُ مُتَمَكِّنٍ وَلَوْ مُسْتَنِدًا اِلٰى شَيْءٍ لَوْ اُزِيْلَ سَقَطَ عَلَى الظَّاهِرِ فِيْهِمَا وَنَوْمُ مُصَلٍّ وَلَوْ رَاكِعًا اَوْ سَاجِدًا عَلٰى جِهَةِ السُّنَّةِ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ

فصل ۱۲۔ جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا:

دس چیزیں وضو کو نہیں توڑتیں۔

۱۔ خون (یا پیپ) کا ظاہر ہونا جو اپنی جگہ سے جاری نہیں ہوا۔

۲۔ خون جاری ہوئے بغیر (جسم سے) گوشت کا گرنا جیسے عرق مدنی جسے (فارسی میں) رشتہ کہتے ہیں[۱]۔

۳۔ زخم، کان اور ناک سے کیڑے کا نکلنا۔

۴۔ آلۂ تناسل کو ہاتھ لگانا[۲]۔

۵۔ عورت کو ہاتھ لگانا[۳]۔

۶۔ قے جو منہ بھر کر نہ آئے[۴]۔

۷۔ بلغم کی قے اگرچہ زیادہ ہو[۵]۔

۸۔ سوئے ہوئے آدمی کا جھک جانا کہ زمین سے مقعد کے اُٹھ جانے کا (محض) احتمال ہو (یقین نہ ہو)[۶]۔

۹۔ ایسے آدمی کی نیند جس کی مقعد زمین سے لگی ہوئی ہو اگرچہ اس نے ایسی چیز سے ٹیک لگا رکھی ہو کہ اگر اسے ہٹایا جائے تو گر پڑے۔ ان دونوں صورتوں میں ظاہر مذہب یہی ہے۔

۱۰۔ نمازی کا رکوع و سجود کی حالت میں سو جانا جب کہ یہ دونوں (رکوع و سجود) سنت کے مطابق ہوں[۷]۔ (اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے)

(حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

marfat.com

دصنوصابقمل۱ اسے ہندی یا پنجابی زبان میں نارو کہتے ہیں جو بچے کی پیدائش کے وقت ایک نالی کی صورت میں اس کی ناف کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس نالی کے ذریعے بچہ ماں کے پیٹ میں خون سے خوراک حاصل کرتا ہے۔

ے۲ کیونکہ یہ بھی جسم کا ایک حصہ ہے۔

ے۳ اس سے غیر محرم عورت مراد ہے۔

ے۴ اس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔

ے۵ چونکہ بلغم کے لیس دار ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ نجاست مخلوط نہیں ہوتی، لہٰذا یہ کم ہو یا زیادہ، اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

ے۶ سونے کی حالت میں سُرین زمین پر لگی ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اُٹھ جانے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ محض اٹھنے کے احتمال سے بھی نہیں ٹوٹے گا۔

ے۷ سنت طریقہ پر رکوع سجدہ کی صورت میں چونکہ اعضاء مکمل طور پر ڈھیلے نہیں ہوتے لہٰذا اسے ہوا نکلنے کے قائم مقام قرار نہیں دیا جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس آدمی پر وضو واجب نہیں ہوتا جو بیٹھے ہوئے، کھڑا ہو کر یا سجدے کی حالت میں سو جائے۔ جب تک وہ (زمین یا چارپائی وغیرہ پر) پہلو نہ لگائے اور جب پہلو کے بل لیٹے گا تو اعضاء ڈھیلے ہو جائیں گے۔

سوالات

۱۔ استنجاء کا لغوی معنی بتائیں نیز استنجاء فرض ہے واجب ہے یا سنت تفصیل سے بتائیں؟
۲۔ گرمیوں اور سردیوں میں نیز مرد و عورت کے لیے پتھروں سے استنجاء کی کیا کیا صورتیں ہیں؟
۳۔ اگر کسی شخص کو استنجاء کے لیے باپردہ جگہ نہ ملے تو کیا کرے؟
۴۔ وضو کے فرائض اور سنتوں کی تعداد کتنی کتنی ہے نیز کوئی دس سنتیں بیان کریں اور بتائیں کہ وضو میں چہرہ دھونا فرض ہے اس کی حد کیا ہے؟
۵۔ وضو کو توڑنے والی چیزیں کیا کیا ہیں نیز اگر جسم سے خون ظاہر ہو کر اسی جگہ ٹھہرا رہے تو وضو باقی رہے گا یا نہیں؟
۶۔ ناخن پالش کی صورت میں وضو ہوگا یا نہیں اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟
۷۔ کن کن چیزوں سے استنجاء کرنا جائز نہیں؟
۸۔ وضو کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں نیز یہ بتائیں کہ بے وضو آدمی قرآن پاک کو ہاتھ لگا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو قرآن پاک کی کس آیت میں اس سے منع کیا گیا ہے۔
۹۔ وضو کے فرائض قرآن پاک سے ثابت کریں۔
۱۰۔ مندرجہ ذیل عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

عشرة اشياء لا تنقض الوضوء ظهور دم لم يسل عن محله وسقوط لحم من غير سيلان دم كالعرق المدني الذي يقال له رشته۔

۱۱۔ ترکیب کریں۔

يفترض الغسل بواحد۔ يجمع متفرق القئ۔ يكره للمتوضي ستة اشياء

۱۲۔ صیغے، فعل و باب بتائیں۔

لا ينطبق۔ استنشاق۔ مُصل۔ مقطوع۔

marfat.com

(فصل مَا يوجبُ الاغتِسال) يَفترضُ الغُسلُ بِواحِدٍ مِن سَبعَةِ اَشياءَ خُروجُ المَنيّ الى ظاهِرِ الجَسَدِ اذا انفصَلَ عَن مَقَرِّه بِشَهوَةٍ مِن غيرِ جِماعٍ وتوارِي حَشفَةٍ وقَدرِهَا مِن مَقطُوعِهَا فى احدِ سَبيلَى اٰدمِيٍّ حَيٍّ وانزالِ المَنِيّ بِوطىءِ مَيتةٍ او بَهيمَةٍ ووُجُودِ ماءٍ رَقيقٍ بعدَ النَومِ اذا لم يَكُن ذَكرُه مُنتَشِرًا قبلَ النَومِ ووجُودُ بَلَلٍ ظَنَّهُ مَنِيًّا بعدَ اِفاقَتِهٖ مِن سُكرٍ واِغماءٍ وَبِحيضٍ ونِفاسٍ ولو حَصَلَتِ الاشياءُ المَذكورَةُ قبلَ الاِسلامِ فى الاصَحّ وَيفتَرِضُ تغسيلُ المَيّتِ كِفايَةً

فصل ۱۲۔ جن کاموں سے غسل فرض ہوتا ہے

سات باتوں میں سے ایک کے ساتھ غسل فرض ہو جاتا ہے۔

۱۔ منی کا جسم کے ظاہر کی طرف نکلنا جب کہ اپنے ٹھکانے سے شہوت کے ساتھ جدا ہو[1]۔

۲۔ آلۂ تناسل کے کنارے (حشفہ)، اور اگر وہ کٹا ہوا ہو تو اس کی مقدار کے مطابق زندہ آدمی کے دو راستوں میں سے ایک میں چھپ جانا[2]۔

۳۔ مردے یا جانور کے ساتھ وطی کرنے کی صورت میں منی کا نکلنا[3]۔

۴۔ سونے (سے بیدار ہونے) کے بعد پتلے پانی کا پانا جب کہ سونے سے پہلے آلۂ تناسل منتشر نہ ہو[4]۔

۵۔ نشے اور بیہوشی سے ٹھیک ہونے کے بعد رطوبت کا پانا جسے وہ منی خیال کرتا ہے۔

۶۔ حیض اور (۷) نفاس سے (فارغ ہونے کے بعد)

اگرچہ مذکورہ بالا چیزیں اسلام لانے سے پہلے پائی جائیں یہ زیادہ صحیح قول کے مطابق ہے[5] میت کو غسل دینا زندوں پر فرض کفایہ ہے۔

---

[1] منی کا ٹھکانہ مرد کی پیٹھ ہے وہاں سے جدا ہوتے وقت شہوت شرط ہے۔ باہر نکلتے وقت شہوت شرط نہیں۔ احتلام ہوا یا سوچ وبچار کرنے اور عورت سے کھیلنے کی صورت میں شہوت پیدا ہوئی اور منی نکل آئی۔ تو غسل فرض ہوگا۔ مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے۔ اس کے نکلنے سے عضو مخصوص کی حالت انتشار ختم ہو جاتی ہے جبکہ عورت کی منی زرد رنگ کی اور پتلی ہوتی ہے۔

[2] مرد یا عورت سے غیر فطری عمل ناجائز وحرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس کا مرتکب ہو تو اس پر غسل فرض ہو جائے گا بلکہ دونوں پر فرض ہوگا نیز جماع کی صورت میں محض دخول سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔ انزال شرط نہیں۔

marfat.com

(فصل عَشَرَةُ اَشیَاءَ لا یغتسل مِنھا) مَذِیٌّ وودیٌ واحتِلامٌ بلا بَلَلٍ وَوِلادَۃٌ مِن غَیرِ رُؤیَۃِ دَمٍ بعدَھا فی الصَّحِیحِ وایلاج بخِرقَۃٍ مَانِعَۃٍ مِن وُجُودِ اللَّذَّۃِ وحُقنَۃٌ وادخالُ اِصبعٍ ونحوِہٖ فی اَحَدِ السبیلَین ووطئُ بھیمَۃٍ اَومیتَۃٍ مِن غَیرِ اِنزَالٍ وَاصابَۃُ بِکرٍ لم تُزِل بکارتھا من غیر انزالٍ

فصل ۱۴، دس چیزوں سے غسل فرض نہیں ہوتا:

(۱) مذی[۱] (۲) ودی[۲] (۳) رطوبت کے بغیر احتلام[۳] (۴) بچے کی پیدائش جس کے بعد خون نہیں دیکھا گیا۔ یہ صحیح مذہب کے مطابق ہے[۴]۔ (۵) (آلہ تناسل کو) ایسے کپڑے کے ساتھ (شرمگاہ میں) داخل کرنا جو حصول لذت سے مانع ہے[۵]۔ (۶) پچکاری کرانا[۶]۔ (۷) انگلی یا اس کی مثل (پنسل وغیرہ) کو دو راستوں میں سے ایک میں داخل کرنا[۷]۔ (۸) جانور یا مردہ سے وطی کرنا (۹) کنواری لڑکی سے جس کا پردۂ بکارت ابھی زائل نہیں ہوا، جماع کرنا بشرطیکہ انزال نہ ہو[۸]۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳؎ یہ عمل بھی ناجائز ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص درندگی کا ثبوت دیتے ہوئے یہ حرکت کرتا ہے تو انزال کی صورت میں غسل فرض ہوگا ورنہ نہیں۔

۴؎ چونکہ نیند سکون و آرام کی حالت ہوتی ہے جس میں شہوت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ منی ہوگی اور اس کا پتلا پن کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ بنا بریں غسل ضروری ہوگا کیونکہ عبادات کے معاملے میں احتیاط کی ضرورت ہے البتہ سونے سے پہلے آلۂ تناسل منتشر ہو تو یہ مذی ہوگی اور غسل فرض نہ ہوگا۔

۵؎ چونکہ اسلام لانے کے بعد بھی جنابت باقی رہتی ہے لہٰذا اب طہارت کا حاصل کرنا ضروری ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱؎ مذی میم کے فتح اور ذال کے سکون یا کسرہ کے ساتھ (مَذْیٌ، مَذِیٌّ) سفید پتلا پانی ہوتا ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے لیکن شہوت کے ساتھ اور اچھل کود کر نہیں نکلتا بعض اوقات اس کے نکلنے کا احساس تک نہیں ہوتا۔ مردوں کی نسبت عورتوں میں مذی زیادہ ہوتی ہے اور اسے قذی کہتے ہیں۔ (مراقی الفلاح)

۲؎ ودی سفید رنگ کا لیس دار مادہ ہوتا ہے جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے۔

۳؎ احتلام، حُلُم سے بنا ہے جس کا معنیٰ خواب ہے۔ اصطلاح میں احتلام سے مراد خواب میں جماع کا دیکھنا ہے۔ جس کے ساتھ انزال بھی ہوتا ہے۔ مردوں اور عورتوں دونوں کو احتلام ہوتا ہے اور چونکہ یہ شیطانی اثر ہے لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام اس سے محفوظ و معصوم ہوتے ہیں۔ اگر کسی شخص کو احتلام یاد ہو لیکن رطوبت نہ پائے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔

marfat.com

(فصلٌ یفترض فی الاغتسال احد عشر شیئًا) غسلُ الفمِ والانفِ والبدن مرۃ و داخلِ قلفۃٍ لاعسر فی فسخھا وسرۃٍ و ثقبٍ غیر منضمٍ وداخلِ المضفورِ من شعرِ الرّجل مطلقًا لا المضفور من شعر المراۃِ ان سری الماءُ فی اصولہ وبشرۃ اللحیۃ وبشرۃ الشاربِ والحاجب والفرج الخارج

فصل ۱۵۔ غسل کے فرائض:

غسل میں گیارہ باتیں فرض ہیں[۱]

(۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی چڑھانا (۳) تمام بدن کو ایک بار دھونا (۴) قلفہ کے اندر والے حصے کو دھونا اگر اس کے کھولنے میں دقت نہ ہو[۲]۔ (۵) ناف کے اندرونی حصے کو دھونا[۳]۔ (۶) ایسے سوراخ کے اندر کو دھونا جو مل نہ گیا ہو[۴]۔ (۷) مرد کا داپنے، گوندھے ہوئے بالوں کو اندر سے دھونا۔

مسئلہ: عورت کی مینڈھیوں کا اندرونی حصہ دھونا ضروری نہیں اگر پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے[۵]۔

(۸) داڑھی (۹) مونچھوں اور (۱۰) ابروؤں کے نیچے چمڑے کو دھونا[۶] (۱۱) فرج خارج کو دھونا[۷]۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۴ے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس صورت میں احتیاطاً غسل کرنا چاہیے۔

۵ے احتیاط یہی ہے کہ اس صورت میں بھی غسل کیا جائے۔

۶ے چونکہ پچکاری شہوت کو پورا کرنے کے لیے نہیں ہوتی بلکہ فضلات کو پاخانے کے راستے سے نکالنے یا دوائی وغیرہ داخل کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ لہٰذا اس صورت میں غسل فرض نہ ہوگا۔

۷ے شہوت کی کمی کے باعث غسل فرض نہیں ہوتا۔

۸ے عورت کا پردۂ بکارت، مرد وعورت کی شرمگاہوں کے ملنے (مباشرت فاحشہ) میں رکاوٹ بنتا ہے اور جب تک دونوں شرمگاہیں آپس میں نہ ملیں غسل فرض نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس صورت میں غسل اس وقت تک فرض نہ ہوگا جب تک انزال نہ ہو۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ے بنیادی طور پر غسل میں تین چیزیں فرض ہیں۔ کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا اور پورے بدن کو ایک بار دھونا باقی آٹھ باتیں تیسرے فرض یعنی تمام بدن کو دھونے کی تکمیل ہے۔

ے۲ جس آدمی کا ختنہ نہ ہوا ہو اس کے عضو مخصوص کے سرے پر جو چمڑا ہے۔ اسے قلفہ کہتے ہیں۔ ختنہ کی صورت میں اسے کاٹ کر الگ کر دیا جاتا ہے۔ غسل کرتے وقت اگر آسانی سے ہٹا کر اندر پانی پہنچایا جا سکے تو ٹھیک ہے ورنہ چھوڑ دیا جائے کیونکہ اسلامی شریعت ان احکام کو لازم قرار نہیں دیتی۔ جن کی ادائیگی میں حرج ہو۔

ے۳ ناف کا سوراخ چونکہ جسم کا خارجی حصہ ہے، لہٰذا اس کا دھونا فرض ہے اور جب تک اسے کھولا نہ جائے اندر پانی کا پہنچنا یقینی نہیں ہوتا اور اس کے کھولنے میں حرج بھی نہیں، لہٰذا اس کو کھول کر پانی پہنچانا فرض ہوگا۔

ے۴ سوراخ مل نہ گیا ہو تو کھولنے میں حرج واقع نہیں ہوتا لہٰذا کھول کر پانی پہنچانا فرض ہے لیکن مل گیا ہو تو اب یہ بدن کا خارجی حصہ نہ رہے گا۔

ے۵ عورتوں کے لیے بال رکھنا اور انہیں گوندھنا (مینڈھیاں بنانا) ضروری ہے، کیونکہ یہ ان کے لیے زینت ہے اس لیے انہیں رعایت دی گئی ہے کہ اگر بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے تو کھولنے کی ضرورت نہیں لیکن مردوں کے لیے مینڈھیاں وغیرہ کوئی زینت نہیں لہٰذا انہیں بہر حال مینڈھیاں کھولنا ہوں گی۔

ے۶ جنابت سے پاکیزگی حاصل کرنے کے سلسلے میں قرآن پاک نے "فَاطَّهَّرُوا" (خوب پاک ہو جاؤ) کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ لہٰذا اگر جسم پر ایک بال بھی خشک رہ جائے تو فرض ادا نہ ہوگا۔ بنابریں داڑھی، مونچھوں اور ابروؤں کے نیچے چمڑے کو بھی اچھی طرح دھویا جائے۔ محض اوپر سے دھو لینا کافی نہ ہوگا۔

ے۷ عورت کی شرمگاہ کے دو حصے ہوتے ہیں۔

(۱) اندر کا حصہ جسے فرج داخل کہتے ہیں۔

(۲) باہر کا حصہ جسے فرج خارج کہتے ہیں۔

جس طرح منہ کے اندر کا حصہ دھونا یعنی کلی کرنا فرض ہے لیکن حلق سے نیچے پانی پہنچانا فرض نہیں ہے اسی طرح فرج خارج میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔ فرج داخل میں نہیں۔

---

marfat.com

(فصل) يُسَنُّ في الاغتسال اثنا عشر شيئًا الابتداءُ بالتسمية والنية وغسلُ اليدَيْنِ الى الرُّسْغَيْنِ وغسل نجاسةٍ لو كانت بانفرادها وغسل فرجِهِ ثم يتوضّأ كوضوئه للصلوٰة فيثلِّثُ الغَسلَ ويمسح الراس ولكنه يؤخّر غسل الرِّجلَيْن ان كانَ يقِفُ في محلٍّ يجتمع فيه الماءُ ثم يُفيضُ الماءَ على بدنِهِ ثلاثًا ولو انغمس في الماء الجاري او ما في حكمِهِ ومكث فقد اكملَ السُّنَّةَ ويبتدِئُ في صب الماء براسِهِ ويغسِل بعدها منكبَهُ الايمن ثم الايسر ويَدْلُكُ جسدَهُ ويُوالي غسلَهُ

فصل ۱۶۔ غسل کی سنتیں :

غسل میں بارہ چیزیں سنت ہیں۔

(۱) بسم اللہ کے ساتھ ابتداء کرنا[۱]۔ (۲) نیت کرنا[۲]۔ (۳) دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک دھونا۔ (۴) اگر نجاست ہو تو اسے الگ طور پر صاف کرنا[۳]۔ (۵) شرمگاہ کو دھونا۔ (استنجاء کرنا[۴])

(۶) پھر وضو کرے جیسے نماز کے لیے کیا جاتا ہے تین تین بار (اعضاء کو) دھوئے اور سر کا مسح کرے[۵] لیکن پاؤں کو نہ دھوئے اگر ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں پانی ٹھہرتا ہے۔

(۷) پھر تین بار جسم پر پانی بہائے۔ اگر جاری پانی میں یا اس میں جو اس (جاری پانی) کے حکم میں ہے، غوطہ لگائے اور کچھ دیر ٹھہرے تو اس نے سنت کو مکمل کر لیا[۶]۔

(۸) پانی بہانے میں سر سے ابتداء کرے (۹) اس کے بعد دائیں کاندھے کو دھوئے۔

(۱۰) پھر بائیں کاندھے کو دھوئے (۱۱) جسم کو ملے۔ (۱۲) اور پے در پے غسل (کے ارکان ادا) کرے۔

---

[۱] حدیث شریف میں ہے جو اچھا کام بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔ لہٰذا غسل کو بابرکت بنانے کے لیے بسم اللہ سے آغاز کیا جائے۔

[۲] نیت کرنے سے غسل، عبادت کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس کا ثواب ملتا ہے۔

[۳] غسل کرنے سے پہلے جسم پر لگی ہوئی نجاست دور کی جائے تاکہ جسم پر پانی ڈالنے سے وہ سارے جسم پر پھیل نہ جائے۔

marfat.com

(فصل ۱۷) وآداب الاغتسال هي آداب الوضوء الا انه لا يستقبل القبلة لانه يكون غالبًا مع كشف العورة وكره فيه ما كره في الوضوء

فصل ۱۷- غسل کے مستحبات ومکروہات:

غسل کے مستحبات وہی ہیں جو (باتیں) وضو میں مستحب ہیں۔ البتہ قبلہ رُخ نہ ہو کیونکہ عام طور پر اس کا ستر ننگا ہوتا ہے اور جو چیزیں وضو میں مکروہ ہیں وہ غسل میں بھی مکروہ ہیں۔[۱]

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۴ شرمگاہ میں نجاست لگی ہو یا نہ دونوں صورتوں میں استنجاء سُنت ہے تاکہ اس بات کا اطمینان حاصل ہو جائے کہ پانی فرج یا دُبر کے اس حصے میں پہنچ چکا ہے جو کھڑے ہونے کی حالت میں بند اور بیٹھنے کی صورت میں کھل جاتا ہے۔

۵ اگرچہ غسل میں سر کے دھوئے جانے کی وجہ سے مسح کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء کرام کے نزدیک یہ سنت نہیں لیکن ظاہر روایت کے مطابق مسح کیا جائے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرنے سے پہلے نماز کے وضو جیسا وضو فرمایا۔ اور اس وضو میں اعضاء کا دھونا اور سر کا مسح کرنا دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔

۶ جاری پانی یا بڑے حوض (۱۰ × ۱۰ گز) میں غوطہ لگانے سے چونکہ تمام جسم تر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا غسل ہو جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھی ضروری ہے ورنہ فرض غسل ادا نہ ہوگا۔

۷ جسم کو ملنے سے تمام اعضاء تر ہو جاتے ہیں ورنہ محض پانی ڈالنے سے اعضاء کا تر ہونا یقینی نہ ہوگا۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ غسل کرتے ہوئے گفتگو کرنا جائز نہیں کیونکہ ننگے ہونے کی حالت میں گفتگو مکروہ ہے۔ اسی طرح اس حالت میں دعا بھی نہ مانگی جائے کیونکہ وہ ایسی جگہ غسل کر رہا ہے جہاں ناپاک پانی اور نجاست وغیرہ گرتی ہے نیز غسل ایسے مقام پر کرنا چاہیے جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔

کسی مرد یا عورت کے سامنے غسل نہ کیا جائے۔ اور نہ کوئی عورت دوسری عورتوں کی موجودگی میں غسل کرے۔

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا "جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردہ اختیار کرے" غسل کے لیے کپڑوں کا بالکل اتارنا بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ باپردہ جگہ ہو ورنہ کپڑا باندھ کر غسل کرے، وضو کی طرح غسل کے بعد بھی دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے۔

---

marfat.com

(فصلٌ) يُسَنّ الإغتسَالُ لِاَربَعَةِ اشياءَ صلوٰةِ الجُمُعَةِ وَصلوٰةِ العِيدَينِ وَ للاحرامِ و للحاجّ فى عرفةَ بعدَ الزّوالِ

وَيندبُ الإغتسَالُ فى سِتّةَ عَشَرَ شيئًا لمن اَسلَمَ طاهِرًا وَلِمَن بلغَ بِالسِّنّ وَلِمَن اَفاقَ مِن جُنُونٍ وَعِندَ حجَامَةٍ وَغسلِ مَيّتٍ وَفِى لَيلَةِ براءةٍ وَليلةِ القدرِ اِذا رآها وَلِدخُولِ مَدِينَةِ النّبى صَلّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلّمَ وَلِلوُقُوفِ بِمُزدلفةَ غَدَاةَ يومِ النحرِ وعِندَ دُخُولِ مَكّةَ وَلِطَوافِ الزّيارَةِ ولِصَلوٰةِ كُسُوفٍ و اِستِسقَاءٍ وَفزعٍ وظُلمَةٍ وَرِيحٍ شَدِيدٍ

فصل ۱۸ سنت غسل:

چار کاموں کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔

(۱) جمعہ کی نماز کے لیے[۱] (۲) عیدین کی نماز کے لیے (۳) (حج یا عمرہ کا) احرام باندھنے کے لیے[۳] اور (۴) حج کرنے والوں کے لیے میدانِ عرفات میں زوال کے بعد[۴]

فصل ۱۹ مستحب غسل:

سولہ کاموں کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔

(۱) جو آدمی پاکیزگی کی حالت میں مسلمان ہوا[۵] (۲) جو بچہ عمر کے اعتبار سے بالغ ہو[۶] (۳) جو شخص جنون سے صحت یاب ہوا۔ (۴) نشتر لگوانے کے بعد[۸] (۵) میت کو غسل دینے کے بعد۔ (۶) شب براءت میں (۷) لیلۃ القدر میں جب اسے دیکھے[۹] (۸) مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کے لیے[۱۰] (۹) قربانی کی صبح مزدلفہ میں ٹھہرنے کے لیے[۱۱]۔ (۱۰) مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت (۱۱) طوافِ زیارت کے لیے[۱۲]۔ (۱۲) سورج گرہن کی نماز کے لیے (۱۳) نمازِ استسقاء کے لیے (۱۴) خوف کے وقت (۱۵) (دن میں) سخت اندھیرے کے وقت اور (۱۶) تیز آندھی کے وقت[۱۳]۔

---

[۱] صحیح بات یہی ہے کہ جمعہ کی نماز کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔ وقت کے لیے نہیں کیونکہ نماز، وقت سے افضل ہے

لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اسی وضو کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی جائے جو غسل کے وقت کیا گیا ہے۔ احناف کے نزدیک جمعہ کا غسل واجب نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو بھی ٹھیک ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن غسل فرمایا کرتے تھے نیز آپ یوم عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کو بھی غسل فرماتے

۳۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کے احرام کے لیے غسل فرمایا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حاجی اور عمرہ کرنے والا بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو رہا ہے لہٰذا اسے خوب پاک صاف ہونا چاہیے۔

۴۔ چونکہ یہ وقت وقوف کی وجہ سے فضیلت کا حامل ہے لہٰذا اس وقت یعنی زوال کے بعد غسل کیا جائے۔

۵۔ اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں یا کوئی عورت حیض کی حالت میں اسلام قبول کرے تو اس پر غسل فرض ہے۔

۶۔ بالغ ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت احتلام کے ساتھ بالغ ہونا یا لڑکی کو حیض آنا اور دوسری صورت بچے یا بچی کا پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جانا۔ اگر پندرہ سال کی عمر سے پہلے احتلام ہو گیا یا لڑکی کو حیض یا احتلام اور حمل کی صورت پیدا ہو گئی تو وہ بالغ ہوں گے۔ اس صورت میں غسل فرض ہو گا اور اگر یہ صورت نہ پیدا ہو اور پندرہ سال عمر ہو جائے تو غسل مستحب ہو گا۔

۷۔ جنون سے صحت یاب ہونے کی صورت میں یا تو احتیاطاً غسل مستحب ہے یا اس لیے کہ صحت کی نعمت حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے غسل کیا جائے۔

۸۔ نشتر لگواتے اور میت کو غسل دینے کے بعد بعض علماء کے نزدیک غسل فرض ہے اس لیے علماء کے اختلاف سے نکلنے کے لیے ان دونوں صورتوں میں غسل مستحب ہے۔

۹۔ لیلۃ القدر اور شب براءت نہایت بابرکت اور عظمت والی راتیں ہیں۔ ان میں جاگنے اور عبادت کرنے کی فضیلت ہے لہٰذا نہایت پاک صاف ہو کر بارگاہِ خداوندی میں حاضری دی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اس موقعہ پر غسل کرنا مستحب ہے۔

۱۰۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی عظمت اور قابل تعظیم مقامات ہونے کی وجہ سے وہاں کی حاضری کے لیے غسل مستحب ہے۔

۱۱۔ دسویں ذوالحجہ کو حجاج کرام مزدلفہ کے مقام پر ٹھہرتے ہیں۔ اس مقام پر امت کے حق میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہوئی۔

۱۲۔ طواف زیارت فرض ہے اور یہ دس ذوالحجہ یا گیارہ بارہ ذوالحجہ کو کیا جاتا ہے۔ کعبۃ اللہ کی عظمت اور طواف کی فرضیت کا تقاضا ہے کہ خوب پاک صاف ہو کر طواف کیا جائے۔

۱۳۔ سورج گرہن کی نماز اور نمازِ استسقاء پڑھنے نیز خوف اور اندھیری وغیرہ کی صورت میں مسلمان اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے ان مشکلات کے ازالہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگتے اور التجائیں کرتے ہیں لہٰذا خوب پاک صاف ہونا چاہیے تاکہ قبولیت دعا زیادہ یقینی ہو جائے۔

marfat.com

سوالات

۱۔ غسل کب فرض ہوتا ہے۔ تفصیل سے بیان کریں۔
۲۔ میت کو غسل دینے کا کیا حکم ہے؟
۳۔ کن کن باتوں سے غسل فرض نہیں ہوتا؟
۴۔ منی، مذی اور ودی کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ احتلام سے غسل کب فرض ہوتا ہے؟
۵۔ غسل کا سنت طریقہ کیا ہے؟
۶۔ کن کن امور کے لیے غسل سنت ہے اور کن کاموں کے لیے مستحب؟
۷۔ مندرجہ ذیل عبارات کا آسان ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں۔

یفترض الغسل بواحد من سبعة اشیاء خروج المنی الی ظاهر الجسد اذا انفصل عن مقره بشهوة من غیر جماع و تواری حشفة و قدرها من مقطوعها فی احد سبیلی آدمی حی۔

۸۔ خالی جگہ پر کریں۔

وضو میں ـــــــ چیزیں فرض ـــــــ باتیں سنت اور ـــــــ کام مکروہ ہیں۔ نیز وضو کے مستحبات ـــــــ ہیں اگر احتلام رطوبت کے بغیر ہو تو غسل فرض ـــــــ عیدین کے لیے غسل ـــــــ ہے۔ حیض ختم ہونے پر غسل کرنا ـــــــ مذی کی صورت میں غسل ـــــــ جاتا اور وضو ـــــــ جاتا ہے۔

بَابُ التَّيَمُّمِ

يَصِحُّ بِشُرُوطٍ ثَمَانِيَةٍ الاَوَّلُ النِّيَّةُ وحقيقتها عقدُ القَلبِ عَلَى الفِعلِ وَوَقتُهَا عِندَ ضَربِ يَدِهِ على ما يَتَيَمَّمُ بِهِ شُرُوطُ صِحَّةِ النِّيَّةِ ثَلَاثَةٌ الإسلَامُ وَالتَّمييز وَالعِلمِ بِمَا يَنوِيهِ ويُشتَرطُ لِصِحَّةِ نِيَّةِ التَّيَمُّمِ للصَّلوٰةِ بِهِ اَحَدُ ثَلَاثَةِ اَشياءَ اَمَّا نِيَّةُ الطَّهَارَةِ اَو استِبَاحَةُ الصَّلوٰةِ اَو نِيَّةُ عِبَادَةٍ مَقصُودَةٍ لَا تَصِحُّ بِدُونِ طَهَارَةٍ

تیمم کا بیان

تیمم[1] آٹھ شرطوں کے ساتھ صحیح ہوتا ہے۔

پہلی شرط۔ نیت کرنا[2] ہے اور اس کی حقیقت کسی کام کے کرنے پر دل کو پکا کرلینا[3] ہے۔ اور اس کا وقت وہ ہے جب اس چیز پر ہاتھ مارے جس کے ساتھ تیمم کر رہا ہے۔

نیت کے صحیح ہونے کی تین شرطیں ہیں۔

(۱) تیمم کرنے والے کا مسلمان[4] ہونا (۲) سمجھ دار ہونا اور (۳) جس چیز کی نیت کر رہا ہے اس کا علم ہونا۔

نماز کی خاطر تیمم کے صحیح ہونے کے لیے تین باتوں میں سے ایک کا ہونا شرط ہے۔

(۱) طہارت کی نیت ہو (۲) یا نماز جائز ہو جانے کی نیت ہو۔ (۳) یا کسی ایسی مقصودی عبادت کی نیت ہو جو طہارت کے بغیر جائز نہیں ہوتی[5]

---

[1] تیمم کا لغوی معنیٰ قصد اور ارادہ کرنا ہے اور اصلاح شرح میں پاک مٹی سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرنا ہے اس امت کی خصوصیات میں سے ہے اور اس کی اصل قرآن پاک کی یہ آیت ہے۔ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا پس تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا ارادہ کرو۔

احناف کے نزدیک وضو میں نیت فرض نہیں جب کہ تیمم میں شرط ہے اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ وضو

فلا یصلی بہ اذا نوی التیمم فقط او نواہ لقراءۃ القرآن ولم یکن جنبا الثانی العذر المبیح للتیمم کبعدہ میلا عن ماء ولو فی المصر وحصول مرض وبرد یخاف منہ التلف او المرض وخوف عدو وعطش واحتیاج لعجن لا لطبخ مرق و لفقد آلۃ وخوف فوت صلوۃ جنازۃ او عید ولو بناء ولیس من العذر خوف الجمعۃ والوقت

(مسئلہ) پس اس تیمم کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا جس میں فقط تیمم کی نیت کی یا قرآن مجید پڑھنے کی نیت سے تیمم کیا اور وہ جنبی بھی نہ تھا[۵]

دوسری شرط:۔ اس عذر کا پایا جانا جس سے تیمم جائز ہو جاتا ہے مثلاً اس کا پانی سے ایک میل دور ہونا اگرچہ شہر میں ہو۔ بیماری اور سردی کا پایا جانا جس سے ہلاکت یا بیمار ہو جانے کا خوف ہو، دشمن اور پیاس کا خوف ہونا آٹا گوندھنے کی ضرورت ہو نہ شوربا پکانے کی۔ دیانی نکالنے کا) آلہ (مثلاً ڈول) نہ ہونا۔ نماز جنازہ یا عید کی نماز نکل جانے کا ڈر ہو۔ اگرچہ بنا ہو[۵]

(مسئلہ) جمعہ اور وقتی نماز کے نکل جانے کا خوف (تیمم کو جائز کرنے والا) عذر نہیں[۶]

(شرح) پانی سے کیا جاتا ہے جو اپنی خلقت کے اعتبار سے پاک کرنے والا ہے۔ لہٰذا وہاں نیت کی ضرورت نہیں جب کہ مٹی بنات خود پاک کرنے والی نہیں لہٰذا جب اس سے طہارت حاصل کرنا ہو تو نیت کرنا ضروری ہے۔

۳؎ نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ زبان سے الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں البتہ بہتر ہے کہ دل کے ارادے اور الفاظ کی زبان سے ادائیگی دونوں کو جمع کیا جائے۔

۴؎ چونکہ غیر مسلم عبادت کی نیت کا اہل نہیں لہٰذا مسلمان ہونا شرط ہے اگر کوئی کافر تیمم کر کے مسلمان ہوا تو وہ اس سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

۵؎ تیمم کی تین صورتیں ہیں کسی ایسی عبادت کے لیے تیمم کرنا جس کے لیے وضو فرض یا واجب نہیں مثلاً زبانی تلاوت کلام پاک یا مسجد میں داخل ہونا، یا ایسے کام کے لیے تیمم کیا جائے جس کے لیے وضو ضروری تو ہے لیکن وہ مقصودی عبادت نہیں مثلاً قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور تیسری صورت یہ ہے کہ ایسے کام کے لیے تیمم کیا جائے جو عبادت مقصودہ بھی ہے اور اس کے لیے وضو کرنا ضروری بھی، جیسے نماز۔ لہٰذا کسی غیر مقصودی عبادت کے لیے تیمم کیا یا ایسے کام کے لیے کیا جس کے

یے وضو فرض یا واجب نہیں تو ایسے تیمم سے نماز پڑھنا جائز نہیں۔

سلہ قرآن پاک زبانی پڑھنے کے یے وضو فرض نہیں لہٰذا اس تیمم کے ساتھ نماز ادا نہیں ہو سکتی۔ جو صرف قرآن مجید پڑھنے کی نیت سے کیا گیا کیونکہ نماز کے یے تیمم فرض ہے البتہ اگر وہ جنبی ہو اور تلاوت قرآن کے یے تیمم کرے تو اس سے نماز ہو جائے گی۔ کیونکہ اس صورت میں اس پر تیمم فرض ہے اور تلاوت قرآن عبادت مقصودہ بھی ہے لیکن جنبی قرآن پاک کو ہاتھ لگانے کے یے تیمم کرے تو اس سے نماز نہیں پڑھ سکتا کیونکہ یہ عبادت مقصودہ نہیں۔

سلہ ایک قول کے مطابق اگر تیمم کرنے والا مسافر ہو تو دائیں، بائیں یا پیچھے کی جانب ایک ایک میل کا اعتبار ہو گا لیکن جدھر کو جارہا ہے ادھر دو میلوں کا اندازہ معتبر ہو گا کیونکہ باقی تین سمتوں میں آنے جانے میں دو دو میل بن جاتے ہیں اور منزل کی طرف جاتے ہوئے واپسی نہیں ہو گی لہٰذا دو میل تک پانی کا دور ہونا تیمم کے جواز کا باعث بنے گا۔

(الجوہرۃ النیرہ حصہ اول ص ۲۴)

شرعی طور پر میل کا اندازہ یوں لگایا گیا ہے کہ اگر جو کے چھ بڑے دانے یوں رکھے جائیں کہ ایک کی کمر دوسرے کی کمر سے ملے تو یہ ایک انگلی ہو گی چوبیس انگلیوں کا ایک ہاتھ (ذراع) ہو گا۔ چار ہاتھ مل کر ایک باع ہوں گے اور ایک ہزار باع سے ایک میل بنتا ہے۔ تین میل کا ایک فرسخ اور چار فرسخ کا ایک برید ہوتا ہے۔ گویا ایک میل چھیانوے ہزار انگلیوں کے برابر ہوتا ہے۔

سلہ اگر غالب گمان، سابقہ تجربے یا کسی ماہر نیک مسلم ڈاکٹر کے بتانے سے معلوم ہو کہ وضو کی صورت میں بیماری کے اس قدر بڑھ جانے کا خدشہ ہے جس سے ہلاکت بھی ممکن ہے یا اس قدر ٹھنڈک ہے کہ وضو کرنے سے بیمار ہونے کا خطرہ ہے تو تیمم جائز ہے۔

سلہ آٹا گوندھنا ضروری ہے کیونکہ محض آٹا نہیں کھایا جاتا لہٰذا یہ عذر ہے البتہ شوربے کے بغیر بھی روٹی کھائی جا سکتی ہے اس یے یہ عذر نہیں۔ اگر اتنا پانی ہو جس سے صرف وضو ہو سکتا ہے یا صرف پیا جا سکتا ہے تو پینے کو ترجیح ہو گی اسی طرح سالن پکانے کو مقدم رکھا جائیگا۔ اگر اتنا پانی ہو جس سے وضو کرے یا سالن پکائے تو سالن پکانے کی بجائے وضو کریں گے۔

سلہ چونکہ نماز جنازہ اور عید کی قضاء نہیں لہٰذا ان کے یے اس صورت میں تیمم ہو سکتا ہے کہ نماز بالکل تیار ہو اور وضو کرنے کی وجہ سے اس کے نکل جانے کا اندیشہ ہو۔ البتہ میت کا ولی تیمم نہیں کرے گا کیونکہ اس کے یے جنازہ روکا جائے گا۔ بنا کا مطلب یہ ہے کہ نماز وضو سے شروع کی تھی، درمیان میں بے وضو ہو گیا تو باقی نماز تیمم کر کے پڑھے۔

سلہ چونکہ جمعہ رہ جانے کی صورت میں ظہر کی نماز پڑھی جا سکتی ہے اور وقتی نماز بھی قضاء ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ان نمازوں کے یے تیمم کرنا صرف اس وجہ سے جائز نہ ہو گا کہ وضو کرنے کی صورت میں ان کے قضاء ہونے یا جمعہ کی جماعت نکلنے کا خطرہ ہے جب تک کوئی دوسرا عذر نہ پایا جائے۔

marfat.com

الثَّالِثُ اَن يَكُونَ التَّيَمُّمُ بِطَاهِرٍ مِن جِنسِ الاَرضِ كَالتُّرَابِ وَالحَجَرِ وَالرَّمَلِ لَا الحَطَبِ وَالفِضَّةِ وَالذَّهَبِ الرَّابِعُ اِستِيعَابُ المَحَلِّ بِالمَسحِ الخَامِسُ اَن يَّمسَحَ بِجَمِيعِ اليَدِ اَو بِاَكثَرِهَا حَتّٰى لَو مَسَحَ بِاِصبَعَينِ لَا يَجُوزُ وَلَو كَرَّرَ حَتّٰى استَوعَبَ بِخِلَافِ مَسحِ الرَّاسِ السَّادِسُ اَن يَكُونَ بِضَربَتَينِ بِبَاطِنِ الكَفَّينِ وَلَو فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ وَيَقُومُ مَقَامَ الضَّربَتَينِ اِصَابَةُ التُّرَابِ بِجَسَدِهٖ اِذَا مَسَحَهٗ بِنِيَّةِ التَّيَمُّمِ

تیسری شرط:۔ تیمم، جنسِ زمین[1] میں سے کسی پاک چیز کے ساتھ ہو مثلاً مٹی، پتھر اور ریت۔ لکڑی، چاندی اور سونے سے (تیمم جائز) نہیں۔

چوتھی شرط:۔ تمام جگہ کو مسح کے ساتھ گھیر لینا[2]۔

پانچویں شرط:۔ پورے ہاتھ یا اس کے اکثر حصے کے ساتھ مسح کیا جائے۔ یہاں تک کہ اگر دو انگلیوں کے ساتھ مسح کیا تو جائز نہ ہوگا۔ اگرچہ بار بار مسح کر کے (تمام جگہ کو) گھیر لے۔ سر کے مسح کا حکم اس کے خلاف (یعنی جائز) ہے۔

چھٹی شرط:۔ (تیمم) ہتھیلیوں کے اندرونی حصہ کے ساتھ دو ضربوں کے ذریعے ہو اگرچہ (دونوں ضربیں) ایک ہی جگہ پر ہوں[3]۔

(مسئلہ) جسم پر مٹی لگ جائے اور اسے تیمم کی نیت سے مل لے تو وہ دو ضربوں کے قائم مقام ہو جائے گی۔

---

[1] جنس زمین سے مراد وہ چیز ہے جو آگ میں ڈالنے سے نہ تو پگھل جائے اور نہ ہی جل کر راکھ ہو لہٰذا سونے اور چاندی سے تیمم جائز نہ ہوگا کیونکہ وہ پگھلتے ہیں اور لکڑی سے اس لیے جائز نہیں کہ وہ جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔

[2] تمام جگہ سے مراد وہ اعضاء ہیں جن پر مسح کرنا تیمم میں فرض ہے یعنی چہرہ اور ہاتھ (کہنیوں سمیت)، انگوٹھی اتاری جائے اور انگلیوں کا خلال کیا جائے۔

[3] تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کر کے پاک مٹی پر دونوں ہاتھوں کو مارے اور ان کو آگے اور پیچھے کی طرف لے جائے پھر ہاتھ کے انگوٹھوں کی جڑوں سے دونوں ہاتھ کو ملا کر جھاڑے اور سارے چہرے کا مسح کرے۔ اسی طرح دوسری بار مٹی پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کا (کہنیوں سمیت) مسح کرے۔

marfat.com

السَّابِعُ انقِطَاعُ مَا يُنَافِيهِ مِن حَيضٍ اَو نِفَاسٍ اَو حَدَثٍ الثَّامِنُ زَوَالُ مَا يَمنَعُ المَسحَ كَشَمعٍ وَشَحمٍ وَسَبَبُهُ وَشُرُوطُ وُجُوبِهٖ كَمَا ذُكِرَ فِي الوُضُوءِ وَرُكنَاهُ مَسحُ اليَدَينِ وَالوَجهِ وَسُنَنُ التَّيَمُّمِ سَبعَةٌ التَّسمِيَةُ فِي اَوَّلِهٖ وَالتَّرتِيبُ وَالمُوَالَاةُ وَاِقبَالُ اليَدَينِ بَعدَ وَضعِهِمَا فِي التُّرَابِ وَاِدبَارُهُمَا وَنَفضُهُمَا وَتَفرِيجُ الاَصَابِعِ

ساتویں شرط:۔ ایسی چیز کا دور ہونا جو تیمم کرتے ہوئے، تیمم کے خلاف ہو مثلاً حیض، نفاس اور حدث[1]

آٹھویں شرط:۔ ایسی چیز کا دور ہو جانا جو مسح سے مانع ہے مثلاً موم اور چربی[2]

تیمم کا سبب اور شرائط وجوب:۔

تیمم کا سبب اور واجب ہونے کی شرائط وہی ہیں جو وضو کے بیان میں ذکر کی گئی ہیں[3]

تیمم کے ارکان:۔

تیمم کے رکن دو ہیں (۱) دونوں ہاتھوں اور (۲) چہرے کا مسح کرنا[4]

تیمم کی سنتیں:۔

تیمم کی سنتیں سات ہیں۔

(۱) شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا (۲) ترتیب۔ (۳) تسلسل (۴) ہاتھوں کو مٹی میں رکھنے کے بعد ان کو آگے کی طرف لے جانا اور (۵) پیچھے کی طرف لانا (۶) ہاتھوں کو جھاڑنا[5] (۷) انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔

---

[1] مثلاً حالت حیض یا نفاس میں تیمم کرے تو تیمم نہ ہوگا جب تک یہ دونوں ختم نہ ہو جائیں۔ اسی طرح تیمم کرتے ہوئے ہوا وغیرہ خارج ہوتی رہے تو اس حدث کی موجودگی میں بھی تیمم نہ ہوگا۔

[2] کیونکہ موم اور چربی وغیرہ کی صورت میں جسم تک مٹی نہیں پہنچتی۔

[3] دیکھیے ص ۳۹

[4] یعنی تیمم میں دو باتیں فرض ہیں۔ اگرچہ نیت بھی ضروری ہے لیکن وہ تیمم سے پہلے ہے لہٰذا اُسے شرط کہا جائے گا۔

[5] ہاتھوں کو جھاڑنے کی حکمت یہ ہے کہ چہرہ زیادہ خاک آلود ہو کر بالکل بگڑی ہوئی صورت نہ بن جائے۔ یہی وجہ ہے کہ کیچڑ سے تیمم نہیں کیا جاتا۔

marfat.com

وَ نُدِبَ تَاخِيرُ التَّيَمُّمِ لِمَنْ يَرْجُوا الْمَاءَ قَبْلَ خُرُوجِ الْوَقْتِ وَ يَجِبُ التَّاخِيرُ بِالْوَعْدِ بِالْمَاءِ وَ لَوْ خَافَ الْقَضَاءَ وَ يَجِبُ التَّاخِيرُ بِالْوَعْدِ بِالثَّوْبِ اَوِ السِّقَاءِ مَا لَمْ يَخَفِ الْقَضَاءَ وَ يَجِبُ طَلَبُ الْمَاءِ اِلٰى مِقْدَارِ اَرْبَعمِائَةِ خُطْوَةٍ اِنْ ظَنَّ قُرْبَهُ مَعَ الْاَمْنِ وَ اِلَّا فَلَا وَ يَجِبُ طَلَبُهُ مِمَّنْ هُوَ مَعَهُ اِنْ كَانَ فِيْ مَحَلٍّ لَا تَشُحُّ بِهِ النُّفُوْسُ وَ اِنْ لَمْ يُعْطِهِ اِلَّا بِثَمَنِ مِثْلِهِ لَزِمَهُ شِرَاؤُهُ بِهِ وَ اِنْ كَانَ مَعَهُ فَاضِلًا عَنْ نَفَقَتِهِ۔

تیمم کے کچھ مسائل:

(۱) جس شخص کو وقت نکلنے سے پہلے پانی ملنے کی امید ہو اس کے لیے تیمم میں تاخیر مستحب ہے[۱]۔

(۲) پانی کے وعدہ پر تاخیر واجب ہے۔ اگرچہ نماز کے قضا ہونے کا ڈر ہو[۲]۔

(۳) کپڑے اور ڈول کا وعدہ کیا گیا تو جب تک نماز قضا ہونے کا ڈر نہ ہو تاخیر واجب ہے[۳]۔

(۴) اگر پانی قریب ہونے کا گمان ہو اور حالت امن ہو تو چار سو قدموں کی مقدار تک پانی تلاش کرنا واجب ہے ورنہ نہیں[۴]۔

(۵) اپنے ساتھی سے پانی مانگنا بھی واجب ہے۔ اگر ایسی جگہ ہو جہاں لوگ (پانی دینے میں) بخل سے کام نہیں لیتے[۵] اور اگر وہ اسے بازاری قیمت کے بغیر نہ دے تو (بھی) خریدنا ضروری ہے۔ بشرطیکہ اس کے پاس ضروریات سے زائد رقم ہو[۶]۔

---

[۱] یعنی مستحب وقت نکلنے سے پہلے پہلے پانی ملنے کی امید ہو تو تاخیر مستحب ہے۔

[۲] چونکہ اس صورت میں محض امید ہی نہیں بلکہ وعدہ کیا گیا لہٰذا تاخیر واجب قرار دی گئی۔ نیز یہ اس صورت میں ہے جب وعدہ کرنے والے کے پاس پانی موجود ہو یا ایک میل سے کم مسافت پر ہو۔ اگر پانی زیادہ فاصلے پر ہو یا وعدہ کرنے والے کے پاس نہ ہو تو تیمم جائز ہو جائے گا۔

[۳] اگر ننگے آدمی کو کسی نے کپڑے دینے یا پانی نکالنے کے لیے ڈول دینے کا وعدہ کیا تو جب تک قضا کا خوف نہ ہو نماز کو موخر کرے۔ اس کے بعد چونکہ اس کا عاجز ہو جانا ثابت ہو جاتا ہے بلٰذا کپڑوں کے بغیر اور تیمم کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک ہے۔ آپ کے نزدیک پانی اور دیگر اشیاء میں فرق ہے۔ پانی

marfat.com

ويصلى بالتيمم الواحد ما شاء من الفرائض والنوافل وصحّ تقديمه على الوقت ولو كان اكثر البدن او نصفه جريحًا تيمّم وان كان اكثره صحيحًا غسله ومسح الجريح ولا يجمع بين الغسل والتيمم وينقضه ناقض الوضوء والقدرة على استعمال الماء الكافى ومقطوع اليدين والرجلين اذا كان بوجهه جراحة يصلى بغير طهارة ولا يعيد.

---

(٦) ایک تیمم کے ساتھ جس قدر فرائض و نوافل چاہے پڑھ سکتا ہے۔

(٧) وقت سے پہلے تیمم کرنا بھی درست ہے[١]۔

(٨) اگر بدن کا اکثر یا نصف حصہ زخمی ہو تو تیمم کرے[٢] اور اگر زیادہ حصہ صحیح ہو تو دھوئے اور زخمی حصے کا مسح کرے دھونے اور تیمم کو اکٹھا نہ کرے[٣]۔

تیمم کو توڑنے والی چیزیں:

جو چیزیں وضو کو توڑتی ہیں ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اس کے علاوہ کافی پانی کے استعمال پر قادر ہونا بھی تیمم کو توڑ دیتا ہے۔

(مسئلہ) جس آدمی کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہوں[٤] اگر اس کا چہرہ زخمی ہو تو وہ وضو کے بغیر نماز پڑھے اور اسے (بعد میں) نہ لوٹائے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) کسی کے لیے مباح کیا جائے یا خرچ کے لیے دیا جائے تو اس میں قدرت ثابت ہو جاتی ہے لیکن باقی چیزوں میں جب تک مالک نہ بنایا جائے قدرت ثابت نہیں ہوتی لہٰذا پہلی صورت میں جب پانی کا وعدہ کیا گیا تو وہ پانی پر قادر شمار ہوگا لیکن کپڑوں اور ڈول میں جب تک اسے ان چیزوں کا مالک نہ بنایا جائے قدرت ثابت نہ ہوگی۔

[٤] پانی کے قریب ہونے کا گمان اس طرح ہوگا کہ مثلاً اس نے اس طرف پرندے اڑتے دیکھے یا کوئی سبزہ وغیرہ اگا ہوا دیکھا یا کسی نے خبر دی۔

[٥] عام طور پر لوگ پانی دینے میں بخل سے کام نہیں لیتے لہٰذا ساتھی سے یا قریب کسی گھر سے طلب کرنا چاہیے۔

[٦] اگر اس کے پاس ضرورت سے زائد رقم نہ ہو یا عام بازاری قیمت سے زیادہ رقم مانگی جائے تو پانی خریدنا ضروری نہیں اور تیمم جائز ہوگا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا اگلے صفحہ پر)

marfat.com

باب المسح علی الخفین

صح المسح علی الخفین فی الحدث الاصغر للرجال والنساء ولو کانا من شیٔ ثخین غیر الجلد سواء کان لھما نعل من جلد اولا ویشترط لجواز المسح

موزوں پر مسح کا بیان

حدث اصغر[1] میں موزوں پر مسح کرنا مردوں اور عورتوں کے لیے جائز ہے۔ اگرچہ (موزے) چمڑے کے علاوہ کسی گاڑھی چیز سے بنے ہوئے[2] ہوں۔ چاہے ان پر چمڑے کی نعل (جوتی) ہو یا نہ ہو۔

(صفحہ گزشتہ) ۱ے چونکہ تیمم، وضو کا نائب مطلق ہے لہٰذا وضو کی طرح تیمم بھی جب تک باقی ہو اس کے ساتھ فرائض و نوافل سب کچھ ادا کیا جا سکتا اور جس طرح وقت سے پہلے وضو کیا جا سکتا ہے تیمم بھی جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت کے لیے لوٹایا جائے تاکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے اختلاف سے بچ جائے کیونکہ ان کے نزدیک ہر وقت کے لیے فرض ہے۔

۲ے اعضاء کی تعداد کا اعتبار ہوگا مثلاً وضو کی فرضیت کے سلسلے میں چار اعضاء کا دھونا اور مسح کرنا فرض ہے اب اگر کسی شخص کا چہرہ، سر اور ہاتھ زخمی ہوں اور پاؤں زخمی نہ ہوں تو اکثر اعضاء یعنی جسم کا اکثر حصہ زخمی شمار ہوگا۔

(مراقی الفلاح)

۳ے کیونکہ شریعت میں بدل اور اصل (مبدل منہ) کو اکٹھا کرنے کی کوئی مثال نہیں۔

۴ے کیونکہ جس عذر کی بنیاد پر تیمم جائز ہوا تھا وہ ختم ہو گیا۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ے حدث اصغر سے مراد بے وضو ہونا ہے۔ حدث اکبر یعنی جنابت ہو تو پاؤں کا دھونا ضروری ہے۔

۲ے مثلاً نمدہ اور ایسا موٹا کپڑا جس سے پانی اندر نہ جاتا ہو اور پنڈلی پر باندھنے کے بغیر ٹھہر بھی جائے ورنہ تیمم جائز نہ ہوگا۔ جرابوں پر مسح جائز نہیں۔

marfat.com

عَلَی الخُفَّین سَبعۃُ شَرَائِطَ الاول لبسھُمَا بعدَ غَسلِ الرِّجلَین ولو قبل کمالِ الوضوءِ اِذَا اَتَمَّہٗ قبل حصولِ ناقِضٍ للوضوءِ والثانی سترھما للکعبین والثالث اِمکانُ متابعۃِ المشی فیھمَا فلا یجوزُ علی خُفٍّ مِن زُجَاجٍ اوخشب او حدیدٍ والرابعُ خُلوُّ کلٍّ مِنھُمَا عَن خرقٍ قَدرَ ثلاثِ اَصَابِعَ مِن اَصغرِ اصابعِ القَدَمِ والخامسُ استمساکھُمَا علی الرِّجلَین مِن غَیرِ شدٍّ والسَّادِسُ مَنعھُمَا وُصُولَ المَاءِ اِلَی الجسَدِ والسَّابِعُ اَن یَبقٰی مِن مُقَدَّمِ القَدَمِ قدرُ ثلاثِ اصابعَ من اَصغرِ اصابعِ الیدِ فلو کَانَ فاقِدًا مُقدَّمَ قدَمِہٖ لا یمسحُ علٰی خُفِّہٖ ولو کَانَ

شرائطِ مسح :

موزوں پر مسح کے جائز ہونے کی سات شرطیں ہیں۔

۱۔ دونوں پاؤں دھونے کے بعد موزے پہننا اگرچہ وضو مکمل کرنے سے پہلے ہو جب کہ کسی ایسی چیز کے پائے جانے سے پہلے وضو مکمل کرے جو وضو کو توڑ دیتی ہے[1]۔

۲۔ موزوں سے ٹخنے چھپ جائیں[2]۔

۳۔ ان کو پہن کر لگاتار چلنا ممکن ہو لہٰذا کانچ، لکڑی اور لوہے کے موزے پر مسح جائز نہیں[3]۔

۴۔ کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی انگلی کے مطابق تین انگلیوں کے برابر (یا اس سے زیادہ) پھٹا ہوا نہ ہو[4]۔

۵۔ موزوں کا پنڈلی پر باندھنے کے بغیر ٹھہرنا[5]۔

۶۔ ان کا بدن تک پانی کے پہنچنے سے مانع ہونا۔

۷۔ ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے مطابق تین انگلیوں کے برابر قدم کا اگلا حصہ باقی ہو کٹا ہوا نہ ہو اگر پاؤں کا اگلا حصہ (موجود) نہ ہو تو موزے پر مسح نہ کرے اگرچہ

---

[1] اگر کوئی شخص پہلے پاؤں دھو کر موزے پہن لے اور پھر باقی وضو مکمل کرے تو یہ بھی جائز ہے۔ اور اگر وضو مکمل کرنے کے بعد پہنے تو بھی ٹھیک ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وضو مکمل کرنے سے پہلے کوئی ایسی بات پیدا نہ ہو جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

[2] یا تو مکمل موزے چمڑے کے ہوں یا جرابوں پر چمڑا چڑھائے تو اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ٹخنے اس چمڑے کے نیچے ضرور آئیں۔

marfat.com

عَقِبُ القدم مَوْجُوْدًا وَيَمْسَحُ الْمُقِيْمُ يَوْمًا وَ لَيْلَةً وَ المسافِرُ ثلاثة ايام بلياليها وابتداء المدة من وقت الحدث بَعْدَ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ وَاِنْ مَسَحَ مُقِيْمٌ ثم سَافَرَ قَبْلَ تَمَامِ مُدَّتِهٖ اَتَمَّ مُدَّةَ الْمُسَافِرِ وَاِنْ اَقَامَ الْمُسَافِرُ بَعْدَ مَا يَمْسَحُ يَوْمًا وَّ لَيْلَةً نَزَعَ وَاِلَّا يُتِمُّ يَوْمًا و لَيْلَةً

قدم کا پچھلا حصہ موجود ہو[۱]

مدتِ مسح :

مقیم آدمی ایک دن اور ایک رات مسح کرسکتا ہے جب کہ مسافر تین دن رات مسح کرے اور یہ مدت اس وقت شروع ہوگی جب موزے پہننے کے بعد بے وضو ہو گا[۲]

(مسئلہ) اگر مقیم آدمی نے مسح کیا پھر مدت پوری ہونے سے پہلے مسافر ہو گیا تو مسافر والی مدت پوری کرے اور اگر مسافر ایک دن رات مسح کرنے کے بعد مقیم ہوا تو موزے اتار دے ورنہ ایک دن رات پوری کرے[۳]

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ۳؎ یعنی عام عادت کے مطابق دو تین میل یا اس سے زیادہ فاصلہ ان موزوں کو پہن کر آسانی سے طے کر سکے لہٰذا لکڑی، کانچ اور لوہے وغیرہ کے موزوں پر مسح جائز نہ ہوگا کیونکہ ان میں چلنا مشکل ہے۔

۴؎ ایک موزے میں اتنی پھٹن ہو تو مسح ناجائز ہے اگر دونوں کی پھٹن مل کر اتنی ہو تو جائز ہے۔

۵؎ بنابریں اگر ایسا موٹا کپڑا بھی ہو جس کے اندر پانی نہیں جاتا تب بھی اس پر مسح اس وقت تک جائز نہ ہو گا جب تک وہ باندھنے کے بغیر پنڈلی پر نہ ٹھہرے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱؎ کیونکہ قدم کے اگلے حصے کا مسح فرض ہے اور وہ موجود نہیں جب کہ پچھلا حصہ محل فرض نہیں۔ اس کا دھونا فرض ہے لہٰذا جس کے پاؤں کا اگلا حصہ کٹا ہوا ہو اس کے لیے موزے پر مسح جائز نہیں کیونکہ ایک پاؤں کا دھونا اور دوسرے کا مسح کرنا دھونے اور مسح کو جمع کرنا ہے اور یہ جائز نہیں۔

۲؎ مثلاً ایک شخص نے بارہ بجے وضو کر کے موزے پہنے اور تین بجے بے وضو ہو گیا تو اس کے لیے مسح کا وقت تین بجے سے شروع ہوگا یہی صحیح بات ہے۔ چاہے اس وقت وضو کرے یا ٹھہر کر کرے۔

۳؎ یعنی آخری حالت کا اعتبار ہوگا تین دن رات پورے ہونے سے پہلے مقیم ہو گیا تو موزے اتار کر پاؤں دھوئے اسی طرح مقیم ایک رات دن گزرنے سے پہلے سفر پر چل پڑا تو تین دن رات پورے کرے۔

marfat.com

وَفَرضُ المسحِ قدرُ ثلاثِ اَصابعَ مِن اَصغرِ اَصابعِ اليدِ علیٰ ظاھرِ مُقدَّمِ کلِّ رِجلٍ وَسُنّتہٗ مَدُّ الاصابعِ مُفرَّجۃً مِن رُؤُسِ اَصابعِ القدامِ اِلی السَّاقِ وینقُضُ مَسحَ الخُفِّ اَربعۃُ اَشیاءَ کُلُّ شیءٍ یَنقضُ الوُضوءَ وَنزعُ خُفٍّ ولو بِخُروجِ اَکثرِ القدمِ اِلی ساقِ الخُفِّ واِصابۃُ الماءِ اَکثرَ احدی القدمینِ فی الخُفِّ علی الصَّحیحِ وَمُضیُّ المُدّۃِ اِن لم یَخَف ذَھابَ رِجلِہٖ مِنَ البردِ وبعدَ الثَّلاثۃِ الاَخیرۃِ غَسَلَ رِجلَیہِ فقط وَلا یَجُوزُ المسحُ علی عِمامۃٍ وَقَلنسوۃٍ وَبُرقُعٍ وقُفّازَینِ

مسح کا فرض اور سنت:

ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے حساب سے تین انگلیوں کے برابر ہر قدم کے ظاہر پر مسح کرنا فرض ہے اور اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ (ہاتھوں کی) انگلیوں کو کشادہ رکھتے ہوئے پاؤں کی انگلیوں سے پنڈلی کی طرف کھینچے۔[1]

مسح کو توڑنے والی چیزیں:

چار چیزیں موزے پر مسح کو توڑ دیتی ہیں۔

۱۔ ہر وہ چیز جو وضو کو توڑتی ہے۔

۲۔ موزہ اتار دینا اگرچہ قدم کا زیادہ حصہ موزے کی پنڈلی کی طرف نکلنے سے ہو۔[2]

۳۔ موزے میں کسی ایک قدم کے زیادہ حصے تک پانی کا پہنچنا (صحیح بات یہی ہے)[3]

۴۔ مدت کا پورا ہو جانا اگر سردی کی وجہ سے پاؤں کو (شدید) نقصان کا خطرہ نہ ہو۔[4]

(مسئلہ) آخری تین کے بعد صرف پاؤں دھوئے۔[5]

(مسئلہ) پگڑی، ٹوپی، برقعے اور دستانوں پر مسح جائز نہیں۔[6]

---

[1] اصل بات تو یہ ہے کہ ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر موزہ تر ہو جائے لیکن سنت طریقے کے مطابق مسح کیا جائے نیز یہ بھی خیال رکھا جائے کہ موزے کے اس حصے پر مسح کیا جائے جس کے نیچے پاؤں ہے مثلاً موزہ لمبا ہے پاؤں سے

باقی ص ۷۶

(فصلٌ) اذا افتصدَ او جُرِحَ او کُسِر عضوہٗ فشدّہٗ بخرقۃٍ او جَبِیرۃٍ وکانَ لَا یستطیعُ غسلَ العضوِ ولا یستطیعُ مسحہٗ وجبَ المسحُ علی اکثرِ ما شدَّ بہ العضوَ وکفی المسحُ علی ما ظہرَ من الجسدِ بین عصابۃِ المفتصدِ والمسحُ کالغسلِ فلا یتوقّتُ بمدّۃٍ ولا یُشترطُ شدُّ الجبیرۃ علی طہرٍ ویجوزُ المسحُ علی جبیرۃِ احدی الرّجلینِ مع غسلِ الاُخری ولا یبطلُ المسحُ بسقوطِہا قبلَ البُرءِ ویجوزُ تبدیلُہا بغیرِہا ولا یجبُ اِعادۃُ المسحِ علیہا والافضلُ اِعادتُہٗ واذا رمِدَ واُمِرَ انْ لا یغسلَ عینہٗ اوِ انکسرَ ظُفرُہٗ وجعلَ علیہِ دواءً وعلکًا او جلدۃَ مرارۃٍ وضرّہٗ نزعہٗ جازَ لہُ المسحُ وانْ ضرّہُ المسحُ ترکہٗ ولا یفتقرُ الی النیّۃِ فی مسحِ الخفِّ والجبیرۃِ والرّاسِ

پٹی پر مسح کرنا:

جب کسی شخص نے پچھنا لگوایا یا اس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا تو اس نے اس پر کپڑے کا ٹکڑا یا (لکڑیاں رکھ کر) پٹی باندھی اور وہ اس عضو کو دھو نہیں سکتا اور نہ ہی اس پر مسح کر سکتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ جس چیز کے ساتھ اس نے عضو کو باندھا ہے اس کے اکثر حصے پر مسح کرے اور پچھنے لگانے والے کی پٹی کے درمیان جسم کا جو حصہ ظاہر ہے اس پر مسح کر لینا کافی ہے[1]۔

اور مسح دھونے کی طرح ہے پس کسی مدت کے ساتھ خاص نہیں[2] اور نہ ہی طہارت (حاصل کرنے) کے بعد پٹی باندھنا شرط ہے۔

ایک پاؤں کو دھونے کے ساتھ دوسرے پاؤں کی پٹی پر مسح کرنا جائز ہے[3] اور صحت یابی سے پہلے پٹی کے گر جانے سے مسح باطل نہیں ہوتا۔ ایک پٹی کو دوسری سے بدلنا بھی جائز ہے اور اس (دوسری) پر مسح کو لوٹانا واجب نہیں البتہ افضل ہے[4]۔ اور جب آنکھ میں تکلیف ہو اور اسے حکم دیا جائے کہ آنکھ کو نہ دھوئے یا ناخن ٹوٹ گیا اور اس پر دوائی، گوند یا پتے کی کھال لگائی جس کا اتارنا اسے نقصان دیتا ہے تو اس پر مسح جائز ہے اور اگر مسح بھی تکلیف دیتا ہے تو چھوڑ دے۔ موزے، پٹی اور سر کے مسح میں نیت کی ضرورت نہیں[5]۔

marfat.com

کچھ آگے نکل گیا یا چوڑائی زیادہ ہے دائیں بائیں سے پاؤں سے خالی ہے تو خالی جگہ پر مسح جائز نہیں۔

ے۲ موزہ، پاؤں میں حدث کے سرایت کرنے میں رکاوٹ تھا جب اتارا تو حدث پاؤں کی طرف لوٹ آیا۔ پاؤں سے موزے کو کھینچ کر نکال دیں تو پاؤں موزے کی پنڈلی کی طرف آجاتا ہے اور محل مسح سے موزہ الگ ہو جاتا ہے لہٰذا مسح ٹوٹ جائے گا۔

ے۳ اس صورت میں دونوں پاؤں دھونا ہوں گے کیونکہ دھونے اور مسح کرنے کو جمع نہیں کر سکتے۔

ے۴ اگر سردی سے پاؤں کو شدید نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو موزہ نہ اتارے جب تک یہ خطرہ ٹل نہیں جاتا۔

ے۵ یعنی موزہ اتارنے، پانی پہنچنے اور مدت ختم ہونے کی صورت میں موزے اتار کر صرف پاؤں دھوئے جائیں

ے۶ کیونکہ مسح خلاف قیاس نص سے ثابت ہے لہٰذا یہاں موزوں پر کسی دوسری چیز کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ے۱ جب تک ممکن ہو زخمی اعضاء کو دھویا جائے۔ اگر یہ بات ممکن نہ ہو تو اس زخمی عضو پر مسح کرے اور مسح کرنا بھی مشکل ہو تو پٹی کے اوپر مسح کرے۔ بعض اوقات پٹی زخم سے زائد حصہ پر ہوتی ہے تو چونکہ اس کے کھولنے میں حرج ہے لہٰذا اس صحیح حصے کا دھونا فرض نہ رہا بلکہ پٹی کے اوپر مسح کافی ہوگا۔

ے۲ یعنی پٹی پر مسح دھونے کے قائم مقام ہے لہٰذا جس طرح دھونے میں وقت کی پابندی نہیں، یہاں بھی نہیں۔

ے۳ ان تمام مسائل کی بنیاد اس بات پر ہے کہ پٹی پر مسح دھونے کے قائم مقام ہے۔

ے۴ اگر زخم ٹھیک ہونے کے بعد پٹی گر جائے تو اب اس عضو کو دھونا فرض ہوگا۔

ے۵ ان تمام میں نیت اس لیے ضروری نہیں کہ یہ پانی کے ساتھ طہارت حاصل کرنے کی طرح ہیں۔ نیز یہ وضو کا بعض حصہ ہیں اور وضو میں نیت فرض نہیں۔

marfat.com

سوالات

۱۔ تیمم کا سبب اور شرائط لکھیں۔

۲۔ تیمم میں نیت کیوں ضروری ہے۔ جب کہ وضو میں فرض نہیں۔

۳۔ تیمم کے فرائض کتنے اور کون کون سے ہیں نیز اس کا سنت طریقہ کیا ہے؟

۴۔ تیمم کن کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا نیز وضو اور غسل کے تیمم میں کیا فرق ہے؟

۵۔ تیمم کا جواز قرآن مجید سے ثابت کیجیے۔

۶۔ تیمم کن کن چیزوں سے جائز ہے اور جنس زمین سے کیا مراد ہے۔ کیا درخت جنس زمین سے نہیں۔؟ اگر ہے تو اس سے تیمم کیوں جائز نہیں؟

۷۔ کن کن نمازوں کے لیے تیمم کی اجازت ہے نیز کس نیت سے تیمم کیا جائے تو اس کے ساتھ نماز جائز ہو گی۔

۸۔ موزوں پر مسح کن شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ کیا جرابوں پر مسح ہو سکتا ہے اگر نہیں تو کیوں؟

۹۔ موزوں پر مسح کی مدت مقیم اور مسافر کے لیے کتنی کتنی ہے۔ نیز یہ شروع کس وقت ہوتی ہے؟

۱۰۔ موزوں پر مسح کب ٹوٹتا ہے؟

۱۱۔ اس عبارت کو مکمل کیجیے۔

اس آدمی کے لیے تیمم میں تاخیر ــــــــ ہے جس کو وقت نکلنے سے پہلے پانی ملنے کی امید ہو اور پانی کے دے پر تاخیر ــــــــ ہے۔ اگرچہ قضا کا ڈر ہو۔ کپڑے اور ڈول کے وعدے پر اس وقت تک تاخیر ــــــــ ہے تک قضا کا ڈر نہ ہو۔ چار سو قدموں تک پانی تلاش کرنا ــــــــ ہے اگر قریب ہونے کا گمان ہو۔

باب الحَيض والنّفاسِ والاستِحَاضة

يَخرُجُ مِنَ الفرَج حيضٌ ونِفاسٌ واستحَاضَةٌ فَالحَيضُ دَمٌ يَنفضُهُ رَحمٌ بَالِغَةٍ لا داءَ بِهَا ولاحبَلَ ولَم تَبلُغ سِنَّ الايَاسِ واقلُّ الحَيضِ ثلاثَةُ اَيَّامٍ واَوسطُهُ خمسَةٌ واكثرهُ عشرَةٌ والنِفاس هُوالدَّمُ الخارجُ عقبَ الوِلَادَةِ وَاكثرهُ اَربعُونَ يومًا ولَاحدَّ لِاَقلِّهِ وَالاِستِحَاضَةُ دَمٌ نقصَ عَن ثلاثَةِ ايامٍ اوزادَ علىٰ عشرَةٍ فِي الحَيضِ وَعلىٰ اَربعِينَ فِي النِّفاسِ وَاَقلُّ الطُهرِ الفاصِلِ بَينَ الحَيضَتَينِ خمسَةَ عشَرَ يومًا ولَاحدَّ لِاَكثرِهِ اِلَّا لمن بَلَغَت مُستحاضَةً

حیض، نفاس اور استحاضہ کا بیان[1]

(عورت کی) شرمگاہ سے حیض، نفاس اور استحاضہ (کا خون) نکلتا ہے[2]۔ پس حیض وہ خون ہے جسے ایسی بالغ عورت[3] کا رحم باہر پھینکتا ہے جو بیمار اور حاملہ بھی نہ ہو[4]۔ اور نہ ہی ناامیدی کی عمر کو پہنچ چکی ہو[5]۔ حیض کی کم از کم مدت تین دن ہیں، درمیانی مدت پانچ دن اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہیں۔

نفاس وہ خون ہے جو بچے کی پیدائش کے بعد نکلتا ہے اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہیں اور کم از کم کی کوئی حد نہیں[6]۔

استحاضہ وہ خون ہے جو حیض کی صورت میں تین دنوں سے کم اور دس دنوں سے زیادہ ہو جبکہ نفاس کی صورت میں چالیس دنوں سے زائد ہو[7]۔

دو حیضوں کے درمیان پاکیزگی کے کم از کم دن پندرہ ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں مگر جو عورت استحاضہ کی صورت میں بالغ ہو[8]۔

---

[1] حیض کے مسائل کا علم رکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس پر بہت سے مسائل کا دارومدار ہے۔ مثلاً طلاق عدت، نسب، جماع کا جائز یا ناجائز ہونا، نماز، روزہ، قرآن پاک پڑھنا اور اسے ہاتھ لگانا، اعتکاف بیٹھنا، مسجد میں

وَيحرم بالحيض والنِّفاس ثمانيةُ اشياء الصَّلوٰة والصوم وقراءة اٰية مِّنَ القُراٰن و مَسُّهَا اِلّا بغلافٍ و دُخُول مَسْجد وَالطَّوافُ والجِماعُ وَالاِسْتِمتاعُ بما تحتَ السُّرَّةِ اِلىٰ تحتِ الرُّكبَةِ واِذا انقطعَ الدّمُ لِاَكْثَرِ الحَيضِ وَالنِّفاسِ حَلَّ الوطؤُ بلا غُسل وَلا يحِلُّ اِن انقطعَ لدُونِهٖ لِتمام عادتِها اِلّا اَنْ تغتسِل اَو تتيمّم وتُصلّيَ او تَصِير الصَّلوٰة دينًا فِي ذِمَّتِهَا و ذٰلك بان تجِدَ بعدَ الانقطاع مِنَ الوقتِ الَّذِي انقطعَ الدمُ فيهِ زمنًا يسعُ الغُسلَ والتحريمةَ فما فوقهما وَلم تتيمّم حتّٰى خرجَ الوقتُ

حیض اور نفاس سے آٹھ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔

(۱) نماز (۲) روزہ (۳) قرآن پاک کی ایک آیت پڑھنا اور (۴) اسے غلاف کے بغیر ہاتھ لگانا[۱] (۵) مسجد میں داخل ہونا (۶) طواف کرنا[۲] (۷) جماع کرنا اور (۸) ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک کے درمیان سے نفع حاصل کرنا۔

اور جب حیض اور نفاس کی زیادہ مدت پوری ہونے پر خون ختم ہو تو غسل کیے بغیر جماع جائز ہے۔ اور اگر عادت پوری ہونے کی صورت میں اس سے کم مدت میں خون ختم ہو تو جب تک غسل یا تیمم نہ کرے یا نماز اس کے ذمہ قرض نہ ہو جائے جماع جائز نہیں۔ یعنی جس وقت میں خون ختم ہوا ہے اس سے اتنا وقت حاصل ہو جائے جس میں غسل اور تکبیر تحریمہ یا اس سے کچھ زیادہ (ارکان) ادا ہو سکتے ہیں اور اس نے تیمم نہیں کیا یہاں تک کہ (نماز کا) وقت نکل گیا[۳]

داخل ہونا وغیرہ۔

[۲] یعنی یہ تین قسم کے خون شرمگاہ کے راستے سے باہر آتے ہیں جب کہ حیض اور نفاس کا ٹھکانہ عورت کا رحم ہے۔

[۳] بالغہ سے مراد نو سال کی لڑکی ہے اور بیماری سے مراد ایسی بیماری جس کے سبب سے خون آتا ہے محض بیماری مراد نہیں۔ مثلاً ایک عورت بیمار ہے لیکن اس کا رحم ٹھیک ہے تو یہ خون حیض ہوگا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۵۴ حمل کی صورت میں رحم کا خون بچے کی خوراک بن جاتا ہے لہٰذا حیض رک جاتا ہے۔ اور رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے۔

۵۵ ناامیدی کی عمر پچپن سال ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ اس کے بعد جو خون آئے گا وہ حیض نہیں ہوگا۔

۵۶ ایک دن میں بلکہ اس سے کم میں بھی نفاس کا خون ختم ہو سکتا ہے اس لیے جب نفاس کا خون ختم ہو نماز اور روزے کی ادائیگی ضروری ہوگی۔ اس مسئلے کی طرف ہماری بہنوں کو خصوصی توجہ دینی چاہیے کیونکہ عام طور پر مشہور ہے کہ چالیس دن پورے کرنے ہیں اس طرح وہ لاعلمی میں فرض نماز کی تارک ہو جاتی ہیں۔ چالیس دن کی تکمیل خون آنے کی صورت میں ہے ورنہ جتنے دنوں میں خون آنا بند ہو جائے غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر کمزوری وغیرہ عذر نہ ہو تو روزہ بھی رکھے۔

۵۷ یعنی دو دن خون آ کر رک گیا یا دس دنوں سے زائد ہو گیا۔ اسی طرح بچے کی پیدائش کی صورت میں چالیس دن سے بڑھ گیا تو دو دن نیز دس اور چالیس دنوں سے زائد خون استحاضہ ہوگا۔ البتہ اگر کسی عورت کی عادت مقرر ہے مثلاً پانچ یا چھ دن حیض آیا کرتا ہے تو ان دنوں سے زائد جتنے دن ہوں گے وہ استحاضہ کا خون ہوگا۔

۵۸ یعنی ایک عورت بالغ ہوئی تو خون آرہا تھا اور یہ خون مسلسل جاری ہے اب چونکہ اس کے لیے کوئی عادت مقرر نہیں ہو سکتی لہٰذا وہ دس دن حیض کے شمار کر کے پندرہ دن طہارت کے شمار کرے پھر دس دن حیض اور پندرہ دن طہر، یہی طریقہ مسلسل جاری رہے گا۔ اس کا نفاس بھی چالیس دن مقرر ہو جائے گا۔

(حاشیہ صہ) ۱ غلاف وہ کپڑا ہے جو قرآن پاک سے الگ ہوتا ہے جو کپڑا قرآن پاک کے ساتھ سی دیا گیا وہ جزدان کہلاتا ہے اس کے ساتھ پکڑنا جائز ہے، قرآن پاک زبانی بھی پڑھنا جائز نہیں اگرچہ ایک آیت ہو اسی طرح کسی کاغذ کے ٹکڑے پر ایک آیت لکھی ہو تو حیض و نفاس والی عورتیں اسے بھی ہاتھ نہیں لگا سکتیں۔

۲ چونکہ طواف خانہ کعبہ کے گرد مسجد حرام کے صحن میں ہوتا ہے اور مسجد میں جانا جائز نہیں لہٰذا طواف بھی جائز نہ ہوگا۔

۳ یعنی کسی عورت کو چھ دن حیض آتا ہے اور یہ اس کی عادت بن گئی ہے تو اب اس سے جماع اس وقت جائز ہوگا کہ حیض ختم ہونے پر وہ غسل کرے یا پانی وغیرہ نہ ہونے کی صورت میں تیمم کر کے نماز پڑھے یا حیض کے ختم ہونے پر اتنا وقت مل جائے جس میں غسل کر کے اس وقت کی نماز کے لیے کم از کم تکبیر تحریمہ کہی جا سکتی ہے۔ اس صورت میں نماز اس کے ذمہ فرض ہو جائے گی۔ اب غسل کے بغیر جماع جائز ہے اگر عادت سے کم وقت میں حیض ختم ہوا تو صرف غسل کافی نہ ہوگا بلکہ عادت کے دن پورے کرے کیونکہ ممکن ہے خون دوبارہ آ جائے۔

---

marfat.com

وَتَقْضِی الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ الصَّوْمَ دُوْنَ الصَّلٰوۃِ وَیَحْرُمُ بِالْجَنَابَۃِ خَمْسَۃُ اَشْیَآءَ اَلصَّلٰوۃُ وَقِرَاءَۃُ اٰیَۃٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَمَسُّھَا اِلَّا بِغِلَافٍ وَدُخُوْلُ مَسْجِدٍ وَالطَّوَافُ وَیَحْرُمُ عَلَی الْمُحْدِثِ ثَلَاثَۃُ اَشْیَاءَ اَلصَّلٰوۃُ وَالطَّوَافُ وَمَسُّ الْمُصْحَفِ اِلَّا بِغِلَافٍ وَدَمُ الْاِسْتِحَاضَۃِ کَرُعَافٍ دَائِمٍ لَا یَمْنَعُ صَلٰوۃً وَلَا صَوْمًا وَلَا وَطْئًا وَتَتَوَضَّأُ الْمُسْتَحَاضَۃُ وَمَنْ بِہٖ عُذْرٌ کَسَلَسِ بَوْلٍ وَاسْتِطْلَاقِ بَطْنٍ لِوَقْتِ کُلِّ فَرْضٍ وَیُصَلُّوْنَ بِہٖ مَاشَاءُوْا مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ وَیَبْطُلُ وُضُوْءُ الْمَعْذُوْرِیْنَ بِخُرُوْجِ الْوَقْتِ فقط۔

حیض اور نفاس والی عورت روزہ قضا کرے گی نماز نہیں[1]

اور جنابت کی صورت میں پانچ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔

(۱) نماز پڑھنا (۲) قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھنا (۳) قرآن پاک کو غلاف کے بغیر ہاتھ لگانا[2] مسجد میں داخل ہونا۔ (۵) اور طواف کرنا[3]

بے وضو آدمی پر تین چیزیں حرام ہیں۔

(۱) نماز پڑھنا (۲) طواف کرنا۔ اور (۳) قرآن مجید کو غلاف کے بغیر ہاتھ لگانا۔

استحاضہ کا خون:

استحاضہ کا خون دائمی نکسیر کی طرح ہے نہ نماز کو روکتا ہے نہ روزے کو اور نہ ہی جماع کو مستحاضہ عورت اور وہ شخص جو معذور ہے۔ مثلاً جسے پیشاب کے قطرے آتے ہیں۔ اور جس کا پیٹ جاری ہے۔ وہ ہر فرض نماز کے وقت کے لیے وضو کریں اور اس کے ساتھ فرائض و نوافل جو چاہیں پڑھیں معذور لوگوں کا وضو فقط وقت کے نکل جانے سے باطل ہو جاتا ہے[4]۔

---

[1] اس کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دس روزے قضا ہوں گے۔ جب کہ نمازیں ایک مہینہ کی کم از کم پندرہ بنتی ہیں ورنہ ماہانہ پچاس نمازیں لہٰذا روزوں کی قضا میں کوئی حرج نہیں جب کہ اتنی نمازوں کی قضا مشکل ہے۔

[2] چاہے ایک آیت کسی کاغذ کے ٹکڑے پر لکھی ہوئی ہو۔

وَلَا يَصِيرُ مَعْذُوْرًا حَتّٰى يَسْتَوْعِبَهُ الْعُذْرُ وَقْتًا كَامِلًا لَيْسَ فِيْهِ انْقِطَاعٌ بِقَدْرِ الْوُضُوْءِ وَالصَّلٰوةِ وَهٰذَا شَرْطُ ثُبُوْتِهٖ وَشَرْطُ دَوَامِهٖ وُجُوْدُهٗ فِىْ كُلِّ وَقْتٍ بَعْدَ ذٰلِكَ وَلَوْ مَرَّةً وَشَرْطُ اِنْقِطَاعِهٖ وَخُرُوْجُ صَاحِبِهٖ عَنْ كَوْنِهٖ مَعْذُوْرًا خُلُوُّ وَقْتٍ كَامِلٍ عَنْهُ ۔

معذور کب ہوتا ہے؟

کوئی شخص اس وقت تک معذور نہیں ہوتا جب تک عذر اسے ایک کامل وقت گھیر نہ لے جس میں اتنا وقت بھی عذر ختم نہ ہو جس میں وضو اور نماز ہو سکے (یہ اس (عذر) کے ثبوت کی شرط ہے اور اس کے باقی رہنے کی شرط یہ ہے کہ اس کے بعد وہ عذر پورا وقت باقی رہے۔ اگرچہ ایک بار ہی ہو اور عذر کے ختم ہونے نیز اس شخص کے معذور نہ رہنے کی شرط یہ ہے کہ ایک کامل وقت اس (عذر) سے خالی رہے[1]۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

۳ؔ طواف کے لیے وضو واجب ہے۔

۴ؔ ایسے لوگ ہر وقت کے لیے نیا وضو کریں گے اور اس وقت میں جو نماز چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ فرض ہوں یا نفل۔ اس دوران اگر پیشاب وغیرہ نکلے یا خون آئے تو وضو برقرار رہے گا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] یہاں تین باتیں ہیں۔ عذر کا ثبوت، عذر کا باقی رہنا اور عذر کا ختم ہونا۔
اگر کسی نماز کے وقت میں اتنا وقت بھی عذر سے خالی نہ ہو کہ وہ وضو کر کے نماز ادا کر سکے تو وہ شخص معذور شمار ہوگا۔ اور جب تک کسی نماز کا مکمل وقت اس عذر سے خالی نہ ہو وہ معذور ہی رہے گا اور جب ایک نماز کا پورا وقت عذر سے خالی رہا۔ اس وقت سے اس کا عذر ختم ہو جائے گا۔

بَابُ الْاَنجَاسِ وَالطَّهَارَةِ عَنهَا

تَنقَسِمُ النَّجَاسَةُ اِلٰی قِسمَينِ غَلِيظَةٍ وَخَفِيفَةٍ فَالْغَلِيظَةُ كَالْخَمرِ وَالدَّمِ الْمَسفُوحِ وَلَحمِ الْمَيتَةِ وَاِهَابِهَا وَبَولِ مَالَا يُؤكَلُ وَنَجوِ الكَلبِ وَرَجِيعِ السِّبَاعِ وَلُعَابِهَا وَخُرءِ الدَّجَاجِ وَالْبَطِّ وَالاِوَزِّ وَمَا يَنقُضُ الْوُضُوءُ بِخُرُوجِهٖ مِن بَدَنِ الْاِنسَانِ وَاَمَّا الْخَفِيفَةُ فَكَبَولِ الْفَرَسِ وَكَذَا بَولِ مَا يُؤكَلُ لَحمُهٗ وَخُرءُ طَيرٍ لَا يُؤكَلُ وَعُفِيَ قَدرُ الدِّرهَمِ مِنَ الْمُغَلَّظَةِ وَمَادُونَ رُبعِ الثَّوبِ اَوِالْبَدَنِ مِنَ الْخَفِيفَةِ۔

نجاستوں[1] اور ان سے طہارت حاصل کرنے کا بیان

نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) نجاست غلیظہ (۲) نجاست خفیفہ[2]

پس نجاست غلیظہ جیسے شراب، بہنے والا خون[3]، مردار کا گوشت اور اس کا چمڑا، ان چیزوں کا پیشاب جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ کتے کا پاخانہ، درندوں کا پاخانہ اور تھوک، مرغی، بطخ اور مرغابی کی بیٹ اور وہ چیز جو انسان کے بدن سے نکلتی ہے اور اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے[4]۔

نجاست خفیفہ مثلاً گھوڑے کا پیشاب اور اسی طرح اس چیز کا پیشاب جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اور ایسے پرندوں کی بیٹ جن کو کھایا نہیں جاتا۔

نجاست غلیظہ سے ایک درہم کا اندازہ[5] اور نجاست خفیفہ سے کپڑے یا بدن کا چوتھا حصہ[6] معاف ہے۔

لے انجاس، نجس کی جمع ہے۔ گندگی کو کہتے ہیں۔ فقہاء کرام کے نزدیک نجس جیم کے فتح کے ساتھ اس چیز کو کہا جاتا ہے جو ذاتی طور پر ناپاک ہو اور نجس جیم کے کسرہ سے۔ اس چیز کو کہتے ہیں جسکے ساتھ نجاست لگ گئی مثلاً پیشاب نجس (فتح جیم کے ساتھ) اور ناپاک کپڑا نجس (کسرہ جیم کے ساتھ) ہوگا۔

لے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نجاست غلیظہ وہ ہے جس کے بارے میں وارد نص کے مقابلے میں کوئی نص نہ ہو اگر مقابلے میں کوئی نص آجائے تو وہ نجاست خفیفہ ہو جائے گی۔ مثلاً ایسی چیز کا پیشاب جس کا گوشت (بقیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

وَعُفِيَ رَشَاشُ بَوْلٍ كَرُؤُوسِ الْإِبَرِ وَلَوِ ابْتَلَّ فِرَاشٌ أَوْ تُرَابٌ نَجِسَانِ مِنْ عَرَقِ نَائِمٍ أَوْ بَلَلِ قَدَمٍ وَظَهَرَ أَثَرُ النَّجَاسَةِ فِي الْبَدَنِ وَالْقَدَمِ تَنَجَّسَا وَإِلَّا فَلَا كَمَا لَا يَنْجُسُ ثَوْبٌ جَافٌّ طَاهِرٌ لُفَّ فِي ثَوْبٍ رَطْبٍ لَا يَنْعَصِرُ الرَّطْبُ لَوْ عُصِرَ وَلَا يَنْجُسُ ثَوْبٌ رَطْبٌ بِنَشْرِهِ عَلَى أَرْضٍ نَجِسَةٍ يَابِسَةٍ فَتَنَدَّتْ مِنْهُ وَلَا بِرِيحٍ هَبَّتْ عَلَى نَجَاسَةٍ فَأَصَابَتِ الثَّوْبَ إِلَّا أَنْ يَظْهَرَ أَثَرُهَا فِيهِ

سوئی کے سرے جتنے پیشاب کے چھینٹے معاف ہیں[1]

اگر ناپاک بچھونا یا مٹی سونے والے کے پسینے یا قدموں کی رطوبت سے تر ہو جائیں اور نجاست کا اثر جسم اور پاؤں میں ظاہر ہو جائے تو ناپاک ہو جائیں گے ورنہ نہیں، جس طرح وہ خشک پاک کپڑا ناپاک نہیں ہوتا جسے ایسے ناپاک تر کپڑے میں لپیٹا گیا جس کی رطوبت کو نچوڑا جائے تو اس سے کچھ نہیں نکلتا (نچوڑا نہیں جاتا) تر کپڑا خشک ناپاک زمین پر بچھایا جائے جس سے وہ زمین تر ہو جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوگا۔ اسی طرح اس ہوا سے بھی کپڑا ناپاک نہیں ہوتا جو نجاست پر چلی اور اس (کپڑے) تک پہنچ گئی، مگر یہ کہ اس نجاست کا اثر کپڑے میں ظاہر ہو جائے[2]

(حاشیہ صفحہ سابقہ) کھایا جاتا ہے، نجاست خفیفہ ہے کیونکہ ایک روایت میں پیشاب سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے جس سے اس کی نجاست ثابت ہوتی ہے اور دوسری طرف کچھ لوگوں کو بیماری کے ازالہ کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم دیا جس سے اس کی طہارت کا پتہ چلتا ہے لہٰذا دو روایتوں کے تعارض کی وجہ سے یہ نجاست خفیفہ ہوگا۔

(فتاویٰ شامی جلد اول ص ۲۳۳)

۵۳ بہنے والا خون نجاست غلیظہ ہے باقی جو خون ذبح کیے ہوئے جانور کے گوشت کے ساتھ ہے وہ نجس نہیں اسی طرح جگر، تلی اور گردوں وغیرہ کا خون یا جس سے وضو نہیں ٹوٹتا نیز مچھر مکھی اور مچھلی وغیرہ کا خون اسی طرح شہید کا خون پاک ہے۔

۵۴ انسان کا پیشاب حتیٰ کہ بچے کا پیشاب بھی نجاست غلیظہ ہے۔ اس میں بچے اور بچی کا فرق نہیں۔ اس مسئلے میں کوتاہی عام ہے۔ لہٰذا بہنوں کو خاص طور پر اس کا خیال رکھنا ہوگا کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بچے کے پیشاب پر محض پانی بہا دیا جاتا ہے یہ جائز نہیں۔

۵۵ اگر نجاست غلیظہ کا اپنا ایک جسم ہے تو درہم کا وزن مراد ہوگا ورنہ ہتھیلی کی گہرائی جتنی جگہ مراد ہوگی۔ (بقیہ برصفحہ آئندہ)

marfat.com

ویطهر متنجس بنجاسة مرئية بزوال عینها ولو بمرة علی الصحیح ولا یضر بقاء اثر شق زواله وغیر المرئیة بغسلها ثلاثا والعصر کل مرة وتطهر النجاسة عن الثوب والبدن بالماء وبکل مائع مزیل کالخل وماء الورد ویطهر الخف ونحوه بالدلك من نجاسة لها جرم ولو کانت رطبة ویطهر السیف ونحوه بالمسح۔

دکھائی دینے والی نجاست سے ناپاک ہونے والی چیز خاص نجاست کو دور کرنے سے پاک ہوتی ہے اگرچہ ایک مرتبہ ہو صحیح مذہب یہی ہے۔ اس کے بعد اس اثر کا باقی رہنا کچھ نقصان نہیں دیتا جس کا دور کرنا مشکل ہو[1]۔

نہ دکھائی دینے والی نجاست سے ناپاک ہونے والی چیز تین مرتبہ دھونے اور ہر بار نچوڑنے سے پاک ہوتی ہے[2]۔

بدن اور کپڑے سے نجاست، پانی اور ہر اس چیز کے ساتھ دور ہو سکتی ہے جو بہنے والی اور نجاست کو زائل کرنے والی ہو جس طرح سرکہ اور گلاب کا پانی[3]۔

موزہ اور اس جیسی چیزیں جرم (جسم والی) والی نجاست سے رگڑنے کے ساتھ پاک ہو جاتی ہیں۔ اگرچہ تر ہو۔ تلوار اور اس جیسی دوسری چیزیں پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں[4]۔

(صفحہ سابقہ) ۶ تمام کپڑے یا بدن کا چوتھا حصہ مراد ہے یہی صحیح بات ہے کیونکہ چوتھا حصہ کل کے قائم مقام ہو جاتا ہے جس طرح چوتھائی سر کا مسح ہے (مراقی الفلاح)

۱ کیونکہ عام طور پر ہوا وغیرہ چلنے کی وجہ سے اس سے بچنا ممکن نہیں لہٰذا ضرورتاً معاف کیا گیا۔ راستے کا کیچڑ پاک ہے بشرطیکہ وہاں نجاست نہ ہو۔ (فتاوی شامی جلد اول ص ۲۴۷)

۲ ان تمام مسائل میں بنیادی چیز یہ ہے کہ نجاست کا اثر کپڑے یا قدموں پر ظاہر ہوتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو ناپاک ہو جائیں گے ورنہ نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا) ۱ یعنی اس سے نجاست کو دور کرنے کی کوشش کی جائے کہ اس کا نشان بھی باقی نہ رہے اور اگر نشان کا دور کرنا مشکل ہو تو اس کے باقی رہنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲ ایک بار دھو کر اچھی طرح پوری طاقت سے نچوڑا جائے۔ پھر دوبارہ اور سہ بارہ اسی طرح کیا جائے

۳ تیل سے پاک کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ خود بخود نہیں نکلتا۔ اسی طرح دودھ کے ساتھ بھی جائز نہیں (بقیہ آئندہ صفحہ)

marfat.com

وَاِذَا ذَهَبَ اَثَرُ النَّجَاسَةِ عَنِ الْاَرْضِ وَجَفَّتْ جَازَتِ الصَّلٰوةُ عَلَيْهَا دُوْنَ التَّيَمُّمِ مِنْهَا وَيَطْهُرُ مَا بِهَا مِنْ شَجَرٍ وَكَلَاءٍ قَائِمٍ بِجَفَافِهِ وَتَطْهُرُ نَجَاسَةٌ اِسْتَحَالَتْ عَيْنُهَا كَاَنْ صَارَتْ مِلْحًا اَوِ احْتَرَقَتْ بِالنَّارِ وَيَطْهُرُ الْمَنِيُّ الْجَافُّ بِفَرْكِهِ عَنِ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ وَيَطْهُرُ الرَّطْبُ بِغَسْلِهِ۔

جب زمین سے نجاست کا اثر دور ہو جائے اور وہ خشک ہو جائے تو اس پر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اس سے تیمم جائز نہیں[1]

اس کے خشک ہونے سے وہاں جو کچھ درخت اور گھاس وغیرہ کھڑا ہے پاک ہو جاتا ہے[2]۔

اگر کوئی نجاست کسی دوسری چیز میں بدل جائے مثلاً نمک بن جائے یا آگ میں جل جائے تو بھی پاک ہو جاتی ہے[3]۔

خشک منی کے کھرچنے سے کپڑا اور بدن پاک ہو جاتا ہے اور تر منی دھونے سے پاک ہوتی ہے[4]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) گلاب وغیرہ کے پانی کے ساتھ وضو کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ نجاست حکمی ہے جس کا ازالہ صرف پانی کے ساتھ نص سے ثابت ہے لہٰذا جسے مطلق پانی کہا جاتا ہے اس کے ساتھ حدث کو دور کیا جا سکتا ہے۔

[4] چونکہ نجاست ان چیزوں کے اندر سرایت نہیں کرتی لہٰذا محض رگڑ دینے یا پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہے جب کہ کپڑے وغیرہ کو دھونا ضروری ہے کیونکہ نجاست اس میں سرایت کر جاتی ہے۔

(صفحہ ہٰذا) [1] نماز پڑھنے کے لیے جگہ کا پاک ہونا شرط ہے جب کہ تیمم کے لیے اس کا پاک کرنا شرط ہے جب تک زمین پر نجاست نہیں لگی تھی وہ پاک بھی تھی اور پاک کرنے والی بھی، نجاست کے بعد یہ دونوں باتیں ختم ہو گئیں اب خشک ہونے سے اس کا پاک ہونا شریعت نے بحال کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو زمین خشک ہو جائے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ لیکن پاک کرنے کے لیے چونکہ اسکی قطعی اور یقینی طہارت ضروری ہے جس کے بارے میں کوئی نص وارد نہیں لہٰذا وہ بحال نہ ہوئی اور اس سے تیمم جائز نہیں۔
(مراقی و طحطاوی)

[2] یہ چیزیں زمین کے تابع ہیں لہٰذا اس کے پاک ہونے سے یہ بھی پاک ہو جائیں گی۔

[3] کیونکہ کسی چیز کی حقیقت بدلنے سے اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے، مثلاً انگور کا رس شراب بن جائے تو حرام ہو جاتا ہے۔ جب سرکہ بن جائے تو حلال ہے۔

[4] چاہے مرد کی منی ہو یا عورت کی۔ دونوں کا یہی حکم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تر ہو تو اسے دھو لو اور خشک ہو تو اسے کھرچ دو"۔

(فصل) يطهر جلد الميتة بالدباغة الحقيقية كالقرظ وبالحكمية كالتتريب والتشميس الا جلد الخنزير والادمي وتطهر الذكاة الشرعية جلد غير المأكول دون لحمه على اصح ما يفتى به وكل شيء لا يسري فيه الدم لا ينجس بالموت كالشعر والريش المجزوز والقرن والحافر والعظم ما لم يكن به دسم والعصب نجس في الصحيح ونافجة المسك طاهرة كالمسك واكله حلال والزباد طاهر تصح صلوة متطيب به۔

فصل۔ چمڑے وغیرہ کا پاک کرنا:

مردار کا چمڑا حقیقی دباغت مثلاً کیکر کے پتوں سے اور حکمی دباغت مثلاً خاک آلود کرنے اور دھوپ میں خشک کرنے سے پاک ہو جاتا ہے[1] مگر خنزیر اور آدمی کا چمڑا پاک نہیں ہوتا[2]

ایسی چیز کا چمڑا جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا شرعی طریقے پر ذبح کرنے سے پاک ہو جاتا ہے البتہ گوشت پاک نہیں ہوتا زیادہ صحیح بات جس پر فتویٰ دیا جاتا ہے یہی ہے۔

ہر وہ چیز جس میں خون سرایت نہیں کرتا وہ (جانور کے) مرنے سے ناپاک نہیں ہوتی مثلاً بال، کٹے ہوئے پر، سینگ، کھر اور ہڈی جب تک اس کے ساتھ چربی نہ ہو۔

صحیح مذہب کے مطابق پٹھے ناپاک ہیں کستوری کا نافہ، کستوری کی طرح پاک ہے۔ اور اس کا کھانا جائز ہے اور زباد پاک ہے[3] اس کو (بطور خوشبو) لگا کر نماز پڑھنا صحیح ہے۔

---

[1] آج کل مشینری دور ہے لہٰذا کیمیکلز کے ساتھ بھی پاک کیا جا سکتا ہے۔

[2] خنزیر چونکہ نجس عین ہے لہٰذا اس کی کھال دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتی۔ اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے عزت و احترام کی دولت سے نوازا ہے لہٰذا اس کی کھال پر دباغت کا عمل اس کی توہین ہے۔

[3] زباد ایک قسم کی خوشبو ہے جو ایک جانور سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ جانور بلی کی مانند یا اس سے کچھ بڑا ہوتا ہے اس جانور کو بھی الزباد یا سنور الزباد یا قط الزباد کہا جاتا ہے۔

(مصباح اللغات)

marfat.com

سوالات

۱۔ حیض، نفاس اور استحاضہ کی تعریف اور ہر ایک کا حکم بتائیں۔
۲۔ شرعی احکام کے اعتبار سے حیض و نفاس، جنابت اور حدث اصغر میں کیا فرق ہے۔
۳۔ کن کن عورتوں کو حیض نہیں آتا۔
۴۔ معذور کون لوگ ہیں ان کی طہارت کا حکم کیا ہے اور عذر ثابت ہونے کے لیے کیا شرط ہے۔
۵۔ نجاست غلیظہ اور خفیفہ کی تعریف لکھیں۔ نیز یہ بتائیں کہ کون کون سی چیزیں نجاست غلیظہ ہیں۔ اور کونسی نجاست خفیفہ نیز دونوں میں سے کس قدر نجاست معاف ہے۔
۶۔ نجاست مرئیہ اور غیر مرئیہ کو دُور کرنے کا طریقہ کیا ہے۔
۷۔ کن کن جانوروں کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے اور کن کا پاک نہیں ہوتا۔ نیز پاک نہ ہونے کی وجہ بھی لکھیں۔
۸۔ مندرجہ ذیل عبارت کا آسان ترجمہ لکھیں اور خط کشیدہ صیغوں کی وضاحت کریں۔

یخرج من الفرج حیض ونفاس واستحاضۃ فالحیض دم ما ینفضہ رحم بالغۃ لا داء بہا ولاحمل ولم تبلغ سن الایاس واقل الحیض ثلاثۃ ایام واوسطہ خمسۃ واکثرہ عشرۃ

۹۔ ترکیب کیجیے۔

یطہر جلد المیتۃ بالدباغۃ — نافجۃ المسک طاہرۃ کالمسک
یطہر الرطب بغسلہ — تنقسم النجاسۃ الی قسمین غلیظۃ وخفیفۃ

كِتَابُ الصَّلوٰة

يُشتَرطُ لفرضيتها ثلاثةُ اشياءَ الإسلامُ والبُلوغُ والعقلُ وتُؤمرُ بها الأولادُ لسبعِ سنينَ وتُضربُ عليها لعشرٍ بيدٍ لا بخشبةٍ وأسبابُها أوقاتُها وتجبُ بأوّلِ الوقتِ وجوبًا موسّعًا والأوقاتُ خمسةٌ وقتُ الصُّبحِ مِن طلوعِ الفجرِ الصّادقِ إلى قُبيلِ طلوعِ الشَّمسِ وقتُ الظُّهرِ مِن زوالِ الشَّمسِ إلى أن يَصيرَ ظِلُّ كلِّ شيءٍ مثليهِ أو مثلَهُ سوى ظِلِّ الاستواءِ اختار الثاني الطَّحاويُّ وهو قولُ الصّاحبينِ

نماز کا بیان

نماز کے فرض ہونے کے لیے تین باتیں شرط ہیں۔

(۱) اسلام (۲) بلوغ (۳) عقل

بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے اور دس سال کی عمر میں اس (نہ پڑھنے) پر ہاتھ سے مارا جائے، لکڑی سے نہیں[۱]۔

نماز کے اسباب، اوقات[۲] ہیں وقت شروع ہوتے ہی نماز گنجائش کے ساتھ واجب ہو جاتی[۳] ہے۔

اوقاتِ نماز:

(نماز کے) اوقات پانچ ہیں۔

صبح کا وقت صبح صادق سے لے کر طلوعِ آفتاب سے تھوڑی دیر پہلے تک[۴] ہے۔

ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے لے کر اس وقت تک ہے جب ہر چیز کا سایہ اصل سائے کے علاوہ اس کی دو مثل یا ایک مثل ہو جائے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے دوسرے قول کو اختیار کیا ہے اور یہی صاحبین کا قول[۵] ہے۔

marfat.com

وَوَقْتُ الْعَصْرِ مِن ابتداء الزيادة على المثل او المثلين الى غروب الشمس والمغرب مِنهُ إلى غُرُوْبِهِ المشفق الاحمر على المفتى به والعشاء والوتر منه إلى الصُّبْحِ وَلَا يُقَدَّمُ الوتر على العشاءِ للترتيب اللازم ومن لم يَجِدْ وَقْتَهُمَا لَمْ يَجِبَا عَلَيْهِ وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَ فَرضَين فِي وَقْتٍ بِعُذْرٍ إِلَّا فِي عَرَفَةَ لِلحَاجِ بشرطِ الامامِ الاعظمِ وَالْإِحْرَامِ فَيَجمَعُ بَيْنَ الظُّهرِ وَالْعَصْرِ جَمْعَ تَقْدِيمٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ المغربِ والعشاءِ بِمزدلفة ولم تجزِ المغربُ في طَرِيقِ مُزْدَلِفَةَ۔

عصر کا وقت ایک یا دو مثلوں پر اضافہ سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک ہے۔

مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لے کر سرخ شفق[۱] کے غروب ہونے تک ہے۔ اسی قول پر فتویٰ ہے۔

عشار اور وتروں کا وقت اس (غروب شفق) سے لے کر صبح (صادق) تک ہے۔

مسئلہ: (۱) وتروں کو عشار کی نماز سے مقدم نہ کیا جائے کیونکہ دونوں میں ترتیب ضروری ہے۔

۲۔ جو شخص ان دونوں کا وقت نہ پائے اس پر یہ فرض نہیں[۲]

۳۔ کسی عذر کے باوجود دو فرض نمازوں کو ایک وقت میں جمع نہ کیا جائے[۳]۔ البتہ حجاج کرام میدان عرفات میں ایسا کر سکتے ہیں بشرطیکہ بڑا امام موجود ہو اور احرام باندھا ہو۔ پس وہ ظہر اور عصر کو پہلے وقت (ظہر کے وقت) میں جمع کریں گے اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو (عشاء کے وقت) میں جمع کریں۔ مغرب کی نماز مزدلفہ کے راستے میں جائز نہیں۔

(صفحہ سابقہ) [۱] تاکہ نماز فرض ہونے سے پہلے ہی نماز پڑھنا اس کی عادت بن جائے اور اس کے ساتھ کامل لگاؤ پیدا ہو جائے۔

[۲] جب تک وقت داخل نہ ہو اس وقت کی نماز واجب نہیں ہوتی۔ مثلاً ابھی عصر کا وقت داخل نہیں ہوا اور کوئی شخص مر گیا تو چونکہ اس نے عصر کا وقت نہیں پایا لہٰذا وہ نماز اس کے ذمہ نہ ہوگی۔

[۳] گنجائش کے ساتھ وجوب کا مطلب یہ ہے کہ وقت داخل ہوتے ہی نماز اس طرح واجب نہیں ہوتی کہ وقت کی پہلی جز ختم ہونے پر نماز قضا ہو جائے بلکہ جوں جوں وقت بڑھتا چلا جائے گا وجوب بھی ساتھ ساتھ آگے بڑھے گا مثلاً عصر کا وقت چار بجے شروع ہوا ساڑھے چار بجے تک نماز نہیں پڑھی تو یہ نہیں کہیں گے کہ نماز قضا ہو گئی۔ اور پہلے

یا وقت کے آخری حصے میں پڑھے ادا ہی ہو گی۔

ٓ۴۔ ایک صبح کاذب ہوتی ہے دوسری صبح صادق۔ مشرق میں جب افق پر روشنی کی لکیر سیدھی اوپر کو جا کر پھر اندھیرا چھا جاتا ہے تو یہ صبح کاذب ہے اور جب روشنی دائیں بائیں پھیلتی ہے اور پھیلتی چلی جاتی ہے تو اسے صبح صادق کہتے ہیں۔ نماز فجر کا وقت یہاں سے شروع ہو کر طلوع آفتاب سے چند منٹ پہلے تک ہوتا ہے۔

۵۔ عین دوپہر کے وقت جب سورج سر پر کھڑا ہوتا ہے اس وقت بالکل مختصر سا سایہ اصلی سایہ کہلاتا ہے اس کو چھوڑ کر آدمی یا کسی بھی چیز کی لمبائی کو دوبار جمع کیا جائے تو یہ دو مثل ہو گا مثلاً چار گز کی لکڑی کسی جگہ گاڑ دی جائے دوپہر کے وقت کا سایہ دیکھ لیا جائے کتنا ہے پھر جب سایہ اس دوپہر والے سائے کے علاوہ آٹھ گز یا بعض ائمہ کے نزدیک چار گز ہو جائے تو یہ ظہر کا آخری اور عصر کا پہلا وقت ہے۔

(صفحہ سابقہ) ۱۔ شفق دو قسم کی ہے سرخ اور سفید، سورج غروب ہونے کے بعد جو سرخی نظر آتی ہے وہ سرخ شفق ہے۔ اس کے بعد سفیدی ظاہر ہوتی ہے وہ سفید شفق ہے جب سفید شفق غائب ہو جائے تو اندھیرا چھا جاتا ہے۔

۲۔ مثلاً بعض علاقوں میں شفق غروب ہوتے ہی فجر طلوع ہو جاتی ہے وہاں یہ دونوں نمازیں فرض نہ ہوں گی کیونکہ سبب نہیں پایا گیا۔

۳۔ دو نمازیں جمع کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ جمع حقیقی

۲۔ جمع صوری

جمع حقیقی یعنی دونوں کو ایک ہی وقت میں پڑھا جائے۔ وقت سے پہلے ناجائز ہے مثلاً ظہر کے وقت عصر کی نماز پڑھی جائے تو ادا نہ ہو گی۔ وقت کے بعد مثلاً قضا نماز کو دوسرے وقت کی نماز کے ساتھ جمع کیا جائے یہ جائز ہے۔

جمع صوری یہ ہے کہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر پڑھی جائیں مثلاً کسی عذر کی وجہ سے ظہر کی نماز اس کے آخری وقت میں اور عصر کی نماز پہلے وقت میں پڑھے تو یہ بظاہر جمع کرنا ہے لیکن حقیقت میں دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر ہوئی ہیں۔ حاجیوں کے لیے عرفات اور مزدلفہ میں دو دو نمازیں جمع کرنے کی اجازت ہے لہٰذا وہ مستثنیٰ ہیں۔

وَيُسْتَحَبُّ الإِسفارُ بِالفجرِ والابرادُ بالظهرِ فی الصَّيْفِ وَتعجيله فِي الشتاء الا فی يومِ غيم فيؤخّرُ فيهِ وتاخير العصرِ مالم تتغيّرِ الشمسُ وَتعجيلُهٗ فِي يَوۡمِ الغَيۡمِ وَتَعۡجِيۡلُ الۡمَغۡرِبِ اِلَّا فِیۡ يومِ غيمٍ فيؤخّرُ فِيۡهِ وَتاخِيۡرُ العِشَاۤءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّيۡلِ وَتعۡجِيۡلُهٗ فِی الۡغَيۡمِ وَتاخِيۡرُ الۡوِتۡرِ اِلٰی اٰخِرِ اللَّيۡلِ لِمَنۡ يَثِقُ بِالانتباہِ۔

مستحب اوقات:

فجر کی نماز سفیدی میں پڑھنا مستحب ہے۔[1]

ظہر کی نماز کو گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے اور سردیوں میں جلدی پڑھنا مستحب ہے البتہ بادلوں کے دن ذرا دیر سے پڑھی جائے۔[2]

عصر کی نماز کو اس وقت تک موخر کرنا مستحب ہے جب تک سورج کا رنگ نہ بدلے اور بادلوں والے دن جلدی کرنا مستحب ہے۔[3]

مغرب کی نماز، بادلوں والے دن کے علاوہ جلدی پڑھنا مستحب ہے۔ بادل ہوں تو تاخیر کی جائے۔[4] عشاء کی نماز میں رات کی (پہلی) تہائی تک تاخیر کرنا اور بادلوں والے دن جلدی کرنا مستحب ہے۔[5] وتروں کو رات کے آخر تک موخر کرنا مستحب ہے لیکن یہ اس شخص کے لیے ہے جسے جاگنے کا یقین ہو۔[6]

---

[1] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "صبح کی نماز سفید کر کے پڑھو اس کا ثواب زیادہ ہے۔" نیز اس طرح جماعت میں زیادہ لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔

[2] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے۔" چونکہ سردیوں میں یہ بات نہیں ہوتی لہٰذا جلدی پڑھی جائے البتہ آسمان پر بادل ہوں تو تاخیر کی جائے تاکہ وقت سے پہلے ادا نہ ہو جائے۔

[3] سورج کا رنگ زرد ہو جانے پر مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے جس میں اس دن کی نماز عصر کراہت کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے جبکہ دوسری کوئی نماز جائز نہیں لہٰذا مکروہ وقت سے پہلے پڑھی جائے اور بادلوں کے دن احتیاط یہ ہے کہ جلدی پڑھے تاکہ مکروہ وقت داخل نہ ہو جائے۔

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

marfat.com

(فصلٌ) ثَلَاثَةُ اَوْقَاتٍ لَا يَصِحُّ فِيهَا شَيْءٌ مِنَ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ الَّتِي لَزِمَتْ فِي الذِّمَّةِ قَبْلَ دُخُولِهَا عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ اِلَى اَنْ تَرْتَفِعَ وَعِنْدَ اسْتِوَائِهَا اِلَى اَنْ تَزُولَ وَعِنْدَ اصْفِرَارِهَا اِلَى اَنْ تَغْرُبَ وَيَصِحُّ اَدَاءُ مَا وَجَبَ فِيهَا مَعَ الْكَرَاهَةِ كَجَنَازَةٍ حَضَرَتْ وَسَجْدَةِ آيَةٍ تُلِيَتْ فِيهَا كَمَا صَحَّ عَصْرُ الْيَوْمِ عِنْدَ الْغُرُوبِ مَعَ الْكَرَاهَةِ وَالْاَوْقَاتُ الثَّلَاثَةُ يُكْرَهُ فِيهَا النَّافِلَةُ كَرَاهَةَ تَحْرِيمٍ وَلَوْ كَانَ لَهَا سَبَبٌ كَالْمَنْذُورِ وَرَكْعَتَيِ الطَّوَافِ وَيُكْرَهُ التَّنَفُّلُ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ بِاَكْثَرَ مِنْ سُنَّتِهِ وَبَعْدَ صَلٰوتِهِ وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ وَعِنْدَ خُرُوجِ الْخَطِيبِ۔

فصل۔ ان اوقات میں نماز جائز نہیں:

تین اوقات ایسے ہیں جن میں فرض اور واجب نماز جو ان اوقات کے داخل ہونے سے پہلے واجب ہوئی پڑھنا صحیح نہیں۔

۱۔ سورج طلوع ہونے کے وقت یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔

۲۔ سورج کے ٹھہرنے کے وقت یہاں تک کہ ڈھل جائے۔

۳۔ سورج کے زرد ہو جانے کے وقت یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔

جو کچھ ان اوقات میں واجب ہوا کراہت کے ساتھ اس کا ادا کرنا صحیح ہے جیسے جنازہ جو حاضر ہوا اور ایسی آیت کا سجدہ جو ان اوقات میں تلاوت کی گئی۔

(ان) تین اوقات میں نوافل پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے۔ اگرچہ ان کے لیے کوئی سبب ہو مثلاً نذر مانی گئی اور طواف کی دو رکعتیں۔

طلوع فجر کے بعد (فرضوں سے پہلے) سنتوں کی دو رکعتوں سے زیادہ نماز (نفل) پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح فجر کی نماز کے بعد عصر کی نماز کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے اور جب خطیب (خطبہ دینے کے لیے) نکل آئے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) سکے تاکہ غروب آفتاب سے پہلے نہ پڑھی جائے جو مغرب کا وقت نہیں۔ اسی طرح نماز ادا نہ ہو گی جب بادل نہ ہوں

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

حَتّٰی یَفْرُغَ مِنَ الصَّلٰوۃِ وَعِنْدَ الْاِقَامَۃِ اِلَّا سُنَّۃَ الْفَجْرِ وقبل العید ولو فی الْمَنْزِلِ وَبعدہٗ فی الْمَسْجِدِ وَبَیْنَ الْجَمْعَیْنِ فی عرفۃ وَمُزْدَلِفَۃَ وَعند ضیق وقت المکتُوْبَۃِ وَمُدَافَعَۃِ الْاَخْبَثَیْنِ وحضور طَعَامٍ تَتُوْقُہٗ نَفْسُہٗ وَمَا یُشْغِلُ البَالَ وَیُخِلُّ بِالْخُشُوْعِ

یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے اور تکبیر کے وقت نفل پڑھنا مکروہ ہے البتہ فجر کی سنتیں پڑھ سکتے ہیں[۱]
عید (کی نماز) سے پہلے اگرچہ گھر میں ہوں، اور اس کے بعد مسجد میں[۲]۔ میدان عرفات اور مزدلفہ میں دو نمازوں کے درمیان،
جب فرض نماز کا وقت تنگ ہو جائے[۳]، پیشاب یا پاخانہ کی شدید حاجت ہو، کھانا حاضر ہو اور اسے کھانے کو جی چاہتا ہو
اور ہر وہ کام جو دل کو مشغول رکھے اور خشوع و خضوع میں خلل پیدا کرے۔ اس وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے[۴]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) تو جلدی پڑھنے کی حکمت یہ ہے کہ مغرب کا وقت کم ہوتا ہے۔

۵ عشاء کی نماز کے لیے تین اوقات ہیں۔ مستحب، جائز اور مکروہ۔ پہلی تہائی کے آخر تک مؤخر کرنا مستحب ہے نصف شب تک بلا کراہت جائز ہے۔ تیسری تہائی میں صبح صادق تک نماز عشاء پڑھنا جائز ہے لیکن مکروہ ہے یہ سردیوں میں ہے۔ گرمیوں کی راتوں میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔

(الجوہرۃ النیرہ حصہ اول ص ۵۰)

۶ مستحب یہ ہے کہ رات کے نوافل تہجد وغیرہ پڑھ کر آخر میں وتر پڑھے جائیں لیکن جس شخص کو جاگنے کا یقین نہ ہو وہ رات کو ہی پڑھ کر سو جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وتر بالکل ہی رہ جائیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تین قسم کی نمازیں ہیں جو ان تین اوقات سے متعلق ہو سکتی ہیں۔ قضاء نماز پڑھنا جو پہلے کسی وقت فرض یا واجب ہوئی یہ نماز ان اوقات میں بالکل ناجائز ہے۔ وہ نماز یا سجدہ جو ان اوقات میں واجب ہوا۔ مثلاً اسی دن عصر کی نماز، جنازہ آ گیا، آیت سجدہ تلاوت کی، یہ چیزیں ان اوقات میں پڑھی جا سکتی ہیں۔ لیکن مکروہ ہوں گی تیسری نماز نوافل ہیں وہ بھی ان اوقات میں پڑھنا مکروہ ہے چاہے جس سبب سے پڑھ رہے ہیں۔ وہ ان اوقات میں پایا جائے مثلاً کسی آدمی نے نذر مانی کہ جب فلاں آدمی آئے گا میں دو رکعت نفل پڑھوں گا اور وہ شخص ان اوقات میں سے کسی وقت آ گیا۔ یا ان اوقات میں طواف کیا تو طواف دو رکعتیں پڑھنے کے لیے سبب پایا گیا تب بھی ان اوقات میں نوافل مکروہ (تحریمہ) ہوں گے۔

marfat.com

(بقیہ صفحہ سابقہ)

۱ـه ہمارے ہاں جمعہ کے خطبہ سے پہلے تقریر ہوتا ہے لہذا خطیب پہلے سے مسجد میں موجود ہوتا ہے۔

مراد یہ ہے کہ جب خطبے کی اذان سے پہلے خطیب منبر پر بیٹھ جائے اور اذان ہونے والی ہو تو اب نماز پڑھنا اور گفتگو وغیرہ ترک کر دی جائے۔ اذان اور خطبہ سکون سے سنا جائے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی خطبے کی اذان میں سنے تو انگوٹھے نہ چومے۔ کیونکہ یہ سکون کے خلاف ہے۔ آگے پیچھے جائز ہے۔

۲ـه حدیث شریف میں فجر کی سنتوں کے بارے میں بہت زیادہ تاکید ہے لہذا جب تک جماعت کے نکلنے کا ڈر نہ ہو سنتیں پڑھی جائیں۔

۳ـه عید کا دن اپنے گھر والوں، رشتہ داروں اور دوست احباب سے ملاقات اور اظہار مسرت کا دن ہے یہی وجہ ہے کہ اس دن روزہ ناجائز ہے۔ فجر کی نماز کے بعد عید کی نماز کے لیے تیاری شروع کر دی جائے اور نوافل پڑھنا چھوڑ دیا جائے۔ اور نماز عید کے بعد فوراً گھر آ جائے تاکہ بچوں اور آنے والے دوستوں کے ساتھ عید کی مسرتوں میں شریک ہو اگر اس دن بھی نوافل میں مشغول رہے تو عید کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ البتہ عید کی نماز پڑھ کر گھر میں رہے اور وہاں نوافل پڑھ سکتا ہے۔

۴ـه نفل وہ نماز ہے جو ہم پر لازم نہیں البتہ باعث ثواب ہے۔ لہذا وقت ہو تو پڑھے جائیں ان کی وجہ سے فرض نماز میں تاخیر نہ کی جائے۔

۵ـه نماز بارگاہ خداوندی میں حاضری ہوتی ہے لہذا ہر ایسا کام جو بار بار توجہ کو ہٹا دیتا ہے اور دل کا میلان اسی کام کی طرف ہو۔ پہلے اسے کیا جائے پھر اطمینان کے ساتھ نماز پڑھی جائے تاکہ خشوع و خضوع کے ساتھ ادا ہو۔

باب الاذان

سُنَّ الاذانُ وَالاقامةُ سنّةً مؤكدةً لِلفرائضِ ولو مُنفرِدًا اداءً او قضاءً سفرًا او حضرًا لِلرّجال وكُرِهَا للنساءِ ويُكبّر فی اوّلِهِ اربعًا ويُثنّی تكبيرَ آخِرِهِ كباقی الفاظِهِ ولا ترجيعَ فِی الشهادتَيْنِ والاِقامةُ مثله ويَزِيدُ بعدَ فلاحِ الفجرِ الصلوٰةُ خيرٌ مِّنَ النَّوْمِ مرّتَيْنِ وَبعدَ فلاحِ الاِقامةِ قد قامتِ الصّلوٰةُ مرّتَيْنِ وَيتمهّلُ فِی الاذانِ وَيسْرِعُ فی الاِقامةِ ولا يُجْزِئُ بالفارسيّةِ وَاِنْ عَلِمَ اَنَّهٗ اَذانٌ فِی الاَظْهَرِ

اذان

فرض نمازوں کے لیے اذان اور اقامت سنت مؤکدہ ہے[1]۔ اگرچہ اکیلا ہو[2] ادا ہو یا قضا، سفر میں ہو یا گھر میں، یہ مردوں کے لیے ہے اور عورتوں کے لیے یہ دونوں مکروہ ہیں[3]۔ (اذان کے) شروع میں چار بار اور آخر میں دو بار "اللہ اکبر" کہے۔ جس طرح باقی الفاظ (دو بار) کہے جاتے ہیں۔ شہادتین میں ترجیع کوئی چیز نہیں[4]۔ اقامت بھی اذان کی طرح ہے۔ فجر کی اذان میں "حی علی الفلاح" کے بعد دو بار "الصلوٰۃ خیر من النوم" کا اضافہ کرے اور تکبیر میں "حی علی الفلاح" کے بعد دو بار "قد قامت الصلوٰۃ" کہے[5]۔

اذان ٹھہر ٹھہر کر کہے اور اقامت جلدی جلدی پڑھے۔ فارسی زبان میں اذان دینا صحیح نہیں اگرچہ معلوم ہو کہ یہ اذان ہے یہ اظہر قول کے مطابق ہے[6]۔

---

[1] اذان اور اقامت دونوں نماز کے لیے اعلان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اذان اس بات کی اطلاع ہوتی ہے کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے لہٰذا اپنے کام کاج کو سمیٹ کر مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کے لیے آجاؤ اور جب لوگ جمع ہو جاتے ہیں تو جماعت کے قیام کا اعلان اقامت یا تکبیر کی صورت میں ہوتا ہے۔

[2] گھر میں مسجد سے اذان کی آواز آ رہی ہو تو اذان کہنے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی شخص کسی جنگل اور بیابان علاقے میں تنہا ہو تو وہ بھی اذان پڑھے اور اقامت کہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص کسی مقام پر (بقیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

وَيَسْتَحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ الْمُؤَذِّنُ صَالِحًا عَالِمًا بِالسُّنَّةِ واوقات الصَّلٰوةِ وَعلى وُضوءٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ رَاكِبًا وَّاَنْ يَّجْعَلَ اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ وَاَنْ يُّحَوِّلَ وَجْهَهٗ يَمِيْنًا بِالصَّلٰوةِ وَيَسَارًا بِالْفَلَاحِ وَيَسْتَدِيْرُ فِيْ صَوْمَعَتِهٖ وَيَفْصِلُ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ بِقَدْرِ مَا يَحْضُرُ الْمُلَازِمُوْنَ لِلصَّلٰوةِ مع مُرَاعَاةِ الْوَقْتِ الْمُسْتَحِبِّ وَفِى الْمَغْرِب بسكتةٍ قَدْرَ قراءة ثلاث اٰياتٍ قِصَارٍ او ثلٰثِ خُطُوَاتٍ وَيُثَوِّبُ كَقَوْلِهٖ بَعْدَ الْاَذَانِ الصَّلٰوة الصَّلٰوة يا مُصَلِّيْنَ.

آدابِ اذان:

مستحب ہے کہ موذن نیک ہو اور اذان کے سنت طریقہ نیز نماز کے اوقات کو جاننے والا ہو[1] باوضو[2] اور قبلہ رُخ ہو مگر یہ کہ سواری پر بیٹھا ہو[3] انگلیاں کانوں میں ڈالے[4] اور "حی علی الصلوٰۃ" کہتے ہوئے دائیں طرف اور "حی علی الفلاح" کے وقت بائیں طرف پھرے[5]، مینارے میں پھرے[6] اور اذان و اقامت میں اتنا دفعہ کرے کہ ملازمین نماز کے لیے آسکیں البتہ مستحب وقت کا خیال رکھے، مغرب کی اذان کے بعد تین چھوٹی آیات کی تلاوت یا تین قدم چلنے کا اندازہ ٹھہرے۔

اور تثویب کہے مثلاً "الصلوٰۃ الصلوٰۃ یا مصلین" اے نماز پڑھنے والو! نماز کھڑی ہونے والی ہے[7]

(بقیہ صفحہ سابقہ) (تنہا) ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو وضو کرے اگر پانی نہ ہو تو تیمم کرے پھر اگر اس نے صرف تکبیر کہی ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور اگر اذان اور تکبیر دونوں کہے تو اللہ تعالیٰ کا (غیبی) لشکر اس کے ساتھ نماز پڑھتا ہے جس کے دونوں کنارے نظر نہیں آتے۔ (طحطاوی علی المراقی)

[3] چونکہ عورتوں کو پردے میں رہنے اور آواز بلند نہ کرنے کا حکم ہے لہذا یہ دونوں باتیں ان کے لیے مکروہ ہیں۔

[4] یعنی ترجیع کوئی شرعی حکم نہیں ترجیع کا مطلب یہ ہے کہ شہادتین ایک بار آہستہ اور دوسری بار بلند آواز سے کہنا۔

[5] اذان کے الفاظ یہ ہیں۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر، اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ۔ اشہد ان محمد رسول اللہ۔ اشہد ان محمد رسول اللہ حی علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ سابقہ) ۶ صرف فارسی کی تخصیص نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ عربی کے علاوہ کسی زبان میں بھی صحیح نہیں۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۱ اذان محض اعلان ہی نہیں بلکہ عبادت بھی ہے لہٰذا عبادت کی طرف بلانے والا نیک آدمی ہونا چاہیے اگر وہ سنت طریقے نیز اوقات سے لاعلم ہوگا تو ممکن ہے اس طریقے پر اذان دے جسے لوٹانا پڑے نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ وقت داخل ہونے سے پہلے اذان دے اور یہ جائز نہیں۔

۲ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی آدمی اذان دے جو باوضو ہو۔

۳ چونکہ یہ بھی ایک قسم کی عبادت اور نماز کے تابع ہے لہٰذا قبلہ رُخ ہونا چاہیے تاہم اگر قبلہ رخ نہ دی گئی تب بھی جائز ہے کیونکہ مقصود حاصل ہوگیا۔ سواری کی حالت میں جدھر سواری جائے گی ادھر ہی رُخ ہوگا۔ قبلہ کی جانب رہنا ممکن نہیں۔

۴ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اپنی انگلیاں کانوں میں ڈالو اس سے آواز بلند ہوتی ہے نیز آپ نے فرمایا موذن کی آواز جو بھی جن، انسان اور کوئی دوسری چیز سنتی ہے قیامت کے دن وہ اس پر گواہ ہوگی اور ہر خشک و تر چیز جو اذان سنتی ہے اس کے لیے بخشش کی دعا مانگتی ہے۔ آج کل لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے آواز دور تک جاتی ہے۔ تاہم سنت پر عمل کرتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ڈالی جائیں۔

۵ ایسا کرنا بھی سنت ہے۔

۶ اگر مینارہ زیادہ چوڑا ہو اس کی گولائی زیادہ ہو اور محض دائیں بائیں منہ پھیرنے سے آواز دور تک نہ جاتی ہو تو "حی علی الصلوٰۃ" کے وقت مینارے کی دائیں کھڑکی سے اور "حی علی الفلاح" کے وقت بائیں کھڑکی سے منہ باہر نکالے تاکہ آواز باہر جا سکے۔

۷ تثویب کا معنیٰ اعلان کے بعد اعلان کرنا ہے لوگوں کی عبادت کے معاملے میں سستی کو دیکھ کر متاخرین علماء نے اسے تمام اوقات میں مستحسن قرار دیا ہے۔ اگرچہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کے زمانے میں صرف فجر کی اذان میں ایسا ہوتا تھا حدیث شریف میں آتا ہے جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے لہٰذا تثویب بدعت نہیں ہوگی۔ تثویب کا طریقہ یہ ہے کہ اذان کے بعد جماعت سے کچھ پہلے لوگوں میں اعلان کیا جائے اس کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں۔ ہر علاقے کا اپنا اپنا طریقہ ہے مثلاً "جماعت، جماعت" "اے نمازیو! نماز کھڑی ہونے والی ہے" وغیرہ وغیرہ۔ ایک بہترین طریقہ جو بعض ممالک میں رائج بھی ہے یہ ہے کہ جماعت سے چند منٹ پہلے "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ تثویب کا یہ طریقہ نہایت عمدہ ہے۔

marfat.com

وَيُكْرَهُ التَّلحِيْنُ وَ اِقَامَةُ الْمُحْدِثِ وَ اَذَانُهُ واذانُ الْجُنُبِ وصَبِيٍّ لَا يَعْقِلُ ومجنُوْنٍ و سكران وامراۃٍ وفاسِقٍ و قاعِدٍ والكلامُ فى خلال الاذان وَ فى الاقامة وَيَسْتَحِبُّ اعادَتُهُ دُوْنَ الْاِقَامَةِ وَيُكْرَهَانِ لِظُهْرِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِى الْمِصْرِ وَ يُؤَذِّنُ للفائِتَةِ وَ يُقِيْمُ وكذا لِلْاُوْلَى الفوائِتِ وَكُرِهَ تَرْكُ الْاِقَامَةِ دُوْنَ الْاَذَانِ فِى الْبَوَاقِى ان اتَّحَدَ مَجْلِسُ الْقَضَاءِ وَاِذَا سَمِعَ الْمَسْنُوْنَ منه امسك وقَالَ مِثْلَهُ وَ حَوْقَلَ فِى الْحَيْعَلَتَيْنِ وَ قَالَ صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ اَوْمَا شَاءَ اللّٰهُ عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ثُمَّ دَعَا بِالْوَسِيْلَةِ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَ الصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهُ۔

گانے کی طرح اذان پڑھنا مکروہ ہے۔ بے وضو کا تکبیر پڑھنا اور اذان دینا، جنبی، نا سمجھ بچے، پاگل، نشے والے عورت، فاسق، اور بیٹھے ہوئے کی اذان مکروہ ہے

اذان اور تکبیر کے درمیان گفتگو کرنا مکروہ ہے۔ اس صورت میں دوبارہ اذان پڑھنا مستحب ہے۔ تکبیر کا لوٹانا مستحب نہیں۔

جمعہ کے دن شہر میں ظہر کے لیے اذان اور تکبیر مکروہ ہیں، قضا شدہ نمازوں کے لیے اذان بھی دے اور تکبیر بھی کہے اسی طرح (بہت سی) فوت شدہ نمازوں میں سے پہلی نماز کے لیے اذان و تکبیر کہے

باقی نمازوں میں تکبیر کا چھوڑنا مکروہ ہے اذان کا نہیں جب کہ قضا کی مجلس ایک ہی ہو اور جب (کوئی شخص) موذن سے مسنون اذان سنے تو رک جائے اور وہی کلمات کہے البتہ "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" کے جواب میں "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" پڑھے۔ جب موذن "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہے تو (سننے والا) صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ یا "ماشاء اللہ" کے الفاظ کہے اس کے بعد (موذن اور سامع) وسیلہ کی دعا مانگیں۔ پس یوں کہیں۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهُ

یا اللہ! اے مکمل دعا اور قائم ہونے والی نماز کے رب، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ کو مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

marfat.com

ے۱ یعنی ایسی طرز پر اذان پڑھنا جو گانے کے مشابہ ہو اور اعراب بھی غلط پڑھے جائیں محض خوش آوازی منع نہیں ہے
ے۲ بے وضو کا اذان اور تکبیر پڑھنا ایسے ہے جیسے وہ دوسروں کو عبادت کے لیے بلا رہا ہے لیکن خود اس کے لیے تیار نہیں۔ نیز تکبیر کی صورت میں یا تو وہ تکبیر پڑھ کر وضو کے لیے جلائے گا تو جماعت کے ساتھ شروع میں شامل نہیں ہو سکے گا یا وہ خود نماز نہیں پڑھے گا تو یہ بھی نہایت ہی بری بات ہے۔

ے۳ جب بے وضو کا اذان پڑھنا مکروہ ہے تو جنبی کے لیے ممانعت تو زیادہ ہوگی۔

ے۴ بچہ، نشے والا اور پاگل اذان کو سمجھ نہیں سکتے اور کلمات میں تمیز نہیں کر سکیں گے بلکہ نشے والا تو فاسق ہے۔

ے۵ عورت کو آواز بلند کرنا منع ہے جب کہ اذان میں آواز بلند کی جاتی ہے۔

ے۶ فاسق اس شخص کو کہتے ہیں جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے اور ایسے آدمی کی خبر معتبر نہیں۔

ے۷ اذان لے کر آنے والے فرشتے نے کھڑے ہو کر اذان دی لہذا بیٹھ کر اذان دینا اس صفت کے خلاف ہے جس کے ساتھ اذان نازل ہوئی۔

ے۸ اقامت اور اذان میں تسلسل ہونا چاہیے لہذا درمیان میں کلام کرنا مکروہ ہے چونکہ اذان کا تکرار جائز ہے جیسے جمعہ کے لیے دو اذانیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں اذان لوٹائی جائے۔ لیکن تکبیر نہ لوٹائی جائے۔

ے۹ لہذا جو لوگ جمعہ کی نماز میں شریک نہ ہو سکیں مثلاً قیدی وغیرہ وہ اذان اور جماعت کے بغیر ظہر کی نماز ادا کریں۔

ے۱۰ لیلۃ التعریس کی صبح جب نماز قضا ہو گئی تو بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان و اقامت کا حکم فرمایا اور صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔

ے۱۱ غزوۂ احزاب کے موقع پر ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں قضا ہو گئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تمام نمازوں کے لیے اذان اور تکبیر کا حکم فرمایا، تاہم اگر ایک ہی جگہ تمام فوت شدہ نمازیں قضا کی جائیں تو اذان ایک بھی کافی ہوگی تکبیر ہر نماز کے لیے کہی جائے۔

ے۱۲ جب سنت طریقہ پر اذان ہو رہی ہو تو خاموش ہو جانا اور اذان کا جواب دینا ضروری ہے اگر کوئی شخص تلاوت کر رہا ہو تو اسے بھی چھوڑ دے۔ اگر متعدد اذانیں ہوں تو صرف پہلی اذان کا جواب دے، جنبی آدمی بھی اذان کا جواب دے گا، البتہ حیض اور نفاس والی عورتیں جواب نہ دیں کیونکہ وہ عملاً اس سے عاجز ہیں۔

اذان کے جواب میں وہی کلمات کہے جائیں البتہ "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" میں وہی کلمات کہنا محض مذاق بن جاتا ہے۔ دوسرے کلمات تو دعا اور ثنا پر مشتمل ہیں لیکن ان کلمات میں تو پکار ہے لہٰذا ان کے جواب میں "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" کہیں۔ یعنی گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت ہمیں اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ عطا نہ فرمائے۔

marfat.com

۱۳ "الصلوۃ خیر من النوم" (نماز نیند سے بہتر ہے) اس کے جواب میں "صدقت و بررت یعنی تو نے سچ کہا کہنا چاہیے بعض علما فرماتے ہیں "قد قامت الصلوۃ" کے جواب میں "اقامہا اللہ وادامہا" اللہ تعالیٰ اس نماز کو قائم و دائم رکھے، کہنا چاہیے۔

اذان کے بعد درود شریف:

حدیث شریف میں اذان کا جواب دینے اور اس کے بعد درود شریف پڑھ کر وسیلہ کی دعا مانگنے کا حکم فرمایا گیا ہے لہٰذا اذان سننے کے بعد موذن اور سننے والے درود شریف پڑھیں اور پھر دعا مانگیں۔ موذن اگر اذان پڑھ کر معمولی وقفہ کرنے کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھے گا تو دوسروں کو بھی یاد دہانی ہوگی لہٰذا اذان کے بعد "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" پڑھنے کا طریقہ سنت پر عمل اور ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جب تم موذن سے (اذان) سنو تو جیسے وہ کہتا ہے تم بھی کہو پھر مجھ پر درود شریف بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود شریف بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگو یہ جنت میں ایک مقام ہے جو کسی کے لیے مناسب نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک مومن بندے کے لیے، اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں۔ پس جس نے میرے لیے وسیلہ کی دعا کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی۔

اس بات کا خیال ضرور رکھا جائے کہ درود شریف اور اذان کے پڑھنے کا انداز مختلف ہو اور معمولی وقفہ بھی رکھا جائے

علاوہ ازیں اذان کے جواب میں بھی درود شریف پڑھنے اور انگوٹھے چومنے کو فقہاء نے مستحب قرار دیا ہے۔ علامہ طحطاوی نے قہستانی کے حوالہ سے کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ جب پہلی بار "اشہد ان محمد رسول اللہ" سنے تو "الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ" پڑھے اور جب دوسری بار سنے تو انگوٹھوں کو آنکھوں پر لگاتے ہوئے کہے۔ "قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اسم گرامی کے ساتھ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں یا اللہ! مجھے سننے اور دیکھنے کے ذریعے نفع عطا فرما۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے لیے قیامت کے دن قائد ہوں گے۔ امام دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں جو شخص موذن سے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سن کر شہادت کی انگلی کا پورا چوم کر آنکھوں پر لگائے اور یہ الفاظ کہے "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا"

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے

marfat.com

بَابُ شُرُوطِ الصَّلٰوةِ وَارْکَانِهَا

لَا بُدَّ لِصِحَّةِ الصَّلٰوۃِ مِنْ سبعةٍ وَعِشْرِيْنَ شَيْئًا اَلطَّهَارَةُ مِنَ الحدثِ وطَهَارَةُ الْجَسَدِ وَالثوبِ والْمَكَانِ مِنْ نَّجَسٍ غَيْرِ مَعْفُوٍّ عَنْهُ حَتّٰى مَوْضِعِ الْقَدَمَيْنِ وَ الْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْجَبْهَةِ على الاصح وسَتْرُ الْعَوْرَةِ وَلَا يضر نَظَرُهَا مِنْ جَيْبِهٖ[1] وَاَسْفَلِ ذيله واسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ فَلِلْمَكِّيِّ الْمُشَاهِدِ فرضه إِصَابَةُ عَيْنِهَا وَلِغَيْرِ الْمُشَاهِدِ جهتها ولو بمكّةَ عَلَى الصَّحِيحِ وَالْوَقْتُ وَاِعْتِقَادُ دُخُوْلِه وَالنِّيَّةُ وَالتَّحْرِيْمَةُ بِلَا فَاصِلٍ وَالْاِتْيَانُ بِالتَّحْرِيْمَةِ قَآئِمًا قَبْلَ انحنائه لِلرُّكُوْعِ

نماز کی شرائط وارکان

نماز کے صحیح ہونے کے لیے ستائیس چیزیں ضروری ہیں۔

۱۔ حدث سے پاک ہونا[2]، جسم، کپڑے اور مکان کا غیر معاف نجاست سے پاک ہونا[3] حتیٰ کہ قدموں، ہاتھوں، گھٹنوں اور پیشانی (رکھنے) کی جگہ (بھی پاک ہو)، زیادہ صحیح بات یہی ہے۔

۲۔ شرمگاہ کا ڈھانپا ہوا ہونا اور گریباں یا دامن کے نیچے سے (شرمگاہ کا) نظر آنا کچھ نقصان نہیں[4] دیتا۔

۳۔ قبلہ رُخ ہونا، مکی مشاہدہ کرنے والے کی آنکھوں کا اس پر پڑنا اور نہ دیکھنے والے کا اس کی طرف رخ کرنا فرض ہے اگرچہ وہ مکہ مکرمہ میں ہو۔ صحیح مذہب کے مطابق[5]۔

۴۔ وقت کا پایا جانا[6]۔

۵۔ اس کے داخل ہونے کا اعتقاد رکھنا[7]۔

۶۔ نیت کرنا۔ ۷۔ کسی وقفے کے بغیر تکبیر تحریمہ کہنا[8]۔

۸۔ رکوع کے لیے جھکنے سے پہلے کھڑا ہونے کی حالت میں تکبیر کہنا[9]۔

marfat.com

(حاشیہ سابقہ) اسلام کے دین اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔ اس کے لیے میری شفاعت جائز ہو جاتی ہے۔ (طحطاوی علی المراقی)

نوٹ:۔ انگوٹھے چومنے کے بارے میں نفیس تحقیق امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ کے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" میں ملاحظہ کیجیے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱؎ شرائط، شرط کی جمع ہے اس سے مراد وہ چیز ہے جس کے پائے جانے پر کسی دوسری چیز کا دارومدار ہو اور وہ اس چیز کی ماہیت سے خارج ہو جیسے نماز کے لیے جسم کا پاک ہونا۔ ارکان، رکن کی جمع ہے۔ اصطلاحی طور پر رکن کسی چیز کے اجزائے ترکیبی میں سے ایک جز ہوتی ہے۔ جیسے نماز کے لیے سجدہ وغیرہ۔

۲؎ حدث اصغر ہو یا حدث اکبر، حیض ہو یا نفاس۔

۳؎ غیر معاف نجاست کی تفصیل نجاست غلیظہ و خفیفہ کے بیان میں ملاحظہ کیجیے۔

۴؎ اعضائے ستر کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

۵؎ یعنی وہ شخص جو مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں نماز پڑھ رہا ہے۔ اس کی نگاہ خانہ کعبہ کی عمارت پر ہونی چاہیے اور جو آدمی کعبۃ اللہ کو دیکھ نہیں رہا ہے وہ مکہ مکرمہ میں ہو یا کسی دوسری جگہ وہ ادھر کا رخ کرے۔

۶؎ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ بے شک نماز مومنوں پر اپنے اپنے وقت میں فرض کی گئی ہے۔ لہٰذا جب تک کسی نماز کا وقت نہ آئے فرض نہ ہوگی۔

۷؎ اگر کسی آدمی نے ظہر کی نماز پڑھی اور اس کا خیال یہ ہے کہ ابھی ظہر کا وقت داخل نہیں ہوا۔ حالانکہ وقت داخل ہو چکا تھا پھر بھی اس کی نماز نہیں ہوگی۔ کیونکہ عبادت کے معاملے میں یقین ہونا ضروری ہے۔

۸؎ نیت کرنے کے بعد فوراً تکبیر تحریمہ کہی جائے۔ درمیان میں کھانا پینا اور جماع وغیرہ جو چیزیں نماز کے لیے اجنبی کی حیثیت رکھتی ہیں نہ ہوں اگر وضو کیا یا مسجد کی طرف چلا تو کوئی حرج نہیں۔

یاد رہے نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔

۹؎ اگر کسی شخص نے امام کو رکوع میں پایا اور اپنی پیٹھ کو جھکا کر تکبیر کہی تو دیکھا جائے گا۔ اگر قیام کے زیادہ قریب تھا تو نماز صحیح طور پر شروع ہو جائے گی۔ اور اگر رکوع کے قریب تھا تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔

---

marfat.com

وعدم تاخير النية عن التحريمة والنطق بالتحريمة بحيث يسمع نفسه على الاصح ونية المتابعة للمقتدى وتعيين الفرض وتعيين الواجب ولا يشترط التعيين فى النفل والقيام فى غير النفل

والقراءة ولو اية فى ركعتى الفرض وكل النفل والوتر ولم يتعين شئ من القران لصحة الصلوة ولا يقرأ المؤتم بل يستمع وينصت وان قرأ كره تحريما والركوع والسجود على ما يجد حجمه وتستقر عليه جبهته ولو على كفه او طرف ثوبه ان طهر محل وضعه وسجد وجوبا بما صلب من انفه وبجبهته ولا يصح الاقتصار على الانف الا من عذر بالجبهة ۔

---

(۹) تکبیر تحریمہ سے نیت کو مؤخر نہ کرنا۔ (۱۰) زبان سے اس طرح تحریمہ کہنا کہ اپنے آپ کو سنائے اصح مذہب یہی ہے[1]۔ (۱۱) مقتدی کا امام کی اتباع کی نیت کرنا۔ (۱۲) فرضوں کی تعیین کرنا (۱۳) واجب کو متعین کرنا اور نفل نماز میں تعیین شرط نہیں ہے[2]۔ (۱۴) نفل کے علاوہ نماز میں کھڑا ہونا (۱۵) فرضوں کی دو رکعتوں اور نوافل اور وتروں کی تمام رکعتوں میں قرات کرنا اگرچہ ایک آیت ہو۔ نماز کی صحت کے لیے قرآن پاک سے کوئی چیز مقرر نہیں۔ مقتدی قرات نہ کرے بلکہ اچھی طرح سنے اور خاموش رہے۔ اگر قرات کرے گا تو یہ بات مکروہ تحریمہ ہے[3]۔ (۱۶) رکوع کرنا۔ (۱۷) ایسی چیز پر سجدہ کرنا جس کا حجم ہو اور اس پر پیشانی ٹھہر سکے۔ اگرچہ ہاتھ کی ہتھیلی یا کپڑے کے کنارے پر ہو اگر سجدے کی جگہ پاک ہو۔ ناک کی سخت جگہ اور پیشانی کے ساتھ سجدہ کرنا واجب ہے اور جب تک پیشانی میں کوئی عذر نہ ہو۔ صرف ناک پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے[4]۔

---

[1] جن باتوں کو زبان سے کہنا ضروری ہے ان میں کم از کم اپنے آپ کو سنانا شرط ہے، مثلاً تکبیر تحریمہ، سری قرات، تشہد، اذکار، ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا، سجدہ تلاوت کا وجوب یعنی آیت سجدہ تلاوت کرنے والا اگر خود آیت سن لے تو سجدہ تلاوت لازم ہوگا ورنہ نہیں۔ غلام آزاد کرنا، طلاق دینا، کسی کو مستثنیٰ کرنا، قسم کھانا، نذر ماننا، اسلام لانا وغیرہ وغیرہ۔

[2] جب نماز شروع کرے تو دل میں واضح نیت ہو کہ میں فرض یا واجب پڑھ رہا ہوں محض نماز یا نوافل کی نیت نہ ہو البتہ سنتیں اور نوافل محض نماز کی نیت سے ادا ہو سکتے ہیں تاہم ان میں بھی تعیین بہتر ہے۔ (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَعَدَمُ ارتفاعِ مَحلِّ السُّجُودِ عَنْ مَوْضِعِ الْقَدَمَيْنِ بِاَكْثَرَ مِنْ نِصْفِ ذِرَاعٍ وَاِنْ زَادَ عَلٰى نِصْفِ ذِرَاعٍ لَمْ يَجُزِ السُّجُوْدُ اِلَّا لِزَحْمَةٍ سَجَدَ فِيْهَا عَلٰى ظَهْرِ مُصَلٍّ صَلٰوتَهٗ وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ فِى الصَّحِيْحِ وَوَضْعُ شَيْءٍ مِنْ اَصَابِعِ الرِّجْلَيْنِ حَالَةَ السُّجُوْدِ عَلَى الْاَرْضِ وَلَا يَكْفِىْ وَضْعُ ظَاهِرِ الْقَدَمِ وَتَقْدِيْمُ الرُّكُوْعِ عَلَى السُّجُوْدِ وَالرَّفْعُ اِلٰى قُرْبِ الْقُعُوْدِ عَلَى الْاَصَحِّ وَالْعَوْدُ اِلَى السُّجُوْدِ وَالْقُعُوْدُ الْاَخِيْرُ قَدْرَ التَّشَهُّدِ وَتَاخِيْرُهٗ عَنِ الْاَرْكَانِ وَاَدَاؤُهَا مُسْتَيْقِظًا وَمَعْرِفَةُ كَيْفِيَّةِ الصَّلٰوةِ وَمَا فِيْهَا مِنَ الْخِصَالِ الْمَفْرُوْضَةِ عَلٰى وَجْهٍ يُمَيِّزُهَا عَنِ الْخِصَالِ الْمَسْنُوْنَةِ اَوِ اعْتِقَادُ اَنَّهَا فَرْضٌ حَتّٰى لَا يَتَنَفَّلَ بِمَفْرُوْضٍ

---

(۱۸) سجدے کی جگہ قدموں کی جگہ سے نصف گز سے زیادہ بلند نہیں ہونی چاہیئے[1] اگر نصف گز سے زیادہ ہوگی تو سجدہ جائز نہ ہوگا البتہ بھیڑ کی صورت میں اس آدمی کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے جس کے ساتھ اس کی نماز شریک ہے[2]

(۱۹) صحیح قول کے مطابق ہاتھوں اور گھٹنوں کو (زمین پر) رکھنا[3]

(۲۰) سجدے کی حالت میں پاؤں کی انگلیوں میں سے کچھ چیز زمین پر رکھنا[4] اور قدم کے ظاہر کا رکھنا کافی نہ ہوگا[5]

(۲۱) رکوع کو سجدے پر مقدم کرنا

(۲۲) اصح قول کے مطابق سجدے سے بیٹھنے کے قریب تک اٹھنا[6]

(۲۳) دوسرے سجدے کی طرف لوٹنا (۲۴) تشہد کا اندازہ آخری قعدہ کرنا[7]

(۲۵) آخری قعدہ، تمام ارکان کے بعد ادا کرنا۔

(۲۶) جاگتے ہوئے نماز ادا کرنا۔

(۲۷) نماز کی کیفیت کو پہچاننا، نماز میں جو باتیں فرض ہیں انہیں اس طرح جاننا کہ سنتوں سے تمیز کر سکے اور اعتقاد رکھنا کہ یہ نماز فرض ہے تاکہ فرض کے ساتھ نفل نہ پڑھے[8]

(حاشیہ سابقہ) ۳؎ قرآن پاک میں حکم ہے جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو۔ اسی طرح حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں امام کی قرأت کافی ہے بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ لہٰذا مقتدی کے لیے امام کی قرأت کافی ہے۔

۴؎ نوم دبیز پر جن میں سر اندر کو دھنس جاتا ہے سجدہ جائز نہیں۔ روئی اور اس جیسی چیزوں کا حکم بھی یہی ہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

۱؎ کیونکہ اس صورت میں وہ ساجد نہیں کہلا سکتا۔

۲؎ مثلاً دونوں آج کی نماز ظہر ادا کر رہے ہوں اگر ایک فرض اور دوسرا نفل ادا کر رہا ہے تو اس کی پیٹھ پر سجدہ جائز نہ ہوگا۔

۳؎ کم از کم ایک ہاتھ اور ایک گھٹنے کا نیچے لگا ہونا ضروری ہے۔

۴؎ کم از کم ایک انگلی قبلہ رُخ کر کے زمین پر لگانا ضروری ہے۔

۵؎ قدم کا ظاہر حصہ ان سات چیزوں میں شامل نہیں جن پر سجدہ کرنے کا حدیث شریف میں ذکر آیا ہے وہ سات یہ ہیں۔

پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، قدموں کے کنارے۔

۶؎ اگر اتنا اٹھے گا تو بیٹھا ہوا شمار ہوگا اور اب دوسرے سجدے کے لیے جائے گا تو سجدہ ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

۷؎ یعنی اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں التحیات ———— عبدہ ورسولہ تک پڑھ سکتا ہے۔

۸؎ یعنی محض فرض ہی کی نیت نہ ہو کہ فرض کی نیت سے نفل بھی ادا ہو جاتے ہیں بلکہ اسے یقین کامل ہو کہ میں جو نماز پڑھ رہا ہوں یہ فلاں وقت کی فرض نماز ہے۔

marfat.com

وَالْاَرْکَانُ مِنَ الْمَذْکُوْرَاتِ اَرْبَعَۃٌ اَلْقِیَامُ وَالْقِرَاءَۃُ وَالرُّکُوْعُ وَالسُّجُوْدُ وَقِیْلَ الْقُعُوْدُ الْاَخِیْرُ مِقْدَارَ التَّشَھُّدِ وَبَاقِیْھَا شَرَائِطُ بَعْضُھَا شَرْطٌ لِصِحَّۃِ الشُّرُوْعِ فِی الصَّلٰوۃِ وَھُوَ مَا کَانَ خَارِجَھَا وَغَیْرُہٗ شَرْطٌ لِدَوَامِ صِحَّتِھَا

(فَصْلٌ) تَجُوْزُ الصَّلٰوۃُ عَلٰی لِبْدٍ وَجْھُہُ الْاَعْلٰی طَاھِرٌ وَالْاَسْفَلُ نَجِسٌ وَعَلٰی ثَوْبٍ طَاھِرٍ وَبِطَانَتُہٗ نَجِسَۃٌ اِذَا کَانَ غَیْرَ مُضَرَّبٍ وَعَلٰی طَرَفٍ طَاھِرٍ وَاِنْ تَحَرَّکَ الطَّرَفُ النَّجِسُ بِحَرَکَتِہٖ عَلَی الصَّحِیْحِ

ارکانِ نماز:

ان مذکورہ بالا باتوں میں سے چار چیزیں نماز کے ارکان (فرض) ہیں[1]۔

(۱) قیام (۲) قرأت (۳) رکوع (۴) سجدہ۔

کہا گیا ہے کہ تشہد کی مقدار آخری قعدہ بھی فرض (رکن) ہے اور باقی شرائط ہیں[2]۔ ان میں سے بعض آغازِ نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں ہیں اور یہ وہ ہیں جو نماز سے باہر (پہلے) ہیں اور باقی باتیں نماز کے صحیح رہنے کے لیے شرط ہیں۔

کس چیز پر نماز جائز ہے:

ایسے نمدے پر نماز پڑھنا جائز ہے جس کا اوپر والا حصہ پاک اور نچلا حصہ ناپاک ہو[3]۔ ایسے پاک کپڑے پر نماز پڑھنا بھی صحیح ہے جو اندر سے ناپاک ہو جبکہ سلا ہوا نہ ہو[4]۔ کپڑے کے پاک کنارے پر نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ اس کی حرکت سے ناپاک کنارہ حرکت کرے صحیح قول یہی ہے[5]۔

---

[1] باوضو ہونا، جسم، جگہ اور کپڑے کا پاک ہونا، شرمگاہ کا ڈھانپا ہوا ہونا، قبلہ رُخ ہونا، نیت کرنا اور تکبیر تحریمہ کہنا نماز کی شرائط ہیں۔

[2] تکبیر تحریمہ کو نماز کی شرائط اور فرائض دونوں میں شمار کیا جاتا ہے اس طرح آخری قعدہ اور تکبیر تحریمہ ملا کر چھ فرض بنتے ہیں۔

[3] چونکہ نمدہ موٹا اور سخت ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ دو کپڑوں کے قائم مقام ہوگا۔ جن کو الگ الگ کیا جا سکتا ہے۔

[4] یہ بھی دو کپڑوں کی طرح ہوگا البتہ سلا ہونے کی صورت میں ایک ہی کپڑا شمار ہوگا اور اس پر نماز جائز نہ ہوگی۔ (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَلَوْ تَنَجَّسَ اَحَدُ طَرَفَيْ عِمَامَتِهِ فَاَلْقَاهُ وَاَبْقَى الطَّاهِرَ عَلٰى رَاْسِهٖ وَلَمْ يَتَحَرَّكِ النَّجِسُ بِحَرَكَتِهٖ جَازَتْ صَلٰوتُهٗ وَاِنْ تَحَرَّكَ لَا تَجُوْزُ وَفَاقِدُ مَا يُزِيْلُ بِهِ النَّجَاسَةَ يُصَلِّيْ مَعَهَا وَلَا اِعَادَةَ عَلَيْهِ وَلَا عَلٰى فَاقِدِ مَا يَسْتُرُ عَوْرَتَهٗ وَلَوْ حَرِيْرًا اَوْ حَشِيْشًا اَوْ طِيْنًا فَاِنْ وَجَدَهٗ وَلَوْ بِالْاِبَاحَةِ وَرُبُعُهٗ طَاهِرٌ لَا تَصِحُّ صَلٰوتُهٗ عَارِيًا وَخُيِّرَ اِنْ طَهُرَ اَقَلُّ مِنْ رُبُعِهٖ

اگر پگڑی کا ایک کنارہ ناپاک ہوگیا اور اسے نیچے ڈال دیا جبکہ پاک حصے کو سر پر رکھا اور اس کی حرکت سے ناپاک حصہ حرکت نہیں کرتا تو نماز جائز ہے۔ اور اگر حرکت کرے تو جائز نہیں [۱]

جس شخص کو نجاست دور کرنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو اسی کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ اور اس پر نماز کا لوٹانا (واجب) نہیں [۲]

جس آدمی کو ستر ڈھانپنے کے لیے کچھ نہ ملے یہاں تک کہ ریشمی کپڑا یا گھاس یا کیچڑ بھی نہ ملے تو اس پر نماز کا لوٹانا واجب نہیں [۳]

اگر اسے (کوئی کپڑا وغیرہ) مل جائے اگرچہ کسی کی طرف سے مباح کیا جائے [۴] اور اس کا چوتھا حصہ پاک ہو تو ننگے ہو کر نماز پڑھنا صحیح نہیں۔ اگر چوتھے حصے سے کم پاک ہو تو اختیار [۵] ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۵؎ اس قسم کے بچھونے زمین کی طرح شمار ہوتے ہیں اور زمین کا وہ حصہ پاک ہونا ضروری ہے جس پر نماز پڑھی جا رہی ہے۔

(صفحہ ہذا) ۱؎ کیونکہ اس کی حرکت کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ حصہ بھی نمازی نے اٹھایا ہوا ہے اور ناپاک کپڑا اٹھائے ہوئے نماز نہیں ہوتی۔

۲؎ چونکہ اسلامی شریعت میں انسان کو اتنی ہی تکلیف دی جاتی ہے جس کو برداشت کرنا اس کے بس میں ہو لہٰذا ایسی صورت میں نماز ہو جائے گی اور دوبارہ لوٹانا واجب نہ ہوگی۔

۳؎ ریشمی کپڑا اگرچہ مردوں کے لیے ناجائز ہے لیکن ننگے نماز پڑھنے سے بہتر ہے لہٰذا ریشمی کپڑے یا گھاس یا کیچڑ وغیرہ سے ستر ڈھانپ سکتا ہو تو ڈھانپ لے اور اگر ان میں سے بھی کوئی چیز نہ ملے تو ننگے ہونے کی حالت میں نماز پڑھ لے۔

۴؎ یعنی کسی کے پاس کپڑا تھا اس نے کہا تم اسے استعمال کر سکتے ہو۔

۵؎ لیکن افضل یہی ہے کہ ننگے پڑھنے کی بجائے اس ناپاک کپڑے کو پہن کر پڑھے تاکہ برہنہ نہ ہو۔

marfat.com

وَصَلٰوتُهٗ فِیْ ثَوْبٍ نَجِسِ الْکُلِّ اَحَبُّ مِنْ صَلٰوتِہٖ عُرْیَانًا وَلَوْ وَجَدَ مَا یَسْتُرُ بَعْضَ الْعَوْرَۃِ وَجَبَ اِسْتِعْمَالُہٗ وَیَسْتُرُ الْقُبُلَ وَالدُّبُرَ فَاِنْ لَمْ یَسْتُرْ اِلَّا اَحَدَھُمَا قِیْلَ یَسْتُرُ الدُّبُرَ وَقِیْلَ الْقُبُلَ وَنُدِبَ صَلٰوۃُ الْعَارِیْ جَالِسًا بِالْاِیْمَاءِ مَادًّا رِجْلَیْہِ نَحْوَ الْقِبْلَۃِ فَاِنْ صَلّٰی قَائِمًا بِالْاِیْمَاءِ اَوْ بِالرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ صَحَّ وَعَوْرَۃُ الرَّجُلِ مَا بَیْنَ السُّرَّۃِ وَمُنْتَھَی الرُّکْبَۃِ وَتَزِیْدُ عَلَیْہِ الْاَمَۃُ اَلْبَطْنَ وَالظَّھْرَ وَجَمِیْعُ بَدَنِ الْحُرَّۃِ عَوْرَۃٌ اِلَّا وَجْھَھَا وَکَفَّیْھَا وَقَدَمَیْھَا

پورے ناپاک کپڑے میں نماز پڑھنا برہنہ پڑھنے سے بہتر ہے۔ اگر وہ چیز (کپڑا وغیرہ) پائے جس سے بعض ستر کو ڈھانپ سکتا ہے تو اس کا استعمال واجب ہے اور اگلے پچھلے ستر کو ڈھانپ لے اگر صرف ایک ستر ڈھانپا جا سکتا ہو تو کہا گیا ہے کہ پچھلے حصے کو ڈھانپے[1] اور ایک قول یہ ہے کہ اگلے حصے کو ڈھانپے[2]۔ ننگے آدمی کا بیٹھ کر اشارے کے ساتھ اور پاؤں کو قبلہ رُخ پھیلا کر نماز پڑھنا مستحب ہے۔ اگر کھڑا ہو کر رکوع اور سجدے کے ساتھ پڑھے تو بھی جائز ہے۔

قابلِ ستر اعضاء:

مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں کی انتہا (نیچے) تک ہے۔
لونڈی اس پر پیٹ اور پیٹھ کا اضافہ کرے[3]۔
آزاد عورت کا تمام بدن ماسوائے چہرے، ہتھیلیوں اور قدموں کے، ستر ہے۔

---

[1] پچھلے حصے کو ڈھانپنے کی وجہ یہ ہے کہ رکوع و سجود کی حالت میں یہ زیادہ دکھائی دیتا ہے۔
[2] اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قبلہ رُخ ہوتا ہے لہٰذا اس طرف سے ننگا ہونا مناسب نہیں۔
[3] یعنی لونڈی کا ستر بھی وہی ہے جو مرد کا ہے البتہ اس کا پیٹ اور پیٹھ بھی ستر ہے۔

وكشفُ ربُعِ عُضْوٍ مِّنْ اَعْضَآءِ العَوْرَةِ يَمْنَعُ صِحَّةَ الصَّلٰوةِ وَلَوْ تَفَرَّقَ الِانْكِشَافُ عَلٰى اَعْضَآءٍ مِّنَ الْعَوْرَةِ وَ كَانَ جُمْلَتُهَا مَا تَفَرَّقَ يَبْلُغُ رُبْعَ اَصْغَرِ الْاَعْضَآءِ المنكشفة منع و الا فلا ومن عَجَزَ عَنْ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ لِمَرَضٍ اَوْ عَجَزَ عَنِ النُّزُوْلِ عَنْ دَآبَّتِهٖ اَوْخَافَ عَدُوًّا فَقِبْلَتُهٗ جِهَةُ قُدْرَتِهٖ وَاَمْنِهٖ وَمَنِ اشْتَبَهَتْ عَلَيْهِ الْقِبْلَةُ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ مُخْبِرٌ وَلَا مِحْرَابٌ تَحَرّٰى وَلَا اِعَادَةَ عَلَيْهِ لَوْ خَطَأً وَاِنْ عَلِمَ بِخَطَئِهٖ فِيْ صَلٰوتِهٖ اسْتَدَارَ وَبَنٰى وَاِنْ شَرَعَ بِلَا تَحَرٍّ فَعَلِمَ بَعْدَ فَرَاغِهٖ اَنَّهٗ اَصَابَ صَحَّتْ وَاِنْ عَلِمَ بِاِصَابَتِهٖ فِيْهَا فَسَدَتْ كَمَا لَوْ لَمْ يَعْلَمْ اِصَابَتَهٗ اَصْلًا وَلَوْ تَحَرّٰى قَوْمٌ جِهَاتٍ وَجَهِلُوْا حَالَ اِمَامِهِمْ تُجْزِئُهُمْ

کچھ دیگر آدابِ نماز:

ستر کے اعضاء میں سے کسی عضو کا چوتھا حصہ ننگا ہونا نماز کے صحیح ہونے کو روکتا ہے اور اگر ستر کے مختلف اعضاء میں سے متفرق جگہیں ننگی ہوں اور وہ تمام جگہیں کھلنے والے اعضاء میں سے سب سے چھوٹے عضو کے چوتھے حصے تک پہنچتی ہیں تو نماز کی صحت میں رکاوٹ ہو گی ورنہ نہیں۔

جو شخص کسی بیماری کی وجہ سے قبلہ رُخ ہونے سے عاجز ہو یا سواری سے اتر نہ سکتا ہو یا اسے دشمن کا خوف ہو تو اس کا قبلہ وہی ہے جس طرف وہ قادر ہو اور اسے امن حاصل ہو۔ جس شخص پر قبلہ مشتبہ ہو جائے اور اس کے پاس کوئی بتانے والا بھی نہ ہو اور نہ ہی محراب ہو تو وہ غور و فکر کرے اور اگر غلطی ہو جائے تو اس پر نماز کا لوٹانا واجب نہیں۔[۲]
اگر نماز کے اندر غلطی کا علم ہو جائے تو رُخ پھیرے اور اسی پر بنا کرے۔ اگر سوچ و بچار کے بغیر نماز شروع کی پھر فارغ ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ اس نے صحیح رُخ اختیار کیا تو نماز صحیح ہو جائے گی اور اگر نماز کے اندر معلوم ہوا کہ یہ سمت صحیح ہے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ جیسے[۳] صحیح رُخ پر ہونے کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ جاتی[۴] ہے۔ اور اگر ایک جماعت نے سوچ و بچار کیا لیکن امام[۵] کے حال سے لاعلم رہے۔ تو ان کے لیے یہی کافی ہے۔

---

[۱] گھٹنہ اور ران مل کر ایک عضو ہیں۔ عورت کی پنڈلی اور ٹخنہ مل کر ایک عضو شمار ہوتے ہیں۔ عورت کے کان (بقیہ برصفحہ آئندہ)

(**فصل**) فِيْ وَاجِبِ الصَّلٰوةِ وَهُوَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ وَضَمُّ سُوْرَةٍ اَوْ ثَلَاثِ اٰيَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ غَيْرِ مُتَعَيِّنَتَيْنِ مِنَ الْفَرْضِ وَفِيْ جَمِيْعِ رَكَعَاتِ الْوِتْرِ وَالنَّفْلِ وَتَعْيِيْنُ الْقِرَاءَةِ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَتَقْدِيْمُ الْفَاتِحَةِ عَلَى السُّوْرَةِ وَضَمُّ الْاَنْفِ لِلْجَبْهَةِ فِي السُّجُوْدِ وَالْاِتْيَانُ بِالسَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ قَبْلَ الْاِنْتِقَالِ لِغَيْرِهَا وَالْاِطْمِئْنَانُ فِي الْاَرْكَانِ وَالْقُعُوْدُ الْاَوَّلُ وَقِرَاءَةُ التَّشَهُّدِ فِيْهِ فِي الصَّحِيْحِ وَقِرَاءَتُهٗ فِي الْجُلُوْسِ الْاَخِيْرِ وَالْقِيَامُ اِلَى الثَّالِثَةِ مِنْ غَيْرِ تَرَاخٍ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَلَفْظُ السَّلَامِ دُوْنَ عَلَيْكُمْ وَقُنُوْتُ الْوِتْرِ وَتَكْبِيْرَاتُ الْعِيْدَيْنِ وَتَعْيِيْنُ التَّكْبِيْرِ لِافْتِتَاحِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَا الْعِيْدَيْنِ خَاصَّةً وَّتَكْبِيْرَةُ الرُّكُوْعِ فِيْ ثَانِيَةِ الْعِيْدَيْنِ۔

واجباتِ نماز:

نماز میں اٹھارہ چیزیں واجب ہیں[۱]۔

(۱) سورۂ فاتحہ کا پڑھنا[۲] (۲) فرض نماز کی دو غیر مقرر رکعتوں اور وتروں اور نفلوں کی تمام رکعتوں میں ایک (چھوٹی) سورت یا تین آیات ملانا۔ (۳) قرارت کے لیے پہلی دو رکعتوں کا تعین کرنا[۳] (۴) سورۂ فاتحہ کو سورت سے مقدم کرنا[۴] (۵) سجدے میں ناک کو پیشانی کے ساتھ ملانا[۵] (۶) ہر رکعت میں کسی دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے سے پہلے دوسرا سجدہ کرنا[۶] (۷) ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا (۸) پہلا قعدہ (۹) اس میں تشہد کا پڑھنا، صحیح قول کے مطابق یہی ہے۔ (۱۰) آخری قعدہ میں تشہد پڑھنا۔ (۱۱) تشہد کے بعد کسی تاخیر کے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونا[۷] (۱۲) لفظ "السلام" نہ "علیکم" کہنا[۸] (۱۳) وتروں میں دعائے قنوت پڑھنا۔ (۱۴) عیدین کی تکبیریں (۱۵) ہر نماز کو شروع کرنے کے لیے لفظ تکبیر کا تعین صرف عیدین کی نماز کے لیے نہیں[۹]۔ (۱۶) عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) الگ عضو ہیں۔ مرا لگ عضو ہے۔ پستان لٹکے ہوئے ہوں تو الگ عضو ورنہ سینے کے تابع (بقیہ صفحہ آئندہ)

(بقیہ سابقہ) ہوں گے، مرد کا عضو مخصوص الگ اور خصیتین الگ الگ عضو ہیں۔ ناف سے شرمگاہ تک ایک عضو کامل ہے سرین کے دونوں کنارے الگ الگ اور خود سرین الگ عضو ہے۔

ے۲ یعنی جہاں تک پڑھ چکا ہے اس سے آگے شروع کرے۔

ے۳ کیونکہ قبلہ کا رُخ معلوم نہ ہونے کی صورت میں غور و فکر ہی اس کے لیے قبلہ شمار ہوتا ہے لہٰذا جس آدمی نے سوچ و بچار کے بعد کوئی رُخ اختیار کیا تو بعد میں غلطی ظاہر ہونے کے باوجود اس کی نماز ہو جائے گی کیونکہ اس کا قبلہ وہی تھا جو سوچ و بچار کے نتیجے میں واضح ہوا لیکن جس آدمی نے غور و فکر نہیں کیا تو اب غلطی واضح ہونے پر نئے سرے سے نماز پڑھے کیونکہ پہلی حالت ضعیف تھی اور ضعیف پر قوی کی بنا صحیح نہیں۔

ے۴ چونکہ اس صورت میں نہ حقیقتاً قبلہ رُخ ہوا نہ حکماً لہٰذا نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ قبلہ رخ ہونا شرط ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

ے۱ وجوب کا لغوی معنیٰ لازم ہونا ہے اور اصطلاح شریعت میں اس لازم چیز کو کہتے ہیں جس کی دلیل میں کچھ شبہ ہو۔ واجب کا حکم یہ ہے کہ جان بوجھ کر چھوڑا جائے تو نماز نہ ہوگی اور بھول کر رہ جائے تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔

ے۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز (کامل) نہیں ہوتی۔

ے۳ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پہلی دو رکعتوں میں قراءت فرماتے تھے اور یہاں فرائض مراد ہیں۔ نوافل اور سنتوں نیز وتروں میں تو تمام رکعات میں قراءت فرض ہے۔

ے۴ اگر کسی نے سورت پہلے پڑھ دی پھر یاد آیا تو سورۂ فاتحہ پڑھ کر دوبارہ سورت پڑھے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

ے۵ جب کہ پیشانی میں کوئی تکلیف نہ ہو۔

ے۶ یعنی ہر رکعت کے دونوں سجدے ساتھ ساتھ ادا کرنا واجب ہے۔

ے۷ اگر درود شریف شروع کر دیا اور اتنا ہی کہا "اللھم صلی علی محمد" تو سجدہ سہو لازم ہو جائے گا۔

ے۸ کیونکہ لفظ السلام سے مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔

ے۹ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز "اللہ اکبر" سے شروع فرماتے تھے۔

marfat.com

وَجَهْرُ الْإِمَامِ بِقِرَاءَةِ الْفَجْرِ وَأُولَيَيِ الْعِشَاءَيْنِ وَلَوْ قَضَاءً وَالْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ وَالتَّرَاوِيحِ وَالْوِتْرِ فِي رَمَضَانَ وَالْإِسْرَارُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَفِيمَا بَعْدَ أُولَيَيِ الْعِشَاءَيْنِ وَنَفْلِ النَّهَارِ وَالْمُنْفَرِدُ مُخَيَّرٌ فِيمَا تُجْهَرُ كَمُتَنَفِّلٍ بِاللَّيْلِ وَلَوْ تَرَكَ السُّورَةَ فِي أُولَيَيِ الْعِشَاءِ قَرَأَهَا فِي الْأُخْرَيَيْنِ مَعَ الْفَاتِحَةِ جَهْرًا وَلَوْ تَرَكَ الْفَاتِحَةَ لَا يُكَرِّرُهَا فِي الْأُخْرَيَيْنِ ۔

---

(۱۷) فجر نیز مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اگرچہ قضاء ہوں ، جمعہ ، عیدین ، تراویح اور رمضان میں وتر نماز میں امام کا بلند آواز سے قرارت کرنا[1]

(۱۸) ظہر اور عصر (کی تمام رکعتوں) میں نیز مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں کے بعد اور دن کے نفلوں میں آہستہ قرارت کرنا[2]

مسئلہ ۔ جہری نمازوں میں تنہا پڑھنے والے کو اختیار ہے جس طرح رات کو نفل پڑھنے والا مختار ہے[3] ۔

مسئلہ ۔ اگر عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں قرارت چھوڑ دی تو دوسری رکعتوں میں فاتحہ سمیت بلند آواز سے پڑھے اور اگر سورۂ فاتحہ کو چھوڑ دیا تو دوسری دو رکعتوں میں اس کا تکرار نہ کرے[4]

---

[1] جہر سے مراد یہ ہے کہ نمازی کے علاوہ دوسرا بھی سنے ۔

[2] آہستہ پڑھنا یہ ہے کہ کم از کم خود سنے اگر اپنے آپ کو بھی آواز نہ آئے تو قرارت نہیں پائی گئی ۔

(نوٹ) سکون و آرام کے وقت پڑھی جانے والی نمازوں میں قرارت بلند آواز سے رکھی گئی اور شور و شغب کے وقت مثلاً ظہر و عصر کے اوقات میں آہستہ آواز سے قرارت کی جائے گی ۔ جمعہ کی نماز اگرچہ دن کو ہوتی ہے لیکن اس وقت بازار بند ہوتے ہیں اور لوگ مسجد میں جمع ہوتے ہیں ، عیدین کی نمازوں کا بھی یہی حال ہے ، علاوہ ازیں شروع شروع میں کفار مسلمانوں کو نماز پڑھتا دیکھتے اور ان کی قرارت سن کر گالیاں دیتے تھے تو دن کی نمازوں میں آہستہ پڑھنے کا حکم ہوا ، مغرب کے وقت وہ کھانے میں مشغول ہوتے ، عشاء کی نماز ویسے تاخیر سے ہوتی اور صبح کے وقت وہ سوئے ہوئے ہوتے نیز جمعہ اور عیدین کی نمازیں مدینہ شریف میں جا کر شروع کی گئیں ، وہاں کفار کو قوت حاصل نہ تھی ۔ لہٰذا جہری اور سری قرارت کی حکمت یہ ہے ۔

[3] یعنی جس طرح رات کو نفل پڑھنے والا چاہے تو بلند آواز سے قرارت کرے اور چاہے تو آہستہ پڑھے (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

(فَصْلٌ) فِيْ سُنَنِهَا وَهِيَ إِحْدٰى وَخَمْسُوْنَ رَفْعُ الْيَدَيْنِ لِلتَّحْرِيْمَةِ حِذَاءَ
الْأُذُنَيْنِ لِلرَّجُلِ وَالْأَمَةِ وَحِذَاءَ الْمَنْكِبَيْنِ لِلْحُرَّةِ وَنَشْرُ الْأَصَابِعِ وَمُقَارَنَةُ
إِحْرَامِ الْمُقْتَدِيْ لِإِحْرَامِ إِمَامِهِ وَوَضْعُ الرَّجُلِ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى تَحْتَ
سُرَّتِهِ وَصِفَةُ الْوَضْعِ أَنْ يَّجْعَلَ بَاطِنَ كَفِّ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ الْيُسْرٰى
مُحَلِّقًا بِالْخِنْصَرِ وَالْإِبْهَامِ عَلَى الرُّسْغِ وَوَضْعُ الْمَرْأَةِ يَدَيْهَا عَلٰى صَدْرِهَا
مِنْ غَيْرِ تَحْلِيْقٍ وَالثَّنَاءُ وَالتَّعَوُّذُ لِلْقِرَاءَةِ وَالتَّسْمِيَةُ أَوَّلَ كُلِّ رَكْعَةٍ وَ
التَّأْمِيْنُ وَالتَّحْمِيْدُ وَالْإِسْرَارُ بِهَا وَالْاِعْتِدَالُ عِنْدَ التَّحْرِيْمَةِ مِنْ غَيْرِ طَأْطَأَةِ
الرَّأْسِ وَجَهْرُ الْإِمَامِ بِالتَّكْبِيْرِ وَالتَّسْمِيْعِ وَتَفْرِيْجُ الْقَدَمَيْنِ فِي الْقِيَامِ
قَدْرَ أَرْبَعِ أَصَابِعَ

نماز کی سنتیں:

نماز کی سنتیں اکاون ہیں۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے لیے مرد اور لونڈی کا کانوں کے برابر اور آزاد عورت کا کاندھوں کے برابر ہاتھوں کو اٹھانا۔[1]
(۲) انگلیوں کو کھلا رکھنا۔ (۳) مقتدی کا اپنی تکبیر تحریمہ کو امام کی تکبیر تحریمہ سے[2] ملانا۔ (۴) مرد کا دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر ناف کے نیچے رکھنا۔ رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کا اندرونی حصہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر اس طرح رکھے کہ چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کے ساتھ کلائی پر گھیرا باندھے۔ (۵) عورت کا اپنے ہاتھ کو گھیرا باندھے بغیر سینے پر رکھنا۔[3] (۶) ثناء پڑھنا۔[4] (۷) قراءت کے لیے "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" پڑھنا[5] (۸) ہر رکعت کے شروع میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھنا[6] (۹) آمین کہنا۔[7] (۱۰) ربنا لک الحمد کہنا۔[8] (۱۱) ان سب کو آہستہ کہنا۔[9] (۱۲) تکبیر تحریمہ کہتے وقت سر کو جھکائے بغیر سیدھا کھڑا ہونا۔ (۱۳) امام کا بلند آواز سے تکبیر کہنا۔ (۱۴) "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" کہنا۔ (۱۵) قیام کی حالت میں چار انگلیوں کا اندازہ قدموں کو کشادہ رکھنا۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) اسی طرح جہری نمازوں میں منفرد کو بھی اختیار ہے۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

marfat.com

(بقیہ سابقہ) ۴ھ کیونکہ فرضوں کی دوسری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری نہیں لہٰذا جب ایک بار فاتحہ پڑھ لی تو پہلی دو رکعتوں کی جگہ فاتحہ کی ادائیگی ہو گئی اب دوبارہ پڑھنا نوافل میں تو جائز ہے فرائض میں نہیں۔ للہٰذا ایسی صورت میں سجدہ سہو لازم ہوگا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

۱ھ چونکہ لونڈی کے بازو ستر نہیں لہٰذا ہاتھ اٹھانے میں مرد کی طرح کانوں تک اٹھائے جب کہ رکوع اور سجدہ آزاد عورت کی طرح کرے گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر فرماتے اور ہاتھ کانوں کے برابر اٹھاتے تھے۔ کاندھوں تک اٹھانا عذر کی وجہ سے تھا۔

۲ھ مقتدی امام سے پہلے تکبیر نہ کہے۔

۳ھ یہ طریقہ پردے کے زیادہ لائق ہے۔

۴ھ ثنا یہ ہے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

یا اللہ! تو پاک ہے اور میں تیری تعریف کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے۔ تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

۵ھ چونکہ اعوذ باللہ قرأت کے لیے پڑھی جاتی ہے لہٰذا مقتدی نہ پڑھے۔

۶ھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی مقتدی نہیں پڑھے گا۔

۷ھ آمین، امام اور مقتدی نیز تنہا پڑھنے والا سب کے لیے سنت ہے۔ حدیث شریف میں ہے جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہو گئی اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ آمین کا معنیٰ ہے یا اللہ! ہماری دعا قبول فرما۔

۸ھ مقتدی "ربنا لک الحمد" کہے اور اکیلا پڑھنے والا "سمع اللہ لمن حمدہ" اور "ربنا لک الحمد" دونوں کہے۔

۹ھ احادیث مبارکہ کے مطابق ثنا، اعوذ باللہ، بسم اللہ، آمین اور ربنا لک الحمد آہستہ کہے جائیں۔

وَاَنْ تَکُوْنَ السُّوْرَۃُ الْمَضْمُوْمَۃُ لِلْفَاتِحَۃِ مِنْ طِوَالِ الْمُفَصَّلِ فِی الْفَجْرِ وَالظُّهْرِ وَمِنْ اَوْسَاطِهٖ فِی الْعَصْرِ وَالْعِشَآءِ وَمِنْ قِصَارِهٖ فِی الْمَغْرِبِ لَوْ کَانَ مُقِیْمًا وَ یَقْرَأُ اَیَّ سُوْرَۃٍ شَآءَ لَوْ کَانَ مُسَافِرًا وَاِطَالَۃُ الْاُوْلٰی فِی الْفَجْرِ فَقَطْ وَتَکْبِیْرَۃُ الرُّکُوْعِ وَتَسْبِیْحُهٗ ثَلَاثًا وَاَخْذُ رُکْبَتَیْهِ بِیَدَیْهِ وَتَفْرِیْجُ اَصَابِعِهٖ وَالْمَرْاَۃُ لَا تُفَرِّجُهَا وَنَصْبُ سَاقَیْهِ وَبَسْطُ ظَهْرِهٖ وَتَسْوِیَۃُ رَاْسِهٖ بِعَجُزِهٖ وَالرَّفْعُ مِنَ الرُّکُوْعِ وَالْقِیَامُ بَعْدَهٗ مُطْمَئِنًّا وَوَضْعُ رُکْبَتَیْهِ ثُمَّ یَدَیْهِ ثُمَّ وَجْهِهٖ لِلسُّجُوْدِ وَعَکْسُهٗ لِلنُّهُوْضِ وَتَکْبِیْرُ الرَّفْعِ مِنْهُ وَکَوْنُ السُّجُوْدِ بَیْنَ کَفَّیْهِ وَ تَسْبِیْحُهٗ ثَلَاثًا وَمُجَافَاۃُ الرَّجُلِ بَطْنَهٗ عَنْ فَخِذَیْهِ وَمِرْفَقَیْهِ عَنْ جَنْبَیْهِ وَذِرَاعَیْهِ عَنِ الْاَرْضِ وَانْخِفَاضُ الْمَرْاَۃِ وَلَزْقُهَا بَطْنَهَا بِفَخِذَیْهَا وَ الْقَوْمَۃُ وَالْجَلْسَۃُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ

(۱۶) جو سورت ملائی جائے وہ فجر اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل سے، عصر اور عشاء میں اوساط مفصل سے اور مغرب میں قصار مفصل سے[۱] ہو اگر نمازی مقیم ہو۔ اگر مسافر ہو تو جو سورت چاہے پڑھے۔ (۱۷) صرف فجر کی نماز میں پہلی رکعت کو لمبا کرنا[۲]۔ (۱۸) رکوع کی تکبیر (۱۹) (کم از کم) تین بار تسبیح کہنا[۳]۔ (۲۰) (حالت رکوع میں) گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑنا[۴] (۲۱) انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔ عورت کشادہ نہ کرے[۵]۔ (۲۲) پنڈلیوں کو کھڑا کرنا۔ (۲۳) پیٹھ کو بچھا دینا (۲۴) سر کو سرین کے برابر رکھنا۔ (۲۵) رکوع سے اٹھنا (۲۶) اس کے بعد مطمئن ہو کر کھڑا ہو جانا۔ (۲۷) سجدہ کرنے کیلئے پہلے گھٹنوں، پھر ہاتھوں اور پھر چہرے کو رکھنا۔ (۲۸) اور اٹھنے میں اس کا الٹ کرنا۔ (۲۹) سجدے سے اٹھنے کے لیے تکبیر کہنا۔ (۳۰) سجدہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہونا۔ (۳۱) (سجدے میں کم از کم) تین بار تسبیح کہنا۔ (۳۲) مرد کا اپنے پیٹ کو رانوں سے، کہنیوں کو پہلوؤں سے اور بازوؤں کو زمین سے الگ رکھنا۔ (۳۳) عورت کا جھک جانا اور پیٹ کو رانوں سے ملا لینا[۶]۔ (۳۴) قومہ کرنا (۳۵) دو سجدوں کے درمیان جلسہ کرنا[۷]۔

---

[۱] سورۂ حجرات سے سورہ البروج تک طوال مفصل، سورہ بروج سے (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ فِيْمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ كَحَالَةِ التَّشَهُّدِ وَ افْتِرَاشُ رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصْبُ الْيُمْنٰى وَتَوَرُّكُ الْمَرْاَةِ وَالْإِشَارَةُ فِي الصَّحِيْحِ بِالْمُسَبِّحَةِ عِنْدَ الشَّهَادَةِ يَرْفَعُهَا عِنْدَ النَّفْيِ وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ وَقِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ فِيْمَا بَعْدَ الْاُوْلَيَيْنِ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجُلُوْسِ الْاَخِيْرِ وَالدُّعَاءُ بِمَا يُشْبِهُ اَلْفَاظَ الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّةِ لَا كَلَامَ النَّاسِ وَالْاِلْتِفَاتُ يَمِيْنًا ثُمَّ يَسَارًا بِالتَّسْلِيْمَتَيْنِ ونيةُ الامامِ الرجالَ والحفظةَ وصالحَ الجنِّ بالتَّسْلِيْمَتَيْنِ فِي الْاَصَحِّ وَنِيَّةُ الْمَامُوْمِ اِمَامَهُ فِيْ جِهَتِهٖ وَاِنْ حَاذَاهُ نَوَاهُ فِي التَّسْلِيْمَتَيْنِ مَعَ الْقَوْمِ وَالْحَفَظَةِ وَصَالِحِ الْجِنِّ وَنِيَّةُ الْمُنْفَرِدِ الْمَلَائِكَةَ فَقَطْ وَخَفْضُ الثَّانِيَةِ عَنِ الْاُوْلٰى وَمُقَارَنَتُهُ لِسَلَامِ الْاِمَامِ وَالْبِدَاءَةُ بِالْيَمِيْنِ وَانْتِظَارُ الْمَسْبُوْقِ فَرَاغَ الْاِمَامِ

---

(۳۶) دو سجدوں کے درمیان حالت تشہد کی طرح ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا۔ (۳۷) بائیں پاؤں کو بچھانا اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرنا۔ (۳۸) عورت کا تورک کرنا[1]۔ (۳۹) صحیح قول کے مطابق شہادت کے وقت شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا نفی کے وقت اٹھائے اور اثبات کے وقت رکھ دے[2]۔ (۴۰) پہلی دو رکعتوں کے بعد والی رکعات میں سورۂ فاتحہ پڑھنا[3]۔ (۴۱) آخری قعدہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا[4]۔ (۴۲) قرآن وسنت کے الفاظ سے مشابہ کلمات کے ساتھ دعا مانگنا لوگوں کے کلام سے مشابہ کلمات سے نہ مانگے[5]۔ (۴۳) سلام پھیرتے ہوئے دائیں بائیں متوجہ ہونا۔ (۴۴) دونوں سلام پھیرتے وقت امام کا مردوں، محافظ فرشتوں اور نیک جنوں کی نیت کرنا یہ زیادہ صحیح بات ہے۔ (۴۵) مقتدی کا امام کی جہت میں اس کی نیت کرنا اگر اس کے بالکل پیچھے ہو تو دونوں سلاموں میں اس کی نیت کرے اور اس کے ساتھ ساتھ قوم، محافظ فرشتوں اور نیک جنوں کی نیت بھی کرنا[6]۔ (۴۶) منفرد آدمی کا صرف فرشتوں کی نیت کرنا۔ (۴۷) پہلے سلام سے دوسرے کو پست رکھنا۔ (۴۸) (مقتدی کا اپنے) سلام کو امام کے سلام سے ملانا۔ (۴۹) دائیں طرف سے ابتدا کرنا۔ (۵۰) مسبوق کا امام کے فارغ ہونے کی انتظار کرنا[7]۔

(بقیہ سابقہ) لم یکن الذین کفروا تک اوساط مفصل اور لم یکن الذین کفروا سے آخر تک قصار مفصل ہے۔

۲ ؎ چونکہ اس وقت لوگ سوئے ہوتے ہیں لہٰذا پہلی رکعت لمبی کی جائے تاکہ وہ جماعت میں شریک ہو سکیں

۳ ؎ یعنی سنت طریقہ یہ ہے کہ کم از کم تین بار تسبیح پڑھے۔ اور اگر مقتدی نے ابھی تین بار تسبیح نہیں پڑھی کہ امام نے سر اٹھا لیا تو امام کی اتباع کی جائے۔

۴ ؎ کیونکہ اس طرح پیٹھ کو بچھانا ممکن ہو جاتا ہے۔

۵ ؎ کیونکہ عورت کے لیے ستر ضروری ہے۔

۶ ؎ عورت کو اپنا ستر برقرار رکھنے کے لیے اعضاء کو جدا جدا ظاہر کرنے کی بجائے جسم کو ملا کر سجدہ کرنا چاہیے چنانچہ وہ دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر سرین پر بیٹھے پاؤں پر نہ بیٹھے۔

۷ ؎ رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا قومہ کہلاتا ہے۔ اور دو سجدوں کے درمیان تشہد کی طرح بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

۱ ؎ تورک کا مطلب یہ ہے کہ سرین پر بیٹھ کر بائیں ٹانگ کو دائیں ران کے نیچے سے نکال کر دونوں پاؤں دائیں طرف کو نکال لے۔

۲ ؎ انگوٹھے اور دوسری تین انگلیوں سے گھیرا باندھتے ہوئے " اشھد ان لا الہ الا اللہ " کی " لا " پر شہادت کی انگلی کھڑی کرے اور " الا " پر چھوڑ دے۔

۳ ؎ فرض نماز مراد ہے۔ باقی نمازوں میں تو تمام رکعات میں قرات ضروری ہے۔

۴ ؎ درود ابراہیمی پڑھا جائے۔ ص ۱۲۵ حاشیہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۵ ؎ مثلاً یہ نہ کہے یا اللہ! میری شادی کرا دے۔ یا اللہ! مجھے سونا چاندی عطا فرما وغیرہ وغیرہ۔

۶ ؎ اگر امام کی دائیں جانب ہے تو بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے اور بائیں طرف ہے تو دائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے اور بالکل پیچھے ہے تو دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے امام کی نیت کرے

۷ ؎ امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے تین طرح کے نمازی ہیں (۱) مقتدی، جو شروع سے آخر تک امام کے ساتھ شریک رہا ہو (۲) لاحق، جس کا درمیان میں وضو ٹوٹ گیا اور وہ وضو کر کے امام کے ساتھ شریک ہو گیا۔ (۳) مسبوق جس کی ایک یا کچھ رکعات رہ گئیں اور بعد میں آ کر جماعت میں شامل ہوا۔ مسبوق کو چاہیے کہ امام کے بائیں جانب سلام پھیرنے تک انتظار کرے کیونکہ ممکن ہے۔ اس نے سجدہ سہو کے لیے سلام پھیرا ہو۔

marfat.com

(فَصْلٌ) مِنْ اٰدَابِهَا اِخْرَاجُ الرَّجُلِ كَفَّيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيْرِ وَنَظْرُ الْمُصَلِّيْ اِلٰى مَوْضِعِ سُجُوْدِهٖ قَائِمًا وَاِلٰى ظَاهِرِ الْقَدَمِ رَاكِعًا وَاِلٰى اَرْنَبَةِ اَنْفِهٖ سَاجِدًا وَاِلٰى حِجْرِهٖ جَالِسًا وَاِلَى الْمَنْكِبَيْنِ مُسَلِّمًا وَدَفْعُ السُّعَالِ مَا اسْتَطَاعَ وَكَظْمُ فَمِهٖ عِنْدَ التَّثَاؤُبِ وَالْقِيَامُ حِيْنَ قِيْلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ وَشُرُوْعُ الْاِمَامِ مُذْ قِيْلَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ۔

نماز کے مستحبات:

(۱) نماز کے مستحبات[1] سے ہے کہ مرد تکبیر کہتے وقت ہاتھوں کو آستینوں سے باہر نکالے[2]۔

(۲) نمازی قیام کی حالت میں سجدے کی جگہ پر، رکوع کی صورت میں قدم کی پشت پر، سجدے کی حالت میں ناک کے کنارے پر، بیٹھنے کی حالت میں اپنی گود میں اور سلام پھیرتے وقت اپنے کندھوں پر نظر رکھے۔

(۳) جس قدر ممکن ہو کھانسی کو دور کرنا[3]۔

(۴) جمائی کے وقت منہ کو بند رکھنا[4]۔

(۵) "حی علی الفلاح" کے وقت کھڑا ہونا[5] اور امام کا (اس وقت نماز) شروع کرنا، جب "قد قامت الصلوٰۃ" کہا جائے[6]۔

---

[1] آداب اور مستحبات ایک ہی چیز ہیں یعنی وہ فعل جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو بار کیا ہو۔ آپ اس پر ہمیشہ عمل پیرا نہیں رہے۔ شریعت اسلامیہ نے اسے سنت کی تکمیل کے لیے رکھا ہے۔ اس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور چھوڑنے پر عذاب نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی نماز کی صحت میں فرق پڑتا ہے۔

[2] اس میں تواضع پائی جاتی ہے البتہ سردی وغیرہ کی صورت میں باہر نکالنے میں کوئی حرج نہیں۔ عورت کو ہاتھ ننگا نہیں کرنا چاہیے تاکہ کہیں بازو ننگے نہ ہو جائیں۔ کیونکہ ان کو ڈھانپنا ضروری ہے۔

[3] اگر دور کرنا ممکن نہ ہو تو بایاں ہاتھ منہ کے آگے رکھے نیز بلا ضرورت کھانسنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

[4] جس قدر ممکن ہو منہ کو بند کر کے دور کرنے کی کوشش کرے ورنہ آگے ہاتھ رکھے تاکہ آواز نہ نکلے کیونکہ جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

[5] اگر نمازی موجود ہوں تو مکبر کے "حی علی الفلاح" کہنے پر کھڑے ہوں تاکہ اس کے کہنے پر عمل ہو جائے (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

marfat.com

کیونکہ اذان کے وقت "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" کہا جاتا ہے تو اس کی تعمیل کرتے ہوئے نمازی مسجد میں آجاتا ہے اب وہاں بیٹھا ہوگا اور مکبر "حی علی الفلاح" کہے گا تو اٹھ کر کھڑا ہوگا۔اس طرح یہ مکبر کے الفاظ کا عملاً جواب ہوگا۔اسی طرح تکبیر کے وقت باہر سے آنے والا بھی بیٹھ جائے۔ (طحطاوی علی المراقی)

سے۶ یعنی اس وقت تکبیر تحریمہ شروع کردے تاکہ "قد قامت الصلوٰۃ" کے الفاظ پر عمل ہو جائے۔

سوالات

(۱) فرضیتِ نماز کے لیے کتنی اور کون کونسی شرائط ہیں۔ نماز کے اسباب کیا ہیں۔اور کون کون سے اوقات کی نماز فرض ہے۔

(۲) مندرجہ ذیل عبارت کا مطلب واضح کریں۔

"وتجب باول الوقت وجوبا موسعًا"

(۳) نماز کے اوقات کی ابتداء اور انتہاء کے بارے میں تفصیلی نوٹ لکھیں۔

(۴) دو نمازوں کو جمع کرنے کے بارے میں حنفی مذہب کیا ہے؟

(۵) کتنے اور کون کونسے اوقات میں کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں۔

(۶) اذان اور اقامت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ نیز اذان کہنے کے آداب کیا ہیں۔اذان کے بعد درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟ اور اذان کے بعد دعا مع ترجمہ لکھیں۔

(۷) نماز کی شرائط اور فرائض تحریر کریں۔

(۸) نماز کے واجبات اور سنتوں کی وضاحت کریں۔نیز بتائیں کہ نماز کا کوئی فرض واجب یا سنت رہ جائے تو نماز کی تکمیل کیسے ہوگی۔

(۹) اگر کوئی شخص پہلا قعدہ بھول کر کھڑا ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔آخری قعدہ بھول کر کھڑا ہو جائے تو کیا حکم ہے اور آخری قعدہ پڑھ کر کھڑا ہوا تو کیا کرنا ہوگا۔تفصیلاً لکھیں۔

(۱۰) مندرجہ ذیل عبارت پر اعراب لگائیں اور اس کا مطلب واضح کریں نیز بتائیں کہ اگر کسی آدمی کے پاس ریشمی کپڑے کے علاوہ کپڑا نہ ہو تو وہ ریشمی کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے۔

"وفاقد ما یزیل به النجاسة یصلی معها ولا اعادة علیه ولا علی ما یستر عورته ولو حریرًا او حشیشًا او طینًا"

(فَصْلٌ) فِي كَيْفِيَّةِ تَرْكِيبِ الصَّلوٰةِ إِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ الدُّخُولَ فِي الصَّلوٰةِ أَخْرَجَ كَفَّيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا حِذَاءَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ بِلَا مَدٍّ نَاوِيًا وَيَصِحُّ الشُّرُوعُ بِكُلِّ ذِكْرٍ خَالِصٍ لِلّٰهِ تَعَالٰى كَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِالْفَارِسِيَّةِ إِنْ عَجَزَ عَنِ الْعَرَبِيَّةِ وَإِنْ قَدَرَ لَا يَصِحُّ شُرُوعُهُ بِالْفَارِسِيَّةِ وَلَا قِرَاءَتُهُ بِهَا فِي الْأَصَحِّ ثُمَّ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلٰى يَسَارِهِ تَحْتَ سُرَّتِهِ عَقِبَ التَّحْرِيمَةِ بِلَا مُهْلَةٍ مُسْتَفْتِحًا وَهُوَ أَنْ يَقُولَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ وَيَسْتَفْتِحُ كُلُّ مُصَلٍّ ثُمَّ يَتَعَوَّذُ سِرًّا لِلْقِرَاءَةِ فَيَأْتِي بِهِ الْمَسْبُوقُ لَا الْمُقْتَدِي وَيُؤَخِّرُ عَنْ تَكْبِيرَاتِ الْعِيدَيْنِ ۔

نماز پڑھنے کا طریقہ :

جب کوئی مرد نماز شروع کرنے کا ارادہ کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو آستینوں سے باہر نکالے پھر ان کو کانوں کے برابر اٹھائے۔ اس کے بعد نیت کرتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہے اور مد نہ کرے[1]۔ ہر اس ذکر کے ساتھ نماز شروع کرنا صحیح ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ مثلاً "سبحان اللہ" اگر عربی سے عاجز ہو تو فارسی میں بھی جائز ہے۔ اور اگر عربی پر قادر ہو تو فارسی میں شروع کرنا صحیح نہیں۔ اصح قول کے مطابق فارسی میں قراءت کرنا بھی صحیح نہیں۔

تکبیر تحریمہ کے فوراً بعد اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے اور ثناء پڑھے[2]۔ یعنی یوں کہے۔ سبحانک اللھم آخر تک۔ "یا اللہ! ہم تیری تعریف کرتے ہوئے تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں تیرا نام برکت والا اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں"۔ ہر نمازی ثناء پڑھے پھر قراءت کے لیے "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" آہستہ آواز سے پڑھے۔ اسے مسبوق پڑھے[3]۔ مقتدی نہ پڑھے "اعوذ باللہ" عیدین کی (زائد) تکبیروں کے بعد پڑھے[4]۔

---

[1] یعنی اللہ اکبر کے ہمزہ کو نہ کھینچے کیونکہ اس طرح ایک ہمزہ استفہام پیدا ہو کر معنیٰ بگڑ جاتا ہے۔ اسی طرح "اکبر" کی باء کو بھی نہ کھینچے۔

[2] امام اور مقتدی دونوں ثناء پڑھیں گے۔

[3] یعنی جس کی کچھ نماز رہ گئی ہے وہ باقی رکعات ادا کرتے وقت ثناء کے ساتھ اعوذ باللہ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

ثُمَّ يُسَمِّي سِرًّا وَيُسَمِّي فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَبْلَ الْفَاتِحَةِ فَقَطْ ثُمَّ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ وَأَمَّنَ الْإِمَامُ وَالْمَأْمُومُ سِرًّا ثُمَّ قَرَأَ سُورَةً أَوْ ثَلَاثَ آيَاتٍ ثُمَّ كَبَّرَ رَاكِعًا مُطْمَئِنًّا مُسَوِّيًا رَأْسَهُ بِعَجُزِهِ آخِذًا رُكْبَتَيْهِ بِيَدَيْهِ مُفَرِّجًا أَصَابِعَهُ وَسَبَّحَ فِيهِ ثَلَاثًا وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَاطْمَأَنَّ قَائِلًا سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ لَوْ إِمَامًا أَوْ مُنْفَرِدًا وَالْمُقْتَدِي يَكْتَفِي بِالتَّحْمِيدِ ثُمَّ كَبَّرَ خَارًّا لِلسُّجُودِ ثُمَّ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدَيْهِ ثُمَّ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ وَسَجَدَ بِأَنْفِهِ وَجَبْهَتِهِ مُطْمَئِنًّا مُسَبِّحًا ثَلَاثًا وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ وَجَافَى بَطْنَهُ عَنْ فَخِذَيْهِ وَعَضُدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ فِي غَيْرِ زَحْمَةٍ مُوَجِّهًا أَصَابِعَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَالْمَرْأَةُ تَنْخَفِضُ وَتُلْزِقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا

پھر آہستہ آواز سے بسم اللہ پڑھے، ہر رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھے اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے اور امام و مقتدی آہستہ آواز سے آمین کہیں۔ پھر کوئی سورت یا تین آیات پڑھے[1]۔ اس کے بعد تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور اطمینان سے رکوع کرے سر کو سرین کے برابر رکھے گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑے انگلیوں کو کشادہ رکھے اور تین بار تسبیح کہے اور یہ کم از کم (سنت تعداد) ہے۔ اس کے بعد سر اٹھائے اور "سمع اللہ لمن حمدہ" (اللہ تعالیٰ نے اس کی بات سنی جس نے اس کی تعریف کی) کہتے ہوئے اطمینان سے کھڑا ہو جائے۔ اگر امام یا اکیلا ہے تو "ربنا لک الحمد" (اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریف ہے) کہے مقتدی ہو تو صرف "ربنا لک الحمد" کہے[2]۔ پھر سجدے کے لیے جھکتے ہوئے تکبیر کہے۔ اس کے بعد اپنے ہاتھ رکھے پھر دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سر کو رکھے اور اطمینان سے ناک اور پیشانی کے ساتھ سجدہ کرے تین بار تسبیح کہے اور یہ کم از کم (سنت تعداد) ہے۔ اگر بھیڑ نہ ہو تو پیٹ کو رانوں سے اور بازوؤں کو بغلوں سے دور رکھے۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رُخ کرے۔ عورت جھک جائے اور اپنے پیٹ کو رانوں سے ملا دے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) بھی پڑھے گا۔ کیونکہ اس نے قرارت کرنی ہے۔ [4] چونکہ عید کی نماز میں پہلی رکعت میں قرارت زائد تکبیروں کے بعد ہوتی ہے اور اعوذ باللہ قرارت کے لیے پڑھی جاتی ہے۔ لہٰذا تکبیروں کے بعد پڑھے۔

(صفحہ ہذا) [1] یا ایک بڑی آیت پڑھے جو تین چھوٹی آیات کے برابر ہو۔ [2] تنہا پڑھنے والا "سمع اللہ لمن حمدہ" اور "ربنا لک الحمد" دونوں پڑھے

marfat.com

وَجَلَسَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ مُطْمَئِنًّا ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ
مُطْمَئِنًّا وَسَبَّحَ فِيْهِ ثَلَاثًا وَجَافٰى بَطْنَهٗ عَنْ فَخِذَيْهِ وَاَبْدٰى عَضُدَيْهِ
ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مُكَبِّرًا لِلنُّهُوْضِ بِلَا اِعْتِمَادٍ عَلَى الْاَرْضِ بِيَدَيْهِ وَبِلَا قُعُوْدٍ وَ
الرَّكْعَةُ الثَّانِيَةُ كَالْاُوْلٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا يُثْنِيْ وَلَا يَتَعَوَّذُ وَلَا يُسَنُّ رَفْعُ الْيَدَيْنِ
اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ كُلِّ صَلٰوةٍ وَعِنْدَ تَكْبِيْرِ الْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ وَتَكْبِيْرَاتِ
الزَّوَائِدِ فِي الْعِيْدَيْنِ وَحِيْنَ يَرَى الْكَعْبَةَ وَحِيْنَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ
وَحِيْنَ يَقُوْمُ عَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَعِنْدَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ وَمُزْدَلِفَةَ
وَبَعْدَ رَمْيِ الْجَمْرَةِ الْاُوْلٰى وَالْوُسْطٰى وَعِنْدَ دُعَائِهٖ بَعْدَ فَرَاغِهٖ مِنَ التَّسْبِيْحِ
عَقِبَ الصَّلَوَاتِ وَاِذَا فَرَغَ الرَّجُلُ مِنْ سَجْدَتَيِ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ
الْيُسْرٰى وَجَلَسَ عَلَيْهَا وَنَصَبَ يُمْنَاهُ وَوَجَّهَ اَصَابِعَهَا نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَوَضَعَ
يَدَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَبَسَطَ اَصَابِعَهٗ وَالْمَرْاَةُ تَتَوَرَّكُ

دونوں سجدوں کے درمیان ہاتھوں کو رانوں پر رکھتے ہوئے مطمئن ہو کر بیٹھے پھر تکبیر کہے اور مطمئن ہو کر سجدہ کرے تین بار تسبیح کہے، پیٹ کو رانوں سے دور رکھے اور بازوؤں کو ظاہر کرے۔ بعد ازاں اٹھنے کے لیے تکبیر کہتے ہوئے سر کو اٹھائے لیکن ہاتھوں کے ساتھ زمین پر سہارا نہ لے اور نہ ہی بیٹھے۔

دوسری رکعت پہلی کی طرح ہے البتہ اس میں نہ ثنا پڑھے اور نہ ہی اعوذ باللہ پڑھے۔

نماز شروع کرتے وقت، وتروں میں قنوت کی تکبیر کہتے وقت، عیدین کی زائد تکبیروں، کعبۃ اللہ کی زیارت کے وقت[1]، حجر اسود کو چومنے کے وقت[2]، جب صفا اور مروہ پر کھڑا ہو[3]، عرفات[4] اور مزدلفہ[5] میں وقوف کے وقت جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کو کنکریاں مارنے کے بعد[6] اور تمام نمازوں کے بعد والی تسبیح سے فارغ ہونے کے بعد دعا مانگنے کے علاوہ ہاتھ اٹھانا سنت نہیں ہے۔

جب مرد دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو جائے تو بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرے انگلیوں کو قبلہ رُخ کرے اور ہاتھوں کو رانوں پر رکھے، انگلیوں کو کشادہ کرے اور عورت تورک کرے۔

---

[1] کعبۃ اللہ وہ مبارک گھر ہے جو مکہ مکرمہ کی مسجد حرام کے اندر ہے حج اور عمرہ کرنے والے اس کا طواف کرتے ہیں (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

وَقَرَأَ تَشَهُّدَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَاَشَارَ بِالْمُسَبِّحَةِ فِي الشَّهَادَةِ يَرْفَعُهَا عِنْدَ النَّفْيِ وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ وَلَا يَزِيْدُ عَلَى التَّشَهُّدِ فِي الْقُعُوْدِ الْأَوَّلِ وَهُوَ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَقَرَأَ الْفَاتِحَةَ فِيْمَا بَعْدَ الْأُوْلَيَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ وَقَرَأَ التَّشَهُّدَ ثُمَّ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَا بِمَا يُشْبِهُ الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّةَ ثُمَّ يُسَلِّمُ يَمِيْنًا وَّيَسَارًا فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ نَاوِيًا مَنْ مَّعَهٗ كَمَا تَقَدَّمَ

پھر تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہ پڑھے[۱] اور شہادت کے وقت شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے نفی کے وقت اٹھائے اور اثبات کے وقت رکھ دے۔ پہلے قعدہ میں تشہد پر اضافہ نہ کرے[۲] تشہد یہ ہے "التحیات اللہ" آخر تک۔ تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلامتی، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں[۳] پہلی دو رکعتوں کے بعد والی رکعات میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے پھر بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اس کے بعد بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ درود بھیجے[۴] پھر ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگے جو قرآن و سنت سے مشابہ ہیں[۵]۔ اس کے بعد دائیں بائیں سلام پھیرے اور کہے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"، ان لوگوں کی نیت کرے جو اس کے ساتھ ہیں جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔

(بقیہ سابقہ) ۲ے حجر اسود ایک پتھر ہے جو کعبۃ اللہ کے ایک کونے میں لگا ہوا ہے حاجی صاحبان اور عمرہ کرنے والے اسے چومتے ہیں۔

۳ے صفا اور مروہ دو پہاڑیاں جن کے درمیان حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے پانی تلاش کرتے ہوئے دوڑ لگائی تھی۔ اس یادگار کو باقی رکھا گیا۔

۴ے عرفات وہ مقام ہے جہاں نو ذوالحجہ کو حج ہوتا ہے وہاں ٹھہرنے کو وقوف کہتے ہیں (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

marfat.com

(بقیہ سابقہ) ۵۵ عرفات سے واپسی پر راستے میں مزدلفہ آتا ہے جہاں دس ذوالحجہ کی رات کو ٹھہرا جاتا ہے۔

۵۶ جمرہ اولیٰ، جمرۂ وسطیٰ اور جمرہ عقبیٰ تین ستون ہیں۔ جن کو حجاج کرام کنکریاں مارتے ہیں۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے کہ جب آپ اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حکم الٰہی سے قربان کرنے کے لیے لے گئے تو شیطان نے رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ اس وقت آپ نے کنکریاں ماری تھیں۔

۵۷ یعنی ان مقامات کے لیے علاوہ ہاتھ اٹھانا سنت نہیں بلکہ بعض جگہ تو منع کیا گیا نماز میں رکوع کے لیے جاتے ہوئے یا اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا سکون سے نماز ادا کرو۔

۵۸ وتر کی تفصیل پیچھے ص ۱۱۸ حاشیہ ۱ پر گزر چکی ہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

۱ یعنی تشہد کے جو کلمات حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔

۲ اگر بھول کر اضافہ کیا تو سجدہ سہو لازم ہو جائے گا۔

۳ تشہد میں اس کے معانی کا اعتبار کرے اور جب "السلام علیک ایہا النبی" پڑھے تو یوں خیال کرے کہ میں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف فرما ہیں، میں آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کر رہا ہوں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حصن حصین مترجم مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور ص ۱۱۴)

۴ درود ابراہیمی پڑھے جس کے کلمات یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

یا اللہ حضرت محمد مصطفیٰ اور آپ کی آل پر رحمت بھیج۔ جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم اور آپ کی اولاد پر رحمت نازل فرمائی
یا اللہ! حضرت محمد مصطفیٰ اور آپ کی آل کو برکت عطا فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد کو برکت عطا فرمائی۔

۵ مثلاً یہ دعا مانگے۔

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔

اے میرے رب! مجھے ہمیشہ نماز پڑھنے والا بنا اور میری اولاد کو بھی،
اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما اے ہمارے رب! مجھے اور میری اولاد نیز تمام مومنوں کو بخش دے،
جس دن حساب قائم ہوگا۔

marfat.com

بَابُ الْإِمَامَةِ

هِيَ اَفْضَلُ مِنَ الْاَذَانِ وَالصَّلٰوۃُ بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ الْاَحْرَارِ بِلَاعُذْرٍ وَشُرُوْطُ صِحَّةِ الْاِمَامَةِ لِلرِّجَالِ الْاَصِحَّآءِ سِتَّةُ اَشْيَاءَ الْاِسْلَامُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَالذُّكُوْرَةُ وَالْقِرَاءَةُ وَالسَّلَامَةُ مِنَ الْاَعْذَارِ كَالرُّعَافِ وَالْفَاْفَاةِ وَالتَّمْتَمَةِ وَاللَّثْغِ وَفَقْدِ شَرْطٍ كَطَهَارَةٍ وَسَتْرِ عَوْرَةٍ

وَشُرُوْطُ صِحَّةِ الْاِقْتِدَآءِ اَرْبَعَةَ عَشَرَ شَيْئًا نِيَّةُ الْمُقْتَدِيْ الْمُتَابَعَةَ مُقَارِنَةً لِتَحْرِيْمَتِهٖ وَنِيَّةُ الرَّجُلِ الْاِمَامَةَ شَرْطٌ لِصِحَّةِ اِقْتِدَاءِ النِّسَآءِ بِهٖ وَتَقَدُّمُ الْاِمَامِ بِعَقِبِهٖ عَنِ الْمَامُوْمِ

امامت کا بیان

امامت، اذان سے افضل[۱] ہے اور آزاد مردوں کے لیے[۲] جماعت سنت[۳] ہے جبکہ کوئی عذر نہ ہو غیر معذور[۴] مردوں کی امامت کے صحیح ہونے کے لیے چھ باتیں شرط ہیں۔

(۱) اسلام[۵] (۲) بلوغت[۶] (۳) عقل (۴) مرد ہونا[۷] (۵) قرأت[۸] (۶) عذروں سے سلامت ہونا مثلاً نکسیر، گفتگو میں فا رکلمے کا زیادہ نکلنا۔ بات کرتے ہوئے تا، کا زیادہ نکلنا، سین کی جگہ ثا، اور را، کی جگہ غین پڑھنا، کسی شرط کا نہ پایا جانا۔ مثلاً طہارت اور ستر عورت[۹] ہے۔

صحتِ اقتدار کی شرائط:

اقتدار کے صحیح ہونے کے لیے چودہ شرطیں ہیں۔

۱۔ مقتدی کا متابعت کی نیت کرنا جو تحریمہ سے ملی ہوئی[۱۰] ہو۔

۲۔ مرد (امام) کا امامت کی نیت کرنا اس کے پیچھے عورتوں کی اقتدار صحیح ہونے کے لیے شرط[۱۱] ہے۔

۳۔ امام کا اپنی ایڑیوں کے ساتھ مقتدی سے آگے ہونا۔

marfat.com

۱؎ کیونکہ امامت نماز کے لیے ہوتی ہے اور نماز اذان سے افضل ہے۔

۲؎ آزاد مردوں کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ غلام اپنے مالک کے حکم کا پابند ہوتا ہے لہٰذا وہ معذور کی طرح ہے۔

۳؎ سنت مؤکدہ ہے جو واجب کے قریب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تنہا نماز پڑھنے سے باجماعت نماز پچیس درجے افضل ہے۔

۴؎ غیر معذور سے مراد وہ لوگ ہیں جن میں کوئی عذر نہ پایا جاتا ہو۔ معذور شخص اپنے جیسے لوگوں کی امامت کرا سکتا ہے۔

۵؎ قیامت کے منکر، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے انکار کرنے والے یا آپ کی صحابیت کے منکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ یا گستاخوں کو اچھا سمجھنے والے صحابہ کرام یا اہل بیت رضی اللہ عنہم کی توہین کرنے والے کی امامت ناجائز ہے۔ اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھنا چاہیے۔ آج کے دور میں نماز جیسی اہم عبادت کو سیاسی مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ اور اس ضمن میں رواداری کی آڑ میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ نماز پڑھانے والا صحیح العقیدہ ہے یا نہیں یہ بات قطعاً غلط ہے۔

۶؎ بچے کی نماز نفل ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کے پیچھے فرض نماز بھی صحیح نہیں اور نفل بھی کیونکہ بالغ مرد جب نفل نماز شروع کرتا ہے تو وہ اس پر لازم ہو جاتی ہے۔ جب کہ بچے پر لازم نہیں ہوتی۔ لہٰذا تراویح نابالغ حافظ کے پیچھے جائز نہیں۔

۷؎ عورت، مرد کی قیادت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ عورتوں کو پیچھے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا ان کی امامت صحیح نہیں۔
(نوٹ) اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورتوں کو حقوق میں بھی پیچھے رکھا گیا بلکہ اسلام، مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حقوق دیتا ہے۔
لہٰذا ہماری مسلمان بہنوں کو چند مغرب زدہ دانشوروں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اسلامی تعلیمات کے خلاف احتجاج نہیں کرنا چاہیے بلکہ غور کریں کہ چونکہ مردوں اور عورتوں کی جسمانی ساخت مختلف ہے۔ لہٰذا ان کا دائرہ کار بھی مختلف ہے ایسا نہیں کہ عورت کو دوسرے درجے کا شہری سمجھ لیا گیا ہے۔ عورت کا اسلام میں بہت بڑا مقام ہے۔

۸؎ جو شخص قرآن پاک کے الفاظ صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتا اسے صحیح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس حالت میں اس کی اپنی نماز تو صحیح ہے لیکن امامت نہیں کرا سکتا۔

۹؎ اس صورت میں خود اس کی اپنی نماز صحیح نہیں ہوتی۔ دوسروں کی کیسے صحیح ہو گی۔

۱۰؎ یعنی تکبیر تحریمہ کہتے وقت اس کی نیت یہ ہونی چاہیے کہ میں امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں۔

۱۱؎ اگر امام، عورت کی امامت کی نیت نہیں کرے گا تو وہ جماعت میں شامل نہیں سمجھی جائے گی (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَاَنْ لَا یَکُوْنَ اَدْنٰی حَالًا مِّنَ الْمَامُوْمِ وَاَنْ لَا یَکُوْنَ الْاِمَامُ مُصَلِّیًا فَرْضًا غَیْرَ فَرْضِہٖ وَاَنْ لَا یَکُوْنَ الْاِمَامُ مُقِیْمًا لِمُسَافِرٍ بَعْدَ الْوَقْتِ فِیْ رُبَاعِیَّۃٍ وَلَا مَسْبُوْقًا وَاَنْ لَا یَفْصِلَ بَیْنَ الْاِمَامِ وَالْمَامُوْمِ صَفٌّ مِّنَ النِّسَآءِ وَاَنْ لَا یَفْصِلَ نَھْرٌ یَمُرُّ فِیْہِ الزَّوْرَقُ وَلَا طَرِیْقٌ تَمُرُّ فِیْہِ الْعَجَلَۃُ وَلَا حَآئِطٌ یَشْتَبِہُ مَعَہُ الْعِلْمُ بِانْتِقَالَاتِ الْاِمَامِ فَاِنْ لَمْ یَشْتَبِہْ لِسَمَاعٍ اَوْ رُؤْیَۃٍ صَحَّ الْاِقْتِدَآءُ فِی الصَّحِیْحِ وَاَنْ لَا یَکُوْنَ الْاِمَامُ رَاکِبًا وَالْمُقْتَدِیْ رَاجِلًا اَوْ رَاکِبًا غَیْرَ دَآبَّۃِ اِمَامِہٖ وَاَنْ لَا یَکُوْنَ فِیْ سَفِیْنَۃٍ وَالْاِمَامُ فِیْ اُخْرٰی غَیْرِ مُقْتَرِنَۃٍ بِھَا

۴۔ امام کا مقتدی سے گھٹیا حالت میں نہ ہونا[1]

۵۔ امام ایسی فرض نماز نہ پڑھ رہا ہو جو مقتدی کی فرض نماز کا غیر ہو[2]

۶۔ چار رکعت والی نماز میں وقت کے بعد مقیم اور مسبوق، مسافر کا امام نہ ہو[3]

۷۔ درمیان میں ایسی نہر نہ ہو جس میں کشتیاں چلتی ہوں۔

۸۔ اور نہ ایسا راستہ ہو جس میں گاڑیاں گزرتی ہیں[5]

۹۔ امام اور مقتدی کے درمیان ایسی دیوار بھی نہ ہو جس سے امام کے (ارکان کی طرف) منتقل ہونے کا علم مشتبہ ہو جائے اگر سننے یا دیکھنے کی وجہ سے مشتبہ نہیں ہوتا تو صحیح قول کے مطابق اقتداء صحیح ہے۔

۱۰۔ امام سوار اور مقتدی پیدل نہ ہو۔

۱۱۔ امام سے الگ دوسری سواری پر نہ سوار ہو[6]

۱۲۔ امام ایک کشتی میں اور مقتدی دوسری کشتی میں نہ ہو جو آپس میں بندھی ہوئی نہیں[7]

(بقیہ سابقہ) لہٰذا اگر اس صورت میں وہ مرد کے ساتھ مل کر کھڑی ہو تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور اگر امام نے اس کی نیت کرلی تو اب مل کر کھڑے ہونے کی صورت میں مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہجڑے کا بھی یہی حکم ہے۔

صفحہ ہذا، لے مثلاً مقتدی فرض پڑھ رہا ہو اور امام نفل پڑھتا ہو۔

لے جیسے امام عصر کے فرض پڑھ رہا ہے اور مقتدی ظہر کے فرض ادا کر رہا ہے یا وہ بھی عصر کی (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

وَاَنْ لَا يَعْلَمَ الْمُقْتَدِيْ مِنْ حَالِ اِمَامِهٖ مُفْسِدًا فِيْ زَعْمِ الْمَامُوْمِ كَخُرُوْجِ دَمٍ اَوْ قَيْءٍ لَمْ يُعِدْ بَعْدَهٗ وُضُوْءَهٗ وَصَحَّ اقْتِدَاءُ مُتَوَضِّئٍ بِمُتَيَمِّمٍ وَغَاسِلٍ بِمَاسِحٍ وَقَائِمٍ بِقَاعِدٍ وَبِاَحْدَبَ وَمُؤْمٍ بِمِثْلِهٖ وَمُتَنَفِّلٍ بِمُفْتَرِضٍ وَاِنْ ظَهَرَ بُطْلَانُ صَلٰوةِ اِمَامِهٖ اَعَادَ وَيَلْزَمُ الْاِمَامَ اِعْلَامُ الْقَوْمِ بِاِعَادَةِ صَلٰوتِهِمْ بِالْقَدْرِ الْمُمْكِنِ فِي الْمُخْتَارِ

۱۴۔ مقتدی کو امام کے بارے میں کوئی خاص ایسی بات معلوم نہ ہو جو مقتدی کے خیال میں وضو کو توڑنے والی ہے مثلاً خون کا نکلنا یا قے کا آنا کہ اس کے بعد اس نے وضو نہیں لوٹایا۔[۱]

مسئلہ:۔ وضو کرنے والے کی تیمم کرنے والے کے پیچھے، پاؤں دھونے والے کی مسح کرنے والے کے پیچھے کھڑے ہوئے کی بیٹھے ہوئے اور کبڑے کے پیچھے، اشارہ کرنے والے کی اپنی مثل کے پیچھے اور نفل پڑھنے والے کی فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا صحیح ہے۔[۲]

مسئلہ:۔ اگر امام کی نماز کا باطل ہونا ظاہر ہو جائے تو وہ نماز کو لوٹائے اور اس پر لازم ہے کہ ممکن حد تک لوگوں کو مطلع کرے کہ وہ اپنی نمازیں لوٹائیں۔ یہ مختار مذہب ہے۔

(بقیہ سابقہ) نماز ہی پڑھتا ہے لیکن کسی دوسرے دن کی عصر ہے۔

۳؎ کیونکہ مسافر وقت پر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو پوری پڑھے گا لیکن سفر کی نماز قضا ہو جائے تو دو رکعتیں پڑھنا ہوں گی۔ اب چونکہ امام چار رکعتیں پڑھ رہا ہے لہٰذا امام کا پہلا قعدہ مقتدی کا آخری قعدہ ہوگا جو امام کے حق میں واجب ہے لیکن مسافر مقتدی پر فرض ہے۔ مسبوق یعنی جس کی کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں اس کے قعدے کا بھی صحیح علم نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا مسافر کی نماز اس کے پیچھے جائز نہیں۔

۴؎ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی (مقتدی) اور امام کے درمیان نہر یا راستہ یا عورتوں کی صف ہو اس کی نماز صحیح نہیں ہوتی ہے۔

۵؎ مفتیٰ بہ قول کے مطابق امام اور مقتدیوں کی صف کے درمیان دو صفوں یا اس سے زیادہ کا فاصلہ ہو تو نماز جائز نہ ہوگی۔

۶؎ کیونکہ اس طرح مکان مختلف ہوگا البتہ ایک سواری پر دونوں سوار ہوں تو مکان کے اتحاد کی (بقیہ برصفحہ آئندہ)

(فَصْلٌ) یَسْقُطُ حُضُوْرُ الْجَمَاعَةِ بِوَاحِدٍ مِنْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا مَطَرٌ وَّ بَرْدٌ وَخَوْفٌ وَ ظُلْمَةٌ وَّحَبْسٌ وَعَمًى وَ فَلَجٌ وَ قَطْعُ يَدٍ وَّ رِجْلٍ وَسَقَامٌ وَاقْعَادٌ وَوَحْلٌ وَ زَمَانَةٌ وَ شَيْخُوْخَةٌ وَ تَكْرَارُ فِقْهٍ بِجَمَاعَةٍ تَفُوْتُهُ وَحُضُوْرُ طَعَامٍ تَتُوْقُهُ نَفْسُهُ وَ اِرَادَةُ سَفَرٍ وَقِيَامُهُ بِمَرِيْضٍ وَّشِدَّةُ رِيْحٍ لَيْلًا لَا نَهَارًا وَاِذَا انْقَطَعَ عَنِ الْجَمَاعَةِ لِعُذْرٍ مِنْ اَعْذَارِهَا الْمُبِيْحَةِ لِلتَّخَلُّفِ يَحْصُلُ لَهُ ثَوَابُهَا

جماعت کی معافی:

اٹھارہ چیزوں میں سے ایک کے ساتھ جماعت کی حاضری ساقط ہو جاتی ہے۔

(۱) بارش (۲) سردی[1] (۳) خوف[2] (۴) سخت اندھیرا (۵) قید (۶) اندھاپن (۷) فالج (۸) ہاتھ اور پاؤں کا کٹا ہونا (۹) بیماری (۱۰) چلنے پھرنے سے معذور ہونا (۱۱) سخت کیچڑ (۱۲) شل ہونا (۱۳) بڑھاپا[3] (۱۴) ایسی جماعت کے ساتھ فقہ کا تکرار جس کے اٹھ جانے کا خطرہ ہو[4] (۱۵) کھانے کا حاضر ہونا جب کہ اس کا دل چاہتا ہو[5] (۱۶) سفر کا ارادہ کرنا[6] (۱۷) کسی مریض کے پاس ٹھہرنا[7] (۱۸) رات کے وقت سخت ہوا کا چلنا، دن کو نہیں[8]

مسئلہ: اگر ان عذروں میں سے جن کی وجہ سے جماعت سے پیچھے رہنا جائز ہے۔ کسی عذر کے باعث جماعت میں شامل نہ ہو تو بھی جماعت کا ثواب پائے گا۔[9]

(بقیہ سابقہ) وجہ سے اقتدا صحیح ہوگی۔

[7] اگر دونوں کشتیاں ملی ہوئی نہ ہوں تو وہ دو مکانوں کی طرح ہوں گی۔ اگر ملی ہوئی ہوں تو وہ ایک مکان کی طرح ہوں گی اور نماز جائز ہوگی۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) [1] مثلاً مقتدی کو معلوم ہے کہ امام کو منہ بھر کرتے آئی ہے اور اس کا وضو ٹوٹ گیا لیکن اسے اس بات کا علم نہیں کہ امام نے دوبارہ وضو کیا ہے۔ اس صورت میں اگرچہ امام نے

(بقیہ سابقہ) وضو کرلیا ہو لیکن چونکہ مقتدی کے علم میں امام بے وضو ہے اور بے وضو کے پیچھے نماز جائز نہیں لہٰذا اس کی نماز ایسے امام کے پیچھے جائز نہ ہوگی۔

ؔ۲ قاعدہ یہ ہے کہ ادنیٰ حال والے کے پیچھے اعلیٰ حال والے کی نماز جائز نہیں اور ان مذکورہ بالا صورتوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔

ؔ۳ مثلاً اعلان وغیرہ کے ذریعے یا جن نمازیوں کو خط لکھ کر بتا سکتا ہے انہیں خبردار کر دے کہ وہ اپنی نماز لوٹائیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

ؔ۱ سخت بارش اور سردی مراد ہے۔

ؔ۲ دشمن کا خوف ہے کہ وہ راستے میں ایذا پہنچائے گا

ؔ۳ یعنی ہر ایسا عذر جس کے سبب جماعت میں شرکت ناممکن ہے، جماعت کو ساقط کر دیتا ہے۔

ؔ۴ اگر وہ ہمیشہ ساتھیوں کے ساتھ تکرار کرتا ہے اور اب ساتھیوں کے چلے جانے کا خطرہ ہے۔ فقہ میں یہاں تفسیر حدیث، عقائد وغیرہ شامل ہیں۔

ؔ۵ کیونکہ پہلے کھانا نہ کھانے کی صورت میں نمازی کا دل کھانے کی طرف رہے گا اور نماز خشوع و خضوع سے خالی ہوگی۔

ؔ۶ کیونکہ جماعت میں شمولیت کی وجہ سے سفر کی تیاری نہیں کر سکے گا یا گاڑی نکل جائے گی۔ اگر یہ خدشہ نہ ہو تو جماعت کے ساتھ پڑھے

ؔ۷ یعنی ایسا مریض جس کے پاس ٹھہرنا ضروری ہے۔

ؔ۸ دن کو سخت ہوا میں مسجد کی طرف جانے میں کوئی حرج نہیں البتہ رات کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

ؔ۹ کیونکہ وہ مجبوری کے تحت جماعت سے پیچھے رہا۔ سستی وغیرہ کی وجہ سے نہیں۔

---

marfat.com

(**فصل**) فِی الْاَحَقِّ بِالْاِمَامَۃِ وَتَرْتِیْبِ الصُّفُوْفِ۔ اِذَا لَمْ یَکُنْ بَیْنَ الْحَاضِرِیْنَ صَاحِبُ مَنْزِلٍ وَلَا وَظِیْفَۃٍ وَلَا ذُوْسُلْطَانٍ فَالْاَعْلَمُ اَحَقُّ بِالْاِمَامَۃِ ثُمَّ الْاَقْرَءُ ثُمَّ الْاَوْرَعُ ثُمَّ الْاَسَنُّ ثُمَّ الْاَحْسَنُ خُلُقًا ثُمَّ الْاَحْسَنُ وَجْھًا ثُمَّ الْاَشْرَفُ نَسَبًا ثُمَّ الْاَحْسَنُ صَوْتًا ثُمَّ الْاَنْظَفُ ثَوْبًا فَاِنِ اسْتَوَوْا یُقْرَعُ اَوِالْخِیَارُ لِلْقَوْمِ فَاِنِ اخْتَلَفُوْا فَالْعِبْرَۃُ بِمَا اخْتَارَہُ الْاَکْثَرُ وَاِنْ قَدَّمُوْا غَیْرَ الْاَوْلٰی فَقَدْ اَسَاءُوْا

امامت کا استحقاق اور صفوں کی ترتیب:

اگر حاضرین میں صاحب خانہ اور مقرر امام نہ ہو اور نہ ہی حکمران ہو[1]، تو امامت کا زیادہ حق دار سب سے بڑا عالم ہے[2] پھر سب سے بڑا قاری[3] پھر زیادہ پرہیزگار[4] پھر جس کی عمر زیادہ ہو[5]۔ پھر جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو[6] اس کے بعد وہ جس کی صورت اچھی ہو[7]۔ پھر وہ جس کا نسب زیادہ معزز ہو[8]۔ اس کے بعد وہ جس کی آواز اچھی ہو[9] اور پھر وہ جس کے کپڑے زیادہ صاف ستھرے ہوں[10]۔

اگر تمام برابر ہوں تو قرعہ اندازی کی جائے یا قوم کو اختیار دیا جائے۔

اگر اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کا اعتبار کیا جائے جس کو زیادہ لوگ پسند کریں۔ اگر انہوں نے اس کو آگے کیا جو زیادہ حق نہیں رکھتا تو انہوں نے برا کیا[11]۔

۱؎ سب سے پہلا حق سلطان کا ہے پھر امیر اس کے بعد قاضی پھر گھر والا امامت کا حق رکھتا ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم ص ۸۷)

۲؎ جو نماز کے مسائل اور قرات میں سنت طریقہ جانتا ہے۔ اور ظاہری بے حیائیوں سے بچتا ہو۔

۳؎ یعنی جو قرأت کے احکام زیادہ جانتا ہے محض حافظ قرآن نہ ہو۔

۴؎ ورع، تقویٰ سے زیادہ درجہ رکھتا ہے۔ کیونکہ تقویٰ حرام سے بچنے کا نام ہے، جب کہ ورع شبہات سے بچنے کو کہتے ہیں۔

۵؎ حضرت مالک بن حویرث اور ان کے چچا زاد بھائی رضی اللہ عنہما سفر پر جانے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ صفحہ آئندہ)

وَكُرِهَ إِمَامَةُ الْعَبْدِ وَالْأَعْمٰى وَالْأَعْرَابِيِّ وَوَلَدِ الزِّنَا الْجَاهِلِ وَالْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَتَطْوِيلُ الصَّلٰوةِ وَجَمَاعَةُ الْعُرَاةِ وَالنِّسَآءِ فَإِنْ فَعَلْنَ يَقِفُ الْإِمَامُ وَسْطَهُنَّ كَالْعُرَاةِ وَيَقِفُ الْوَاحِدُ عَنْ يَمِيْنِ الْإِمَامِ وَالْأَكْثَرُ خَلْفَهُ وَيَصُفُّ الرِّجَالُ ثُمَّ الصِّبْيَانُ ثُمَّ الْخَنَاثٰى ثُمَّ النِّسَآءُ

ان لوگوں کی امامت مکروہ ہے :

غلام[1]، اندھے[2]، دیہاتی[3]، ولدزنا[4]، جاہل، فاسق[5] اور بدعتی[6] کی امامت مکروہ ہے، نماز کو لمبا کرنا[7] اور ننگوں نیز عورتوں کی جماعت بھی مکروہ ہے۔ اگر عورتیں ایسا کریں تو ان کی امام درمیان میں کھڑی ہو جیسے ننگوں کی جماعت میں ہوتا ہے۔

ایک آدمی ہو تو امام[8] کی دائیں جانب اور زیادہ لوگ ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں پہلے مرد صفیں باندھیں پھر بچے اس کے بعد ہیجڑے اور پھر عورتیں[9]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) نے فرمایا "تم میں سے بڑے کو امامت کرانا چاہیے"۔

[6] لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنے والا۔

[7] حسن صورت، اچھی سیرت پر دلالت کرتی ہے اور یہاں محض ظاہری حسن کو ترجیح نہیں دی گئی بلکہ وہ شخص مراد ہے جو حسن اخلاق کا بھی مالک ہو۔

[8] کیونکہ لوگ اچھے نسب والے کی تعظیم و احترام کرتے ہیں اس طرح یہ بات کثرت جماعت کا سبب ہوگی۔

[9] اچھی آواز کو لوگ زیادہ پسند کرتے ہیں۔

[10] عمدہ اور صاف ستھرے لباس والے امام کی زیادہ قدر و منزلت ہوتی ہے اور لوگوں کے دلوں میں اس کے لیے احترام ہوتا ہے۔

[11] یعنی انہوں نے اچھا کام نہیں کیا سب سے بہتر کو آگے کرنا چاہیے تھا

(صفحہ ہذا) [1] چونکہ غلام عام طور پر اپنے آقا کی خدمت میں مصروف رہنے کی وجہ سے علم حاصل نہیں کر سکتے اس لیے ان میں جہالت زیادہ ہوتی ہے لیکن اگر کوئی غلام عالم اور متقی ہو تو اس کی امامت مکروہ نہ ہوگی۔

[2] چونکہ نابینا آدمی اپنے کپڑوں کی حفاظت نہیں کر سکتا اور ممکن ہے وہ قبلہ کی صحیح سمت (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

(فصلٌ) فِيمَا يفعلهُ الْمُقْتَدِى بَعْدَ فَرَاغِ إِمَامِهِ مِنْ وَاجِبٍ وَغَيْرِهِ لَوْ سَلَّمَ الْإِمَامُ قَبْلَ فَرَاغِ الْمُقْتَدِى مِنَ التَّشَهُّدِ يُتِمُّهُ وَلَوْ رَفَعَ الْإِمَامُ رَأْسَهُ قَبْلَ تَسْبِيحِ الْمُقْتَدِى ثَلَاثًا فِى الرُّكُوعِ أَوِ السُّجُودِ يُتَابِعُهُ وَلَوْ زَادَ الْإِمَامُ سَجْدَةً أَوْ قَامَ بَعْدَ الْقُعُودِ الْأَخِيرِ سَاهِيًا لَا يَتْبَعُهُ الْمُؤْتَمُّ وَإِنْ قَيَّدَهَا سَلَّمَ وحده وَإِنْ قَامَ الْإِمَامُ قَبْلَ الْقُعُودِ الاخير سَاهِيًا انْتَظَرَهُ المامومُ فَانْ سَلَّمَ الْمُقْتَدِى قَبْلَ أَنْ يُقَيِّدَ إِمَامُهُ الزَّائِدَةَ بِسَجْدَةٍ فَسَدَ فرضُهُ وَكُرِهَ سَلَامُ الْمُقْتَدِى بَعْدَ تَشَهُّدِ الْإِمَامِ قَبْلَ سَلَامِهِ

امام فارغ ہو جائے تو مقتدی کیا کرے؟:

امام کے فارغ ہونے کے بعد مقتدی پر کیا کام کرنا واجب ہے اور کیا نہیں کرنا چاہیے۔ اگر امام نے مقتدی کے تشہد مکمل کرنے سے پہلے سلام پھیر دیا تو وہ اسے پورا کرلے۔ اور اگر رکوع یا سجدے میں مقتدی کے تین بار تسبیح کہنے سے پہلے امام نے سر اٹھا لیا تو اس کی اتباع کرے[1]۔

اگر امام نے زائد سجدہ کیا یا آخری قعدہ کے بعد بھول کر کھڑا ہو گیا تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے اور اگر امام نے زائد رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو مقتدی تنہا سلام پھیرے[2]

اگر امام آخری قعدہ سے پہلے بھول کر کھڑا ہو گیا تو مقتدی اس کی انتظار کرے۔ اگر مقتدی نے امام کے زائد رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے سلام پھیر لیا تو اس کی فرض نماز فاسد ہو جائے گی[3]

امام کے تشہد پڑھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے مقتدی کا سلام پھیرنا مکروہ (تحریمی) ہے[4]

(بقیہ صفحہ سابقہ) معلوم نہ کرسکے اس لیے اس کی امامت مکروہ ہے۔ لیکن اس سے افضل امام نہ ہو تو کوئی کراہت نہیں۔

۳؎ دیہاتی سے دیہات کا رہنے والا نہیں بلکہ جاہل مراد ہے۔ چاہے وہ شہری ہی کیوں نہ ہو۔

۴؎ یعنی جو اپنے باپ کا نہیں۔ اگر یہ شخص عالم متقی ہو تو اس کی امامت جائز ہوگی۔

۵؎ بداعمال شخص چاہے عالم ہے اس کی امامت مکروہ ہے کیونکہ وہ دین کا خیال نہیں رکھتا لہٰذا اس کی

(بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

(بقیہ سابقہ) توہین واجب ہے جب کہ امام کی تعظیم کی جاتی ہے۔

ے٦ بدعت لغوی معنیٰ کے اعتبار سے نئی چیز کو کہتے ہیں۔ شریعت میں جس بدعت سے روکا گیا ہے اور اس کی مذمت کی گئی ہے یہ وہ عمل ہے جو سنت کے خلاف اور ترک سنت کا موجب بنتا ہے۔ اگر ایسا نیا کام ہو جس کی اصل دین میں پائی جاتی ہو اور وہ دین کے استحکام کا باعث ہو تو وہ بدعت حسنہ کہلائے گا مثلاً میلاد شریف کی مجلس وغیرہ۔ بلکہ بعض نئے کام تو ایسے ہیں جو واجب ہیں۔ مثلاً قرآن پاک کو سمجھنے کے لیے صرف و نحو کی تعلیم، حالانکہ حضور علیہ السلام کے زمانے میں صرف اور نحو پڑھی نہیں جاتی تھی۔ لہٰذا ہر نئے کام کو بدعت مذمومہ قرار دینا غلط ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے۔ (اشعۃ اللمعات اُردو، حصہ اول ص ۲۲۴۔ مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

ے۷ نماز کو لمبا کرنے سے لوگ جماعت سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور تنہا پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں جس سے جماعت کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو امامت کرائے وہ نماز مختصر پڑھائے۔

ے۸ اس طرح پردہ زیادہ ہوتا ہے۔

ے۹ صفوں کی یہ ترتیب احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

ے۱ چونکہ تشہد پڑھنا واجب ہے لہٰذا مقتدی کے لیے اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ یہاں امام کی متابعت نہ ہوگی۔

ے۲ تسبیحاتِ رکوع وسجود سنت ہیں۔ ان کے رہ جانے سے نماز ہو جاتی ہے جب کہ امام کی متابعت ضروری ہے۔ لہٰذا تسبیحات چھوڑ کر امام کی اتباع کرے۔

ے۳ چونکہ زائد سجدہ یا آخری قعدہ کے بعد رکعت کے لیے کھڑا ہونا نماز کا حصہ نہیں لہٰذا اس میں مقتدی امام کی اتباع نہیں کرے گا۔ البتہ اس کے ساتھ سلام پھیرنے کے لیے انتظار کرے۔ اگر وہ زائد رکعت کا سجدہ کرلے تو مقتدی تنہا سلام پھیرلے۔

ے۴ کیونکہ اس نے امام کی اقتدار کرنے کے باوجود ایک رکن یعنی آخری قعدہ تنہا ادا کیا۔

ے۵ کیونکہ اس صورت میں اس نے امام کی متابعت ترک کردی تاہم نماز باطل نہ ہوگی۔

marfat.com

(فصل) فِی الْاَذْکَارِ الْوَارِدَۃِ بَعْدَ الْفَرْضِ اَلْقِیَامُ اِلَی السُّنَّۃِ مُتَّصِلًا بِالْفَرْضِ مَسْنُوْنٌ وَعَنْ شَمْسِ الْاَئِمَّۃِ الْحَلْوَانِی لَا بَاْسَ بِقِرَاءَۃِ الْاَوْرَادِ بَیْنَ الْفَرِیْضَۃِ وَالسُّنَّۃِ وَیَسْتَحِبُّ لِلْاِمَامِ بَعْدَ سَلَامِہٖ اَنْ یَّتَحَوَّلَ اِلٰی یَسَارِہٖ لِتَطَوُّعٍ بَعْدَ الْفَرْضِ وَاَنْ یَّسْتَقْبِلَ بَعْدَہُ النَّاسَ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰہَ وَیَقْرَءُوْنَ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ وَالْمُعَوِّذَاتِ وَیُسَبِّحُوْنَ اللّٰہَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَیَحْمَدُوْنَہٗ کَذٰلِکَ وَیُکَبِّرُوْنَہٗ کَذٰلِکَ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ثُمَّ یَدْعُوْنَ لِاَنْفُسِہِمْ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ رَافِعِیْ اَیْدِیْہِمْ ثُمَّ یَمْسَحُوْنَ بِھَا وُجُوْھَھُمْ فِیْ اٰخِرِہٖ

فرض نماز کے بعد اذکار:

فرض نماز کے فوراً بعد سنتوں کے لیے کھڑا ہونا مسنون ہے[1]۔

حضرت شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، فرضوں اور سنتوں کے درمیان وظائف پڑھنے میں کوئی حرج نہیں[2]۔

امام کے لیے مستحب ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد نوافل (سنتیں وغیرہ) پڑھنے کے لیے اپنی بائیں جانب ہو جائے[3]۔ اور اس کے بعد (سنتوں اور نوافل کے بعد دعا کے لیے) لوگوں کی طرف متوجہ ہو[4]۔

نماز کے بعد استغفار کریں، آیت الکرسی اور معوذات پڑھیں[5]۔

تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ، اتنی بار "الحمد للہ" اور اتنی ہی بار "اللہ اکبر" کہیں۔ اس کے بعد پڑھیں[6]۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔	اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر اپنے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا مانگیں اور پھر آخر میں ان کو اپنے چہروں پر ملیں۔

marfat.com

بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّلٰوةَ

وَهُوَ ثَمَانِيَةٌ وَسِتُّوْنَ شَيْئًا اَلْكَلِمَةُ وَلَوْ سَهْوًا اَوْ خَطَأً وَالدُّعَآءُ بِمَا يُشْبِهُ كَلَامَنَا وَالسَّلَامُ بِنِيَّةِ التَّحِيَّةِ وَلَوْ سَاهِيًا وَرَدُّ السَّلَامِ بِلِسَانِهٖ اَوْ بِالْمُصَافَحَةِ وَالْعَمَلُ الْكَثِيْرُ وَتَحْوِيْلُ الصَّدْرِ عَنِ الْقِبْلَةِ وَاَكْلُ شَيْءٍ مِّنْ خَارِجٍ فَمِهٖ وَلَوْ قَلَّ وَاَكْلُ مَا بَيْنَ اَسْنَانِهٖ وَهُوَ قَدْرُ الْحِمَّصَةِ وَشُرْبُهٗ وَالتَّنَحْنُحُ بِلَا عُذْرٍ وَالتَّافِيْفُ وَالْاَنِيْنُ وَالتَّاَوُّهُ وَارْتِفَاعُ بُكَائِهٖ مِنْ وَجَعٍ اَوْ مُصِيْبَةٍ لَا مِنْ ذِكْرِ جَنَّةٍ اَوْ نَارٍ

جو چیزیں نماز کو توڑ دیتی ہیں:

یہ ۶۸ چیزیں ہیں۔

۱۔ گفتگو کرنا اگرچہ بھول کر یا غلطی سے ہو[1]۔

۲۔ ایسے کلمات کے ساتھ دعا مانگنا جو ہمارے (دنیوی) کلام سے مشابہ ہو[2]۔

۳۔ سلام کرنے کی نیت سے لفظ سلام کہنا اگرچہ بھول کر ہو[3]۔

۴۔ زبان یا (ہاتھ سے) مصافحہ کرتے ہوئے سلام کا جواب دینا[4]۔

۵۔ عمل کثیر[5]۔

(۶) قبلہ سے سینہ پھیرنا۔

۷۔ کوئی چیز منہ کے اندر باہر سے لے کر کھانا۔ اگرچہ کم ہو۔

۸۔ دانتوں کے درمیان جو کچھ (رکا ہوا) ہے اسے کھانا جب وہ (کم ازکم) چنے کے برابر ہو[6]۔

۹۔ (کوئی مشروب) پینا۔

(۱۰) کسی عذر کے بغیر کھانسنا۔

۱۱۔ اُف اُف کرنا۔

(۱۲) آہ کرنا (۱۳) کراہنا

۱۴۔ درد یا مصیبت کی وجہ سے بلند آواز سے رونا جنت اور دوزخ کے ذکر سے نہیں[9]۔

marfat.com

(حاشیہ صفحہ سابقہ سے سابقہ) ۱ے حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا مانگتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ آخر تک۔ لہٰذا یہاں فوراً کھڑا ہونے سے مراد یہ ہے کہ فرض پڑھنے کے بعد یہ دعا مانگے اور مزید تاخیر کیے بغیر سنتیں شروع کر دے۔

۲ے بہتر یہی ہے کہ اوراد و وظائف نماز مکمل کرنے کے بعد پڑھے۔

۳ے یعنی امام اپنی بائیں جانب جو قبلہ کی دائیں جانب ہو گی ہٹ کر سنتیں پڑھے۔

۴ے امام نمازیوں کی طرف بھی متوجہ ہو سکتا ہے۔ دائیں طرف اور بائیں طرف بھی پھر سکتا ہے۔ بہتر یہ کہ دائیں طرف پھرے یعنی قبلہ اس کی بائیں جانب ہو۔

۵ے معوذات سے مراد سورۂ الفلق، سورہ الناس اور سورہ اخلاص ہے۔ پہلی دو میں پناہ کا ذکر ہے تیسری میں اگرچہ پناہ کا ذکر نہیں لیکن دو کی کثرت کا اعتبار کر کے تینوں کو معوذات کہا گیا ہے۔

۶ے حدیث شریف میں ہے جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر تینتیس تینتیس بار پڑھے یہ ننانوے بار ہو گیا پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھے اس کی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (صحیح مسلم جلد اول ص ۲۱۹)

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

۱ے یہ یاد نہ رہے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے تو اُسے نسیان (بھولنا) کہتے ہیں۔ اور اگر نماز تو یاد ہے لیکن کچھ پڑھنے کی بجائے گفتگو کر دی تو یہ خطا (غلطی) ہے۔

۲ے مثلاً یہ کہ یا اللہ مجھے کھانا دے وغیرہ

۳ے کیونکہ اس میں خطاب ہوتا ہے لہٰذا دنیوی کلام کی طرح ہو گا۔

۴ے یہ بھی سلام کی طرح ہے۔ (ہدایہ جلد اول ص ۱۲۰)

۵ے اگر دیکھنے والا سمجھے کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا تو ایسا عمل، عمل کثیر ہو گا ورنہ قلیل شمار ہو گا۔

۶ے کیونکہ قبلہ رُخ رہنا فرض ہے البتہ بے وضو ہو جائے تو وضو کرنے کے لیے جاتے ہوئے قبلہ رُخ نہیں رہے گا۔

۷ے، ۸ے ان دونوں صورتوں میں وہ ایسے عمل کا مرتکب ہوا ہے جس سے بچنا ممکن تھا اور وہ نماز کے افعال میں سے بھی نہیں۔

۹ے اگر جنت اور دوزخ کے ذکر سے رویا تو یہ خشوع کی علامت ہے لہٰذا اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

وَتَشْمِيتُ عَاطِسٍ بِيَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَجَوَابُ مُسْتَفْهِمٍ عَنْ نِدٍّ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَخَبَرِ سُوْءٍ بِالْاِسْتِرْجَاعِ وَسَارٍّ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَعَجَبٍ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اَوْسُبْحَانَ اللّٰهِ وَكُلُّ شَيْءٍ قُصِدَ بِهِ الْجَوَابُ كَيَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ وَرُؤْيَةُ
مُتَيَمِّمٍ مَاءً وَتَمَامُ مُدَّةِ مَاسِحِ الْخُفِّ وَنَزْعُهُ وَتَعَلُّمُ الْاُمِّيِّ اٰيَةً وَوِجْدَانُ
الْعَارِيْ سَاتِرًا وَقُدْرَةُ الْمُوْمِيْ عَلَى الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَتَذَكُّرُ فَائِتَةٍ
لِذِيْ تَرْتِيْبٍ وَاسْتِخْلَافُ مَنْ لَا يَصْلَحُ اِمَامًا وَطُلُوْعُ الشَّمْسِ فِي الْفَجْرِ وَ
زَوَالُهَا فِي الْعِيْدَيْنِ وَدُخُوْلُ وَقْتِ الْعَصْرِ فِي الْجُمُعَةِ وَسُقُوْطُ الْجَبِيْرَةِ عَنْ بُرْءٍ

---

(۱۵) چھینکنے والے کو "یرحمك اللہ" (اللہ تجھ پر رحم فرمائے) کے ساتھ جواب دینا۔ (۱۶) شریک باری تعالیٰ کے بارے میں پوچھنے والے کو "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کے ساتھ جواب دینا۔ بری خبر سُن کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا، خوشخبری سُن کر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا، تعجب خیز خبر سُن کر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یا سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنا۔ (۱۷) ہر وہ کلام جس کے ساتھ جواب دینا مقصود ہو جیسے "یَا یَحْیٰی خُذِ الْکِتَابَ"۔ (۱۸) تیمم والے کا پانی کو دیکھ لینا[۲]۔ (۱۹) موزوں پر مسح کرنے والے کی مدت مسح کا ختم ہو جانا[۳]۔ (۲۰) موزہ اتار لینا۔ (۲۱) اَن پڑھ کا کوئی آیت سیکھ لینا[۵]۔ (۲۲) ننگے کو کپڑا مل جانا جو ستر کو ڈھانپ لے[۶]۔ (۲۳) اشارے سے نماز پڑھنے والے کا رکوع اور سجدے پر قادر ہو جانا۔ (۲۴) صاحب ترتیب کو فوت شدہ نماز یاد آنا۔ (۲۵) ایسے آدمی کو خلیفہ بنانا جو امامت کی صلاحیت نہیں رکھتا[۸]۔ (۲۶) فجر کی نماز میں سورج کا طلوع ہو جانا۔ (۲۷) عیدین کی نماز میں زوال کا وقت داخل ہو جانا۔ (۲۸) جمعہ کی نماز میں وقت عصر کا داخل ہو جانا۔ (۲۹) زخم ٹھیک ہونے پر پٹی کا گر جانا۔

---

[۱] ان تمام صورتوں میں جواب دینا مقصود ہوتا ہے لہٰذا یہ نماز کے منافی ہیں اس لیے نماز ٹوٹ جائے گی۔

[۲] چونکہ تیمم کی اجازت پانی پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے اب جب پانی نظر آگیا تو عذر باطل ہو گیا بشرطیکہ اتنا پانی ہو جس سے وضو کیا جا سکتا ہے۔

[۳] کیونکہ مدت ختم ہوتے ہی پاؤں میں حدث لوٹ آئے گا۔

[۴] یہاں بھی پہلے والی صورت ہے۔

(بقیہ صفحہ آئندہ)

وَزَوالُ عذرِ المعذورِ وَالحدثُ عمدًا او بِصنعِ غيرِهٖ وَالإغماءُ وَالجنونُ
وَالجنابةُ بنظرٍ او احتلامٍ ومحاذاةُ المشتهاةِ فِي صلوٰةٍ مطلقةٍ مشتركةٍ
تحريمةً فِي مكانٍ متحدٍ بلا حائلٍ ونوى إمامتها وظهورُ عورةِ من سبقهُ
الحدثُ ولو اضطرّ اليهِ ككشفِ المرأةِ ذراعها للوضوءِ وقراءتهُ ذاهبًا
او عائدًا للوضوءِ ومكثهُ قدرَ اداءِ ركنٍ بعدَ سبقِ الحدثِ مستيقظًا

---

(۳۰) معذور کے عذر کا زائل ہو جانا (۳۱) جان بوجھ کر یا دوسرے کے عمل سے بے وضو ہو جانا۔[1] (۳۲) بیہوش ہو جانا (۳۳) پاگل ہو جانا (۳۴) دیکھنے سے جنبی ہو جانا یا احتلام سے (۳۵) مطلق نماز میں جس کی تحریمہ مشترک ہو ایک جگہ میں کسی رکاوٹ کے بغیر قابل شہوت عورت کے ساتھ کھڑا ہونا جب کہ امام اس عورت کی امامت کی نیت کرے۔[2] (۳۶) جو آدمی بے وضو ہو گیا اس کے کسی ستر کا ننگا ہونا اگرچہ مجبوری سے ہو مثلاً عورت کا وضو کے لیے اپنے بازوؤں کو ننگا کرنا۔[3] (۳۷) وضو کے لیے جاتے یا آتے ہوئے قرأت کرنا۔ (۳۸) بے وضو ہونے کے بعد بیداری کی حالت میں ایک رکن کی ادائیگی کے برابر ٹھہرے رہنا۔[4]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۵، ۶، ۷ ان تینوں صورتوں میں نماز کے برقرار رہنے کا مطلب یہ ہے کہ ضعیف پر قوی کی بنا ہو رہی اور یہ جائز نہیں۔ لہٰذا نماز ٹوٹ جائے گی۔

۸ صاحب ترتیب وہ ہے جس کے ذمہ کوئی قضا نہ ہو۔ چاہے شروع سے کوئی نماز قضا ہی نہ ہوئی یا کچھ نمازیں قضا اس کے ذمہ نہیں۔ وہ پڑھ لیں تو یہ بھی صاحب ترتیب ہو گیا۔ اب اگر اس کی ایک نماز قضا ہو گئی اور اسے ادا کیے بغیر دوسری وقتی نماز پڑھ لی۔ اور نماز کے دوران یاد آ گیا کہ میرے ذمہ فلاں وقت کی نماز ہے تو یہ وقتی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(صفحہ ہذا) ۱ مثلاً جان بوجھ کر ہوا خارج کی یا کسی نے پتھر مارا اور خون بہہ نکلا۔

۲ مطلق نماز سے عام رکوع و سجود والی نماز مراد ہے۔ نماز جنازہ اس سے خارج ہے۔ تحریمہ کے مشترک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں۔ چونکہ امام جب تک عورت کی نیت نہیں کرے گا وہ نماز میں مرد کے محاذی شمار نہ ہو گی۔ اس لیے نیت بھی شرط ہے۔ نیز وہ عورت مراد ہے جو قابل جماع ہو چاہے بیٹی ہو یا کوئی دوسری عورت۔ اگر مرد اسے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کرے اور وہ نہ ہٹے تو عورت کی نماز (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَمُجَاوَزَتُهُ مَاءً قَرِيبًا لِغَيْرِهٖ وَخُرُوجُهُ مِنَ الْمَسْجِدِ بِظَنِّ الْحَدَثِ وَمُجَاوَزَتُهُ الصُّفُوفَ فِي غَيْرِهٖ بِظَنِّهٖ وَانْصِرَافُهُ ظَانًّا اَنَّهُ غَيْرُ مُتَوَضِّئٍ وَاَنَّ مُدَّةَ مَسْحِهٖ انْقَضَتْ اَوْ اَنَّ عَلَيْهِ فَائِتَةً اَوْ نَجَاسَةً وَاِنْ لَّمْ يَخْرُجْ مِنَ الْمَسْجِدِ وَفَتْحُهُ عَلٰى غَيْرِ اِمَامِهٖ وَالتَّكْبِيْرُ بِنِيَّةِ الْاِنْتِقَالِ لِصَلٰوةٍ اُخْرٰى غَيْرِ صَلٰوتِهٖ اِذَا حَصَلَتْ هٰذِهِ الْمَذْكُوْرَاتُ قَبْلَ الْجُلُوْسِ الْاَخِيْرِ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ۔

(۳۹) قریب پڑے ہوئے پانی سے دوسرے کی طرف گزر جانا۔[۱] (۴۰) بے وضو ہونے کے خیال میں مسجد سے نکل جانا۔[۲] (۴۱) غیر مسجد میں بے وضو ہونے کے گمان میں صفوں سے نکل جانا۔ (۴۲) یہ خیال کرتے ہوئے نماز سے پھر جانا کہ وہ بے وضو ہے یا مسح کی مدت ختم ہوگئی ہے یا اس کے ذمہ کوئی فوت شدہ نماز ہے یا اس پر نجاست لگی ہوئی ہے، اگرچہ مسجد سے نہ نکلے۔[۳] غیر امام کو لقمہ دینا۔[۴] اس نماز سے کسی دوسری نماز کی طرف منتقل ہونے کے لیے تکبیر کہنا۔[۵] (اس وقت نماز فاسد ہوگی) جب یہ تمام باتیں تشہد کی مقدار آخری قعدہ بیٹھنے سے پہلے پائی جائیں۔[۶]

(بقیہ صفحہ سابقہ) فاسد ہو جائے گی۔ (طحطاوی علی المراقی)

۳؎ نماز میں بے وضو ہونے والا وضو کر کے پہلی نماز پر بنا کرسکتا ہے لیکن اگر کوئی ستر ننگا ہوگیا تو اب بنا نہیں کرسکتا لہٰذا عورتیں اگر بازو ننگے کیے بغیر دھو سکیں تو بنا کرسکتی ہیں ورنہ وضو کر کے نئے سرے سے پڑھیں اور یہی بہتر ہے

۴؎ چونکہ بے وضو ہونے کے بعد فوراً وضو کے لیے جانا چاہیے تھا تب بنا صحیح ہوتی لہٰذا اس صورت میں نئے سرے سے نماز پڑھنا ہوگی۔ پہلی نماز فاسد ہوگئی۔

(صفحہ ہذا) ۱؎ یعنی بے وضو ہوگیا اور پانی قریب تھا لیکن وہ کسی عذر کے بغیر آگے چلا گیا تو یہ چلنا بلا عذر ہے لہٰذا نماز فاسد ہوگئی۔ اس پر بنا نہیں ہوسکتی۔ دو صفوں کا اندازہ یا کم آگے بڑھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

۲؎ کیونکہ کسی عذر کے بغیر نماز کے منافی عمل پایا گیا البتہ اگر مسجد سے نہ نکلتا اور وضو کر کے واپس آجاتا تو بنا صحیح تھی۔

۳؎ کیونکہ یہ پھرنا نماز کی اصلاح کے لیے نہیں بلکہ نماز کو توڑنے کی نیت سے ہے لہٰذا نماز فاسد ہوگئی اس پر بنا نہیں ہوسکتی۔

۴؎ کیونکہ یہ حالتِ نماز میں دوسرے کو تعلیم دینا ہے البتہ اپنے امام کو لقمہ دے سکتا ہے چاہے (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَيُفْسِدُهَا اَيْضًا مَدُّ الْهَمْزَةِ فِي التَّكْبِيْرِ وَقِرَاءَةُ مَا لَا يَحْفَظُهُ مِنْ مُصْحَفٍ وَاَدَاءُ رُكْنٍ اَوْ اِمْكَانُهُ مَعَ كَشْفِ الْعَوْرَةِ اَوْ مَعَ نَجَاسَةٍ مَانِعَةٍ وَمُسَابَقَةُ الْمُقْتَدِيْ بِرُكْنٍ لَمْ يُشَارِكْهُ فِيْهِ اِمَامُهُ وَمُتَابَعَةُ الْاِمَامِ فِيْ سُجُوْدِ السَّهْوِ لِلْمَسْبُوْقِ وَعَدَمُ اِعَادَةِ الْجُلُوْسِ الْاَخِيْرِ بَعْدَ اَدَاءِ سَجْدَةٍ صُلْبِيَّةٍ تَذَكَّرَهَا بَعْدَ الْجُلُوْسِ وَعَدَمُ اِعَادَةِ رُكْنٍ اَدَّاهُ قَائِمًا وَقَهْقَهَةُ اِمَامِ الْمَسْبُوْقِ وَحَدَثُهُ الْعَمَدَ بَعْدَ الْجُلُوْسِ الْاَخِيْرِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَأْسِ رَكْعَتَيْنِ فِيْ غَيْرِ الثُّنَائِيَّةِ ظَانًّا اَنَّهُ مُسَافِرٌ اَوْ اَنَّهَا الْجُمُعَةُ اَوْ اَنَّهَا التَّرَاوِيْحُ وَهِيَ الْعِشَاءُ اَوْ كَانَ قَرِيْبَ عَهْدٍ بِالْاِسْلَامِ فَظَنَّ الْفَرْضَ رَكْعَتَيْنِ

تکبیر میں ہمزے کو کھینچنا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے[1]۔

جو کچھ یاد نہیں اسے قرآن پاک سے دیکھ کر پڑھنا[2]

ستر کے ننگا ہونے یا رکاوٹ بننے والی نجاست کے ساتھ ایک رکن ادا کرنا یا اتنی دیر ٹھہرنا[3]

مقتدی کا امام سے پہلے کوئی رکن ادا کرنا جس میں امام شریک نہیں ہوا[4]۔

مسبوق کا سجدہ سہو میں امام کی پیروی کرنا[5] قعدہ کرنے کے بعد اصلی سجدہ یاد آ جائے تو اسے ادا کرنے کے بعد آخری قعدہ نہ لوٹانا[6]

سونے کی حالت میں ادا کیے گئے رکن کو نہ لوٹانا[7] مسبوق کے امام کا آخری قعدہ کے بعد زور زور سے ہنسنا اور جان بوجھ کر بے وضو ہو جانا[8] دو سے زائد رکعتوں والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر لینا، یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ مسافر ہے، یا یہ نماز جمعہ ہے۔ یا تراویح ہیں۔ حالانکہ وہ عشاء کی نماز تھی یا وہ قریب کے زمانہ میں مسلمان ہوا اور اس کے خیال میں فرض دو ہی رکعتیں ہیں[9]

(بقیہ سابقہ سے سابقہ) فرض نماز ہو یا نفل، کیونکہ یہ اپنی نماز کی اصلاح ہے۔

ؐ۵ کیونکہ دوسری نماز تکبیر کے ساتھ حاصل ہو گئی۔ اور پہلی ٹوٹ گئی جس طرح اکیلا پڑھنے والا تکبیر کہہ کر جماعت میں شامل ہو جائے تو پہلی نماز فاسد ہو جائے گی۔

ؐ۶ کیونکہ نماز کے فرائض ادا کر چکا ہے۔ تشہد کے بعد نماز کا کوئی فرض باقی نہیں رہتا اور نمازی کا اپنے کسی عمل کے ساتھ نماز سے باہر آنا واجب ہے لہذا مختار مذہب کے مطابق نماز صحیح ہو جائے گی۔

(مراقی الفلاح)

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

ؐ۱ اللہ اکبر کے ہمزے میں مد کرنے سے ایک اور ہمزہ پیدا ہو جاتا ہے جو استفہام کا معنیٰ دیتا ہے لہذا اس صورت میں معنی بدل جانے کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

ؐ۲ کیونکہ اس صورت میں اپنے غیر سے سیکھنا اور حاصل کرنا پایا گیا جو نماز کے منافی ہے۔

ؐ۳ ستر عورت اور طہارت کا حصول فرض ہے اور اس صورت میں اس کو چھوڑا گیا۔

ؐ۴ مثلاً امام سے پہلے رکوع میں چلا گیا اور ابھی امام رکوع میں نہیں پہنچا تھا کہ کھڑا ہو گیا اور اگر امام کے رکوع میں جانے سے پہلے کھڑا نہیں ہوا تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طرح دوبارہ رکوع میں چلا جائے اور امام کے ساتھ شریک ہو جائے تو بھی ٹھیک ہے۔

ؐ۵ جس آدمی کی کچھ نماز رہتی تھی وہ باقی نماز کے لیے کھڑا ہوا تو امام کو سجدہ سہو یاد آگیا۔ اور اس سے پہلے تشہد کا اندازہ قعدہ کر چکا تھا اب یہ نمازی واپس لوٹ کر سجدہ سہو میں شریک ہوا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ کیونکہ اس نے انفرادیت اختیار کرنے کے بعد امام کی اقتداء کی ہے۔

ؐ۶ کیونکہ آخری قعدہ تمام ارکان کے بعد ہوتا ہے لہذا سجدے سے پہلے والا قعدہ معتبر نہیں ہو گا۔

ؐ۷ کیونکہ بیداری کی حالت میں نماز ادا کرنا ضروری ہے۔

ؐ۸ چونکہ امام اور مقتدیوں نے ارکان نماز ادا کر دیے ہیں لہذا ان کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔ گویا یہ قہقہہ ان کی نماز میں نہیں پایا گیا لیکن مسبوق کی کچھ نماز باقی ہونے کی وجہ سے قہقہہ اس کی نماز کے دوران پایا گیا ہے۔

ؐ۹ چونکہ وقت سے پہلے جان بوجھ کر سلام پھیر گیا لہذا نماز فاسد ہو گئی۔

باب زلّة القارئ

قال المحشی لما رایت مسائل زلة القاری من اهم ما یجب العلم بها والناس عنها غافلون ووجدت ما فی الطحطاوی علی المراقی اوفی ما فی هذا البحث الحقته بهذا الکتاب مراعاة لمن سلک طریق الهدٰی واجتنب سبل الهوٰی لیکون واقیالی من النیران ووسیلة الی الجنان ورجحانا فی میزانی عند خفة المیزان وعلیه التکلان (قال)

تکمیل: زلة القاری من اهم المسائل وهی مبنیة علی قواعد ناشئة من الاختلافات لاکما تُوُهم انه لیس له قاعدة تبنی علیها فالاصل فیها عند الامام ومحمد رحمهما اللہ تعالٰی تغیُّر المعنی تغیرًا فاحشا وعدمه للفساد وعدمه مطلقا سواء کان اللفظ موجودًا فی القراٰن اولم یکن وعند ابی یوسف رحمه اللہ ان کان اللفظ نظیره موجودًا فی القراٰن لاتفسد مطلقا تغیر المعنی تغیرا فاحشا اولا

قاری کی لغزش:

قاری کا غلطی کرنا نہایت اہم مسئلہ ہے اور یہ چند قواعد پر مبنی ہے جو اختلافات سے پیدا ہوتے ہیں ایسا نہیں جیسے وہم کیا گیا کہ اس سلسلے میں کوئی قاعدہ نہیں جس پر یہ مسئلہ مبنی ہو۔

پس اس میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اصل بات نماز کے فاسد ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں معنی میں نمایاں تبدیلی کا واقع ہونا یا نہ ہونا ہے چاہے وہ لفظ قرآن میں موجود ہو یا نہ۔[1] اور امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اگر وہ لفظ جو پڑھا گیا، قرآن میں ہے تو نماز مطلقاً نہیں ٹوٹے گی معنیٰ میں تبدیلی واقع ہو یا نہ۔

---

[1] اگر لفظ کے بدلنے سے معنیٰ بدل جائے تو نماز ٹوٹ جائے گی ورنہ نہیں۔ قطع نظر اس سے کہ جو لفظ پڑھا گیا وہ قرآن میں کسی جگہ ہے یا نہیں۔

marfat.com

وان لم يكن موجودا في القرآن تفسد مطلقا ولا يعتبر الاعراب اصلا ومحل الاختلاف في الخطأ والنسيان اما في العمد فتفسد به مطلقا بالاتفاق اذا كان مما يفسد الصلوٰة اما اذا كان ثناء فلا يفسد ولو تعمد ذٰلك افاده ابن اميرحاج وفي هٰذا الفصل مسائل

الاولى الخطأ في الاعراب ويدخل فيه تخفيف المشدد وعكسه وقصر الممدود وعكسه وفك المدغم وعكسه فان لم يتغير به المعنىٰ لا تفسد به صلوٰته بالاجماع كما في المضمرات واذا تغير المعنى نحو ان يقرا واذا ابتلى ابراهيم ربه برفع ابراهيم ونصب ربه فالصحيح عنهما الفساد وعلى قياس قول ابي يوسف لا تفسد لانه لا يعتبر الاعراب وبه يفتىٰ واجمع المتأخرون كمحمد بن مقاتل محمد بن سلام

اور اگر قرآن میں موجود نہیں تو نماز ٹوٹ جائے گی[1] امام ابو یوسف رحمہ اللہ اعراب کا بالکل اعتبار نہیں کرتے۔
نوٹ:- محل اختلاف، خطاء اور نسیان کی صورت میں ہے۔ قصداً غلط پڑھنے سے تمام کے نزدیک نماز ٹوٹ جائے گی۔ جب کہ وہ الفاظ جو پڑھے گئے، ایسے ہوں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔ اگرچہ ارادتاً ایسا کرے۔ علامہ ابن امیر حاج رحمہ اللہ نے یہ بات بتائی۔ اس فصل میں کچھ مسائل ہیں۔
پہلا مسئلہ:- اعراب میں غلطی اور اس میں مشدد کو مخفف پڑھنا اور اس کا عکس، ممدود کو مقصور پڑھنا اور اس کے خلاف کرنا، مدغم کو ادغام کے بغیر پڑھنا اور اس کے برعکس کرنا، داخل ہے۔
اگر اس کے ساتھ معنیٰ میں تبدیلی واقع نہ ہو تو بالاجماع نماز فاسد نہ ہوگی جس طرح مضمرات میں ہے اور اگر معنیٰ بدل جائے جس طرح "وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ" میں ابراہیم کو رفع کے ساتھ اور "ربہ" کو نصب کے ساتھ پڑھنا[2] تو اس صورت میں طرفین کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قیاس پر نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ وہ اعراب کا اعتبار نہیں کرتے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ متاخرین مثلاً حضرت محمد بن مقاتل، محمد بن سلام

---

[1] اگر وہ لفظ قرآن میں کسی مقام پر پایا جاتا ہے تو نماز نہیں ٹوٹے گی ورنہ ٹوٹ جائیگی معنیٰ بدلنے یا نہ بدلنے کا اعتبار نہیں ہوگا۔
[2] آیت کا معنیٰ ہے "اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے آزمایا"۔ اگر ابراہیم پر رفع اور ربہ پر نصب پڑھیں تو معنیٰ الٹ ہو جائے گا۔

marfat.com

واسمٰعیل الزاھد وابی بکر سعیدؒ البلخی والھندوانی وابن الفضل والحلوانی علی ان الخطأ فی الاعراب لا یفسد مطلقا و ان کان مما اعتقادہ کفر لان اکثر الناس لا یمیزون بین وجوہ الاعراب وفی اختیار الصواب فی الاعراب ایقاع الناس فی الحرج وھو مرفوعٌ شرعًا وعلی ھٰذا مشی فی الخلاصۃ فقال وفی النوازل لاتفسد فی الکل وبہ یفتی

وینبغی ان یکون ھٰذا فی ما اذا کان خطأ او غلطا وھولا یعلم لو تعمد ذٰلک مع مَالا یغیر المعنی کثیرًا کنصب الرحمن فی قولہ تعالیٰ الرحمٰن علی العرش استوٰی امالو تعمد مع ما یغیر المعنی کثیرا اویکون اعتقادہ کفرًا فالفساد حینئذ اقل الاحوال والمفتی بہ قول ابی یوسف واما تخفیف المشدد کما لو قرء ایاک نعبد اورب العٰلمین بالتخفیف فقال المتأخرون لاتفسد مطلقا من غیر

اسماعیل زاہد، ابوبکر سعید بلخی، ہندوانی، ابن الفضل اور حلوانی رحمہم اللہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اعراب میں غلطی سے نماز مطلقاً نہیں ٹوٹتی۔ اگرچہ وہ ان باتوں میں سے ہو جن کا اعتقاد کفر ہے کیونکہ اکثر لوگ اعراب کے طریقوں میں تمیز نہیں کر سکتے اور اعراب کی صحت کا قول اختیار کرنے میں لوگوں کو حرج میں ڈالنا ہے حالانکہ وہ شرعًا اٹھا لیا گیا ہے۔ خلاصہ میں یہی طریقہ اختیار کرتے ہوئے (صاحب کتاب نے) فرمایا نوازل میں ہے کہ تمام صورتوں میں نماز نہیں ٹوٹتی اور اسی پر فتویٰ ہے۔

لیکن مناسب ہے کہ یہ بات اس صورت میں ہو جب خطا یا غلطی سے ایسا ہو اور اسے اس کا علم نہ ہو یا اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا لیکن معنیٰ میں کوئی زیادہ تبدیلی واقع نہیں ہوتی جس طرح اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی" میں "الرحمٰن" کو منصوب پڑھنا۔

لیکن جان بوجھ کر ایسا کرنے میں معنیٰ میں زیادہ خرابی لازم آئے یا اس کا اعتقاد کفر ہو تو نماز کا ٹوٹنا ایک معمولی بات ہے۔

فتویٰ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر ہے۔

مشدد کو مخفف پڑھنا جیسے "اِیَّاکَ نَعْبُدُ"، "یا رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" تخفیف کے ساتھ پڑھے تو متاخرین نے فرمایا

marfat.com

استثناء على المختار لان ترك المد والتشديد بمنزلة الخطا فى الاعراب كما فى قاضى خان وهو الاصح كما فى المضمرات وكذا نص فى الذخيرة على انه الاصح كما فى ابن امير حاج وحكم تشديد المخفف كحكم عكسه فى الخلاف والتفصيل وكذا اظهار المدغم او عكسه فالكل نوع واحد كما فى الحلبى (المسئلة الثانية) فى الوقف والابتداء فى غير موضعهما فان لم يتغير به المعنى لا تفسد بالاجماع من المتقدمين والمتاخرين وان تغير به المعنى ففيه اختلاف والفتوى على عدم الفساد بكل حال وهو قول عامة علمائنا المتاخرين لان فى مراعاة الوقف والوصل ايقاع الناس فى الحرج لا سيما العوام والحرج مرفوع كما فى الذخيرة والسراجية والنصاب وفيه ايضا لو ترك الوقف فى جميع القرآن لا تفسد صلوته عندنا واما الحكم فى قطع بعض الكلمة كما لو اراد ان يقول الحمد لله فقال ال فوقف على اللام او على الحاء او على الميم او اراد ان يقرأ

مختار مذہب کے مطابق بلا استثنار نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ مد اور شد کو چھوڑنا اعرابی غلطی کی طرح ہے جس طرح فتاویٰ قاضی خان میں ہے یہی زیادہ صحیح ہے جس طرح مضمرات میں ہے ذخیرہ میں بھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے کہ یہی زیادہ صحیح ہے جس طرح امیر ابن حاج میں ہے اور تفصیل و اختلاف میں مخفف کو مشدد پڑھنے کا حکم وہی ہے جو اس کے برعکس کا ہے ۔ اسی طرح مدغم میں اظہار کرنا یا اس کے اُلٹ کرنا ہے پس تمام ایک ہی قسم ہیں جس طرح حلبی میں ہے ۔

دوسرا مسئلہ :۔ غیر مناسب مقام پر وقف اور ابتدار کرنا اگر اس کے ساتھ معنیٰ نہ بدلے تو متقدمین اور متاخرین کا اجماع ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی اگر معنیٰ بدل جائے تو اس میں اختلاف ہے لیکن فتویٰ ہر حال میں نماز کے نہ ٹوٹنے پر ہے ۔ ہمارے عام متاخرین علمار کا یہی قول ہے کیونکہ وقف اور وصل کی رعایت کرنے میں لوگوں بالخصوص عوام الناس کو حرج میں ڈالنا ہے اور حرج شرعًا مرفوع ہے جس طرح ذخیرہ ، سراجیہ اور نصاب میں ہے نیز نصاب میں یہ بھی ہے کہ اگر تمام قرآن میں وقف ترک کر دے تو ہمارے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی ۔

کلمات کا توڑنا : لیکن بعض کلمات کو توڑنا جس طرح الحمد للہ پڑھنا چاہتا ہو اور لام یا حاء یا میم پر وقف کر دے یا

والغديت فقال والعا فوقف على العين لانقطاع نفسه او نسيان الباقی ثم تمم او انتقل الى اٰية اخرى فالذی عليه عامة المشائخ عدم الفساد مطلقاً وان غير المعنى للضرورة وعموم البلوى كما فى الذخيرة وهو الاصح كما ذكره ابو الليث

(المسئلة الثالثة) وضع حرفٍ موضع حرف اخر فان كانت الكلمة لا تخرج عن لفظ القراٰن ولم يتغير به المعنى المراد لا تفسد كما لو قرأ ان الظّٰلمون بواو الرفع او قال والارض وما دحٰها مكان طحٰها وان خرجت به عن لفظ القراٰن ولم يتغير به المعنى لا تفسد عندهما خلافا لابی يوسف كما قرأ قيّامين بالقسط مكان قوّامين او دوّارًا مكان ديّارًا وان لم تخرج به عن

والعدیت پڑھنا چاہے اور سانس ٹوٹ جائے یا باقی بھول جانے کی وجہ سے عین پر وقف کردے پھر پورا کرکے دوسرے کلمہ کی طرف منتقل ہو جائے تو عام مشائخ کے نزدیک نماز مطلقاً نہیں ٹوٹتی اگرچہ معنیٰ بدل جائے۔ ایسا ضرورت اور عام ابتلار کی وجہ سے ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے جس طرح ابوالليث نے ذکر کیا ہے

تیسرا مسئلہ: ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف رکھنا۔

اگر کلمہ لفظ قرآن سے نہیں نکلا اور اس کے ساتھ مرادی معنیٰ نہیں بدلا تو نماز فاسد نہیں ہوگی جس طرح کسی نے "اِنَّ الظّٰلِمُوْنَ" واو رفع کے ساتھ پڑھا یا "وَالْاَرْضَ وَمَا طَحٰهَا" کی جگہ وَمَا دَحٰهَا" پڑھا۔

اور اگر اس کے ساتھ کلمہ لفظ قرآن سے نکل جائے لیکن معنیٰ میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو تو طرفین کے نزدیک نماز نہیں ٹوٹے گی۔ البتہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا اس میں اختلاف ہے، جس طرح "قَوَّامِيْنَ" کی جگہ "قَيَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ" پڑھا، یا دَيَّارًا کی جگہ دَوَّارًا" پڑھا۔

۱ے طَحٰهَا" اور دَحٰهَا دونوں کا معنیٰ "پھیلایا" ہے اور دونوں لفظ قرآن میں پائے جاتے ہیں۔

۲ے لفظ قَيَّامِيْنَ" قرآن میں نہیں تاہم معنیٰ دونوں کا ایک ہے

۳ے دَوَّارًا کا لفظ بھی قرآن میں نہیں لیکن "دیارًا" اور "دوارًا" دونوں کا معنیٰ ایک ہے۔

۴ے یعنی طرفین کے نزدیک نماز ٹوٹ جائے گی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک نہیں ٹوٹے گی۔

marfat.com

لفظ القرآن وتغير به المعنى فالخلاف بالعكس كما لو قرأ و انتم خامدون مكان سامدون وللمتاخرين قواعد اخر غير ما ذكرنا واقتصرنا على ما سبق لاطرادها في كل الفروع بخلاف قواعد المتاخرين

واعلم انه لا يقيس مسائل زلة القارئ بعضها على بعض الا من له دراية باللغة العربية والمعاني وغير ذلك مما يحتاج اليه التفسير كما في منية المصلي وفي النهر واحسن من لخص من كلامهم في زلة القارئ الكمال في زاد الفقير فقال ان كان الخطأ في الاعراب ولم يتغير به المعنى ككسر قوّاما مكان فتحها وفتح باء نعبد مكان ضمها لا تفسد وان غير كنصب همزة العلماء وضم هاء الجلالة من قوله تعالى انما يخشى الله من عباده العلمؤا تفسد على قول المتقدمين واختلف المتاخرون فقال ابن الفضل وابن مقاتل وابو جعفر والحلواني وابن سلام واسمٰعيل

اور اگر لفظ قرآن سے نہ نکلے اور معنیٰ بدل جائے تو اختلاف اس کے برعکس ہوگا۔ جس طرح "انتم سامدون" کی جگہ "انتم خامدون" پڑھا[1]

متاخرین کے نزدیک کچھ اور قواعد بھی ہیں لیکن ہم نے اسی پر اکتفاء کیا کیونکہ یہ تمام فروع میں جاری ہوتے ہیں بخلاف متاخرین کے قواعد کے۔

تم جان لو! قاری کی لغزش سے متعلق مسائل کو ایک دوسرے پر وہی قیاس کر سکتا ہے جو عربی لغت اور معانی وغیرہ جن کی تفسیر کے لیے ضرورت ہے کا علم رکھتا ہو جیسے منیۃ المصلی اور نہر میں[2] ہے۔

کمال نے زاد الفقیر میں ان کے کلام کی نہایت اچھی تلخیص کی ہے۔ انہوں نے فرمایا اگر غلطی اعراب میں ہو لیکن اس کے ساتھ معنیٰ نہیں بدلا جیسے قَوّامًا کی جگہ قِوّامًا کسرہ کے ساتھ پڑھنا "نعبد" میں بار کے ضمہ کی جگہ فتح پڑھنا، یہ نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

اور اگر معنیٰ بدل جائے جس طرح "اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا" میں "علما" کے ہمزہ پر فتح اور اسم جلالت کی "ہا" پر ضمہ پڑھنا تو متقدمین کے قول پر نماز فاسد ہو جائے گی۔ البتہ متاخرین میں اختلاف ہے۔ ابن فضل، مقاتل، ابو جعفر، حلوانی، ابن سلام اور اسماعیل

---

[1] سَمَدَ کا معنیٰ حیران ہونا، گانا وغیرہ آتے ہیں جبکہ "خَمَدَ" آگ کی لپٹ ختم ہونا اور بیہوشی طاری ہونا، مرنا وغیرہ ہے۔

[2] نہر سے کنز الدقائق کی شرح "نہر الفائق" مراد ہے۔

marfat.com

الزاهدی لا تفسد و قول هؤلآء اوسع و ان کان بوضع حرف مکان حرف ولم یتغیر المعنی نحوا یاب مکان اواب لا تفسد وعن ابی سعید تفسد وکثیرا ما یقع فی قراءۃ القرویین والاتراک والسود ان وبیاک نعبد بواو مکان الھمزۃ والصراط الذین بزیادۃ الالف واللام وصرحوا فی الصورتین بعدم الفساد وان غیر المعنی و تمامہ فیہ فلیراجع واللہ سبحانہ وتعالی اعلم واستغفر اللہ العظیم۔

زاہدی رحمہم اللہ فرماتے ہیں۔

نماز فاسد نہیں ہوتی ان لوگوں کے قول میں وسعت ہے۔

اور اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف رکھ دیا جائے لیکن معنیٰ نہ بدلے جیسے "اَوَّابٌ"[1] کی جگہ "اَیَّاب" پڑھا۔ تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

ابوسعید فرماتے ہیں فاسد ہو جائے گی۔

بعض ترکوں اور سوڈانیوں کی قرات میں اکثر ایسا واقع ہوتا ہے کہ وہ "اِیَّاکَ نَعْبُدُ" کی جگہ "وَیَّاکَ نَعْبُدُ" واو کے ساتھ اور "صراط الذین" کو الف لام بڑھا "الصّراطَ الذین" پڑھتے ہیں۔

فقہاء نے ان دونوں صورتوں میں نماز نہ ٹوٹنے کی وضاحت کی ہے۔ اگرچہ معنیٰ بدل جائے۔ مکمل بحث وہاں ہے۔ اسی کی طرف رجوع کیجیے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے میں اللہ تعالیٰ کی عظیم ذات سے بخشش چاہتا ہوں۔

---

[1] اَوَّابٌ اور اَیَّابٌ دونوں کا معنیٰ ایک ہے یعنی بہت توبہ کرنے والا۔

marfat.com

(فصلٌ) لَوْ نَظَرَ الْمُصَلِّی اِلٰی مَکْتُوبٍ وَفَهِمَهٗ ـــــــ اَوْ اَکَلَ مَا بَیْنَ اَسْنَانِهٖ وَکَانَ دُوْنَ الْحِمَّصَةِ بِلَا عَمَلٍ کَثِیْرٍ اَوْ مَرَّ مَارٌّ فِیْ مَوْضِعِ سُجُوْدِهٖ لَا تَفْسُدُ وَاِنْ اَثِمَ الْمَارُّ وَلَا تَفْسُدُ بِنَظَرِهٖ اِلٰی فَرْجِ الْمُطَلَّقَةِ بِشَهْوَةٍ فِی الْمُخْتَارِ وَاِنْ ثَبَتَ بِهِ الرَّجْعَةُ

(فصلٌ) یُکْرَهُ لِلْمُصَلِّی سَبْعَةٌ وَّسَبْعُوْنَ شَیْئًا تَرْکُ وَاجِبٍ اَوْ سُنَّةٍ عَمَدًا کَعَبَثِهٖ بِثَوْبِهٖ وَبَدَنِهٖ وَقَلْبُ الْحَصٰی اِلَّا لِلسُّجُوْدِ مَرَّةً وَفَرْقَعَةُ الْاَصَابِعِ وَتَشْبِیْکُهَا وَالتَّخَصُّرُ وَالْاِلْتِفَاتُ بِعُنُقِهٖ وَالْاِقْعَاءُ وَافْتِرَاشُ ذِرَاعَیْهِ وَتَشْمِیْرُ کُمَّیْهِ عَنْهُمَا وَصَلٰوتُهٗ فِی السَّرَاوِیْلِ مَعَ قُدْرَتِهٖ عَلٰی لُبْسِ الْقَمِیْصِ۔

نماز فاسد نہیں ہوتی:

اگر نمازی نے لکھی ہوئی چیز کی طرف دیکھا اور اسے سمجھ بھی لیا یا عمل کثیر کے بغیر اس چیز کو کھایا جو دانتوں کے درمیان تھی اور چنے (کے دانے) سے کم تھی[1]۔ یا کوئی گزرنے والا سجدے کی جگہ سے گزرا۔ اگرچہ گزرنے والا گنہگار ہوگا[2]۔ نیز مطلقہ عورت کی شرمگاہ کی طرف شہوت کے ساتھ دیکھنے سے بھی مختار مذہب کے مطابق نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ اس کے ساتھ رجوع ثابت ہو جائے[3]۔

مکروہات نماز:

نمازی کے لیے ستتر (۷۷) چیزیں مکروہ ہیں۔

جان بوجھ کر کسی واجب یا سنت کو چھوڑ دینا جیسے کپڑے اور بدن کے ساتھ کھیلنا۔ کنکریوں کو الٹ پلٹ کرنا البتہ سجدے کے لیے ایک بار کر سکتا ہے۔ انگلیوں کو چٹخانا اور انہیں ایک دوسرے میں داخل کرنا، کولہوں پر ہاتھ رکھنا، گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھنا، سرین پر بیٹھ کر گھٹنوں کو کھڑا کرنا (اقعاء)، بازوؤں کو بچھا دینا۔ آستینیں چڑھا لینا۔ قمیص پہننے پر قادر ہونے کے باوجود صرف شلوار میں نماز پڑھنا۔

---

[1] کیونکہ یہ عمل قلیل ہے

(بقیہ صفحہ آئندہ)

وَرَدُّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ وَالتَّرَبُّعُ بِلَا عُذْرٍ وَعقصِ شَعرِهٖ وَالْاِعْتِجَارُ وَهُوَ شَدُّ الرَّاسِ بِالْمِنْدِيْلِ وَتَرْكُ وَسْطِهَا مَكْشُوْفًا وَكَفُّ ثَوْبِهٖ وَسَدْلُهٗ وَالْاِنْدِرَاجُ فِيْهِ بِحَيْثُ لَا يُخْرِجُ يَدَيْهِ وَجَعْلُ الثَّوْبِ تحت ابطِهِ الْاَيْمن وَطرح جَانِبَيْهِ عَلٰى عَاتِقِهِ الايسر وَالقِرَاءَةُ فِيْ غَيْرِ حَالَةِ الْقِيَامِ وَاِطَالَةُ الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى فِي التَّطَوُّعِ وَتَطْوِيْلُ الثَّانِيَةِ عَلَى الْاُوْلٰى فِيْ جَمِيْعِ الصَّلٰوات تكرار السُّوْرَةِ فِيْ رَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ مِّنَ الْفَرْضِ وَقِرَاءَةُ سُوْرَةٍ فَوْقَ الَّتِي قرأها

اشارے کے ساتھ سلام کا جواب دینا، بلا عذر چوکڑی مار کر بیٹھنا، بالوں کو گوندھنا۔ اعتجار یعنی سر کو رومال سے باندھنا اور درمیان کا حصہ ننگا چھوڑ دینا۔ کپڑے کو لپیٹ لینا، کپڑا لٹکانا (سدل کرنا[1]) کپڑے میں اس طرح داخل ہونا کہ ہاتھوں کو باہر نہ نکالے[2]۔ کپڑے کو دائیں کاندھے کے نیچے سے لے جا کر اس کے دونوں کنارے بائیں کاندھے پر لٹکا دینا[3]۔ غیر قیام کی حالت میں قراءت کرنا، نفل نماز میں پہلی رکعت کو لمبا کرنا اور باقی تمام نمازوں میں دوسری رکعت کو پہلی سے لمبا کرنا۔ فرض نماز کی ایک رکعت میں کسی سورت کو دوبار (یا زیادہ) پڑھنا، پڑھی گئی سورت سے پچھلی سورت پڑھنا[4]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۲ے کیونکہ اس میں نمازی کا کوئی قصور نہیں۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کی سخت ممانعت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو معلوم ہوتا کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ چالیس (سال یا مہینے یا دن) تک کھڑا رہتا۔

۳ے اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دیں تو اسے طلاق رجعی کہتے ہیں۔ عدت کے اندر اندر جدید نکاح کے بغیر اس سے رجوع کر کے دوبارہ رکھ سکتا ہے لہٰذا نماز پڑھتے ہوئے کسی شخص نے اپنی مطلقہ بیوی کی شرمگاہ کو شہوت کے ساتھ دیکھا تو عمل قلیل کی وجہ سے نماز نہیں ٹوٹے گی لیکن رجوع ثابت ہو جائے گا یعنی وہ بیوی دوبارہ اس کے گھر بس سکتی ہے۔

۴ے مکروہ، محبوب کی ضد ہے یعنی ناپسندیدہ کام، اگر کسی کام کے بارے میں نہی وارد ہوئی ہے لیکن وہ قطعی نہیں بلکہ ظنی ہے تو مکروہ تحریمہ ہوگا جو حرام کے قریب ہے اور اگر نہی تو نہیں لیکن چھوڑنا مفید ہے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ جو حلال یعنی جائز کے قریب ہے۔ اگر کوئی واجب چھوڑ دیا تو نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اور اگر سنت (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَفَصْلُهٗ بِسُوْرَةٍ بَيْنَ سُوْرَتَيْنِ قَرَأَهُمَا فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَشَمُّ طِيْبٍ وَتَرْوِيْحُهٗ بِثَوْبِهٖ أَوْ مِرْوَحَةٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ وَتَحْوِيْلُ أَصَابِعِ يَدَيْهِ أَوْ رِجْلَيْهِ عَنِ الْقِبْلَةِ فِي السُّجُوْدِ وَغَيْرِهٖ وَتَرْكُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فِي الرُّكُوْعِ وَالتَّثَاؤُبُ وَتَغْمِيْضُ عَيْنَيْهِ وَرَفْعُهُمَا لِلسَّمَآءِ وَالتَّمَطِّيْ وَالْعَمَلُ الْقَلِيْلُ وَأَخْذُ قَمْلَةٍ وَقَتْلُهَا وَتَغْطِيَةُ أَنْفِهٖ وَفَمِهٖ وَوَضْعُ شَيْءٍ فِيْ فَمِهٖ يَمْنَعُ الْقِرَاءَةَ الْمَسْنُوْنَةَ وَالسُّجُوْدُ عَلٰى كَوْرِ عِمَامَتِهٖ وَعَلٰى صُوْرَةٍ ۔

دو رکعتوں میں پڑھی جانے والی دو (چھوٹی) سورتوں کے درمیان ایک سورت کے ساتھ فصل کرنا[۱]۔ (قصداً) خوشبو سونگھنا، ایک یا دو بار کپڑے یا پنکھے سے ہوا لینا[۲]، سجدے وغیرہ میں ہاتھوں یا پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ سے پھیر دینا[۳]۔ رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر نہ رکھنا، جمائی لینا، آنکھوں کو بند رکھنا اور انہیں آسمان کی طرف اٹھانا۔ انگڑائی لینا، عمل قلیل[۴]، جوں پکڑنا اور اسے مارنا، ناک اور منہ کو ڈھانپنا[۵]، منہ میں کوئی چیز رکھنا جو مسنون قرارت میں رکاوٹ پیدا کرتی ہو، پگڑی کے کنارے اور تصویر پر سجدہ کرنا[۶]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ سے سابقہ) رہ گئی تو مستحب ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔ (مراقی الفلاح)

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱؎ مثلاً مفلر یا رومال گلے میں ڈال کر دونوں طرفیں لٹکا دینا اسی طرح سر پر تولیہ وغیرہ رکھ دینا اور اسے نہ باندھنا سدل ہے۔

۲؎ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس دو کپڑے ہوں تو ان میں نماز پڑھے اور اگر ایک ہی کپڑا ہو تو اسے تہبند کی جگہ استعمال کرے اور یہودیوں کی طرح کپڑے کو نہ لپیٹے۔ گویا ایک کپڑے کی صورت میں تہبند باندھ لے ستر ڈھانپ لیا جائے گا باقی جگہ ننگی رہ جائے تو بھی نماز ہو جائے گی۔

۳؎ کیونکہ کاندھوں کو ڈھانپنا مستحب ہے۔

۴؎ مثلاً پہلی رکعت میں سورہ "الکافرون" پڑھی اور دوسری میں "الکوثر" پڑھتا ہے۔

(صفحہ ہذا) ۱؎ مثلاً پہلی رکعت میں "الم ترکیف" پڑھی اور دوسری میں "ارایت الذی یکذب بالدین" پڑھی اور درمیان والی سورت کو چھوڑ دیا۔

۲؎ ہوا زیادہ لے گا تو عمل کثیر ہو جائے گا اور نماز ٹوٹ جائے گی۔

۳؎ حضور علیہ السلام نے فرمایا "جس قدر ممکن ہو اعضاء کو قبلہ رخ کرے۔

۴؎ عمل قلیل جو نماز کے منافی ہو۔ مثلاً بال اکھیڑنا ۵؎ اگر گرمی یا سردی کی وجہ سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۶؎ اس میں تصویر کی عبادت کا شبہ پایا جاتا ہے۔

marfat.com

وَالْاِقْتِصَارُ عَلَی الْجَبْهَۃِ بِلَا عُذْرٍ بِالْاَنْفِ وَالصَّلٰوۃُ فِی الطَّرِیْقِ وَالْحَمَّامِ وَفِی الْمَخْرَجِ وَفِی الْمَقْبَرَۃِ وَاَرْضِ الْغَیْرِ بِلَا رِضَاہُ وَقَرِیْبًا مِّنْ نَّجَاسَۃٍ وَمُدَافِعًا لِاَحَدِ الْاَخْبَثَیْنِ اَوِالرِّیْحِ وَمَعَ نَجَاسَۃٍ غَیْرِ مَانِعَۃٍ اِلَّا اِذَا خَافَ فَوْتَ الْوَقْتِ اَوِ الْجَمَاعَۃِ وَاِلَّا نُدِبَ قَطْعُھُمَا وَالصَّلٰوۃُ فِیْ ثِیَابِ الْبِذْلَۃِ وَمَکْشُوْفَ الرَّاْسِ لَا لِلتَّذَلُّلِ وَالتَّضَرُّعِ وَبِحَضْرَۃِ طَعَامٍ یَمِیْلُ اِلَیْہِ وَمَا یُشْغِلُ الْبَالَ وَیُخِلُّ بِالْخُشُوْعِ وَعَدُّ الْاٰیِ وَالتَّسْبِیْحِ بِالْیَدِ وَقِیَامُ الْاِمَامِ فِی الْمِحْرَابِ اَوْ عَلٰی مَکَانٍ اَوِالْاَرْضِ وَحْدَہٗ

ناک میں کوئی عذر نہ ہونے کے باوجود صرف پیشانی پر سجدہ کرنا، راستے، حمام، گزرگاہ، قبرستان[1] اور دوسرے کی زمین میں اس کی مرضی کے بغیر نماز پڑھنا[2] نجاست کے قریب نماز پڑھنا، پیشاب، پاخانے یا ہوا کی شدت کے وقت نماز پڑھنا، اتنی نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا جو مانع نہیں ہے[3] مگر جب نماز کے وقت یا جماعت کے نکلنے کا خوف ہو ورنہ ان کو دور کرنا مستحب ہے۔ کام کاج کے کپڑوں میں نماز پڑھنا[4]، ننگے سر نماز پڑھنا جب کہ عاجزی کے طور پر ننگا نہ کیا ہو۔ کھانے کی موجودگی میں جب اس کی طرف طبیعت کا میلان ہو یا ایسے کام (کے وقت نماز پڑھنا) جو دل کو مشغول رکھتا ہو اور خشوع میں خلل ڈالتا ہو، آیات اور تسبیح کو ہاتھ سے شمار کرنا[5] امام کا محراب میں یا ایسی جگہ اور زمین پر کھڑا ہونا جہاں وہ تنہا ہو[6]

---

[1] البتہ قبرستان میں مسجد بنی ہو تو اس میں پڑھ سکتا ہے۔ (طحطاوی علی المراقی)

[2] اگر زمین میں فصل نہ ہو اور وہ مسلمان کی زمین ہو نیز وہاں نماز پڑھنا ضروری ہو گیا ہو یعنی نماز کا وقت ہے تو کوئی حرج نہیں۔

[3] اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے کہ اگر نجاست غلیظہ ہے تو ایک درہم تک معاف ہے اور نجاست خفیفہ کی صورت میں کپڑے یا بدن کا چوتھا حصہ معاف ہے۔

[4] کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ پاک صاف کپڑوں کے ساتھ ہونی چاہیے۔

[5] اگر زبان سے گنے گا تو نماز بالکل ٹوٹ جائے گی۔

[6] مطلب یہ ہے کہ امام کے ساتھ مقتدی ہونے چاہئیں اگر امام ان سے علیحدہ یا محراب میں پوشیدہ ہوگا تو اس کا حال مخفی رہے گا۔

marfat.com

وَالْقِيَامُ خَلْفَ صَفٍّ فِيهِ فُرْجَةٌ وَلُبْسُ ثَوْبٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ وَاَنْ تَكُوْنَ فَوْقَ رَأْسِهِ اَوْ خَلْفِهِ اَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ اَوْ بِحِذَائِهِ صُوْرَةٌ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَغِيْرَةً اَوْ مَقْطُوْعَةَ الرَّاْسِ اَوْ لِغَيْرِ ذِيْ رُوْحٍ وَاَنْ يَكُوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ تَنُّوْرٌ اَوْ كَانُوْنٌ فِيْهِ جَمْرٌ اَوْ قَوْمٌ نِيَامٌ وَمَسْحُ الْجَبْهَةِ مِنْ تُرَابٍ لَا يَضُرُّهُ فِيْ خِلَالِ الصَّلٰوةِ وَتَعْيِيْنُ سُوْرَةٍ لَا يَقْرَاُ غَيْرَهَا اِلَّا لِيُسْرٍ عَلَيْهِ اَوْ تَبَرُّكًا بِقِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرْكُ اِتِّخَاذِ سُتْرَةٍ فِيْ مَحَلٍّ يَظُنُّ الْمُرُوْرَ فِيْهِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ

ایسی صف کے پیچھے کھڑا ہونا جس میں گنجائش ہو، تصویروں والے کپڑے پہننا، سر کے اوپر یا پیچھے یا سامنے اور پہلو میں تصویر ہو، البتہ چھوٹی ہو یا سر کٹا ہوا ہو یا غیر ذی روح کی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ نمازی کے سامنے تنور یا چولھا ہو جس میں چنگاریاں ہوں[1] یا سوئے ہوئے لوگ ہوں[2]۔ نماز کے دوران پیشانی سے مٹی پونچھنا جو نقصان نہیں دیتی۔ کسی سورت کو مقرر کر لینا کہ اس کے علاوہ نہیں پڑھے گا[3]۔ البتہ آسانی کے لیے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سے تبرک حاصل کرنے کی خاطر ایسا کر سکتا ہے۔ ایسی جگہ میں سترہ نہ رکھنا جہاں نمازی کے آگے سے (لوگوں کے) گزرنے کا گمان ہو۔

---

[1] کیونکہ یہ آتش پرستوں کے ساتھ مشابہت ہے۔
[2] اس صورت میں ممکن ہے سوئے ہوئے سے کوئی ایسی حرکت ہو جائے جس سے اس کی ہنسی نکل جائے یا اس کا چہرہ اس کی طرف ہو جائے۔
[3] کیونکہ اس طرح باقی قرآن سے منہ پھیرنا اور اسے چھوڑنا لازم آتا ہے۔

marfat.com

سوالات

۱۔ نماز پڑھنے کا طریقہ لکھیں اور بتائیں کہ مرد اور عورت کی نماز میں کیا فرق ہے۔
۲۔ تیسری رکعت میں ثناء پڑھنے کا کیا حکم ہے نیز پہلے قعدہ میں کب درود شریف اور دعا پڑھی جائے گی۔
۳۔ امامت کی شرعی حیثیت کیا ہے اور امام میں کن کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔
۴۔ مقتدی کی امام کے پیچھے نماز صحیح ہونے کے لیے کتنی شرائط ہیں کوئی آٹھ شرائط بیان کریں۔
۵۔ کون کون سے لوگ جماعت سے غیر حاضر رہ سکتے ہیں۔
۶۔ امامت کے استحقاق میں ترتیب کیا ہے۔
۷۔ کن لوگوں کی امامت مکروہ ہے نیز بتائیں کہ صفوں کی ترتیب کیا ہوگی۔
۸۔ مقتدی کہاں کہاں امام کی اتباع کرے اور کس عمل میں نہ کرے۔
۹۔ نماز کو توڑنے والی چیزیں ہیں آپ صرف بیس باتیں لکھیں۔
۱۰۔ نسیان اور غلطی میں کیا فرق ہے نیز بتائیں کہ نسیان کی صورت میں کلام کرنے سے نماز ٹوٹے گی یا نہیں۔
۱۱۔ نماز میں قرأت کی غلطی سے متعلق "زلۃ القاری" کا ماحصل لکھیں۔
۱۲۔ کن باتوں سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔
۱۳۔ مکروہاتِ نماز کتنے ہیں۔ تعداد لکھیں اور صرف پندرہ کی تفصیل بیان کریں۔
۱۴۔ مندرجہ ذیل صیغوں کی وضاحت کریں۔
اخرج، مستفتح، تیعوذ، لایثنی، یشتبہ، تلزق۔
۱۵۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں۔
حذاء، عضد، الفافاۃ، التمتمۃ، اللثغ، فلج، مقام، زمانۃ۔

marfat.com

(**فصل**) فِي اِتِّخَاذِ السُّتْرَةِ وَ دَفْعِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ إِذَا ظَنَّ مُرُوْرَهُ يَسْتَحِبُّ لَهُ اَنْ يَّغْرِزَ سُتْرَةً تَكُوْنُ طُوْلَ ذِرَاعٍ فَصَاعِدًا فِيْ غِلَظِ الْإِصْبَعِ وَ السُّنَّةُ اَنْ يَقْرُبَ مِنْهَا وَ يَجْعَلَهَا عَلٰى اَحَدِ حَاجِبَيْهِ وَلَا يَصْمُدُ اِلَيْهَا صَمْدًا وَ اِنْ لَّمْ يَجِدْ مَا يَنْصِبُهُ فَلْيَخُطَّ خَطًّا طُوْلًا وَقَالُوْا بِالْعَرْضِ مِثْلَ الْهِلَالِ وَالْمُسْتَحَبُّ تَرْكُ دَفْعِ الْمَارِّ وَ رُخِّصَ دَفْعُهُ بِالْإِشَارَةِ اَوْ بِالتَّسْبِيْحِ وَكُرِهَ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا وَيَدْفَعُهُ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ وَ تَدْفَعُهُ بِالْإِشَارَةِ اَوِ التَّصْفِيْقِ بِظَهْرِ اَصَابِعِ الْيُمْنٰى عَلٰى صَفْحَةِ كَفِّ الْيُسْرٰى وَلَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا لِاَنَّهُ فِتْنَةٌ وَ لَا يُقَاتِلُ الْمَارَّ وَمَا وَرَدَ بِهِ مُؤَوَّلٌ بِاَنَّهُ كَانَ وَالْعَمَلُ مُبَاحٌ وَقَدْ نُسِخَ۔

سترہ:

سترہ[1] اختیار کرنا اور نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو دور کرنا۔ جب (نمازی کو) کسی کے گزرنے کا گمان ہو تو مستحب ہے کہ سترہ گاڑے جس کی لمبائی ایک گز یا اس سے زیادہ ہو اور ایک انگلی کے برابر موٹا ہو سنت یہ ہے کہ سترہ قریب ہو اور اسے کسی ایک ابرو کے برابر رکھے۔ بالکل اس کے مقابل نہ ہو۔ اگر نصب کرنے کے لیے کوئی چیز نہ ہو تو لمبائی میں ایک لکیر کھینچے[2] بعض فقہاء نے فرمایا چاند کی طرح چوڑائی میں کھینچے۔ مستحب تو گزرنے والے کو دور نہ کرنے کا ترک ہے[3]۔ اشارے اور تسبیح کے ساتھ ہٹانے کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن دونوں کو جمع کرنا مکروہ ہے۔ بلند آواز کے ساتھ قرارت کر کے بھی ہٹا سکتا ہے۔ عورت اشارے کے ساتھ یا دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی پیٹھ پر مارنے کے ذریعے ہٹائے۔ اپنی آواز بلند نہ کرے کیونکہ یہ فتنہ ہے[4]۔ نمازی گزرنے والے سے لڑائی بھی نہ کرے اور اس کے بارے میں جو روایت آئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی ایسا تھا جب نماز میں حرکت جائز تھی اور تحقیق وہ منسوخ ہو گئی۔

---

[1] نمازی کے آگے سے کسی کے گزرنے کا خطرہ ہو تو کوئی لکڑی وغیرہ کھڑی کر دی جائے۔ یہ سترہ کہلاتا ہے۔

[2] لمبائی کا مطلب یہ ہے کہ نمازی سے سیدھے قبلہ رُخ ہو۔

[3] یعنی اصل بات تو یہ ہے کہ کوئی چیز رکھنے سے اسے خود نماز میں کسی حرکت کے ساتھ گزرنے والے کو ہٹانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

(فَصْلٌ فِيْمَا لَا يُكْرَهُ لِلْمُصَلِّي) لَا يُكْرَهُ لَهُ شَدُّ الْوَسَطِ وَلَا تَقَلُّدٌ بِسَيْفٍ وَنَحْوِهِ إِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ بِحَرَكَتِهِ وَلَا عَدَمُ إِدْخَالِ يَدَيْهِ فِي فَرْجِيَّةٍ وَشَقِّهِ عَلَى الْمُخْتَارِ وَلَا التَّوَجُّهُ لِمُصْحَفٍ أَوْ سَيْفٍ مُعَلَّقٍ أَوْ ظَهْرِ قَاعِدٍ يَتَحَدَّثُ أَوْ شَمْعٍ أَوْ سِرَاجٍ عَلَى الصَّحِيحِ وَالسُّجُودُ عَلَى بِسَاطٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ لَمْ يَسْجُدْ عَلَيْهَا وَقَتْلُ حَيَّةٍ وَعَقْرَبٍ خَافَ أَذَاهُمَا وَلَوْ بِضَرَبَاتٍ وَانْحِرَافٍ عَنِ الْقِبْلَةِ فِي الْأَظْهَرِ وَلَا بَأْسَ بِنَفْضِ ثَوْبِهِ كَيْلَا يَلْتَصِقَ بِجَسَدِهِ فِي الرُّكُوعِ وَلَا بِمَسْحِ جَبْهَتِهِ مِنَ التُّرَابِ وَالْحَشِيشِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَلَا

غیر مکروہ امور:

نمازی کے لیے کمر باندھنا مکروہ نہیں اور نہ تلوار وغیرہ لٹکانا مکروہ ہے جب کہ اس کی حرکت سے دل ادھر متوجہ نہ ہو ہاتھوں کو فرجی اور شق میں[۱] داخل کرنا بھی مختار مذہب پر مکروہ نہیں۔ قرآن پاک، لٹکی ہوئی تلوار، بیٹھے ہوئے باتیں کرنے والے کی پیٹھ، موم بتی یا چراغ وغیرہ کی طرف دیکھنا صحیح قول میں مکروہ نہیں، ایسے بچھونے پر سجدہ کرنا جس میں تصویریں ہوں[۲] لیکن تصویروں پر سجدہ نہ کرے[۳]، سانپ اور بچھو کو مارنا جب ان کے نقصان پہنچانے کا ڈر ہو اگرچہ کئی ضربوں اور قبلہ سے پھر جانے کے ساتھ ہو، یہ اظہر قول کے مطابق ہے[۴]۔ کپڑے کو جھاڑنے میں تاکہ وہ رکوع میں جسم کے ساتھ نہ مل جائے، کوئی حرج نہیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد یا فراغت

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۴؎ اندازہ کیجیے نماز میں ضرورت کے وقت بھی آواز بلند کرنا منع ہے تو بازاروں اور گلی کوچوں میں، بسوں اور گاڑیوں میں ریڈیو اور ٹی وی پر عورت کا اپنی آواز کو بلند کرنا کس قدر حرام ہے۔

۵؎ یعنی شروع شروع میں نماز میں گفتگو جائز تھی لہٰذا گزرنے والے کو کہا جاتا تھا کہ آگے سے نہ گزرو اور اس ضمن میں باہم جھگڑا بھی ہو جاتا لیکن اب چونکہ نماز میں گفتگو جائز نہیں لہٰذا یہ صورت اب نہیں ہو گی۔

(صفحہ ہذا) ۱؎ یہ دونوں قباء کی طرح ہیں یعنی ایسا کوٹ وغیرہ جس کی آستینیں نہ ہوں ان کو کندھے پر رکھ دینا مکروہ نہیں۔

۲؎ کیونکہ تصویر پاؤں کے نیچے آئے گی اور اس طرح اس کی توہین ہو گی لہٰذا جائز ہے۔

۳؎ تصویر پر سجدہ کرنا اس کی تعظیم کے مترادف ہے۔

۴؎ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو سیاہوں (سانپ اور بچھو) کو مارو اگرچہ تم نماز میں ہو (ہدایہ اولین ص ۱۲۲)

marfat.com

قَبْلَ الْفَرَاغِ إِذَا ضَرَّهُ وَشَغَلَهُ عَنِ الصَّلٰوةِ وَلَا بِالنَّظَرِ بِمُوقِ عَيْنَيْهِ مِنْ غَيْرِ تَحْوِيْلِ الْوَجْهِ وَلَا بَأْسَ بِالصَّلٰوةِ عَلَى الْفُرُشِ وَالْبُسُطِ وَاللُّبُوْدِ وَالْأَفْضَلُ الصَّلٰوةُ عَلَى الْأَرْضِ أَوْ عَلٰى مَا تُنْبِتُهُ وَلَا بَأْسَ بِتَكْرَارِ السُّوْرَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ النَّفْلِ

فَصْلٌ (فِيْمَا يُوْجِبُ قَطْعَ الصَّلٰوةِ وَمَا يُجِيْزُهُ وَغَيْرِ ذٰلِكَ) يَجِبُ قَطْعُ الصَّلٰوةِ بِاسْتِغَاثَةِ مَلْهُوْفٍ بِالْمُصَلِّيْ لَا بِنِدَاءِ أَحَدِ أَبَوَيْهِ وَيَجُوْزُ قَطْعُهَا بِسَرِقَةٍ يُسَاوِيْ دِرْهَمًا وَلَوْ لِغَيْرِهِ وَخَوْفِ ذِئْبٍ عَلٰى غَنَمٍ أَوْ خَوْفِ تَرَدِّيْ أَعْمٰى فِيْ بِئْرٍ وَنَحْوِهِ وَإِذَا خَافَتِ الْقَابِلَةُ مَوْتَ الْوَلَدِ وَإِلَّا فَلَا بَأْسَ بِتَأْخِيْرِهَا الصَّلٰوةَ وَتُقْبِلُ عَلَى الْوَلَدِ وَكَذَا الْمُسَافِرُ إِذَا خَافَ مِنَ اللُّصُوْصِ أَوْ قُطَّاعِ الطَّرِيْقِ جَازَ لَهُ تَأْخِيْرُ الْوَقْتِيَّةِ

سے پہلے پیشانی سے مٹی یا گھاس صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں جب کہ اسے تکلیف دیتا ہو یا نماز سے غافل کرتا ہو۔ چہرہ پھیرے بغیر محض آنکھ کے کنارے سے دیکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ بچھونوں اور نمدوں پر نماز پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں زمین یا اس سے اُگنے والی چیز پر نماز پڑھنا افضل [1] ہے۔ نوافل کی دو رکعتوں میں ایک سورت کے تکرار میں کوئی حرج نہیں۔

نماز توڑنے کے اسباب:

یہ فصل ان چیزوں کے بارے میں ہے جن کی وجہ سے نماز کا توڑنا واجب یا جائز ہے یا اس کے علاوہ حکم ہے مظلوم نمازی سے یاد کرے تو نماز توڑنا واجب [2] ہے۔ ماں باپ میں سے کسی کے بلانے پر واجب نہیں [3]۔

ایک درہم کے برابر چوری پر نماز کا توڑنا جائز ہے۔ اگرچہ کسی دوسرے کا مال ہو [4]۔ بکریوں پر بھیڑیے کے خوف اندھے کے کنویں وغیرہ میں گرنے کے خوف سے بھی نماز کا توڑنا جائز ہے۔

جب دایہ کو بچے کی موت کا ڈر ہو تو نماز کا توڑنا جائز ہے ورنہ نماز کو مؤخر کرنے میں کوئی حرج نہیں ورد بچے کی طرف متوجہ ہو [5]۔

اسی طرح جب مسافر کو چوروں یا ڈاکوؤں کا ڈر ہو تو وقتی نماز میں تاخیر کرنا جائز ہے۔

marfat.com

وَتَارِكُ الصَّلٰوۃِ عَمَدًا کَسَلًا یُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِیْدًا حَتّٰی یَسِیْلَ مِنْہُ الدَّمُ وَ یُحْبَسُ حَتّٰی یُصَلِّیَھَا وَکَذَا تَارِکُ صَوْمِ رَمَضَانَ وَلَا یُقْتَلُ اِلَّا اِذَا جَحَدَ وَاسْتَخَفَّ بِاَحَدِھِمَا

بے نمازی کا حکم:

جان بوجھ کر سستی سے نماز چھوڑنے والے کو سخت مار، ماری جائے یہاں تک کہ اس سے خون بہنے لگے اور اسے قید کر دیا جائے حتیٰ کہ نماز پڑھنے لگے اسی طرح رمضان المبارک کے روزے چھوڑنے والے کا حکم ہے اور جب تک وہ ان (کی فرضیت) کا انکار نہ کرے یا ہلکا نہ جانے قتل نہ کیا جائے[۱]

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

[۱] کیونکہ اس میں تواضع پائی جاتی ہے۔

[۲] مثلاً کوئی شخص پانی میں گر گیا یا اس پر ظالم نے حملہ کیا اور اس نے اس نمازی سے یا کسی اور سے مدد طلب کی تو اگر یہ مدد کر سکتا ہے تو نماز کو توڑ کر اس کی مدد کرنا واجب ہے چاہے فرض نماز ہو۔ (مراقی الفلاح)

[۳] کیونکہ بلا ضرورت نماز کو توڑنا جائز نہیں البتہ ماں باپ مدد طلب کریں تو توڑنا واجب ہے اور یہ فرض نماز کا مسئلہ ہے۔ اور نفل پڑھنے کی صورت میں اگر ان کو معلوم ہے کہ نماز پڑھ رہا ہے تو جواب نہ دینے میں بھی حرج نہیں لیکن معلوم نہ ہونے کی صورت میں جواب دینا واجب ہوگا۔

[۴] کیونکہ یہ مال ہے اور اس کو بچانا ضروری ہے اگرچہ کسی دوسرے کا ہو۔

[۵] اگر نماز پڑھ رہا ہو اور یہ ڈر ہو کہ بچے کو یا اس کی ماں کو کوئی نقصان پہنچے گا تو نماز توڑنا واجب ہے اور ابھی نماز شروع نہیں کی تو اس ڈر کے پیش نظر نماز کو مؤخر کرے کیونکہ یہ ایک عذر ہے اور عذر کی بنیاد پر نماز میں تاخیر جائز ہے۔

(صفحہ ہذا) [۱] نماز کی فرضیت کا منکر کافر ہے اسی طرح نماز کو معمولی چیز سمجھنا اور اس کے بارے میں توہین آمیز کلمات کہنا بھی کفر ہے لہٰذا ایسے شخص کے ساتھ مرتد لوگوں جیسا سلوک کیا جائے اور اگر فرضیت کا منکر نہ ہو بلکہ سستی سے نہ پڑھتا ہو تو اس کی سزا یہی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔

marfat.com

بَابُ الْوِتْرِ

اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ وَهُوَ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ بِتَسْلِيمَةٍ وَيَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِنْهُ الْفَاتِحَةَ وَ سُورَةً وَيَجْلِسُ عَلَى رَأْسِ الْأُولَيَيْنِ مِنْهُ وَيَقْتَصِرُ عَلَى التَّشَهُّدِ وَلَا يَسْتَفْتِحُ عِنْدَ قِيَامِهِ لِلثَّالِثَةِ وَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ السُّورَةِ فِيهَا رَفَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَقَنَتَ قَائِمًا قَبْلَ الرُّكُوعِ فِي جَمِيعِ السَّنَةِ وَلَا يَقْنُتُ فِي غَيْرِ الْوِتْرِ وَ وَالْقُنُوتُ مَعْنَاهُ الدُّعَاءُ وَهُوَ اَنْ يَقُولَ

وتر:

وتر واجب ہیں اور وہ ایک سلام کے ساتھ تین رکعتیں ہیں۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورت پڑھے۔ پہلی دو رکعتوں کے آخر میں بیٹھے اور صرف تشہد پڑھے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو تو ثنا نہ پڑھے[1]۔

اور جب تیسری رکعت میں سورت پڑھ کر فارغ ہو تو ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھائے پھر تکبیر کہے اور رکوع میں جانے سے پہلے کھڑے ہونے کی حالت میں دعائے قنوت پڑھے اور سارا سال ایسے ہی کرے وتروں کے علاوہ قنوت نہ پڑھے[2]۔ قنوت کا معنیٰ دعا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔

---

[1] جس طرح فرضوں اور سنت مؤکدہ کی تیسری رکعت میں ثنا نہیں پڑھتے۔ اسی طرح یہاں بھی نہ پڑھے کیونکہ ان نمازوں میں ہر دو رکعتیں مستقل نماز نہیں ہیں البتہ سنت غیر مؤکدہ اور نوافل چونکہ دو دو رکعتیں مستقل نماز ہیں لہٰذا وہاں تیسری رکعت میں ثنا پڑھی جاتی ہے۔

[2] جیسے شافعی مسلک کے لوگ پڑھتے ہیں۔

marfat.com

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَهْدِيْكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَ نُثْنِيْ عَلَيْكَ .... اَلْخَيْرَ كُلَّهٗ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَ اِلَيْكَ نَسْعٰى وَ نَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَ نَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْجِدِّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.

وَالْمُؤْتَمُّ يَقْرَأُ الْقُنُوْتَ كَالْاِمَامِ وَاِذَا شَرَعَ الْاِمَامُ فِي الدُّعَآءِ بَعْدَ مَاتَقَدَّمَ قَالَ اَبُوْيُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ يُتَابِعُوْنَهٗ وَيَقْرَءُوْنَهٗ مَعَهٗ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا يُتَابِعُوْنَهٗ وَلٰكِنْ يُؤَمِّنُوْنَ وَالدُّعَآءُ هُوَ هٰذَا اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا بِفَضْلِكَ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ

اللھم انا نستعینک الخ۔ یا اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں تجھ سے ہدایت چاہتے ہیں۔ تجھ سے بخشش کے طالب ہیں۔ تجھ پر ایمان لاتے ہیں، تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں، ہر بھلائی پر تیری حمد وثنا کرتے ہیں تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے تیری نافرمانی کرنے والے سے الگ ہوتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ یا اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تیرے لیے ہی نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، تیری طرف ہی چلتے اور دوڑتے ہیں، تیری رحمت کی امید رکھتے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔ اور نبی کریم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو۔

مقتدی بھی امام کی طرح دعائے قنوت پڑھے[1]۔ اور جب امام اس مذکورہ بالا دعا کے بعد دوسری دعا پڑھنے لگے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں مقتدی اس کی پیروی کریں اور اس کے ساتھ پڑھیں اور امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی اتباع نہ کریں البتہ آمین کہیں۔ وہ دعا یہ ہے۔ اللھم اھدنا الخ یا اللہ! ہمیں اپنے فضل سے ان لوگوں کے ساتھ ہدایت عطا فرما جن کو تو نے ہدایت بخشی اور جن کو تو نے عافیت عطا فرمائی۔ ان کے ساتھ ہمیں بھی عافیت عطا فرما۔ ان لوگوں میں میری نگہبانی فرما اور اور جو کچھ تو نے عطا فرمایا اس میں ہمیں برکت دے اور اپنے فیصلے کے شر سے ہمیں محفوظ فرما بے شک تو فیصلہ فرماتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ نہیں ہوتا۔ بلاشبہ جس کا تو والی ہو، وہ ذلیل نہیں ہوتا اور تیرا دشمن عزت نہیں پاتا۔

---

[1] دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے بلٰذا تشہد کی طرح اس کا پڑھنا مقتدی کے لیے بھی ضروری ہے۔

marfat.com

رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَمَنْ لَّمْ يُحْسِنِ الْقُنُوْتَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَوْ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اَوْ يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَاِذَا اقْتَدٰى بِمَنْ يَّقْنُتُ فِي الْفَجْرِ قَامَ مَعَهٗ فِيْ قُنُوْتِهٖ سَاكِتًا فِي الْاَظْهَرِ وَيُرْسِلُ يَدَيْهِ فِيْ جَنْبَيْهِ وَاِذَا نَسِيَ الْقُنُوْتَ فِي الْوِتْرِ وَتَذَكَّرَهٗ فِي الرُّكُوْعِ اَوِ الرَّفْعِ مِنْهُ لَا يَقْنُتُ وَلَوْ قَنَتَ بَعْدَ رَفْعِ رَاْسِهٖ مِنَ الرُّكُوْعِ لَا يُعِيْدُ الرُّكُوْعَ وَيَسْجُدُ لِلسَّهْوِ لِزَوَالِ الْقُنُوْتِ عَنْ مَحَلِّهِ الْاَصْلِيِّ

اے ہمارے رب تو برکت والا اور بلند ہے۔ ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر رحمت وسلام ہو۔ جو شخص اچھی طرح دعائے قنوت نہ پڑھ سکتا ہو وہ یہ دعا تین بار پڑھے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ	اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بہتری عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

یا یوں کہے۔ یارب، یارب، یارب (اے میرے رب، اے میرے رب، اگر کسی ایسے امام کی اقتدا کرے جو فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ قنوت کے وقت خاموش کھڑا رہے یہ زیادہ ظاہر روایت میں ہے اور ہاتھوں کو پہلوؤں میں لٹکا دے۔ جب وتر نماز میں دعائے قنوت بھول جائے اور رکوع میں یا اس سے اٹھتے ہوئے یاد آئے تو قنوت نہ پڑھے۔ اور اگر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قنوت پڑھا تو رکوع نہ لوٹائے اور قنوت کے اپنی اصلی جگہ سے ہٹ جانے کی وجہ سے سجدہ سہو کرے۔

لے مثلاً شافعی مسلک کے امام کی اقتدا میں نماز ادا کی جائے تو چونکہ وہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے ہیں لہٰذا حنفی اس کے پیچھے کھڑا رہے۔ اور قنوت نہ پڑھے کیونکہ قیام میں امام کی اتباع ضروری ہے۔ یہاں یہ بات رکھنے کے قابل ہے کہ دوسرے مسلک کے امام کے پیچھے نماز اسی وقت صحیح ہوگی جب اختلافی مسائل میں امام احتیاط کرے مثلاً سر کے چوتھائی کا مسح کرے کیونکہ احناف کے نزدیک اس سے کم مسح کے ساتھ فرض ادا نہیں ہوتا جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک چند بالوں کے مسح سے فرض ادا ہو جاتا ہے لہٰذا ان مقامات پر وہ ایسا طریقہ اختیار کرے کہ حنفی مسلک سے مطابقت ہو جائے تو اقتدا صحیح ہوگی ورنہ نہیں۔

ے قنوت واجب ہے لہٰذا بھول جانے کی صورت میں صرف سجدہ سہو کرے۔

وَلَوْ رَكَعَ الْإِمَامُ قَبْلَ فَرَاغِ الْمُقْتَدِيْ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُنُوْتِ اَوْ قَبْلَ شُرُوْعِهٖ فِيْهِ وَ خَافَ فَوْتَ الرُّكُوْعِ تَابَعَ اِمَامَهٗ وَلَوْ تَرَكَ الْإِمَامُ الْقُنُوْتَ يَاْتِيْ بِهِ الْمُؤْتَمُّ اِنْ اَمْكَنَهٗ مُشَارَكَةُ الْإِمَامِ فِي الرُّكُوْعِ وَ اِلَّا تَابَعَهٗ وَلَوْ اَدْرَكَ الْإِمَامَ فِيْ رُكُوْعِ الثَّالِثَةِ مِنَ الْوِتْرِ كَانَ مُدْرِكًا لِلْقُنُوْتِ فَلَا يَاْتِيْ بِهٖ فِيْمَا سُبِقَ بِهٖ ۔

وَيُوْتِرُ بِجَمَاعَةٍ فِيْ رَمَضَانَ فَقَطْ وَصَلٰوتُهٗ مَعَ الْجَمَاعَةِ فِيْ رَمَضَانَ اَفْضَلُ مِنْ اَدَائِهٖ مُنْفَرِدًا اٰخِرَ اللَّيْلِ فِيْ اِخْتِيَارِ قَاضِيْ خَان قَالَ هُوَ الصَّحِيْحُ وَصَحَّحَ غَيْرُهٗ خِلَافَهٗ ؎

اگر امام، مقتدی کے قنوت پڑھنے سے فارغ ہونے سے پہلے یا اسے شروع کرنے سے پہلے فارغ ہو جائے اور رکوع نکل جانے کا ڈر ہو تو امام کی اتباع کرے[1] اور اگر امام قنوت چھوڑ دے تو مقتدی اسے پڑھے۔ بشرطیکہ رکوع میں امام کے ساتھ شرکت ممکن ہو ورنہ اس کی اتباع کرے[2]۔ اگر مقتدی نے امام کو وتروں کی تیسری رکعت کے رکوع میں پایا تو اس نے قنوت کو پا لیا[3]۔ لہٰذا جو رکعات نکل چکی ہیں ان کو ادا کرتے وقت قنوت نہ پڑھے۔

وتر صرف رمضان المبارک میں باجماعت ادا کیے جائیں۔ رمضان شریف میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھنا رات کے آخری حصے میں تنہا پڑھنے سے افضل ہے۔ قاضی خان نے اسے پسند کیا اور فرمایا یہی صحیح[5] ہے۔ البتہ ان کے غیر فقہاء نے اس کے خلاف کو صحیح قرار دیا ہے۔

---

[1] کیونکہ قنوت واجب ہے اور رکوع فرض لہٰذا اسے ترجیح دیتے ہوئے رکوع میں اس کی اتباع کرے۔

[2] یعنی جلدی جلدی پڑھ کر رکوع میں شریک ہو سکتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ چھوڑ کر امام کی اتباع کرے۔

[3] یعنی جس طرح تیسری رکعت کو پا لیا اسی طرح اس کے ضمن میں دعائے قنوت کو بھی پا لیا۔

[4] چونکہ وتر ایک اعتبار سے نفل ہیں اور تراویح کے علاوہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے لہٰذا رمضان کے علاوہ وتر جماعت کے ساتھ نہ پڑھے جائیں۔ نوافل کی جماعت کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اعلان کے ساتھ ہو تو مطلقاً مکروہ ہے اگر اعلان کے بغیر دو تین آدمی ایک امام کے پیچھے کھڑے ہوں تو مکروہ نہیں۔ چار میں اختلاف ہے۔ لیکن زیادہ صحیح یہی ہے کہ مکروہ ہے
(فتاویٰ عالمگیری (اردو) جلد اول ص ۱۲۸)

[5] مراقی الفلاح میں الفتح اور البرہان سے نقل کیا ہے کہ قاضی خان کے قول کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

(فصل فِي النَّوَافِلِ) سُنَّ سُنَّةً مُؤَكَّدَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ وَأَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَبْلَ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا بِتَسْلِيمَةٍ وَنُدِبَ أَرْبَعٌ قَبْلَ الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَبَعْدَهُ وَسِتٌّ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَيَقْتَصِرُ فِي الْجُلُوسِ الْأَوَّلِ مِنَ الرُّبَاعِيَّةِ الْمُؤَكَّدَةِ عَلَى التَّشَهُّدِ وَلَا يَأْتِي فِي الثَّالِثَةِ بِدُعَاءِ الْاِسْتِفْتَاحِ بِخِلَافِ الْمَنْدُوبَةِ وَإِذَا صَلَّى نَافِلَةً أَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَجْلِسْ إِلَّا فِي آخِرِهَا صَحَّ اسْتِحْسَانًا لِأَنَّهَا صَارَتْ صَلٰوةً وَّاحِدَةً وَفِيهَا الْفَرْضُ الْجُلُوسُ آخِرَهَا۔

نوافل کا بیان[۱]:

فجر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر کے بعد، مغرب کے بعد اور عشاء کے بعد دو دو رکعتیں، ظہر سے پہلے اور جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار چار رکعتیں۔ ایک سلام کے ساتھ سنت موکدہ ہیں[۲]۔

عصر سے پہلے چار، عشاء سے پہلے چار اور بعد میں دو اور مغرب کے بعد چھ رکعتیں مستحب ہیں۔

چار موکدہ سنتوں میں پہلے قعدہ میں صرف تشہد پر اکتفاء کرے اور تیسری رکعت میں ثناء بھی نہ پڑھے بخلاف مستحب نماز (سنت غیر موکدہ اور نوافل) کے، اگر دو رکعتوں سے زیادہ نفل (ایک سلام کے ساتھ) پڑھے اور صرف آخر میں قعدہ کرے تو استحساناً صحیح ہوگا[۳]۔ کیونکہ یہ ایک ہی نماز ہوگی۔ اور اس میں آخری قعدہ فرض ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین نے رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھے ہیں۔ البتہ حضور علیہ السلام نے اس خوف سے جماعت ترک کر دی کہ کہیں فرض نہ ہو جائے جس طرح تراویح کی جماعت کا مسئلہ ہے۔

[۱] یہاں سنت موکدہ، غیر موکدہ اور نوافل کو ایک ہی عنوان یعنی نوافل کے تحت ذکر کیا ہے کیونکہ یہ لفظ عام ہے اور ہر سنت نفل ہے جب کہ ہر نفل سنت نہیں ہے۔

نفل کا لغوی معنیٰ "فائدہ" ہے اور شریعت میں ہر وہ کام جس کا کرنا فرض یا واجب اور سنن نہ ہو وہ نفل ہے۔ اگر نفل سے مراد فرض اور واجب کا مقابل ہو تو اس میں سنت بھی شامل ہوگی اور اگر وہ کام مراد ہو جو کسی حکم کے بغیر محض اپنی مرضی سے کیا جاتا ہے تو نفل سنت کے مقابلے میں بھی ہوگا۔

[۲] امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جمعہ کے بعد چھ رکعتیں سنت ہیں۔

(بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَكُرِهَ الزِّيَادَةُ عَلٰى اَرْبَعٍ بِتَسْلِيْمَةٍ فِي النَّهَارِ وَعَلٰى ثَمَانٍ لَيْلًا وَالْاَفْضَلُ فِيْهِمَا رُبَاعٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَعِنْدَهُمَا الْاَفْضَلُ فِي اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَبِهٖ يُفْتٰى وَصَلٰوةُ اللَّيْلِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ النَّهَارِ وَطُوْلُ الْقِيَامِ اَحَبُّ مِنْ كَثْرَةِ السُّجُوْدِ ۔

دن کے وقت ایک سلام کے ساتھ چار رکعتوں سے زیادہ اور رات کو آٹھ رکعتوں سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے[1]۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک (دن اور رات) دونوں میں (ایک سلام کے ساتھ) چار رکعتیں پڑھنا افضل ہے[2] جب کہ صاحبین کے نزدیک رات کے وقت دو دو رکعتیں پڑھنا زیادہ بہتر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

رات کی (نفل) نماز، دن کی نماز سے اور زیادہ سجدوں کی بجائے لمبا قیام افضل ہے[3]۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

۳ے چونکہ نوافل کے ہر دو رکعتیں مستقل نماز ہے لہذا قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر دو رکعت کے بعد قعدہ فرض ہو اور اسے ادا نہ کرنے سے نماز فاسد ہو جائے لیکن اب یہ ایک ہی نماز قرار پانے کی وجہ سے صرف آخری قعدہ فرض ہوگا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سے زیادہ رکعات کا ایک سلام کے ساتھ پڑھنا مروی نہیں ہے اگر کراہت نہ ہوتی تو آپ تعلیم جواز کے لیے کبھی زیادہ پڑھتے۔

(طحطاوی علی المراقی)

۲ے کیونکہ اس میں مشقت زیادہ ہوتی ہے۔

۳ے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نماز افضل ہے جس میں قنوت (یعنی قیام) لمبا ہو۔

marfat.com

(فصل فی تحیۃ المسجد وصلوٰۃ الضحٰی واحیاء اللیالی) سُنَّ تحیۃُ المسجدِ برکعتینِ قبلَ الجلوسِ واداءُ الفرضِ ینوبُ عنھا وکلُّ صلوٰۃٍ اداھا عندَ الدخولِ بلانیۃِ التحیۃِ وندبَ رکعتانِ بعدَ الوضوءِ قبلَ جفافِہٖ واربعٌ فصاعدًا فی الضحٰی وندبَ صلوٰۃُ اللیلِ وصلوٰۃُ الاستخارۃِ وصلوٰۃُ الحاجۃِ وندبَ احیاءُ لیالی العشرِ الاخیرِ من رمضانَ واحیاءُ لیلتیِ العیدینِ ولیالی عشرِ ذی الحجۃِ ولیلۃِ النصفِ من شعبانَ ویکرہُ الاجتماعُ علی احیاءِ لیلۃٍ من ھٰذہِ اللیالی فی المساجدِ

تحیۃ المسجد، چاشت کی نماز اور شب بیداری:

(مسجد میں) بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا سنت [۱] ہے اور فرض نماز کی ادائیگی نیز ہر وہ نماز جو تحیت کی نیت کیے بغیر مسجد میں داخل ہوتے وقت پڑھی جائے۔ ان دو رکعتوں کے قائم مقام ہو جاتی [۲] ہے۔ وضو کے بعد جسم خشک ہونے سے پہلے دو رکعتیں ادا کرنا مستحب [۳] ہے۔ چاشت کے وقت چار رکعتیں یا اس سے زیادہ پڑھنا مستحب ہے [۴]۔

رات کو نماز پڑھنا [۵]، نماز استخارہ [۶] اور نماز حاجت [۷] مستحب ہے۔ رمضان المبارک کی آخری دس راتیں، عیدین کی راتیں، ذوالحجہ کی (پہلی) دس راتیں اور شب برأت کو (عبادت کے ساتھ) زندہ رکھنا مستحب ہے۔ (البتہ) ان راتوں کو زندہ رکھنے کے لیے مساجد میں اجتماع مکروہ ہے [۸]۔

۱؎ چونکہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اس لیے اس کی تعظیم کرتے ہوئے جب بھی مسجد میں داخل ہوں دو رکعتیں تحیۃ المسجد پڑھیں بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو اگر مکروہ وقت ہو تو تسبیح وتہلیل اور درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو۔

۲؎ کیونکہ مقصد تو تعظیم ہے اور وہ کسی بھی نماز کے پڑھنے سے حاصل ہو گیا۔

۳؎ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح وضو کر کے کھڑا ہو اور دو رکعات پڑھے دل کو حاضر رکھے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۱۲۲)

۴؎ چاشت کی نماز کا وقت سورج کے بلند ہونے سے لے کر زوال سے پہلے تک ہے۔ اس کی رکعات

کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہیں لیکن بہتر یہی ہے کہ کم از کم چار رکعتیں پڑھی جائیں۔

۵۔ رات کو بالخصوص رات کے آخری حصے میں نوافل پڑھنا مستحب ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کو نماز اختیار کرو وہ تم سے پہلے گزرنے والے نیک لوگوں کا طریقہ قرب خداوندی کا ذریعہ، برائیوں کے لیے کفارہ اور گناہوں سے باز رکھنے والی ہے۔

۶۔ استخارہ کا معنیٰ طلب خیر ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ فلاں کام کرنا میرے لیے اچھا ہے۔ یا نہیں نماز استخارہ پڑھی جاتی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام کاموں کے لیے استخارہ (اسی طرح) سکھاتے تھے جس طرح آپ ہمیں قرآن پاک کی کوئی سورت سکھاتے۔ آپ نے فرمایا جب تمہیں کوئی معاملہ پیش ہو تو دو رکعتیں نفل پڑھ کر یہ دعا مانگو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ
بِقُدْرَتِکَ وَاَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ
فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ
عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ
خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْقَالَ
عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ
ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا
الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ
اَمْرِیْ اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ
وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ
ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ

یا اللہ میں تیرے علم کے ساتھ تجھ سے بھلائی چاہتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ تجھ سے طاقت کا طلبگار ہوں۔ یا اللہ میں تجھ سے تیرے بہت بڑے فضل کا طالب ہوں بے شک تو قادر ہے اور مجھے طاقت نہیں ہے تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہی غیب کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین، زندگی اور انجام کار کے لیے (یا کہا فوری اور بعد کے کاموں کے لیے) بہتر ہے تو اسے میرے لیے مقدر فرما دے اور میرے لیے آسان کر دے۔ پھر مجھے اس میں برکت عطا فرما۔ اور اگر تیرے علم کے مطابق یہ کام میرے دین، دنیا اور انجام کار (یا کہا موجودہ اور آنے والے معاملہ) میں برا ہے تو اسے مجھ سے اور مجھے اس سے دور رکھ اور میرے لیے بھلائی مقدر فرما دے جہاں بھی ہو پھر مجھے اس پر راضی رکھ۔

نوٹ: جن کاموں کی اچھائی یا برائی معروف ہے شلاً عبادات وغیرہ ان میں استخارہ کرنے کی ضرورت نہیں البتہ اچھے کاموں کے سلسلے میں وقت معلوم کرنے کے لیے ٹھیک ہے۔ استخارہ سات دن تک کیا جائے اگر اس سے پہلے حقیقت حال منکشف نہ ہو۔

(بقیہ برصفحہ آئندہ)

marfat.com

(فصل فِی صَلٰوۃِ النَّفْلِ جَالِسًا وَالصَّلٰوۃِ عَلَی الدَّآبَّۃِ) یَجُوزُ النَّفْلُ قَاعِدًا مَعَ الْقُدْرَۃِ عَلَی الْقِیَامِ لٰکِنْ لَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَیَقْعُدُ کَالْمُتَشَہِّدِ فِی الْمُخْتَارِ وَجَازَ اِتْمَامُہٗ قَاعِدًا بَعْدَ اِفْتِتَاحِہٖ قَائِمًا بِلَا کَرَاھَۃٍ عَلَی الْاَصَحِّ وَیَتَنَفَّلُ رَاکِبًا خَارِجَ الْمِصْرِ مُومِیًا اِلٰی اَیِّ جِھَۃٍ تَوَجَّھَتْ دَابَّتُہٗ وَبَنٰی بِنُزُوْلِہٖ لَا بِرُکُوْبِہٖ وَلَوْ کَانَ بِالنَّوَافِلِ الرَّاتِبَۃِ وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَّہٗ یَنْزِلُ لِسُنَّۃِ الْفَجْرِ لِاَنَّھَا اٰکَدُ مِنْ غَیْرِھَا وَجَازَ لِلْمُتَطَوِّعِ الْاِتِّکَاءُ عَلٰی شَیْءٍ اِنْ تَعِبَ بِلَا کَرَاھَۃٍ وَاِنْ کَانَ بِغَیْرِ عُذْرٍ کُرِہَ فِی الْاَظْھَرِ لِاِسَاءَۃِ الْاَدَبِ وَلَا یَمْنَعُ صِحَّۃَ الصَّلٰوۃِ عَلَی الدَّآبَّۃِ نَجَاسَۃٌ عَلَیْھَا وَلَوْ کَانَتْ فِی السَّرْجِ وَالرِّکَابَیْنِ عَلَی الْاَصَحِّ وَلَا تَصِحُّ صَلٰوۃُ الْمَاشِیْ بِالْاِجْمَاعِ

بیٹھ کر نوافل پڑھنے اور سواری پر نماز کا حکم:

کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی طاقت کے باوجود نوافل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے لیکن ایسے شخص کو کھڑے ہوکر پڑھنے والے کی نسبت آدھا ثواب ملتا ہے مگر عذر کی وجہ سے (ہو تو پورا ثواب ملتا ہے)، مختار مذہب کے مطابق تشہد پڑھنے والے کی طرح بیٹھے۔ اصح مذہب کے مطابق (نفل) کھڑے ہوکر شروع کرنے کے بعد بیٹھ کر مکمل کرنا بلا کراہت جائز ہے۔
اور شہر سے باہر سواری پر اشارے کے ساتھ نفل پڑھ سکتا ہے۔ سواری جس طرف چاہے متوجہ ہو۔ اترنے کی صورت میں بنا کرسکتا ہے۔ سواری کی صورت میں نہیں اگرچہ سنت موکدہ ہوں[1]۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ فجر کی سنتوں کے لیے اترے کیونکہ دوسرے نوافل سے ان کی تاکید زیادہ ہے۔ نفل پڑھنے والا اگر تھک جائے تو بلا کراہت تکیہ لگانا جائز ہے اور اگر کسی عذر کے بغیر ہو تو اظہر قول کے مطابق مکروہ ہے کیونکہ یہ بے ادبی ہے۔ سواری پر نجاست کا لگا ہونا نماز کی صحت کو منع نہیں کرتا اگرچہ زین یا رکابوں میں ہو یہ اصح قول کے مطابق ہے۔ پیدل چلتے ہوئے نماز پڑھنا صحیح نہیں۔ اس پر اجماع ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) [5] اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ — یا اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے رحمت والے

(بقیہ برصفحہ آئندہ)

(فَصْلٌ فِي صَلٰوةِ الْفَرْضِ وَالْوَاجِبِ عَلَى الدَّابَّةِ) لَا يَصِحُّ عَلَى الدَّابَّةِ صَلٰوةُ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ كَالْوِتْرِ وَالْمَنْذُوْرِ وَمَا شَرَعَ فِيْهِ نَفْلًا فَاَفْسَدَهٗ وَلَا صَلٰوةُ الْجَنَازَةِ وَسَجْدَةُ تِلَاوَةٍ اٰيَتُهَا عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ كَخَوْفِ لِصٍّ عَلٰى نَفْسِهٖ اَوْ دَابَّتِهٖ اَوْ ثِيَابِهٖ لَوْ نَزَلَ وَخَوْفِ سَبُعٍ وَطِيْنِ الْمَكَانِ وَجُمُوْحِ الدَّابَّةِ وَعَدَمِ وِجْدَانِ مَنْ يُرْكِبُهٗ لِعَجْزِهٖ وَالصَّلٰوةُ فِي الْمَحْمَلِ عَلَى الدَّابَّةِ كَالصَّلٰوةِ عَلَيْهَا سَوَآءٌ كَانَتْ سَائِرَةً اَوْ وَاقِفَةً وَلَوْ جَعَلَ تَحْتَ الْمَحْمَلِ خَشَبَةً حَتّٰى بَقِيَ قَرَارُهٗ اِلَى الْاَرْضِ كَانَ بِمَنْزِلَةِ الْاَرْضِ فَتَصِحُّ الْفَرِيْضَةُ فِيْهِ قَائِمًا

سواری پر فرض اور واجب نماز پڑھنا:

فرض اور واجب نماز مثلاً وتر اور نذر مانی ہوئی نماز اور وہ نفل نماز جسے شروع کر کے توڑ دیا، نماز جنازہ اور اس آیت کا سجدہ جو زمین پر تلاوت کی گئی سواری پر ادا کرنا صحیح نہیں[1]۔ البتہ ضرورت کے تحت جائز ہے، مثلاً اترنے کی صورت میں اپنی ذات یا جانور یا کپڑوں کے بارے میں چور کا ڈر ہو۔ درندے کا خوف ہو، جگہ کیچڑ والی ہو، جانور سرکش ہو، سوار ہونے سے عاجز ہو اور سوار کرانے والا کوئی نہ ہو[2]۔ کجاوے میں نماز پڑھنا سواری پر نماز پڑھنے کی طرح ہے۔ سواری چل رہی ہو یا کھڑی ہو[3]۔ اور اگر کجاوے کے نیچے لکڑی رکھ دے حتیٰ کہ زمین پر قرار باقی رہے تو وہ زمین کے قائم مقام ہو جائے گی۔ پس اس میں کھڑے ہو کر فرض نماز پڑھنا صحیح ہو گا[4]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ سے سابقہ) نَبِيِّكَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ فَشَفِّعْهُ فِيَّ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا رسول اللہ! میں اس حاجت کے سلسلے میں آپ کے وسیلے سے آپ کے رب کی بارگاہ میں توجہ کرتا ہوں تاکہ وہ میرے لیے پوری ہو۔ پس آپ میری شفاعت فرمائیں۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) لے یعنی کچھ نماز سواری پر پڑھی باقی اتر کر پڑھتا ہے تو صحیح ہے جب کہ کچھ نماز نیچے پڑھنے کے بعد باقی نماز سواری پر مکمل کرنا صحیح نہیں کیونکہ زمین پر شروع کرنے سے اس نے تمام شرائط کا التزام کیا تھا جنہیں سواری پر پورا کرنا ممکن نہیں۔

(صفحہ ہذا) لے چونکہ نوافل کے علاوہ نمازوں میں قیام فرض ہے اور وہ سواری پر نا ممکن ہے لہٰذا ان تمام صورتوں میں سواری پر نماز جائز نہیں۔

(بقیہ برصفحہ آئندہ)

فصل فِي الصَّلٰوةِ فِي السَّفِينَةِ) صَلٰوةُ الْفَرْضِ فِيهَا وَهِيَ جَارِيَةٌ قَاعِدًا بِلَا عُذْرٍ صَحِيحَةٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَقَالَا لَا تَصِحُّ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَهُوَ الْأَظْهَرُ وَالْعُذْرُ كَدَوَرَانِ الرَّأْسِ وَعَدَمِ الْقُدْرَةِ عَلَى الْخُرُوجِ وَلَا تَجُوزُ فِيهَا بِالْإِيمَاءِ اِتِّفَاقًا وَالْمَرْبُوطَةُ فِي لُجَّةِ الْبَحْرِ وَتُحَرِّكُهَا الرِّيحُ شَدِيدًا كَالسَّائِرَةِ وَإِلَّا فَكَالْوَاقِفَةِ عَلَى الْأَصَحِّ وَإِنْ كَانَتْ مَرْبُوطَةً بِالشَّطِّ لَا تَجُوزُ صَلٰوتُهُ قَاعِدًا بِالْإِجْمَاعِ فَإِنْ صَلّٰى قَائِمًا وَكَانَ شَيْءٌ مِنَ السَّفِينَةِ عَلٰى قَرَارِ الْأَرْضِ صَحَّتِ الصَّلٰوةُ وَإِلَّا فَلَا تَصِحُّ عَلَى الْمُخْتَارِ إِلَّا إِذَا لَمْ يُمْكِنْهُ الْخُرُوجُ وَيَتَوَجَّهُ الْمُصَلِّي فِيهَا إِلَى الْقِبْلَةِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَكُلَّمَا اسْتَدَارَتْ عَنْهَا يَتَوَجَّهُ إِلَيْهَا فِي خِلَالِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى يُتِمَّهَا مُسْتَقْبِلًا

کشتی میں نماز پڑھنا:

چلتی ہوئی کشتی میں فرض نماز بیٹھ کر رکوع اور سجدہ کے ساتھ پڑھنا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بلا عذر صحیح ہے۔ صاحبین فرماتے ہیں کسی عذر کے بغیر (بیٹھ کر پڑھنا) صحیح نہیں۔ یہی بات زیادہ ظاہر ہے۔ عذر، سر کا چکرانا اور نکلنے پر قادر نہ ہونا ہے۔ کشتی میں اشارے کے ساتھ نماز پڑھنا سب کے نزدیک جائز نہیں۔ سمندر کے وسیع پانی میں باندھی ہوئی کشتی جس کو ہوا بہت زیادہ حرکت دیتی ہے چلتی ہوئی کشتی کی طرح ہے ورنہ کھڑی کشتی کی طرح ہوگی۔ اصح بات یہی ہے اور اگر کنارے پر باندھی ہوئی ہو تو سب کے نزدیک اس میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور کشتی کا کچھ حصہ زمین کے اوپر ٹھہرا ہوا ہو تو نماز صحیح ہوگی ورنہ نہیں۔ مختار مذہب یہی ہے۔ البتہ جب نکلنا ممکن نہ ہو تو جائز ہے

(چلتی ہوئی کشتی میں)، نمازی، نماز شروع کرتے ہوئے اپنا رُخ قبلہ کی طرف کرے اور جب نماز کے دوران کشتی (قبلہ سے) پھر جائے تو یہ بھی اپنا رُخ پھیرلے یہاں تک کہ قبلہ رُخ ہونے کی صورت میں نماز مکمل کرے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۲؎ قرآن پاک میں ہے فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا۔ پس اگر تمہیں خوف ہو تو پیادہ یا یا سواری پر (نماز پڑھ سکتے ہو۔) یعنی زمین پر یا سواری پر دونوں طرح جائز ہے چلتے ہوئے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ حدیث شریف (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

(فَصْلٌ فِي التَّرَاوِيحِ) التَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَصَلٰوتُهَا بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ كِفَايَةً وَوَقْتُهَا بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَيَصِحُّ تَقْدِيمُ الْوِتْرِ عَلَى التَّرَاوِيحِ وَتَاخِيرُهُ عَنْهَا وَيُسْتَحَبُّ تَاخِيرُ التَّرَاوِيحِ الٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَنِصْفِهِ وَلَا يُكْرَهُ تَاخِيرُهَا اِلٰى مَا بَعْدَهُ عَلَى الصَّحِيحِ وَهِيَ عِشْرُونَ رَكْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِيمَاتٍ وَيُسْتَحَبُّ الْجُلُوسُ بَعْدَ كُلِّ اَرْبَعٍ بِقَدْرِهَا وَكَذَا بَيْنَ التَّرْوِيحَةِ الْخَامِسَةِ وَالْوِتْرِ وَسُنَّ خَتْمُ الْقُرْاٰنِ فِيهَا مَرَّةً فِي الشَّهْرِ عَلَى الصَّحِيحِ وَاِنْ مَلَّ بِهِ الْقَوْمُ قَرَأَ بِقَدْرِ مَا لَا يُؤَدِّي اِلٰى تَنْفِيرِهِمْ فِي الْمُخْتَارِ وَلَا يَتْرُكُ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ تَشَهُّدٍ مِنْهَا وَلَوْ مَلَّ الْقَوْمُ عَلَى الْمُخْتَارِ وَلَا يَتْرُكُ الثَّنَاءَ وَتَسْبِيحَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَلَا يَاْتِي بِالدُّعَاءِ اِنْ مَلَّ الْقَوْمُ وَلَا تُقْضَى التَّرَاوِيحُ بِفَوَاتِهَا مُنْفَرِدًا وَلَا بِجَمَاعَةٍ

تراویح :

تراویح مردوں اور عورتوں کے لیے سنت ہیں اور ان کی جماعت سنت کفایہ [1] ہے۔ تراویح کا وقت نماز عشاء کے بعد ہے، وتروں کو تراویح سے مقدم کرنا بھی صحیح ہے اور بعد میں پڑھنا بھی۔ تراویح کی نماز رات کے تہائی یا نصف تک موخر کرنا مستحب ہے۔ اس سے زیادہ دیر کرنا مکروہ نہیں ہے یہ صحیح مذہب کے مطابق ہے۔ تراویح بیس رکعات ہیں[2] اور ہر چار رکعتوں کے بعد اتنا ہی وقت بیٹھنا مستحب ہے۔ اسی طرح پانچویں ترویحہ اور وتروں کے درمیان بیٹھنا بھی مستحب ہے۔ صحیح قول کے مطابق مہینے میں ایک بار تراویح میں قرآن پاک ختم کرنا سنت [3] ہے۔

اور اگر قوم تھکاوٹ محسوس کرے تو مختار بات یہ ہے کہ اس قدر پڑھے جس سے وہ متنفر نہ ہوں۔ ہر تشہد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا نہ چھوڑے اگرچہ قوم اکتا جائے یہ مختار مذہب کے مطابق ہے۔ ثناء اور رکوع و سجود کی تسبیح بھی نہ چھوڑے[4] اور اگر قوم اکتاہٹ محسوس کرے تو دعا نہ مانگے۔ اگر تراویح نہ پڑھ سکے تو ان کی قضا تنہا اور جماعت کے ساتھ (کسی صورت میں) نہ کی جائے [5]

(بقیہ صفحہ سابقہ) میں "رجالاً" کے ساتھ "قیاماً علی اقدامہم" کے الفاظ ہیں جو کھڑے ہو کر پڑھنے کی طرف اشارہ ہے (مشکوٰۃ ص ۱۲۴) (بقیہ صفحہ آئندہ)

(بقیہ سابقہ سے سابقہ) ۵۳ کیونکہ کجاوہ زمین کی بجائے سواری پر ہوتا ہے۔

۵۴ اس صورت میں کجاوہ زمین پر ہی شمار ہوگا یہ ایسے ہی ہے جیسے ستون کھڑے کرکے ان پر عمارت بنائی جائے

(حاشیہ صفحہ سابقہ سے سابقہ)

۱۵ کشتی کو ایک طرح سے سواری کے ساتھ مشابہت ہے کیونکہ یہ بحری سواری ہے اور ایک اعتبار سے یہ زمین کی طرح ہے کہ اس پر اسی طرح قرار سے بیٹھا جاتا ہے جس طرح زمین پر بیٹھتے ہیں۔ لہٰذا سواری کا اعتبار کرتے ہوئے قیام کی فرضیت ساقط کردی اور زمین کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے رکوع اور سجدہ نیز قبلہ رُخ ہونا لازمی قرار دیا گیا اور نوافل کے علاوہ اس میں فرائض اور واجبات کی ادائیگی بھی صحیح قرار دی گئی ہے البتہ ممکن ہو تو کھڑے ہو کر پڑھنا یا باہر نکل کر پڑھنا افضل ہے تاکہ اختلاف ائمہ سے نکل جائے اور سکون قلب حاصل ہو۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱ے سنت کفایہ اسے کہتے ہیں جو اہل محلہ میں کچھ افراد کے ادا کرنے سے تمام کی ذمہ داری پوری ہو جائے اور کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گنہگار اور سنت کے تارک ہوں گے۔

۵۲ تراویح، ترویحہ کی جمع ہے۔ اور جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تراویح کی تعداد بارہ سے کم نہیں۔ لہٰذا آٹھ تراویح کا قول صحیح نہیں تفصیل کے لیے غزالی زماں علامہ سید احمد کاظمی رحمہ اللہ کی تصنیف، "کتاب التراویح" کا مطالعہ کیجیے۔

۵۳ تراویح میں قرآن سنانے والا حافظ نابالغ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس پر نماز فرض نہیں اور نفل پڑھنے والے کا جماعت کرانا صحیح نہیں۔

۵۴ یعنی چار چار رکعات کرکے پڑھے یا دو دو کی نیت سے پڑھے ہر قعدے میں درود شریف اور ہر پہلی اور تیسری رکعت میں ثنا پڑھے۔

۵۵ کیونکہ سنتوں کی قضا نہیں ہوتی۔

---

marfat.com

سوالات

۱۔ سُترہ کسے کہتے ہیں۔ اس کا شرعی حکم کیا ہے۔ نیز اس کی مقدار اور رکھنے کی کیفیت کیا ہوگی۔

۲۔ نمازی کے لیے کون کون سے کام مکروہ نہیں ہے۔

۳۔ نمازی کے لیے نماز توڑنا کب واجب ہے اور کس صورت میں جائز ہے؟

۴۔ نماز میں تاخیر کب جائز ہے نیز تارکِ صلوٰۃ کا حکم کیا ہے؟

۵۔ وتر کتنی رکعات ہیں ان کا وقت کیا ہے اور یہ جماعت کے ساتھ کب پڑھے جاتے ہیں۔

۶۔ دعائے قنوت مع ترجمہ لکھیں اور بتائیں کہ اس کا حکم کیا ہے؟ اور اگر کسی کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو وہ کیا پڑھے۔

۷۔ جو آدمی امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں ملا وہ دعائے قنوت پڑھے یا نہ؟

۸۔ سنت موکدہ اور غیر موکدہ اوقات کے اعتبار سے تفصیلاً لکھیں۔

۹۔ تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو، چاشت کی نماز اور استخارہ کی تعریف کریں۔

۱۰۔ سواری پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے۔ تفصیلاً لکھیں۔

۱۱۔ کشتی پر نماز کیسے پڑھی جائے گی نیز دریا کے درمیان اور کنارے سے بندھی ہوئی کشتی میں نماز پڑھنے کے اعتبار سے کیا فرق ہے۔

۱۲۔ تراویح کی شرعی حیثیت اور تعداد لکھیں۔ تراویح میں ختم قرآن کا مسئلہ کیا ہے نیز بیس تراویح پر اہل سنت وجماعت کے کسی عالم نے کوئی کتاب لکھی ہے تو کتاب اور مصنف کا نام لکھیں۔

۱۳۔ مندرجہ ذیل عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ لکھیں نیز بتائیں کہ یہ عبارت کس عنوان کے تحت ہے۔

ولا بمسح جبهته من التراب او الحشيش بعد الفراغ من الصلوٰة لاقبل الفراغ اذا ضره او شغله عن الصلوٰة ولا بالنظر بموق عينيه من غير تحويل الوجه

بَابُ الصَّلوٰةِ فِی الْکَعْبَةِ

صَحَّ فَرضٌ وَّ نَفلٌ فِیهَا وَ کَذَا فَوْقَهَا وَاِنْ لَّمْ یَتَّخِذْ سُتْرَةً لٰکِنَّہٗ مَکْرُوْہٌ لِاِسَاءَةِ الادب باستعلائه علیها ومن جَعَلَ ظَهْرَہٗ اِلٰی غَیْرِ وَجْہِ اِمَامِهٖ فِیهَا اَوْ فَوْقَهَا صَحَّ وَاِنْ جَعَلَ ظَهْرَہٗ اِلٰی وَجْهِ اِمَامِهٖ لَا یَصِحُّ وَصَحَّ الْاِقْتِدَاءُ خَارِجَهَا بِاِمَامٍ فِیهَا وَالْبَابُ مَفْتُوحٌ وَاِنْ تَحَلَّقُوْا حَوْلَهَا وَالْاِمَامُ خَارِجَهَا صَحَّ اِلَّا لِمَنْ کَانَ اَقْرَبَ اِلَیْهَا فِیْ جِهَةِ اِمَامِهٖ ۔

کعبہ شریف میں نماز پڑھنا:

کعبہ[1] میں فرض اور نفل پڑھنا صحیح ہے۔ اسی طرح اس کے اوپر بھی اگرچہ سترہ نہ رکھے[2] لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ کعبۃ اللہ سے بلند ہونا بے ادبی ہے۔

کعبۃ اللہ میں یا اس کے اوپر، جس شخص کی پیٹھ امام کے چہرے کی طرف نہ ہو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر وہ اپنی پیٹھ امام کے چہرے کی طرف کرے تو نماز صحیح نہ ہوگی۔

(عمارتِ) کعبہ سے باہر ایسے امام کی اقتداء کرنا جو اس کے اندر ہے، صحیح ہے بشرطیکہ دروازہ کھلا ہو۔

اگر عمارتِ کعبہ کے گرد نماز پڑھیں اور امام بھی باہر ہو تو نماز صحیح ہوگی۔ سوائے اس کے جو امام کی جہت میں کعبۃ اللہ کے زیادہ قریب ہے[3]

---

[1] کعبہ شریف وہ عمارت ہے جو مسجد حرام کے صحن میں مربع شکل میں ہے اور حج وعمرہ کرنے والے اس کا طواف کرتے ہیں۔ اسے بیت اللہ الحرام بھی کہا جاتا ہے۔ مسلمان جہاں بھی ہوں اسی کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

[2] کیونکہ آسمان تک تمام فضاء کعبۃ اللہ کی فضا ہے لہٰذا عمارت کے اوپر نماز جائز ہے۔ البتہ بے ادبی کے پیش نظر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

marfat.com

بَابُ صلوٰۃ المسافر

اَقَلُّ سَفَرٍ تَتَغَيَّرُ بِهِ الْاَحْكَامُ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ اَقْصَرِ اَيَّامِ السَّنَةِ بِسَيْرٍ وَسْطٍ مَعَ الْاِسْتِرَاحَاتِ وَالْوَسْطُ سَيْرُ الْاِبِلِ وَمَشْيُ الْاَقْدَامِ فِي الْبَرِّ وَفِي الْجَبَلِ بِمَا يُنَاسِبُهُ وَفِي الْبَحْرِ اعْتِدَالُ الرِّيْحِ فَيَقْصُرُ الْفَرْضَ الرُّبَاعِيَّ مَنْ نَوَى السَّفَرَ وَلَوْ كَانَ عَاصِيًا بِسَفَرِهٖ اِذَا جَاوَزَ بُيُوْتَ مَقَامِهٖ وَجَاوَزَ اَيْضًا مَا اتَّصَلَ بِهٖ مِنْ فِنَائِهٖ وَاِنِ انْفَصَلَ الْفِنَاءُ بِمَزْرَعَةٍ اَوْ قَدْرِ غَلْوَةٍ لَا يُشْتَرَطُ مُجَاوَزَتُهُ وَالْفِنَاءُ الْمَكَانُ الْمُعَدُّ لِمَصَالِحِ الْبَلَدِ كَرَكْضِ الدَّوَابِّ وَدَفْنِ الْمَوْتٰى ۔

مسافر کی نماز:

کم از کم سفر جس کے ساتھ احکام بدلتے ہیں سال کے چھوٹے دنوں میں اوسط چال کے ساتھ آرام کے اوقات سمیت تین دن کی مسافت ہے[1]۔
درمیانی چال سے مراد اونٹ کی چال اور میدان میں پیدل چلنا ہے۔ پہاڑ میں اس کی مناسبت سے ہے اور دریا (سمندر) میں ہوا کا معتدل ہونا شرط ہے۔ پس جو شخص سفر کی نیت کرے اگرچہ اس سفر کے باعث گنہگار ہی ہو تو وہ چار رکعات فرض میں قصر کرے[2]۔ جب اپنی جائے سکونت کی آبادی اور اس کے ساتھ جو فنا ملی ہوئی ہے، سے گزر جائے۔ اگر فنا ایک کھیتی یا تیر پھینکنے کی مقدار (بستی سے) جدا ہو تو اس سے گزرنا شرط نہیں۔ فنا وہ مکان ہے جو شہر (والوں) کی بہتری (اور ضرورتوں) کے لیے بنایا جاتا ہے مثلاً گھوڑے دوڑانا اور مُردوں کو دفن کرنا[3]۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

[3] چونکہ کعبہ شریف کے قریب یعنی مسجد حرام کے صحن میں نماز پڑھنے والے کی نگاہ عمارت کعبہ پر ہونی چاہیے۔ لہٰذا نمازی اس کے چاروں طرف کھڑے ہوں گے۔ اس صورت میں نمازیوں کا رُخ ایک دوسرے کی طرف ہوگا۔ یہاں شرط یہ ہے کہ جو لوگ اُس طرف کھڑے ہوں جس جانب (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

(بقیہ صفحہ سابقہ سے سابقہ)

امام کھڑا ہے تو وہ کعبۃ اللہ کی دیوار سے امام کی نسبت سے دور ہوں تاکہ امام سے آگے بڑھنا لازم نہ آئے۔ اور ان کی پیٹھ امام کے چہرے کی طرف نہ ہو۔

اس نقشہ میں الف، ب اور ج اطراف کے نمازی امام کی نسبت کعبۃ اللہ کے قریب بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں لیکن "د" والی طرف امام سے آگے ہونا ناجائز ہے کیونکہ امام اسی جانب ہے لہٰذا نقشہ میں دکھائے گئے زید کی نماز صحیح نہیں۔

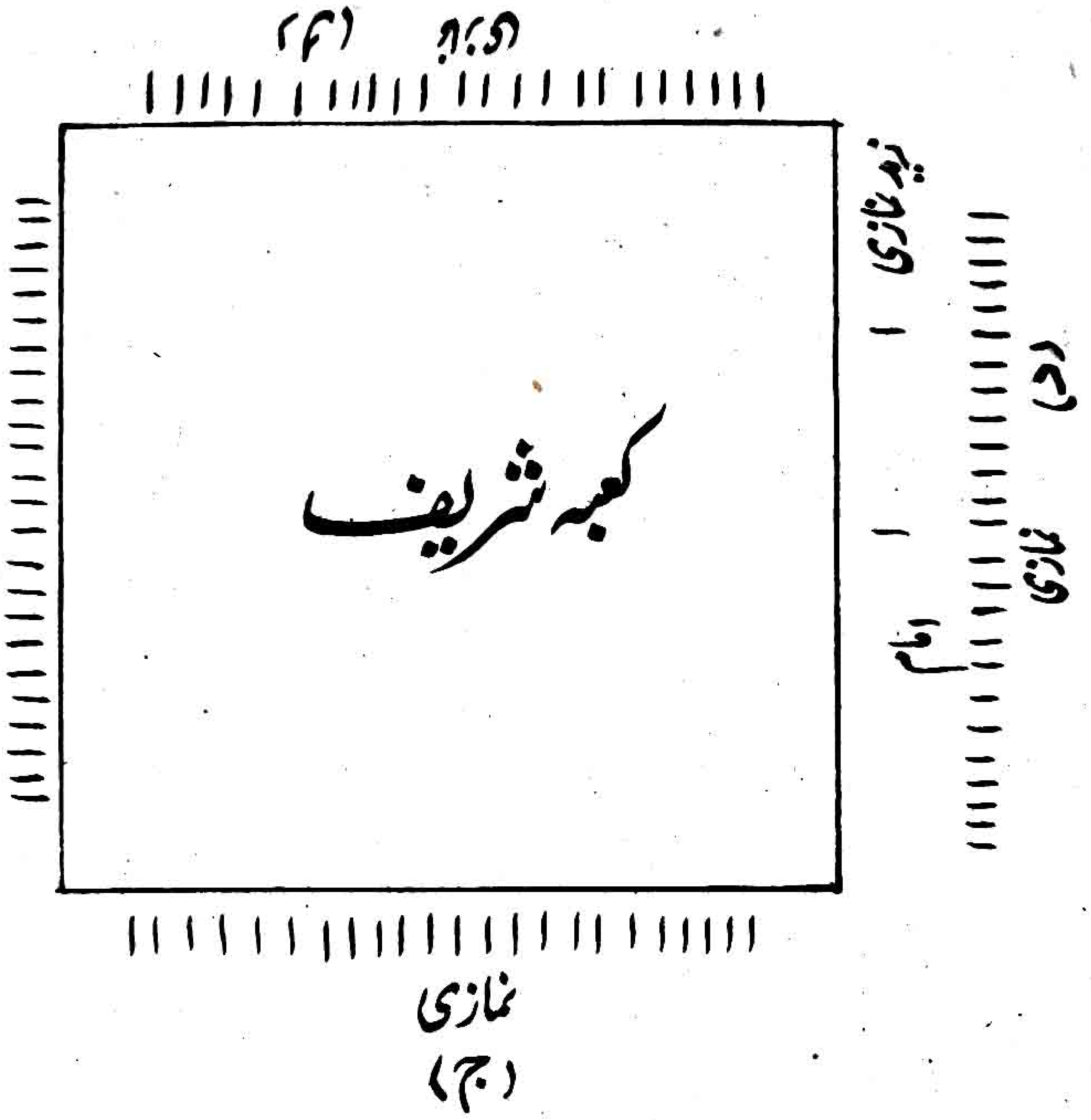

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱؎ اگر کوئی شخص تین دن کی مسافت پر جو $57\frac{3}{8}$ میل بنتے ہیں، جائے اور پندرہ دن سے کم مدت وہاں ٹھہرنا ہو تو وہ مسافر ہے اگر پندرہ دن یا زیادہ کی نیت ہے تو مسافر شمار نہ ہوگا۔

۲؎ قرآن و سنت میں مطلق مسافر کے لیے رخصت کا ذکر ہے نیک و بد کی قید نہیں لہٰذا جو شخص کسی جرم کی خاطر ہی سفر کیوں نہ کرتا ہو اس پر بھی مسافر کے احکام نافذ ہوں گے۔

۳؎ تین رکعات والی نماز پوری پڑھنا ہوگی۔ اسی طرح وتر اور سنتیں بھی مکمل پڑھے البتہ گاڑی وغیرہ کے نکلنے کا خوف ہو اور وقت بالکل تھوڑا ہو تو سنتیں اور نوافل چھوڑے جا سکتے ہیں۔

۴؎ شہریوں کی ضرورت کے لیے شہر سے باہر کھیلنے کا میدان، عیدگاہ، قبرستان اور اسٹیشن وغیرہ بنائے جاتے ہیں چونکہ وہ شہر ہی کا ایک حصہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب ان مقامات سے نکل جائے گا تو مسافر شمار ہوگا۔ البتہ اگر یہ چیزیں شہر سے متصل نہ ہوں مثلاً تیر پھینکنے کی مقدار یا ایک بڑی کھیتی درمیان میں حائل ہے تو شہر سے نکلتے ہی مسافر ہو جائے گا۔

marfat.com

وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ نِيَّةِ السَّفَرِ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ الْإِسْتِقْلَالُ بِالْحُكْمِ وَالْبُلُوْغُ وَعَدَمُ نُقْصَانِ مُدَّةِ السَّفَرِ عَنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَلَا يَقْصُرُ مَنْ لَمْ يُجَاوِزْ عُمْرَانَ مَقَامِهٖ أَوْ جَاوَزَ وَكَانَ صَبِيًّا أَوْ تَابِعًا لَمْ يَنْوِ مَتْبُوْعُهُ السَّفَرَ كَالْمَرْأَةِ مَعَ زَوْجِهَا وَالْعَبْدِ مَعَ مَوْلَاهُ وَالْجُنْدِيِّ مَعَ أَمِيْرِهٖ أَوْ نَاوِيًا دُوْنَ الثَّلَاثَةِ وَتُعْتَبَرُ نِيَّةُ الْإِقَامَةِ وَالسَّفَرِ مِنَ الْأَصْلِ دُوْنَ التَّبَعِ إِنْ عَلِمَ نِيَّةَ الْمَتْبُوْعِ فِي الْأَصَحِّ وَالْقَصْرُ عَزِيْمَةٌ عِنْدَنَا فَإِذَا أَتَمَّ الرُّبَاعِيَّةَ وَقَعَدَ الْقُعُوْدَ الْأَوَّلَ صَحَّتْ صَلٰوتُهٗ مَعَ الْكَرَاهَةِ وَإِلَّا فَلَا تَصِحُّ إِلَّا إِذَا نَوَى الْإِقَامَةَ لَمَّا قَامَ لِلثَّالِثَةِ

سفر کی نیت صحیح ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں۔

(۱) فیصلہ کرنے میں مستقل (حیثیت کا مالک) ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) سفر کی مدت (مسافت) تین دن سے کم نہ ہونا۔

پس وہ شخص جو اپنی جائے سکونت کی آبادی سے آگے نہ بڑھا، یا آگے چلا گیا لیکن بچہ تھا یا کسی کے تابع تھا اور اس کے متبوع نے سفر کی نیت نہیں کی۔ مثلاً عورت اپنے خاوند کے ساتھ، غلام اپنے آقا کے ساتھ یا سپاہی اپنے امیر کے ساتھ ہو۔ یا اس نے تین دن سے کم (مسافت) کی نیت کی وہ قصر نہ کرے۔ اقامت اور سفر کی نیت اصل سے معتبر ہوگی۔ تابع سے اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ اگر متبوع کی نیت کا علم ہو جائے۔ اصح قول یہی ہے[۱]۔

قصر ہمارے نزدیک عزیمت[۲] ہے۔ اگر کسی مسافر نے چار رکعتیں پوری کر دیں اور پہلا قعدہ بھی کیا تو اس کی نماز کراہت کے ساتھ صحیح ہو جائے گی۔ ورنہ صحیح نہ ہوگی[۳] البتہ تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوتے وقت اقامت کی نیت کرے تو ہو جائے گی[۴]۔

---

[۱] اگر مسافر کسی دوسرے کے تابع ہو تو وہ اپنی مرضی سے نیت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ممکن ہے اس کے متبوع نے پندرہ دن یا اس سے زائد کی نیت کی ہو اور یہ کم دنوں کی نیت کرے لہٰذا اصل کا اعتبار ہوگا۔ (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَلَا يَزَالُ يَقْصُرُ حَتّٰى يَدْخُلَ مِصْرَهٗ اَوْ يَنْوِيَ اِقَامَتَهٗ نِصْفَ شَهْرٍ بِبَلَدٍ اَوْ قَرْيَةٍ وَقَصَرَ اِنْ نَوٰى اَقَلَّ مِنْهُ اَوْ لَمْ يَنْوِ وَبَقِيَ سِنِيْنَ وَلَا تَصِحُّ نِيَّةُ الْاِقَامَةِ بِبَلْدَتَيْنِ لَمْ يُعَيِّنِ الْمَبِيْتَ بِاَحَدِهِمَا وَلَا فِيْ مَفَازَةٍ لِغَيْرِ اَهْلِ الْاَخْبِيَةِ وَلَا لِعَسْكَرِنَا بِدَارِ الْحَرْبِ وَلَا بِدَارِنَا فِيْ مُحَاصَرَةِ اَهْلِ الْبَغْيِ۔

اور اس وقت تک قصر کرتا رہے جب تک اپنے شہر میں داخل نہ ہو یا کسی شہر یا بستی میں نصف مہینہ ٹھہرنے کی نیت کرے۔ اگر اس سے کم (مدت ٹھہرنے) کی نیت کی یا بالکل نیت نہیں کی اور کئی سال وہاں رہا تو وہ قصر کرے۔ ایسے دو شہروں میں اقامت کی نیت صحیح نہ ہوگی جن میں سے کسی ایک میں رات گزارنے کا تعین نہیں کیا[1] خانہ بدوش لوگوں کے علاوہ کسی کے لیے جنگل (اور صحرا) میں، لشکر اسلام کے لیے دارالحرب میں اور باغیوں کا محاصرہ کرتے ہوئے اپنے ملک میں اقامت کی نیت صحیح نہیں[2]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۲؎ اصل میں یہ مجازاً رخصت ہے کیونکہ حقیقی رخصت یہ ہوتی ہے کہ دونوں طرح عمل کی اجازت ہوتی ہے لیکن مسافر کو دو اور چار میں اختیار نہیں ہے۔ اسے چار کی جگہ دو رکعتیں پڑھنا ہوں گی۔

۳؎ چونکہ مسافر کے لیے دو رکعتوں کے بعد والا قعدہ آخری قعدہ ہوتا ہے لہٰذا چار رکعتیں پڑھنے کی صورت میں اگر پہلا قعدہ کیا تو نماز ہو جائے گی اگرچہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس طرح ایک واجب یعنی سلام میں تاخیر ہوگئی لیکن پہلا قعدہ نہ کرنے کی صورت میں فرض قعدہ رہ گیا لہٰذا فرض نماز ادا نہیں ہوئی۔

۴؎ کیونکہ اب حالت بدلنے سے حکم بدل گیا اور اب اس کے ذمہ دو کی بجائے چار فرض ہیں۔

(صفحہ ہذا) ۱؎ اگر کوئی مسافر یہ نیت کرے کہ میں فلاں دو شہروں میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ مقیم رہوں گا، لیکن اس بات کی وضاحت نہ کرے کہ رات کہاں گزارے گا تو وہ مقیم نہ ہوگا البتہ رات گزارنے کے لیے ایک شہر کا تعین کرے تو اس شہر میں داخل ہوتے ہی مقیم ہو جائے گا۔ کیونکہ اقامت کا تعلق اسی مقام سے ہوتا ہے جہاں آدمی رات گزارتا ہے۔

۲؎ چونکہ جنگل، جزیرہ اور سمندر وغیرہ وطن نہیں ہیں لہٰذا وہاں اقامت کی نیت صحیح نہیں البتہ جو لوگ خانہ بدوش ہیں ان کے اپنے گھر اور مکانات نہیں۔ وہ خیمے لگا کر بیابانوں اور جنگلوں میں رہتے ہیں لہٰذا وہ کسی بیابان میں اقامت کی نیت کریں تو صحیح ہوگی۔

چونکہ لشکر اسلام یا محاصرہ کرنے والوں کو معلوم نہیں ہوتا کہ کب واپسی ہوگی۔ ممکن ہے وہ (بقیہ برصفحہ آئندہ)

وَاِنِ اقْتَدٰی مُسَافِرٌ بِمُقِیْمٍ فِی الْوَقْتِ صَحَّ وَاَتَمَّهَا اَرْبَعًا وَبَعْدَهٗ لَایَصِحُّ وَبِعَکْسِهٖ صَحَّ فِیْهِمَا وَنُدِبَ لِلْاِمَامِ اَنْ یَّقُوْلَ اَتِمُّوْا صَلٰوتَکُمْ فَاِنِّیْ مُسَافِرٌ وَیَنْبَغِیْ اَنْ یَّقُوْلَ ذٰلِكَ قَبْلَ شُرُوْعِهٖ فِی الصَّلٰوةِ وَلَایَقْرَاُ الْمُقِیْمُ فِیْمَا یُتِمُّهٗ بَعْدَ فَرَاغِ اِمَامِهِ الْمُسَافِرِ فِی الْاَصَحِّ وَفَائِتَةُ السَّفَرِ وَالْحَضَرِ تُقْضٰی رَکْعَتَیْنِ وَاَرْبَعًا

اگر مسافر، وقتی نماز میں مقیم کی اقتدار کرے تو صحیح ہے اور وہ چار رکعتیں پوری کرے اور اس کے بعد اقتدار صحیح نہیں [1] اس کے برعکس دونوں صورتوں میں اقتدار صحیح ہے۔

امام کے لیے[2] مستحب ہے کہ کہے "اپنی نماز مکمل کر دو بے شک میں مسافر ہوں"، اور یہ بات نماز شروع کرنے سے پہلے کہنا مناسب ہے۔

اصح قول کے مطابق مقیم مقتدی مسافر امام کے فارغ ہونے پر باقی نماز میں قراءت نہ کرے[3]۔ سفر اور حضر کی فوت شدہ نماز دو اور چار رکعتوں میں قضا کی جائے[4]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) دوسرے دن واپس ہوں یا سال گزر جائے لہٰذا وہ قطعی طور پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

(صفحہ ہذا) [1] چونکہ وقت پر نماز پڑھنے سے مسافر امام کے پیچھے چار ہی پڑھے گا لیکن قضا ہونے کی صورت میں صرف دو رکعتیں پڑھنا ہوں گی لہٰذا چار پڑھنے والے امام کے پیچھے نہیں پڑھ سکتا۔

[2] یعنی امام مسافر ہو اور مقتدی مقیم تو وقتی نماز ہو یا قضا دونوں طرح صحیح ہے۔

[3] کیونکہ وہ مقتدی ہے اور مقتدی کے لیے الگ قراءت پڑھنا جائز نہیں۔

[4] اگر حالتِ اقامت میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعتیں پڑھے چاہے سفر میں قضا کرے لیکن سفر کی نماز قضا ہو تو دو رکعتیں پڑھے چاہے گھر آکر ہی کیوں نہ پڑھے۔

---

marfat.com

وَالْمُعْتَبَرُ فِيْهِ اٰخِرُ الْوَقْتِ وَيَبْطُلُ الْوَطَنُ الْاَصْلِيُّ بِمِثْلِهٖ فَقَط وَيَبْطُلُ وَطَنُ الْاِقَامَةِ بِمِثْلِهٖ وَبِالسَّفَرِ وَبِالْاَصْلِيِّ وَالْوَطَنُ الْاَصْلِيُّ هُوَ الَّذِیْ وُلِدَ فِيْهِ اَوْ تَزَوَّجَ اَوْلَمْ يَتَزَوَّجْ وَقَصَدَ التَّعَيُّشَ لَا الْاِرْتِحَالَ عَنْهُ وَوَطَنُ الْاِقَامَةِ مَوْضِعٌ نَوَى الْاِقَامَةَ فِيْهِ نِصْفَ شَهْرٍ فَمَا فَوْقَهٗ وَلَمْ يَعْتَبِرِ الْمُحَقِّقُوْنَ وَطَنَ السُّكْنٰى وَهُوَ مَا يَنْوِی الْاِقَامَةَ فِيْهِ دُوْنَ نِصْفِ شَهْرٍ۔

اس میں آخری وقت کا اعتبار ہوگا[۱] وطن اصلی صرف اس کی مثل کے ساتھ باطل ہوتا ہے۔ اور وطن اقامت اپنی مثل کے ساتھ، سفر کے ساتھ اور وطن اصلی کے ساتھ باطل ہوتا ہے۔ وطن اصلی وہ ہے جہاں کوئی شخص پیدا ہوا یا اس نے شادی کی یا شادی نہیں کی لیکن وہاں سکونت پذیر ہونے کا ارادہ کیا وہاں سے جانے کا ارادہ نہیں کیا۔ اور وطن اقامت وہ ہے جہاں نصف مہینہ یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا[۲] محققین نے وطن سُکنیٰ کا اعتبار نہیں کیا اور یہ وہ جگہ ہے جہاں پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ کیا۔

۱ے مثلاً ظہر کی نماز قضا ہو گئی تو دیکھیں گے کہ آخری وقت مسافر تھا، یا مقیم، اگر مسافر تھا تو دو رکعتوں کی قضا ہوگی ورنہ چار رکعات پڑھنا ہوں گی۔

۲ے وطن اصلی سے سفر پر جائے یا کہیں ملازمت وغیرہ کے سلسلے میں جائے تو وطن اصلی باطل نہیں ہوتا اور گھر چاہے ایک دن کے لیے آئے پوری نماز پڑھے گا۔ البتہ کسی دوسری جگہ کو وطن اصلی بنا لیا یعنی پہلے وطن سے ہمیشہ کے لیے چلا گیا اور دوسری جگہ مستقل سکونت اختیار کرلی تو وطن اصلی باطل ہو جائے گا لیکن وطن اقامت اپنی مثل اور وطن اصلی نیز سفر کے ساتھ باطل ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کا گھر کراچی میں ہے وہ ملازمت کے لیے لاہور رہتا ہے تو لاہور وطن اقامت ہے۔ کراچی جائے یا کسی دوسری جگہ سفر پر جائے یا کہیں اور جا کر اقامت اختیار کرے وطن اقامت باطل ہو گیا یعنی اب لاہور واپس آکر پندرہ یا زیادہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تو مقیم ہوگا ورنہ مسافر ہوگا البتہ اگر لاہور میں اس کے اہل و عیال بھی رہتے ہیں اور ساز و سامان ہے تو اب مکمل نماز پڑھے گا چاہے پندرہ دن کی نیت نہ ہو۔

بَابُ صَلٰوةِ الْمَرِيْضِ

اِذَا تَعَذَّرَ عَلَى الْمَرِيْضِ كُلُّ الْقِيَامِ وَتَعَسَّرَ بِوُجُوْدِ اَلَمٍ شَدِيْدٍ اَوْ خَافَ زِيَادَةَ الْمَرَضِ اَوِ اِبْطَاءَهُ بِهٖ صَلّٰى قَاعِدًا بِرُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ وَيَقْعُدُ كَيْفَ شَآءَ فِى الْاَصَحِّ وَاِلَّا قَامَ بِقَدْرِ مَا يُمْكِنُهٗ وَاِنْ تَعَذَّرَ الرُّكُوْعُ وَالسُّجُوْدُ صَلّٰى قَاعِدًا بِالْاِيْمَاءِ وَجَعَلَ اِيْمَآءَهٗ لِلسُّجُوْدِ اَخْفَضَ مِنْ اِيْمَائِهٖ لِلرُّكُوْعِ فَاِنْ لَّمْ يَخْفِضْهُ عَنْهُ لَا تَصِحُّ وَلَا يُرْفَعُ لِوَجْهِهٖ شَيْءٌ يَسْجُدُ عَلَيْهِ فَاِنْ فَعَلَ وَخَفَضَ رَاْسَهٗ صَحَّ وَاِلَّا لَا وَاِنْ تَعَسَّرَ الْقُعُوْدُ اَوْمَا مُسْتَلْقِيًا اَوْ عَلٰى جَنْبِهٖ وَالْاَوَّلُ اَوْلٰى وَيَجْعَلُ تَحْتَ رَاْسِهٖ وِسَادَةً لِيَصِيْرَ وَجْهُهٗ اِلَى الْقِبْلَةِ وَاِنْ تَعَذَّرَ الْاِيْمَآءُ اُخِّرَتْ عَنْهُ مَادَامَ يَفْهَمُ الْخِطَابَ قَالَ فِى الْهِدَايَةِ هُوَ الصَّحِيْحُ.

بیمار کی نماز:

جب مریض کے لیے مکمل طور پر کھڑا ہونا ناممکن ہو یا سخت درد کی وجہ سے مشکل ہو یا بیماری کے بڑھ جانے اور لمبا ہو جانے کا ڈر ہو تو رکوع و سجود کے ساتھ بیٹھ کر پڑھے اور جیسے چاہے بیٹھے یہ اصح قول کے مطابق ہے ورنہ جس حد تک ممکن ہو کھڑا ہو۔ اور اگر رکوع و سجود ممکن نہ ہوں تو بیٹھ کر اشارے کے ساتھ پڑھے[1] اور سجدے کے اشارے کو رکوع کے اشارے سے پست رکھے۔ اگر پست نہ کیا تو صحیح نہ ہوگا۔ سجدہ کرنے کے لیے اسکے چہرے کی طرف کوئی چیز نہ اٹھائی جائے اگر ایسا کیا اور ساتھ ساتھ سر کو بھی جھکایا تو صحیح ہے ورنہ نہیں۔

اگر بیٹھنا بھی مشکل ہو جائے تو پیٹھ کے بل یا پہلو پر لیٹ کر اشارہ کرے۔ پہلی صورت زیادہ بہتر ہے۔ سر کے نیچے تکیہ رکھے تاکہ اس کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو آسمان کی طرف نہ ہو اگر طاقت ہو تو گھٹنوں کو کھڑا کرنا مناسب ہے تاکہ انہیں قبلہ کی طرف نہ بڑھائے[2]۔ اگر اشارہ کرنا بھی مشکل ہو تو اس وقت تک نماز مؤخر ہو جائیگی جب تک خطاب کو سمجھتا ہے۔ ہدایہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے[3]۔

---

[1] مثلاً ایک شخص کھڑا تو ہوسکتا ہے لیکن کمر میں درد کی وجہ سے جھک نہیں سکتا۔

marfat.com

وَجَزَمَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ فِي التَّجْنِيسِ وَالْمَزِيْدِ بِسُقُوْطِ الْقَضَاءِ إِذَا دَامَ عَجْزُهُ عَنِ الْإِيْمَاءِ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسِ صَلَوَاتٍ وَإِنْ كَانَ يَفْهَمُ الْخِطَابَ وَصَحَّحَهُ قَاضِيْخَان وَمِثْلُهُ فِي الْمُحِيْطِ وَاخْتَارَهُ شَيْخُ الْإِسْلَامِ وَفَخْرُ الْإِسْلَامِ وَقَالَ فِي الظَّهِيْرِيَّةِ هُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَفِي الْخُلَاصَةِ هُوَ الْمُخْتَارُ وَصَحَّحَهُ فِي الْيَنَابِيْعِ وَالْبَدَائِعِ وَجَزَمَ بِهِ الْوَلْوَالِجِيُّ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ

صاحبِ ہدایہ نے تجنیس اور مزید میں قطعی طور پر فرمایا ہے کہ اگر اشارے سے اس کا عاجز ہونا پانچ نماز دں سے بڑھ جائے تو قضاء ساقط ہو جائے گی۔ اگرچہ خطاب کو سمجھتا ہو۔ قاضی خاں نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اسی کی مثل محیط میں ہے۔ شیخ الاسلام اور فخر الاسلام کے نزدیک یہی مختار ہے۔ ظہیریہ میں کہا گیا ہے کہ یہ ظاہر روایت ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ خلاصہ میں ہے کہ یہی مختار ہے۔ ینابیع اور بدائع میں اسے صحیح قرار دیا گیا ہے۔ ولوالجی نے بھی اسی کی قطعیت کا قول کیا ہے۔ (رحمہم اللہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۲؎ اس کی صورت یہ ہے کہ چارپائی یوں بچھائی جائے کہ پاؤں والی طرف قبلہ کی جانب ہو سر کے پیچھے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کریں تاکہ چہرہ قبلہ رُخ ہو اور ٹانگوں کو کھڑا کیا جائے اور یوں اشارے سے نماز پڑھے۔

۳؎ یہاں چار صورتیں ہیں۔ اگر چھ یا اس سے زیادہ نمازیں پڑھنے سے عاجز رہا اور وہ بات کو سمجھ بھی نہیں سکتا تو سب ائمہ کا اجماع ہے کہ قضاء ساقط ہو گئی۔ اور اگر کم نمازیں ہیں اور اس کے ہوش وحواس بھی قائم ہیں تو ان نمازوں کی قضا کرنا ہوگی اور اگر چھ نمازیں پڑھنے سے اس حال میں عاجز ہے کہ بات سمجھتا ہے یا کم نمازیں ہیں لیکن بات نہیں سمجھتا تو اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں قضا لازم ہوگی اور بعض کے نزدیک نہیں۔

(طحطاوی علی المراقی)

وَلَمْ يُوْمِ بِعَيْنِهٖ وَقَلْبِهٖ وَحَاجِبِهٖ وَاِنْ قَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ وَعَجَزَ عَنِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ صَلّٰى قَاعِدًا بِالْاِيْمَاءِ وَاِنْ عَرَضَ لَهٗ مَرَضٌ يُتِمُّهَا بِمَا قَدَرَ وَلَوْ بِالْاِيْمَآءِ فِي الْمَشْهُوْرِ وَلَوْ صَلّٰى قَاعِدًا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ فَصَحَّ بَنٰى وَلَوْ كَانَ مُوْمِيًا لَا وَمَنْ جُنَّ اَوْ اُغْمِيَ عَلَيْهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ قَضٰى وَلَوْ اَكْثَرَ لَا۔

آنکھ، دل اور ابروؤں کے ساتھ اشارہ نہ کرے[۱]۔ اور اگر کھڑا ہونے پر قادر ہو لیکن رکوع اور سجدہ سے عاجز ہو تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ اگر (نماز کے دوران) بیماری لاحق ہو جائے تو جس طرح ہو سکے اسے پورا کرے۔ اگرچہ اشارے کے ساتھ ہو۔ یہ مشہور قول ہے۔ اگر بیٹھ کر رکوع اور سجدے کے ساتھ پڑھ رہا تھا کہ صحیح ہو گیا تو بنا کرے[۲]۔ اگر اشارے سے پڑھ رہا تھا تو نہ کرے[۳]۔ جو آدمی پانچ نمازوں میں پاگل یا بے ہوش رہا وہ قضا کرے اگر زیادہ ہوں تو نہ کرے[۴]۔

۱ے کیونکہ سجدے کا تعلق سر کے ساتھ ہے آنکھوں اور ابروؤں وغیرہ کے ساتھ نہیں۔

۲ے یعنی باقی نماز کھڑا ہو کر پڑھے۔

۳ے یعنی دوبارہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔ کیونکہ پڑھی گئی نماز پر بنا کرنے سے قوی کی ضعیف پر بنا لازم آئے گی۔

۴ے عذر تین قسم کے ہیں۔

۱۔ بہت طویل ہو مثلاً بچہ ہونا۔

۲۔ بہت مختصر ہو۔ مثلاً نیند

۳۔ کبھی طویل اور کبھی مختصر مثلاً بے ہوشی۔

پہلے عذر کی وجہ سے عبادات ساقط ہوتی ہیں۔ دوسرے یعنی نیند کی وجہ سے عبادت معاف نہیں ہوتی۔ تیسرا عذر یعنی بیہوشی اگر زیادہ ہو مثلاً پانچ سے زیادہ نمازوں کا وقت اسی حالت میں گزر جائے تو قضا نہیں کرے گا کم ہوں تو قضا کرنا ہوگی۔

marfat.com

فصل فی اسقاط الصلٰوۃ والصوم) اذا مات المریض ولم یقدر علی الصلٰوۃ بالایماء لا یلزمہ الایصاء بہا وان قلت وکذا الصوم ان افطر فیہ المسافر والمریض وماتا قبل الاقامۃ والصحۃ وعلیہ الوصیۃ بما قدر علیہ وبقی بذمتہ فیخرج عنہ ولیہ من ثلث ما ترک لصوم کل یوم ولصلٰوۃ کل وقت حتی الوتر نصف صاع من بر او قیمتہ وان لم یوص وتبرع عنہ ولیہ جاز ولا یصح ان یصوم ولا ان یصلی عنہ وان لم یف ما اوصی بہ عما علیہ یدفع ذلک المقدار للفقیر فیسقط عن المیت بقدرہ ثم یھبہ الفقیر للولی ویقبضہ .... ثم یدفعہ للفقیر فیسقط بقدرہ ثم یھبہ الفقیر للولی ویقبضہ ثم یدفعہ الولی للفقیر

نماز اور روزے کا اسقاط:

جب مریض مر جائے اور وہ اشارے سے نماز پڑھنے پر بھی قادر نہ تھا تو اس پر وصیت کرنا لازم نہیں[1] اگرچہ نمازیں کم ہوں[2]۔ روزے کا بھی یہی حکم ہے اگر مسافر یا مریض نے روزہ نہ رکھا اور وہ مقیم یا صحت مند ہونے سے پہلے انتقال کر گیا۔ اور اگر وہ ادائیگی پر قادر تھا تو اس پر وصیت کرنا لازم ہے[3]۔ اور یہ اسکے ذمہ باقی ہو پس اسکا ولی اسکے ترکہ کے تہائی حصے میں سے ہر دن کے روزے اور ہر نماز حتیٰ کہ وتروں کا (بھی) فدیہ نصف صاع گندم یا اس کی قیمت ادا کرے اور اگر اس نے وصیت نہیں کی بلکہ ولی نے اپنی طرف سے ادا کر دیا تو بھی جائز ہے میت کی طرف سے روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا صحیح نہیں[4] ہے۔

اگر وہ مال جس کی وصیت کی ہے اس عبادت کا پورا فدیہ نہ ہو سکے جو اس کے ذمہ ہے تو یہ مقدار کسی فقیر کو دے پس میت سے اس کا اندازہ ساقط ہو جائے گا۔ پھر فقیر ولی کو ہبہ کرے وہ قبضہ کر کے پھر فقیر کو دے تو اتنا اندازہ مزید ساقط ہو جائے گا۔ فقیر پھر ولی کو دے وہ اس پر قبضہ کر کے دوبارہ فقیر

---

[1] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص طاقت نہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔"

(بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَهٰكَذَا حَتّٰى يَسْقُطَ مَا كَانَ عَلَى الْمَيِّتِ مِنْ صَلٰوةٍ وَصِيَامٍ وَيَجُوْزُ إِعْطَاءُ فِدْيَةِ صَلَوَاتٍ لِوَاحِدٍ جُمْلَةً بِخِلَافِ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ

کو دے اسی طرح کرتے رہیں حتیٰ کہ جو کچھ نمازیں اور روزے میت کے ذمہ ہیں وہ ساقط ہو جائیں[۱] ۔ چند نمازوں (اور روزوں) کا فدیہ کسی ایک فقیر کو بھی دے سکتا ہے جب کہ کفارۂ قسم کا حکم اس کے برعکس ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۲؎ یعنی ایک دن رات کی نمازوں سے کم ہوں۔

۳؎ یہاں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حالت سفر اور مرض میں ہی انتقال ہو گیا تو چونکہ قضا پر قادر ہی نہیں ہوا لہٰذا وصیت ضروری نہیں اور اگر قضا کا وقت ملا تھا لیکن سُستی وغیرہ کی وجہ سے قضا نہیں کر سکا تو وصیت کرنا لازمی ہے۔

۴؎ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ ہی اس کی طرف سے نماز پڑھے بلکہ اس کی طرف سے (مساکین کو) کھانا دے۔

(صفحہ ھذا) ۱؎ اس کو حیلۂ اسقاط کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

حیلۂ اسقاط

میت نے جو نمازیں نہیں پڑھیں یا جو روزے نہیں رکھے اگر ان کا پورا فدیہ دینا ممکن نہ ہو تو ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے فدیہ کی ادائیگی ہو سکے۔ اس کو حیلۂ اسقاط کہتے ہیں۔ درحقیقت بدنی عبادت کسی دوسرے شخص کی طرف سے ادا نہیں کی جا سکتی لہٰذا نماز اور روزہ رہ جانے کی صورت میں فدیہ دینا ہو گا۔ روزے کے فدیہ کا خود قرآن پاک میں ذکر ہے اور اسی کی مناسبت سے فقہاء کرام نے نماز کی طرف سے بھی فدیہ دینا جائز قرار دیا ہے۔ ایک روزے یا ایک فرض نماز کا فدیہ تقریباً سوا دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔ اب اس کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں یا تو میت نے وصیت کی ہو تو اس کے تہائی مال سے وصیت پوری کر دی جائے۔ اور اگر اس نے وصیت نہیں کی تو ورثاء اگر چاہیں تو اپنے ذاتی مال سے فدیہ دے دیں اگر وہ تمام نمازوں اور روزوں کا فدیہ دے سکتے ہیں تو حیلے کی ضرورت نہیں ہو گی اور اگر فدیہ زیادہ بنتا ہو تو پھر حیلہ اسقاط کیا جائے گا۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ میت کا ولی فدیہ میں جو کچھ دے رہا ہے وہ کسی فقیر کو میت کی طرف سے بطور فدیہ دے فقیر اس پر قبضہ کر کے واپس کر دے اور یہ پھر اس کو فدیہ کے طور (بقیہ صفحہ آئندہ)

بَابُ قَضَاءِ الْفَوَائِتِ

اَلتَّرْتِيْبُ بَيْنَ الْفَائِتَةِ وَالْوَقْتِيَّةِ وَبَيْنَ الْفَوَائِتِ مُسْتَحَقٌّ وَيَسْقُطُ بِاَحَدِ ثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ ضِيْقُ الْوَقْتِ الْمُسْتَحَبِّ فِي الْاَصَحِّ وَالنِّسْيَانُ وَاِذَا صَارَتِ الْفَوَائِتُ سِتًّا غَيْرَ الْوِتْرِ فَاِنَّهُ لَا يُعَدُّ مُسْقِطًا وَاِنْ لَزِمَ تَرْتِيْبُهُ وَلَمْ يَعُدِ التَّرْتِيْبُ بِعَوْدِهَا اِلَى الْقِلَّةِ وَلَا بِفَوْتِ حَدِيْثَةٍ بَعْدَ سِتٍّ قَدِيْمَةٍ عَلَى الْاَصَحِّ فِيْهِمَا

فوت شدہ نمازوں کی قضاء:

فوت شدہ نمازوں اور وقتی نمازیں[1] نیز فوت شدہ نمازوں کے درمیان ترتیب ضروری[2] ہے۔ اور تین باتوں میں سے ایک کے ساتھ ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ اصح قول کے مطابق مستحب وقت کا تنگ ہو جانا، بھول جانا اور جب وتروں کے علاوہ فوت شدہ نمازیں چھ ہو جائیں کیونکہ وتر ترتیب کو ساقط کرنے والے امور میں شمار نہیں ہوتے اگرچہ ان کی ترتیب بھی لازمی[3] ہے۔

نمازوں کی تعداد کم ہونے سے ترتیب نہیں ٹوٹے گی[4] اور نہ ہی چھ قدیم نمازوں کے بعد کسی نئی نماز کے فوت ہونے سے ترتیب لازم ہوگی۔ ان دونوں (مسئلوں) میں زیادہ صحیح قول یہی ہے[5]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) پر دے اس طرح کرتے رہیں یہاں تک کہ فدیہ مکمل ہو جائے۔

دوسرا طریقہ جو قدرے آسان ہے یہ ہے کہ چند فقراء اکٹھے ہو جائیں میت کا ولی وہ رقم ایک فقیر کو دے اس طرح فدیہ کی مقدار کے مطابق نمازیں اور روزے ساقط ہو جائیں گے مثلاً چھتیس سیر گندم ہو تو سولہ نمازیں یا روزے ساقط ہو گئے اب وہ فقیر اس غلے یا رقم کا مالک ہے وہ اپنی مرضی سے دوسرے فقیر کو دے اور نیت یہ ہو کہ میت کی نمازوں یا روزوں کا فدیہ ہے۔ اس طرح بتیس نمازیں ساقط ہو گئیں۔ دوسرا فقیر اسی طرح تیسرے فقیر کو دے، تیسرا چوتھے کو، یہاں تک کہ تمام نمازیں اور روزے ساقط ہو جائیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ جن لوگوں کو فدیہ دیا جائے وہ فقیر ہوں نیز وصیت نہ ہونے کی صورت میں ورثاء اپنے مال سے دیں۔ میت کے چھوڑے ہوئے مال سے جس میں چھوٹے بچے بھی وارث ہوں نہ دیا جائے اور اگر تمام ورثاء بالغ ہیں اور باہم اتفاق سے دیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔

نوٹ:۔ فدیہ میں قرآن پاک بھی رکھا جا سکتا ہے کیونکہ وہ بھی قیمتی مال ہے۔

marfat.com

فَلَوْصَلّٰی فَرْضًا ذَاکِرًا فَائِتَةً وَلَوْ وِتْرًا فَسَدَ فَرْضُہٗ فَسَادًا مَوْقُوْفًا فَاِنْ خَرَجَ وَقْتُ الْخَامِسَةِ مِمَّا صَلَّاہُ بَعْدَ الْمَتْرُوْکَةِ ذَاکِرًا لَّهَا صَحَّتْ جَمِیْعُهَا فَلَا تَبْطُلُ بِقَضَاءِ الْمَتْرُوْکَةِ بَعْدَہٗ وَاِنْ قَضَی الْمَتْرُوْکَةَ قَبْلَ خُرُوْجِ وَقْتِ الْخَامِسَةِ بَطَلَ وَصْفُ مَا صَلَّاہُ مُتَذَکِّرًا قَبْلَهَا وَصَارَ نَفْلًا۔

اگر کسی شخص نے فوت شدہ نماز یاد ہوتے ہوئے فرض نماز پڑھی اگرچہ وتر ہی ہوں تو اس کی فرض نماز فاسد ہوگی لیکن یہ فساد موقوف ہوگا۔ فوت شدہ نماز کے یاد ہوتے ہوئے اس کے بعد پڑھی جانے والی نمازوں میں سے پانچویں نماز کا وقت نکل جائے تو تمام نمازیں صحیح ہو جائیں گے۔ اس کے بعد فوت شدہ نماز کو قضاء کرے تو یہ باطل نہ ہوں گی[۱] اور اگر پانچویں نماز کا وقت نکلنے سے پہلے چھوڑی ہوئی نماز پڑھ لے تو ان پڑھی ہوئی نمازوں کا وصف باطل ہو جائے گا جو فوت شدہ نماز کے یاد ہوتے ہوئے اس سے پہلے پڑھی ہیں اور یہ نمازیں نفل بن جائیں گی۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) [۱] یعنی پہلے فوت شدہ نماز پڑھے۔ اس کے بعد وقتی نماز ادا کرے۔

[۲] جو نماز پہلے فوت ہوئی اس کی قضاء پہلے اور جو بعد میں فوت ہوئی اس کی قضاء بعد میں کی جائے۔ مثلاً فجر اور ظہر کی نمازیں قضاء ہو جائیں تو پہلے فجر اور پھر ظہر کی نماز قضاء کرے۔

[۳] مثلاً آج کی عشاء اور کل کی تمام نمازیں قضاء ہو جائیں تو یہ چھ نمازیں ہیں اب ترتیب کے بغیر قضاء پڑھ سکتا ہے۔

[۴] مثلاً سات نمازیں فوت ہوئیں تو ترتیب لازم نہ تھی اب ایک، دو نمازیں بطور قضاء پڑھنے سے اگرچہ نمازیں چھ سے کم ہوگئیں لیکن ترتیب پھر بھی ضروری نہیں کیونکہ یہ کمی قضاء کرنے کے دوران ہوئی ہے شروع میں نہ تھی۔

[۵] یعنی کسی شخص کی چھ نمازیں رہ گئیں اور اب ان کو قضاء کرنا بھول گیا کچھ عرصہ بعد ایک اور نماز فوت ہوگئی تو ترتیب لازم نہیں ہوگی کیونکہ قضاء کے اعتبار سے پہلی چھ اور اس نئی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ اور اگر تمام نمازوں کو وقتی نماز سے پہلے ادا کرنا ضروری قرار دیا جائے تو وقتی نماز رہ جائے گی لہٰذا ترتیب ساقط ہے۔

(صفحہ ہذا) [۱] مطلب یہ ہے کہ کسی آدمی نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی۔ عصر کے وقت یاد ہونے کے باوجود قضاء نہ کی تو اب دو صورتیں ہیں۔ اگر پانچ نمازیں پڑھ لیں اور ابھی تک فوت شدہ کو قضاء نہیں کیا تو یہ سب نمازیں صحیح ہوگئیں لیکن پانچ نمازیں پڑھنے سے پہلے فوت شدہ نماز پڑھ لی تو اس سے پہلے جتنی نمازیں پڑھی ہیں ان کی فرضیت باطل ہو جائے گی اور وہ نفل ہو جائیں گی۔

marfat.com

وَاِذَا كَثُرَتِ الْفَوَائِتُ يَحْتَاجُ لِتَعْيِيْنِ كُلِّ صَلٰوةٍ فَاِنْ اَرَادَ تَسْهِيْلَ الْاَمْرِ عَلَيْهِ نَوٰى اَوَّلَ ظُهْرٍ عَلَيْهِ اَوْ اٰخِرَهٗ وَكَذَا الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَيْنِ عَلٰى اَحَدِ تَصْحِيْحَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ وَيُعْذَرُ مَنْ اَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ بِجَهْلِهِ الشَّرَائِعَ۔

جب فوت شدہ نمازیں زیادہ ہوں تو ہر نماز کا تعین ضروری ہوگا[1] پس اگر آسانی چاہتا ہو تو اس طرح نیت کرے کہ پہلی ظہر یا آخری ظہر جو اس کے ذمہ[2] ہے۔

دو مختلف تصحیحوں میں سے ایک کے مطابق دو رمضانوں کے روزوں کا بھی یہی حکم[3] ہے۔

جو شخص دار الحرب میں مسلمان ہوا شرعی احکام سے لاعلمی کی بنیاد پر اسے معذور سمجھا جائے گا[4]

---

[1] یعنی یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ فلاں وقت کی فوت شدہ نماز ادا کر رہا ہے۔

[2] اس طرح جب آج پچھلی کسی ظہر کی نماز پڑھ لی تو اس کے بعد والی نماز، ظہر کی پہلی نماز ہو جائے گی، اب نیت میں پھر یہی بات پیش نظر رکھنا ہوگی۔ پہلی کی بجائے آخری کے الفاظ بھی کہہ سکتا ہے کیونکہ یہ نماز ایک اعتبار سے پہلی ہے اور دوسرے اعتبار سے آخری۔

[3] دو قولوں میں سے کسی ایک کو صحیح قرار دینا تصحیح کہلاتا ہے تو ایک تصحیح کے مطابق مسئلہ یہی ہے کہ دو رمضانوں کے روزے رہ گئے تو قضا کرتے وقت یہی کہے کہ پچھلے یا پہلے رمضان کا روزہ رکھتا ہوں۔ امام زیلعی رحمہ اللہ کے نزدیک تعیین لازمی ہے لہٰذا یہ مسئلہ اسی کے مطابق ہے۔

[4] یعنی ایک شخص کفار کے ملک میں تھا وہاں مسلمان ہوا اور اس کو شرعی مسائل بتانے والا کوئی نہ تھا تو وہ معذور ہوگا لہٰذا جو روزے اس نے نہیں رکھے وہ معاف ہوں گے۔

بَابُ اِدْرَاكِ الْفَرِيْضَةِ

اِذَا شَرَعَ فِيْ فَرْضٍ مُنْفَرِدًا فَاُقِيْمَتِ الْجَمَاعَةُ قَطَعَ وَاقْتَدٰى اِنْ لَمْ يَسْجُدْ لِمَا شَرَعَ فِيْهِ اَوْ سَجَدَ فِيْ غَيْرِ رُبَاعِيَّةٍ وَاِنْ سَجَدَ فِيْ رُبَاعِيَّةٍ ضَمَّ رَكْعَةً ثَانِيَةً وَسَلَّمَ لِتَصِيْرَ الرَّكْعَتَانِ لَهٗ نَافِلَةً ثُمَّ اقْتَدٰى مُفْتَرِضًا وَاِنْ صَلّٰى ثَلَاثًا اَتَمَّهَا ثُمَّ اقْتَدٰى مُتَنَفِّلًا اِلَّا فِي الْعَصْرِ وَاِنْ قَامَ لِثَالِثَةٍ فَاُقِيْمَتْ قَبْلَ سُجُوْدِهٖ قَطَعَ قَائِمًا بِتَسْلِيْمَةٍ فِي الْاَصَحِّ وَاِنْ كَانَ فِيْ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ فَخَرَجَ الْخَطِيْبُ اَوْ فِيْ سُنَّةِ الظُّهْرِ فَاُقِيْمَتْ سَلَّمَ عَلٰى رَاْسِ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ الْاَوْجَهُ ثُمَّ قَضَى السُّنَّةَ بَعْدَ الْفَرْضِ

فرض نماز کا پانا:

جب کسی شخص نے تنہا فرض نماز شروع کی پھر جماعت کھڑی ہو گئی تو وہ توڑ کر اقتداء کرے اگر اس نے اس نماز کا سجدہ نہ کیا ہو جس کو شروع کیا تھا یا سجدہ کر لیا لیکن وہ چار رکعت والی نماز نہ تھی اور اگر چار رکعت والی نماز میں سجدہ کیا تو دوسری رکعت بھی ملائے[1] تاکہ یہ دو رکعتیں نفل بن جائیں پھر فرض کی نیت سے اقتداء کرے۔

اگر تین رکعتیں پڑھ چکا ہو تو اس نماز کو پورا کر کے نفل کی نیت سے اقتداء کرے البتہ عصر کی نماز میں نہ کرے[2]۔

اگر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوا تھا اور سجدہ کرنے سے پہلے اقامت کہی گئی تو کھڑے کھڑے سلام پھیر کر اسے توڑ دے یہ اصح قول کے مطابق ہے۔

اگر جمعہ کی سنتیں پڑھ رہا ہو اور خطیب نکل آئے[3] یا ظہر کی سنتوں میں ہو اور اقامت ہو جائے تو دو رکعتوں پر سلام پھیر لے یہ زیادہ بہتر ہے۔ پھر فرض پڑھ کر سنتوں کی قضاء کرے[4]۔

---

[1] اگر یہ نماز دو رکعت والی ہو اور اس نے پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہے تو اب دوسری رکعت بھی ساتھ ملا لے یہ دونوں فرض ہی ہوں گے۔ چار رکعت والی نماز میں بھی دوسری رکعت ملائے گا لیکن یہ دو نفل ہوں گے فرض باجماعت ادا کرے۔

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

وَمَنْ حَضَرَ وَالْإِمَامُ فِي صَلٰوةِ الْفَرْضِ اقْتَدٰى بِهٖ وَلَا يَشْتَغِلُ عَنْهُ بِالسُّنَّةِ إِلَّا فِي الْفَجْرِ إِنْ أَمِنَ فَوْتَهٗ وَإِنْ لَّمْ يَأْمَنْ تَرَكَهَا وَلَمْ تُقْضَ سُنَّةُ الْفَجْرِ إِلَّا بِفَوْتِهَا مَعَ الْفَرْضِ وَقَضَى السُّنَّةَ الَّتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ فِيْ وَقْتِهٖ قَبْلَ شَفْعِهٖ وَلَمْ يُصَلِّ الظُّهْرَ جَمَاعَةً بِإِدْرَاكِ رَكْعَةٍ بَلْ أَدْرَكَ فَضْلَهَا وَاخْتُلِفَ فِيْ مُدْرِكِ الثَّلَاثِ وَيَتَطَوَّعُ قَبْلَ الْفَرْضِ إِنْ أَمِنَ فَوْتَ الْوَقْتِ وَإِلَّا فَلَا وَمَنْ أَدْرَكَ إِمَامَهٗ رَاكِعًا فَكَبَّرَ وَوَقَفَ حَتّٰى رَفَعَ الْإِمَامُ رَأْسَهٗ لَمْ يُدْرِكِ الرَّكْعَةَ

جو آدمی آیا اور امام فرض نماز میں تھا تو وہ اس کی اقتداء کرے سنتوں میں مشغول نہ ہو البتہ فجر کی سنتیں پڑھے اگر جماعت کے نکلنے سے بے خوف ہو[۱] اگر بے خوف نہ ہو تو (فجر کی سنتیں بھی) چھوڑ دے[۲]۔ فجر کی سنتیں صرف اسی صورت میں قضاء کی جائیں جب فرضوں کے ساتھ رہ جائیں[۳]، ظہر سے پہلے کی سنتیں اپنے وقت پر دو رکعتوں (سنتوں) سے پہلے پڑھے[۴] جس نے ظہر کی ایک رکعت (یا دو رکعتیں) جماعت کے ساتھ پائی اس کی نماز باجماعت نہیں ہوئی البتہ اس نے جماعت کی فضیلت حاصل کی[۵] ہے۔ تین رکعات پانے والے کے بارے میں اختلاف ہے۔

اگر وقت نکلنے کا خوف نہ ہو تو فرض نماز سے پہلے نفل پڑھے ورنہ نہیں۔ جس شخص نے امام کو رکوع میں پایا پس تکبیر کہہ کر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ امام نے (رکوع سے) سر اٹھایا تو اس (مقتدی) نے یہ رکعت نہیں پائی[۶]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) [۲] کیونکہ عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں۔

[۳] اس سے مراد خطیب کا ممبر پر بیٹھنا ہے یعنی جمعہ کی دوسری اذان سے پہلے جب خطیب ممبر پر بیٹھ جائے تو اب دو رکعتوں پر سلام پھیر دے۔ چار سنتیں بعد میں پڑھے۔ اسی طرح ظہر کی سنتوں کا مسئلہ بھی ہے۔

[۴] "وھو الاوجہ" کے الفاظ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چار رکعات مکمل کرنا چاہے تو ایسا بھی کر سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ توڑ کر بعد میں پڑھے۔

(صفحہ ہذا) [۱] حدیث شریف میں فجر کی سنتوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے لہٰذا ان کی تاکید زیادہ ہے۔

[۲] اگر سمجھتا ہو کہ جماعت کے ساتھ تشہد میں ہی شامل ہو جائے گا تو بھی فجر کی سنتیں پڑھے اور جماعت کے نکل جانے کا خوف ہو تو سنتیں چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو۔

[۳] اور یہ بھی اسی صورت میں ہے جب زوال سے پہلے قضاء کرے ورنہ صرف فرضوں کی قضاء کرے گا (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَاِنْ رَكَعَ قَبْلَ اِمَامِهٖ بَعْدَ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ مَاتَجُوْزُ بِهِ الصَّلٰوةُ فَاَدْرَكَهٗ اِمَامُهٗ فِيْهِ صَحَّ وَاِلَّا لَا وَكُرِهَ خُرُوْجُهٗ مِنْ مَسْجِدٍ اُذِّنَ فِيْهِ حَتّٰى يُصَلِّيَ اِلَّا اِذَا كَانَ مُقِيْمَ جَمَاعَةٍ اُخْرٰى وَاِنْ خَرَجَ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ مُنْفَرِدًا لَا يُكْرَهُ اِلَّا اِذَا اُقِيْمَتِ الْجَمَاعَةُ قَبْلَ خُرُوْجِهٖ فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَآءِ فَيَقْتَدِيْ فِيْهِمَا مُتَنَفِّلًا وَلَا يُصَلِّيْ بَعْدَ صَلٰوةٍ مِثْلَهَا

اگر امام نے اس قدر قرأت کر لی جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے لیکن ابھی رکوع نہیں کیا کہ مقتدی رکوع میں چلا گیا اگر امام نے مقتدی کو رکوع میں پا لیا تو نماز صحیح ہو گی ورنہ نہیں[۱]۔ مسجد میں اذان ہو جائے تو نماز پڑھے بغیر وہاں سے نکلنا مکروہ ہے[۲] البتہ یہ کہ اس نے دوسری مسجد میں جماعت کرانی ہو۔ اگر تنہا نماز پڑھ کر چلا جائے تو مکروہ نہیں لیکن ظہر اور عشاء میں اس کے نکلنے سے پہلے جماعت کھڑی ہو جائے تو ان دونوں میں نوافل کی نیت سے (امام کی) اقتداء کرے[۳] البتہ جو نماز پڑھی ہے اس کی مثل نہ پڑھے[۴]۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ؎ چونکہ چار رکعات، دو رکعتوں سے پہلے ہیں لہٰذا پہلے چار سنتیں پڑھے پھر دو، اگر اس کے برعکس کرے تو بھی جائز ہے۔

؎۵ جماعت پانے اور فضیلت جماعت حاصل کرنے کا فرق قسم کھانے کی صورت میں واضح ہوتا ہے مثلاً کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ ظہر کی نماز باجماعت نہیں پڑھے گا۔ اب ایک یا دو رکعتیں جماعت کے ساتھ پڑھیں تو قسم نہیں ٹوٹی کیونکہ اس نے نماز باجماعت نہیں پڑھی۔

؎۶ کیونکہ کسی رکعت میں شمولیت اسی وقت معتبر ہو گی جب امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو۔

(صفحہ ہٰذا) ؎۱ کیونکہ اس صورت میں مقتدی نے امام سے پہل کر لی ہے حالانکہ ارکان کی ادائیگی امام پہلے اور مقتدی بعد میں کرتا ہے

؎۲ اذان میں حی علی الصلوٰۃ کے ذریعے لوگوں کو نماز کے لیے مسجد میں بلایا جاتا ہے لہٰذا جب کوئی شخص اذان کے بعد بلا عذر نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکلتا ہے تو انکار کا شبہ ہوتا ہے لہٰذا ایسا کرنا مکروہ ہے۔

؎۳ عصر اور فجر کے بعد نوافل پڑھنا جائز نہیں اور مغرب کی تین رکعات ہیں جب کہ نوافل تین رکعات پڑھنا جائز نہیں۔

؎۴ فرض نماز دو بار نہیں پڑھی جا سکتی لہٰذا جماعت کے بغیر فرض پڑھ چکے ہوں تو اب جماعت میں فرض پڑھنے کی نیت سے شامل نہیں ہو سکتا۔

marfat.com

بَابُ سُجُودِ السَّهوِ

يَجِبُ سَجدَتَانِ بِتَشَهُّدٍ وَتَسلِيمٍ لِتَركِ وَاجِبٍ سَهوًا وَاِن تَكَرَّرَ وَ اِن كَانَ تَركُهُ عَمدًا اثم ووجب اِعَادَةُ الصَّلٰوةِ لِجَبرِ نَقصِهَا وَلَا يَسجُدُ فِي العَمدِ لِلسَّهوِ وَقِيلَ اِلَّا فِي ثَلٰثٍ تَركُ القُعُودِ الاَوَّلِ اَو تَاخِيرُهُ سَجدَةً مِنَ الرَّكعَةِ الاُولٰى اِلٰى اٰخِرِ الصَّلٰوةِ وَتَفَكُّرُهُ عَمدًا حَتّٰى شَغَلَهُ عَن رُكنٍ۔

سجدہ سہو:

بھول کر کسی واجب کو چھوڑنے پر تشہد اور سلام کے ساتھ دو سجدے واجب ہیں اگرچہ بار بار چھوڑے اگر جان بوجھ کر چھوڑا تو گناہ گار ہوگا اور نقصان کو پورا کرنے کے لیے نماز کو لوٹانا پڑے گا۔ جان بوجھ کر چھوڑنے (کی صورت) میں سجدہ سہو نہ کرے[1]۔

ایک قول کے مطابق تین باتوں میں (قصداً چھوڑنے پر بھی) سجدہ سہو کرے۔ پہلا قعدہ چھوڑنا۔ پہلی رکعت کا ایک سجدہ نماز کے آخر تک موخر کرنا، جان بوجھ کر کچھ سوچنا حتیٰ کہ وہ ایک رکن کی مقدار اسے مشغول رکھے[2]۔

---

[1] بھول کر واجب کی تقدیم وتاخیر، کمی، زیادتی اور ترک سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ فرض میں تقدیم وتاخیر ہو جائے تو بھی سجدہ سہو واجب ہوتا البتہ فرض چھوڑنے پر نماز دوبارہ پڑھنا ہوگی۔ سجدۂ سہو کافی نہ ہوگا۔ سنت کے رہ جانے سے کچھ بھی لازم نہیں آتا۔ اگر جان بوجھ کر واجب چھوڑا تو سجدۂ سہو سے کفایت نہ ہوگی۔

[2] اس سلسلے میں فخرالاسلام امام بدلیی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جان بوجھ کر ان باتوں کو چھوڑنے سے سجدۂ سہو کیسے کافی ہوگا تو انہوں نے فرمایا۔ یہ سجدۂ سہو نہیں سجدۂ عذر ہے۔ (مراقی الفلاح)

marfat.com

وَيُسَنُّ الْاِتْيَانُ بِسُجُوْدِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَيَكْتَفِيْ بِتَسْلِيْمَةٍ وَاحِدَةٍ عَنْ يَمِيْنِهٖ فِي الْاَصَحِّ فَاِنْ سَجَدَ قَبْلَ السَّلَامِ كُرِهَ تَنْزِيْهًا وَيَسْقُطُ سُجُوْدُ السَّهْوِ بِطُلُوْعِ الشَّمْسِ بَعْدَ السَّلَامِ فِي الْفَجْرِ وَاحْمِرَارِهَا فِي الْعَصْرِ وَبِوُجُوْدِ مَا يَمْنَعُ الْبِنَآءَ بَعْدَ السَّلَامِ وَيَلْزَمُ الْمَامُوْمَ بِسَهْوِ اِمَامِهٖ لَا بِسَهْوِهٖ وَيَسْجُدُ الْمَسْبُوْقُ مَعَ اِمَامِهٖ ثُمَّ يَقُوْمُ بِقَضَآءِ مَا سُبِقَ بِهٖ .

سلام کے بعد سجدۂ سہو کرنا سنت ہے اور صرف دائیں طرف سلام پھیرنا کافی ہے۔ یہ اصح قول کے مطابق [1] ہے۔ اگر سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ کیا تو مکروہ تنزیہی ہوگا اگر فجر کی نماز میں سلام کے بعد سورج طلوع ہو جائے اور عصر کی نماز میں اس کا رنگ سرخ ہو جائے یا سلام کے بعد ایسی چیز واقع ہو جائے جو بنا کرنے سے مانع [2] ہے تو سجدہ سہو ساقط ہو جائے [3] گا۔ امام کے بھولنے سے مقتدی پر بھی سجدہ لازم ہے۔ مقتدی کے بھولنے سے (کسی پر) نہیں [4]۔ مسبوق امام کے ساتھ سجدہ کرے پھر باقی ماندہ کو پورا کرنے کے لیے کھڑا ہو [5]۔

---

[1] دونوں طرف سلام پھیرنے سے مقتدیوں کو تکمیل نماز کا شبہ بھی ہو سکتا ہے لہٰذا صرف دائیں طرف سلام پھیرنا چاہیے۔

[2] مثلاً جان بوجھ کر بے وضو ہو گیا۔

[3] یعنی اب اسے سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔

[4] اگر مقتدی بھول جائے تو وہ خود نہیں کر سکتا کیونکہ وہ امام کے تابع ہے۔ اور مقتدی کی بھول سے امام نہیں کر سکتا کیونکہ وہ مقتدی کے تابع نہیں لہٰذا امام کی بھول سے دونوں پر سجدہ لازم ہے۔ مقتدی کی بھول سے کسی پر نہیں۔

[5] مسبوق وہ ہے جس کی کچھ رکعات جماعت سے رہ گئی ہوں۔

وَلَوْ سَهَا الْمَسْبُوْقُ فِيْمَا يَقْضِيْهِ سَجَدَ لَهٗ اَيْضًا لَا اللَّاحِقُ وَلَا يَاْتِي الْاِمَامُ بِسُجُوْدِ السَّهْوِ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ وَمَنْ سَهَا عَنِ الْقُعُوْدِ الْاَوَّلِ مِنَ الْفَرْضِ عَادَ اِلَيْهِ مَا لَمْ يَسْتَوِ قَائِمًا فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَهُوَ الْاَصَحُّ وَالْمُقْتَدِيْ كَالْمُتَنَفِّلِ يَعُوْدُ وَلَوِ اسْتَتَمَّ قَائِمًا فَاِنْ عَادَ وَهُوَ اِلَى الْقِيَامِ اَقْرَبُ سَجَدَ لِلسَّهْوِ وَاِنْ كَانَ اِلَى الْقُعُوْدِ اَقْرَبَ لَا سُجُوْدَ عَلَيْهِ فِي الْاَصَحِّ وَاِنْ عَادَ بَعْدَ مَا اسْتَتَمَّ قَائِمًا اِخْتَلَفَ التَّصْحِيْحُ فِيْ فَسَادِ صَلٰوتِهٖ وَاِنْ سَهَا عَنِ الْقُعُوْدِ الْاَخِيْرِ عَادَ مَا لَمْ يَسْجُدْ وَسَجَدَ لِتَاخِيْرِهٖ فَرْضَ الْقُعُوْدِ فَاِنْ سَجَدَ صَارَ فَرْضُهٗ نَفْلًا وَضَمَّ سَادِسَةً اِنْ شَاءَ وَلَوْ فِي الْعَصْرِ وَرَابِعَةً فِي الْفَجْرِ وَلَا كَرَاهَةَ فِي الضَّمِّ فِيْهِمَا عَلَى الصَّحِيْحِ۔

اگر چھوٹی ہوئی رکعات کو قضاء کرتے ہوئے مسبوق بھول جائے تو اس کے لیے بھی سجدہ سہو کرے[1] لاحق نہ کرے[2]

جمعہ اور عیدین (کی نمازوں) میں امام سجدہ سہو نہ کرے[3]

جو شخص فرض (نماز) میں پہلا قعدہ بھول جائے وہ جب تک سیدھا کھڑا نہ ہو لوٹ آئے۔ یہ ظاہر روایت میں ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ اور مقتدی نفل پڑھنے والے کی طرح ہے وہ لوٹ آئے اگرچہ پوری طرح کھڑا ہو گیا ہو[4] پھر اگر وہ اس حال میں لوٹا کہ قیام کے زیادہ قریب تھا تو سجدہ سہو کرے اور اگر بیٹھنے کے زیادہ قریب تھا تو اصح قول کے مطابق اس پر سجدہ سہو نہیں ہے۔

اگر سیدھا کھڑا ہونے کے بعد لوٹ آیا تو نماز کے فاسد ہونے کے بارے میں تصحیح مختلف[5] ہے۔ اور اگر آخری قعدہ سے بھول جائے تو جب تک (اگلی رکعت کا) سجدہ نہیں کیا واپس لوٹ آئے اور فرض قعدہ میں تاخیر کی وجہ سے سجدہ سہو کرے۔ اگر (پانچویں رکعت کا) سجدہ کر لیا تو یہ نماز نفل ہو جائے گی[6] اگر چاہے تو چھٹی رکعت ملائے۔ اگرچہ عصر (کی نماز) میں ہو۔ اور فجر کی نماز میں چوتھی رکعت ملائے۔ ان دونوں نمازوں میں (مزید رکعت) ملانے میں کراہت نہیں یہ صحیح قول کے مطابق ہے[8]

---

[1] یعنی مسبوق جب وہ رکعات پڑھ رہا ہو جو جماعت کے ساتھ نہیں پڑھ سکا اور ان میں بھول واقع ہو تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔

[2] لاحق اسے کہتے ہیں جس نے امام کے ساتھ شروع میں شرکت کی پھر بے وضو ہونے کی وجہ سے وضو (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَلَا يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ فِي الْأَصَحِّ وَإِنْ قَعَدَ الْأَخِيرَ ثُمَّ قَامَ عَادَ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ إِعَادَةِ التَّشَهُّدِ فَإِنْ سَجَدَ لَمْ يَبْطُلْ فَرْضُهُ وَضَمَّ إِلَيْهَا أُخْرَى لِتَصِيرَ الزَّائِدَتَانِ لَهُ نَافِلَةً وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ وَلَوْ سَجَدَ لِلسَّهْوِ فِي شَفْعِ التَّطَوُّعِ لَمْ يَبْنِ شَفْعًا آخَرَ عَلَيْهِ اِسْتِحْبَابًا فَإِنْ بَنَى أَعَادَ سُجُودَ السَّهْوِ فِي الْمُخْتَارِ وَلَوْ سَلَّمَ مَنْ عَلَيْهِ سَهْوٌ فَاقْتَدَى بِهِ غَيْرُهُ صَحَّ إِنْ سَجَدَ لِلسَّهْوِ وَإِلَّا فَلَا يَصِحُّ

اصح قول کے مطابق سجدہ سہو نہ کرے۔ اگر آخری قعدہ کرنے کے بعد کھڑا ہوا تو لوٹ آئے اور تشہد کے بغیر سلام پھیرے۔ اور اگر (زائد رکعت کا) سجدہ کر لیا تو فرض باطل نہ ہوں گے لیکن اس کے ساتھ ایک اور رکعت ملائے تاکہ دو زائد رکعتیں نفل بن جائیں اور آخر میں سجدہ سہو کرے[1]

اگر کسی نے دو رکعت نفل کے آخر میں سجدہ سہو کیا تو مستحب یہ ہے کہ اس پر مزید دو رکعتوں کی بنا نہ کرے اگر بنا کر لی تو مختار مذہب کے مطابق سجدۂ سہو کا اعادہ کرے[2]

جس شخص پر سجدہ سہو تھا اس نے سلام پھیرا اور کسی نے اس کی اقتدار کر لی تو صحیح ہے بشرطیکہ (سہو والا) سجدہ سہو کرے ورنہ نہیں[3]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کرکے بنا کی اور درمیان میں کچھ نماز رہ گئی جو امام کے سلام پھیرنے پر ادا کرے گا چونکہ یہ شروع سے امام کے ساتھ شریک ہے لہٰذا اس کی یہ نماز امام کے تابع ہے۔

۳ کیونکہ بھیڑ ہوتی ہے۔ لہٰذا لوگ صحیح طور پر صورتِ حال سے آگاہ نہیں ہو سکیں گے۔

۴ اگر امام بیٹھ گیا اور مقتدی پوری طرح کھڑا ہو گیا تب بھی امام کی اتباع میں لوٹ آئے۔

۵ ترجیح اس بات کو حاصل ہے کہ اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوگی۔

۶ اگر آخری قعدہ کرکے اٹھا تھا کہ اب چار رکعات فرض اور دو نفل ہو جائیں گے۔

۷ چھٹی رکعت ملانا بہتر ہے تاکہ ایک رکعت ضائع نہ ہو۔

۸ اگرچہ عصر اور فجر میں فرض نماز کے بعد نفل جائز نہیں لیکن یہاں پانچویں رکعت کو تنہا چھوڑنے کی بجائے چھٹی رکعت ملانا بہتر ہے۔

(صفحہ ہذا) ۱ کیونکہ سلام پھیرنے میں تاخیر ہونے کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہو گیا۔

۲ اس لیے کہ سجدہ سہو نماز کے آخر میں ہوتا ہے اور پہلا سجدۂ سہو درمیان میں آنے کی وجہ سے باطل ہو گیا۔ (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَيَسْجُدُ لِلسَّهْوِ وَإِنْ سَلَّمَ عَامِدًا لِلْقَطْعِ مَا لَمْ يَتَحَوَّلْ عَنِ الْقِبْلَةِ أَوْ يَتَكَلَّمْ وَلَوْ تَوَهَّمَ مُصَلٍّ رُبَاعِيَّةً أَوْ ثُلَاثِيَّةً أَنَّهُ أَتَمَّهَا فَسَلَّمَ ثُمَّ عَلِمَ أَنَّهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَتَمَّهَا وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ وَإِنْ طَالَ تَفَكُّرُهُ وَلَمْ يُسَلِّمْ حَتَّى اسْتَيْقَنَ إِنْ كَانَ قَدْرَ أَدَاءِ رُكْنٍ وَجَبَ عَلَيْهِ سُجُودُ السَّهْوِ وَإِلَّا لَا

اور سجدہ سہو کرے اگرچہ نماز توڑنے کے لیے جان بوجھ کر سلام پھیرا جب تک قبلہ سے نہ پھرے یا کلام نہ کرے۔

اگر چار یا تین رکعتوں والی نماز میں نمازی نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس نے نماز مکمل کر لی ہے سلام پھیر دیا پھر معلوم ہوا کہ اس نے دو ہی رکعتیں پڑھی تھیں تو نماز کو مکمل کر کے آخر میں سجدہ سہو کرے[1]۔

اگر دیر تک سوچتا رہا اور سلام نہ پھیرا، یہاں تک کہ اسے درکعات چھوٹنے کا یقین ہو گیا تو اگر یہ تفکر ایک رکن ادا کرنے کی مقدار تھا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے ورنہ نہیں[2]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

۳ے اس کی وجہ یہ ہے کہ سجدۂ سہو کی وجہ سے مقتدی نے اس وقت اقتداء کی جب امام حالتِ نماز میں تھا بصورت دیگر سلام کے بعد وہ نماز سے خارج ہو گیا لہٰذا اقتدار صحیح نہیں۔

یہاں اگرچہ مقتدی کا سجدہ نماز کے درمیان میں آجاتا ہے لیکن امام کی وجہ سے یہ اس کی نماز کا آخر ہے۔

(صفحہ ہٰذا)

۱ے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ظہر یا عصر کی نماز میں دو رکعتوں پر سلام پھیرنے کی صورت میں اسی طرح کیا تھا۔

۲ے کیونکہ تیسری رکعت کے لیے اٹھنے میں تاخیر ہو گئی اور یہ قیام واجب ہے۔

marfat.com

(فصل فِي الشَّكِّ) تَبطُلُ الصَّلٰوةُ بِالشَّكِّ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِهَا إِذَا كَانَ قَبلَ إِكمَالِهَا وَهُوَ اَوَّلُ مَا عَرَضَ لَهُ مِنَ الشَّكِّ اَوْ كَانَ الشَّكُّ غَيْرَ عَادَةٍ لَهُ فَلَو شَكَّ بَعدَ سَلَامِهِ لَا يُعتَبَرُ اِلَّا اَن يَتَيَقَّنَ بِالتَّركِ وَاِن كَثُرَ الشَّكُّ عَمِلَ بِغَالِبِ ظَنِّهِ فَاِن لَّم يَغلِب لَهُ ظَنٌّ اَخَذَ بِالْاَقَلِّ وَقَعَدَ بَعدَ كُلِّ رَكعَةٍ ظَنَّهَا اٰخِرَ صَلٰوتِهٖ ۔

نماز میں شک :

رکعتوں میں شک ہو جانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے جب کہ یہ شک نماز مکمل کرنے سے پہلے ہو اور اسے پہلی مرتبہ شک ہوا ہو[1] یا شک اس کی عادت نہ ہو ،

اگر سلام پھیرنے کے بعد شک ہو تو اس کا اعتبار نہ ہوگا البتہ یہ کہ اسے نماز چھوٹنے کا یقین ہو جائے[2]

اگر شک زیادہ ہو تو غالب گمان پر عمل کرے ۔

اگر غالب گمان نہ ہو تو کم تعداد پر عمل کرے اور ہر اس رکعت کے بعد بیٹھے جس کو وہ نماز کی آخری رکعت تصور کرتا ہے[3]

---

[1] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں تو نئے سرے سے شروع کرے " فقہاء کرام نے اس سے وہ شک مراد لیا ہے جو پہلی بار پیش آیا ہو ۔

[2] اس صورت میں نماز کو مکمل کرے ۔

[3] مثلاً تیسری رکعت کو چوتھی رکعت سمجھتا ہے تو بھی قعدہ کرے کیونکہ یہ اس کے نزدیک آخری رکعت ہے جس کا قعدہ فرض ہے ۔

marfat.com

بَابُ سُجُودِ التِّلاوَةِ

سَبَبُهُ التِّلاوَةُ عَلَى التَّالِي وَالسَّامِعِ فِي الصَّحِيحِ وَهُوَ وَاجِبٌ عَلَى التَّرَاخِي إِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الصَّلٰوةِ وَكُرِهَ تَاخِيرُهُ تَنْزِيهًا وَيَجِبُ عَلَى مَنْ تَلَا اٰيَةً وَلَوْ بِالْفَارِسِيَّةِ وَقِرَاءَةُ حَرْفِ السَّجْدَةِ مَعَ كَلِمَةٍ قَبْلَهُ اَوْ بَعْدَهُ مِنْ اٰيَتِهَا كَالْاٰيَةِ فِي الصَّحِيحِ وَاٰيَاتُهَا اَرْبَعَ عَشَرَةَ اٰيَةً فِي الْاَعْرَافِ وَالرَّعْدِ وَالنَّحْلِ وَالْاِسْرَآءِ وَمَرْيَمَ وَاُوْلَى الْحَجِّ وَالْفُرْقَانِ وَالنَّمْلِ وَالسَّجْدَةِ وَالنَّجْمِ وَالْاِنْشَقَّتْ وَاقْرَأْ

سجدۂ تلاوت:

صحیح قول کے مطابق تلاوت کرنے والے اور سننے والے پر سجدۂ تلاوت (کے لازم ہونے) کا سبب تلاوت ہے۔ اور یہ تاخیر کے ساتھ واجب [1] ہے۔ بشرطیکہ نماز میں نہ ہو [2]۔ البتہ تاخیر کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

جو شخص ایک آیت بھی تلاوت کرے اگرچہ فارسی میں ہو اس پر سجدۂ تلاوت واجب [3] ہے۔ پہلے اور بعد والے کلمہ سے ملا کر حرفِ سجدہ پڑھنا صحیح قول کے مطابق آیت (پڑھنے) کی طرح ہے۔ آیاتِ سجدہ چودہ ہیں۔

(۱) سورۂ اعراف (۲) سورۂ رعد (۳) سورۂ نحل (۴) سورۂ اسراء (۵) سورۂ مریم (۶) سورہ حج میں پہلی آیت سجدہ (۷) سورۂ فرقان (۸) سورۂ نمل (۹) سورۂ سجدہ (۱۰) سورۂ ص (۱۱) سورۂ حم السجدہ (۱۲) سورۂ نجم (۱۳) سورہ وانشقت (۱۴) اور سورۂ اقراء ہیں۔

---

[1] یعنی اسی وقت جب آیت تلاوت کی یا سنی تو سجدہ ادا کرنا واجب نہیں بعد میں بھی کر سکتا ہے۔

[2] چونکہ نماز کا سجدۂ تلاوت باہر نہیں ہو سکتا لہٰذا نماز کے اندر کیا جائے۔

[3] فارسی سے عربی کے علاوہ کوئی دوسری زبان مراد ہے اگر آیت سجدہ کا ترجمہ کیا گیا تو اس کا مفہوم سمجھے یا نہ سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ سننے والے پر عربی میں پڑھے جانے کی صورت میں بالاتفاق سجدہ واجب ہے جب کہ فارسی وغیرہ میں ہو تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سجدہ تلاوت واجب ہے۔ صاحبین کے نزدیک واجب نہیں۔

marfat.com

وَيَجِبُ السُّجُوْدُ عَلٰى مَنْ سَمِعَ وَاِنْ لَمْ يَقْصُدِ السَّمَاعَ اِلَّا الْحَائِضَ وَالنُّفَسَاءَ وَالْاِمَامَ وَالْمُقْتَدِيَ بِهٖ وَلَوْ سَمِعُوْهَا مِنْ غَيْرِهٖ سَجَدُوْا بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَلَوْ سَجَدُوْا فِيْهَا لَمْ تُجْزِهِمْ وَلَمْ تَفْسُدْ صَلٰوتُهُمْ فِىْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَتَجِبُ بِسَمَاعِ الْفَارِسِيَّةِ اِنْ فَهِمَهَا عَلَى الْمُعْتَمَدِ وَاخْتَلَفَ التَّصْحِيْحُ فِىْ وُجُوْبِهَا بِالسَّمَاعِ مِنْ نَائِمٍ اَوْ مَجْنُوْنٍ وَلَا تَجِبُ بِسَمَاعِهَا مِنَ الطَّيْرِ وَالصَّدٰى

جو شخص (آیت سجدہ) سنے اس پر بھی سجدہ واجب ہے اگرچہ قصدًا نہ سنے البتہ حیض اور نفاس والی عورتیں، امام اور مقتدی مستثنیٰ ہیں[1]۔

اگر امام اور مقتدی کسی اور سے (جو نماز میں نہیں) سنیں تو نماز کے بعد سجدہ کریں اگر نماز کے اندر سجدہ کریں گے تو کفایت نہیں کرے گا لیکن نماز بھی فاسد نہ ہوگی یہ ظاہر روایت میں ہے[2]۔

فارسی میں آیت سننے سے بھی سجدہ تلاوت لازم ہوتا ہے اگر اسے سمجھتا ہو اس قول پر اعتماد ہے سوئے ہوئے اور مجنون سے سننے والے پر لازم ہونے کے بارے میں تصحیح میں اختلاف ہے[3]۔ پرندے اور بازگشت سے سُنے تو سجدہ لازم نہیں ہوگا[4]۔

---

[1] کیونکہ حیض و نفاس والی عورتوں پر نماز معاف ہے اور سجدہ بھی نماز کا ایک حصہ ہے۔ امام اور مقتدی چونکہ نماز میں ہیں اس لیے باہر کی تلاوت سے ان پر سجدہ تلاوت واجب تو ہوگا لیکن نماز کے اندر نہ کریں کیونکہ یہ نماز کے لیے اجنبی کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا نماز سے فارغ ہو کر کریں۔

[2] چونکہ یہ جنس نماز سے ہے لہٰذا نماز فاسد نہ ہوگی۔

[3] بعض فقہائے کرام کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک نہیں۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ سجدہ کیا جائے۔

[4] بازگشت وہ آواز ہے جو پہاڑ یا گنبد وغیرہ سے ٹکرا کر واپس آئے۔ پرندے اور بازگشت سے سننے والے پر سجدہ واجب ہونے کے سلسلے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض ائمہ فرماتے ہیں چونکہ اس نے کلام خداوندی سنا ہے لہٰذا سجدہ کرے بہتر یہ ہے کہ سجدہ کیا جائے۔

marfat.com

وَتُؤَدّٰی بِرُکُوْعٍ اَوْ سُجُوْدٍ فِی الصَّلٰوۃِ غَیْرِ رُکُوْعِ الصَّلٰوۃِ وَسُجُوْدِھَا وَیُجْزِئُ عَنْھَا رُکُوْعُ الصَّلٰوۃِ اِنْ نَوَاھَا وَ سُجُوْدُھَا وَ اِنْ لَّمْ یَنْوِھَا اِذَا لَمْ یَنْقَطِعْ فَوْرُ التِّلَاوَۃِ بِاَکْثَرَ مِنْ اٰیَتَیْنِ وَلَوْ سَمِعَ مِنْ اِمَامٍ فَلَمْ یَأْتَمَّ بِہٖ اَوِ ائْتَمَّ فِیْ رَکْعَۃٍ اُخْرٰی سَجَدَ خَارِجَ الصَّلٰوۃِ فِی الْاَظْھَرِ وَاِنِ ائْتَمَّ قَبْلَ سُجُوْدِ اِمَامِہٖ لَھَا سَجَدَ مَعَہٗ فَاِنِ اقْتَدٰی بِہٖ بَعْدَ سُجُوْدِھَا فِیْ رَکْعَتِھَا صَارَ مُدْرِکًا لَّھَا حُکْمًا فَلَا یَسْجُدُھَا اَصْلًا۔ وَلَمْ تُقْضَ الصَّلٰوتِیَّۃُ خَارِجَھَا وَلَوْ تَلَا خَارِجَ الصَّلٰوۃِ فَسَجَدَ ثُمَّ اَعَادَ فِیْھَا سَجَدَ اُخْرٰی وَاِنْ لَّمْ یَسْجُدْ اَوَّلًا کَفَتْہُ وَاحِدَۃٌ فِیْ ظَاھِرِ الرِّوَایَۃِ کَمَنْ کَرَّرَھَا فِیْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ لَا مَجْلِسَیْنِ وَیَتَبَدَّلُ الْمَجْلِسُ بِالْاِنْتِقَالِ مِنْہُ وَلَوْ مُسَدِّیًا اِلٰی غُصْنٍ وَبِالْاِنْتِقَالِ مِنْ غُصْنٍ اِلٰی غُصْنٍ وَعَوْمٍ فِیْ نَھْرٍ اَوْ حَوْضٍ کَبِیْرٍ فِی الْاَصَحِّ

سجدۂ تلاوت نماز میں نماز کے رکوع اور سجدہ کے علاوہ رکوع اور سجدہ کے ذریعے ادا ہو جاتا ہے۔ اگر نیت کرے تو نماز کا رکوع بھی اس کی جگہ کافی ہے اور نماز کے سجدے سے بھی ادا ہو جاتا ہے[1]۔ اگرچہ اس کی نیت نہ کرے اگر دو آیتوں سے زائد کے ذریعے جوشِ تلاوت منقطع نہ ہو جائے[2]۔ اگر کسی شخص نے امام سے آیت سجدہ سنی لیکن اس کی اقتداء نہیں کی یا دوسری رکعت میں اقتداء کی تو ظاہر روایت کے مطابق نماز سے باہر سجدہ کرے اور اگر امام کے سجدہ کرنے سے پہلے اقتداء کر لی تو اس کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر (امام کے) سجدہ کرنے کے بعد اسی رکعت میں اقتداء کی تو حکماً سجدہ پالیا اب بالکل نہ کرے۔

نماز کا سجدۂ تلاوت باہر قضاء نہ کیا جائے[3]۔ اگر کسی نے نماز سے باہر تلاوت کی اور سجدہ بھی کر لیا پھر نماز میں اس آیت کو دہرایا تو دوبارہ سجدہ کرے[4]۔ اگر پہلے سجدہ نہیں کیا تو ظاہر روایت کے مطابق ایک ہی سجدہ کافی ہوگا[5] جس طرح کوئی شخص ایک ہی مجلس میں بار بار (ایک آیت سجدہ) پڑھے دو مجلسوں میں نہیں[6]۔ مجلس سے منتقل ہونے کے ساتھ مجلس بدل جاتی ہے اگرچہ تانا تننے ہوئے ہو نیز ایک ٹہنی سے دوسری ٹہنی کی طرف منتقل ہونے اور نہر یا بڑے حوض میں غوطہ لگانے سے بھی مجلس بدل جاتی ہے۔ یہ اصح قول کے مطابق ہے۔

---

[1] بہتر یہی ہے کہ سجدۂ تلاوت، رکوع کی بجائے سجدے کے ذریعے ادا کیا جائے کیونکہ اس طرح حقیقی اور معنوی دونوں طرح ادائیگی ہو جاتی ہے۔

(بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَلَا يَتَبَدَّلُ بِزَوَايَا الْبَيْتِ وَالْمَسْجِدِ وَلَوْ كَبِيْرًا وَّ لَا بِسَيْرِ سَفِيْنَةٍ وَلَا بِرَكْعَةٍ وَبِرَكْعَتَيْنِ وَشَرْبَةٍ وَاَكْلِ لُقْمَتَيْنِ وَمَشْيِ خُطْوَتَيْنِ وَلَا بِاتِّكَاءٍ وَّ قُعُوْدٍ وَّ قِيَامٍ وَرُكُوْبٍ وَّ نُزُوْلٍ فِيْ مَحَلِّ تِلَاوَتِهٖ وَلَا بِسَيْرِ دَآبَّتِهٖ مُصَلِّيًا وَّ يَتَكَرَّرُ الْوُجُوْبُ عَلَى السَّامِعِ بِتَبْدِيْلِ مَجْلِسِهٖ وَقَدِ اتَّحَدَ مَجْلِسُ التَّالِيْ لَا بِعَكْسِهٖ عَلَى الْاَصَحِّ

گھر[۱] اور مسجد کے کونے بدلنے سے مجلس نہیں بدلتی اگرچہ (مسجد) بڑی ہو[۲] کشتی کے چلنے کے ساتھ، ایک یا دو رکعتوں کے ساتھ[۳] پانی پینے، دو لقمے کھانے، دو قدم چلنے، تکیہ لگانے، بیٹھ جانے، کھڑا ہو جانے، سوار ہونے، تلاوت کی جگہ پر اتر جانے اور نماز کی حالت میں سواری کے چلنے کے ساتھ مجلس نہیں بدلتی۔ سامع کی مجلس بدلنے سے صرف اسی پر سجدے کا تکرار ہوگا جب کہ پڑھنے والے کی مجلس ایک ہو، اس کے برعکس نہیں یہ اصح قول کے مطابق[۴] ہے

(صفحہ سابقہ سے سابقہ) ۲ے یعنی آیت سجدہ تلاوت کرنے کے بعد دو سے زائد آیات پڑھ لے تو پھر نماز کے رکوع و سجود کے ذریعے سجدہ تلاوت ادا نہ ہوگا الگ سجدہ کرے۔

۳ے نماز میں تلاوت کی گئی آیتِ سجدہ سے لازم آنے والا سجدہ نماز سے باہر ناقص ہوتا ہے لہٰذا نماز کے اندر ادا کیا جائے اور نہیں کیا تو چھوڑ دے اور توبہ کرے نماز سے باہر ادا نہ کرے۔

۴ے نماز کے اندر ادا کیے جانے والے سجدے کو ایک طرح کی قوت حاصل ہے لہٰذا وہ دونوں تلاوتوں کیلیے کفایت کرے گا۔

۵ے یعنی دو مجلسوں میں ایک آیت پڑھی تو ہر ایک کیلیے سجدہ الگ ہوگا۔

۶ے یعنی کپڑا وغیرہ بننے والا تانا تنتے ہوئے ایک جگہ سے دوسری جگہ گیا تو مجلس بدل گئی۔

(صفحہ ھذا) ۱ے اگر مکان بڑا ہو جس میں کئی کمرے ہوں تو ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں جانے سے مجلس بدل جاتی ہے یہاں چھوٹا مکان مراد ہے۔

۲ے مسجد بڑی ہو پھر بھی ایک امام کے پیچھے سب کی اقتداء ہو جاتی ہے لہٰذا اس کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں جانے سے مجلس نہیں بدلتی۔

۳ے یعنی ایک رکعت میں بار بار آیت سجدہ تلاوت کی گئی یا دو رکعتوں میں وہی آیت پڑھی گئی تو یہ ایک ہی مجلس شمار ہوگی۔

۴ے یعنی سننے والے کی مجلس ایک ہی ہو اور پڑھنے والے کی مجلس بدل جائے تو سننے والے پر ایک بار اور پڑھنے والے پر مجلسوں کی تعداد کے مطابق سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔

marfat.com

وَكُرِهَ اَنْ يَّقْرَأَ سُوْرَةً وَّيَدَعَ اٰيَةَ السَّجْدَةِ لَا عَكْسُهٗ وَنُدِبَ ضَمُّ اٰيَةٍ اَوْ اَكْثَرَ اِلَيْهَا وَنُدِبَ اِخْفَاؤُهَا مِنْ غَيْرِ مُتَاَهِّبٍ لَّهَا وَنُدِبَ الْقِيَامُ ثُمَّ السُّجُوْدُ لَهَا وَلَا يَرْفَعُ السَّامِعُ رَاْسَهٗ مِنْهَا قَبْلَ تَالِيْهَا وَلَا يُؤْمَرُ التَّالِيْ بِالتَّقَدُّمِ وَلَا السَّامِعُوْنَ بِالْاِصْطِفَافِ فَيَسْجُدُوْنَ كَيْفَ كَانُوْا وَشَرْطُ لِصِحَّتِهَا شَرَائِطُ الصَّلٰوةِ اِلَّا التَّحْرِيْمَةَ وَكَيْفِيَّتُهَا اَنْ يَّسْجُدَ سَجْدَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ تَكْبِيْرَتَيْنِ هُمَا سُنَّتَانِ بِلَا رَفْعِ يَدٍ وَّلَا تَشَهُّدَ وَلَا تَسْلِيْمَ

کوئی سورت پڑھنا اور آیتِ سجدہ چھوڑ دینا مکروہ ہے اس کے برعکس کرنا مکروہ نہیں[1] (آیت سجدہ کے ساتھ) ایک آیت یا زیادہ کا ملانا مستحب ہے، کسی خاص اہتمام کے بغیر آیت سجدہ کو آہستہ پڑھنا مستحب[2] ہے۔

(سجدے کا) مستحب طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو پھر سجدہ کرے سامع، تلاوت کرنے والے سے پہلے اپنے سر کو سجدے سے نہ اٹھائے[3] تلاوت کرنے والے کو آگے ہونے اور سننے والوں کو صفیں باندھنے کا حکم نہ دیا جائے بلکہ جس طرح موجود ہوں سجدہ کریں۔

اس سجدے کے صحیح ہونے کی شرائط وہی ہیں جو نماز کی ہیں البتہ تحریمہ شرط نہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو تکبیروں کے درمیان ایک سجدہ کرے یہ تکبیریں ہاتھ اٹھائے بغیر سنت ہیں نیز اس میں تشہد اور سلام بھی نہیں ہیں[4]

---

[1] آیت سجدہ چھوڑنا گویا کہ سجدے سے بھاگنا ہے لہٰذا ایسا کرنا مکروہ ہے جب کہ صرف آیت سجدہ پڑھنا بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہونے سے محبت اور دلچسپی کی علامت ہے۔

[2] اس کی وجہ یہ ہے کہ سننے والا بعض اوقات متوجہ نہیں ہوتا اور یوں اس پر سجدہ واجب ہوتا ہے لیکن وہ ادا نہیں کرتا لہٰذا بہتر ہے کہ آہستہ پڑھے۔

[3] کیونکہ یہ مقتدی کے حکم میں ہے لہٰذا تلاوت کرنے والے کے تابع رہے۔ اگرچہ حقیقتاً اس کا مقتدی نہیں ہے۔

[4] اگر پڑھنے یا سننے والے کے لیے اسی وقت سجدہ ممکن نہ ہو تو اس وقت یہ کلمات پڑھیں اور بعد میں سجدہ کر لیں۔

(بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

(فَصْلٌ) سَجْدَةُ الشُّكْرِ مَكْرُوْهَةٌ عِنْدَ الْاِمَامِ لَا يُثَابُ عَلَيْهَا وَقَالَا هِيَ قُرْبَةٌ يُثَابُ عَلَيْهَا وَهَيْئَتُهَا مِثْلُ سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ

سجدۂ شکر:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سجدۂ شکر مکروہ ہے[1]۔ اس پر ثواب نہیں ملتا جب کہ صاحبین فرماتے ہیں یہ بھی عبادت ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے اور اس کی صورت وہی ہے جو سجدہ تلاوت کی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ"
ہم نے تیرا حکم سنا اور مانا اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔

(صفحہ ہذا) [1] امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں شرعی طور پر ایک رکعت سے کم عبادت نہیں البتہ جہاں شریعت کی طرف سے حکم ہو وہ صحیح ہے جیسے سجدۂ تلاوت ہے، لہٰذا سجدہ شکر مکروہ تنزیہی ہے علاوہ ازیں آپ اس لیے بھی اسی مکروہ قرار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں کس کس پر سجدہ شکر بجالایا جائے گا۔

marfat.com

سوالات

۱۔ کعبۃ اللہ کے اندر اور چھت پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے، نیز کعبۃ اللہ کے گرد نماز پڑھنے والوں میں سے کس کی نماز نہیں ہوتی اور کیوں؟

۲۔ مسافر کسے کہتے ہیں۔ سفر کی شرعی حد کتنی ہے اور مسافر کی نماز روزے کا حکم کیا ہے۔

۳۔ مسافر نماز قصر کب شروع کرے گا اور اگر کوئی مسافر چار رکعت ادا کرتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۴۔ بیمار نماز کس طرح پڑھے اگر کوئی شخص قیام پر قادر ہو لیکن رکوع سجدہ نہ کرسکتا ہو وہ نماز کیسے پڑھے گا؟

۵۔ مرنے والے کے ذمے جو نمازیں اور روزے ہیں ان کے اسقاط کا کیا طریقہ ہے نیز حیلۂ اسقاط کسے کہتے ہیں اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۔ فوت شدہ نمازوں کو کیسے پڑھا جاتا ہے۔ صاحب ترتیب کون ہے اور ترتیب کن صورتوں میں ساقط ہو جاتی ہے۔

۔ اگر کسی شخص نے تنہا فرض پڑھنا شروع کیے پھر جماعت کھڑی ہوگئی تو کیا کرے اسی طرح سنتیں پڑھنے والا نماز کھڑی ہونے یا جمعہ کے خطبہ کے لیے خطیب کے نکلنے کی صورت میں کیا کرے گا تفصیل سے لکھیں۔

۔ فجر کی سنتوں کا مسئلہ کیا ہے اور کن نمازوں میں جماعت کے ساتھ نفل نماز کی نیت سے شریک ہو سکتا ہے جب کہ فرض پہلے پڑھ چکا ہو۔

۔ سجدہ سہو کن کن صورتوں میں ہوتا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے۔

۔ نماز میں شک پیدا ہو جانے کی صورت میں کیا کیا جائے؟

۔ سجدۂ تلاوت کب واجب ہوتا ہے۔ آیاتِ سجدہ کتنی ہیں۔ صرف چھ کے مقامات لکھیں۔ نیز بتائیں کہ ایک مجلس میں بار بار تلاوت کرنے سے ایک ہی سجدہ ہوگا یا زیادہ نیز مجلس کب بدلتی ہے۔

۔ مندرجہ ذیل عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ لکھیں۔

ویتبدل المجلس بالانتقال منہ ولو مسدیا وبالانتقال من غصن الی غصن وعوم فی نھر او حوض کبیر فی الاصح ولا یتبدل بزوایا البیت والمسجد ولو کبیرا ولا بسیر سفینۃ۔

marfat.com

فَائِدَۃٌ مُهِمَّۃٌ لِدَفْعِ كُلِّ مُهِمَّۃٍ

قَالَ الْإِمَامُ النَّسَفِی فِی الْكَافِی مَنْ قَرَأَ آیَ السَّجْدَۃِ كُلَّهَا فِی مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ وَسَجَدَ لِكُلٍّ مِّنْهَا كَفَاهُ اللّٰهُ مَا أَهَمَّهُ

بَابُ الْجُمُعَۃِ

صَلٰوۃُ الْجُمُعَۃِ فَرْضُ عَیْنٍ عَلٰی مَنِ اجْتَمَعَ فِیْهِ سَبْعَۃُ شَرَائِطَ الذُّكُوْرَۃُ وَالْحُرِّیَّۃُ وَالْإِقَامَۃُ فِیْ مِصْرٍ أَوْ فِیْمَا هُوَ دَاخِلٌ فِیْ حَدِّ الْإِقَامَۃِ فِیْهَا فِی الْأَصَحِّ وَالصِّحَّۃُ وَالْأَمْنُ مِنْ ظَالِمٍ وَسَلَامَۃُ الْعَیْنَیْنِ وَسَلَامَۃُ الرِّجْلَیْنِ۔

ہر مشکل کو دور کرنے کا اہم نسخہ:

امام نسفی رحمہ اللہ[1] نے کافی میں فرمایا جو شخص تمام آیاتِ سجدہ ایک مجلس میں پڑھے اور ہر ایک کے لیے سجدہ کرے اللہ تعالیٰ اسے مشکلات میں کفایت فرمائے گا۔

جمعہ کا بیان:

جمعہ[2] کی نماز ہر اس شخص پر فرض عین ہے جس میں سات شرائط پائی جائیں۔

(۱) مرد ہونا (۲) آزاد ہونا (۳) شہر میں یا جو جگہ شہر کی حد میں داخل ہے اس میں مقیم ہونا یہ اصح قول ہے (۴) صحت مند ہونا (۵) ظالم سے پُرامن ہونا (۶) آنکھوں کا سلامت ہونا (۷) پاؤں کا سلامت ہونا۔

---

[1] امام نسفی سے مراد حضرت الشیخ الامام حافظ الحق والملۃ والدین عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی رحمہ اللہ ہیں۔

[2] یوم جمعہ، سید الایام اور مسلمانوں کی عید کا دن ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تمام دنوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن آپ زمین پر اتارے گئے اسی دن آپ کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن آپ کا وصال ہوا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کی جائے اور بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کثرت سے درود شریف پڑھا جائے جب (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّتِهَا سِتَّةُ أَشْيَاءَ الْمِصْرُ أَوْ فِنَاؤُهُ وَالسُّلْطَانُ أَوْ نَائِبُهُ وَوَقْتُ الظُّهْرِ فَلَا تَصِحُّ قَبْلَهُ وَتَبْطُلُ بِخُرُوجِهِ وَالْخُطْبَةُ قَبْلَهَا بِقَصْدِهَا فِي وَقْتِهَا وَحُضُورُ أَحَدٍ لِسَمَاعِهَا مِمَّنْ تَنْعَقِدُ بِهِمُ الْجُمُعَةُ وَلَوْ وَاحِدًا فِي الصَّحِيحِ وَالْإِذْنُ الْعَامُّ وَالْجَمَاعَةُ وَهُمْ ثَلَاثَةُ رِجَالٍ غَيْرَ الْإِمَامِ وَلَوْ كَانُوا عَبِيدًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَوْ مَرْضَى.

وَشَرْطُ بَقَائِهِمْ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَسْجُدَ فَإِنْ نَفَرُوا بَعْدَ سُجُودِهِ أَتَمَّهَا وَحْدَهُ جُمُعَةً وَإِنْ نَفَرُوا قَبْلَ سُجُودِهِ بَطَلَتْ وَلَا تَصِحُّ بِامْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ مَعَ رَجُلَيْنِ وَجَازَ لِلْعَبْدِ وَالْمَرِيضِ أَنْ يَؤُمَّ فِيهَا وَالْمِصْرُ كُلُّ مَوْضِعٍ لَهُ مُفْتٍ وَأَمِيرٌ وَقَاضٍ يُنَفِّذُ الْأَحْكَامَ وَيُقِيمُ الْحُدُودَ وَبَلَغَتْ أَبْنِيَتُهُ مِنًى فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَإِذَا كَانَ الْقَاضِي أَوِ الْأَمِيرُ مُفْتِيًا أَغْنَى عَنِ التَّعْدَادِ وَجَازَتِ الْجُمُعَةُ بِمِنًى فِي الْمَوْسِمِ لِلْخَلِيفَةِ وَأَمِيرِ الْحِجَازِ وَصَحَّ الِاقْتِصَارُ فِي الْخُطْبَةِ عَلَى نَحْوِ تَسْبِيحَةٍ أَوْ تَحْمِيدَةٍ مَعَ الْكَرَاهَةِ.

نماز جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے چھ چیزیں شرط ہیں۔

(۱) شہر یا اس کا مضافات (۲) بادشاہ یا اس کا نائب [1] (۳) ظہر کا وقت، اس سے پہلے صحیح نہ ہوگا اور اس وقت کے نکلنے سے نماز جمعہ باطل ہو جائے گی (۴) جمعہ کی نماز سے پہلے اس کے وقت میں خطبہ پڑھنا اور ان لوگوں میں سے جن کے ساتھ جمعہ منعقد ہو جاتا ہے کسی کا سننے کے لیے حاضر ہونا۔ اگرچہ ایک ہی ہو۔ یہ صحیح قول ہے (۵) عام اجازت (۶) جماعت اور یہ امام کے علاوہ (کم از کم) تین افراد ہیں۔ اگرچہ غلام یا مسافر یا بیمار ہوں۔

شرط یہ ہے کہ سجدہ کرنے تک امام کے ساتھ رہیں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو وہ تنہا جمعہ کی نماز پوری کرے اور اگر سجدہ سے پہلے چلے گئے تو جمعہ باطل ہو جائے گا [2]۔ دو مرد اور ایک عورت یا ایک بچہ ہوں تو جمعہ صحیح نہیں ہوگا [3]۔ غلام اور بیمار کے لیے جائز ہے کہ جمعہ کی امامت کرائیں [4]۔ ہر وہ جگہ جہاں مفتی، امیر اور قاضی ہو جو احکام نافذ کرتا اور حدود قائم کرتا ہو [5] اور اس کے مکانات منیٰ [6] (کی بستی) جتنے ہوں وہ شہر ہے یہ ظاہر روایت میں ہے۔ اگر قاضی یا امیر خود مفتی ہوں تو تعداد پوری کرنے کی ضرورت نہیں۔ خلیفہ یا امیر حجاز کے لیے حج کے دنوں میں منیٰ میں جمعہ پڑھانا جائز ہے [7]۔ جمعہ کے خطبہ میں صرف سبحان اللہ یا الحمد للہ پر اکتفا کرنا جائز ہے۔ لیکن مکروہ [8] ہے۔

(صفحہ سابقہ) جمعہ کی پہلی اذان ہو جائے تو کاروبار وغیرہ بند کر کے نماز جمعہ کے لیے مسجد کا رخ کرنا ضروری ہے۔

marfat.com

وَسُنَنُ الْخُطْبَةِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا الطَّهَارَةُ وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ وَالْجُلُوسُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَبْلَ الشُّرُوعِ فِي الْخُطْبَةِ وَالْاَذَانُ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالْاِقَامَةِ ثُمَّ قِيَامُهُ وَالسَّيْفُ بِيَسَارِهٖ مُتَّكِئًا عَلَيْهِ فِي كُلِّ بَلْدَةٍ فُتِحَتْ عَنْوَةً وَبِدُوْنِهٖ فِي بَلْدَةٍ فُتِحَتْ صُلْحًا وَاِسْتِقْبَالُ الْقَوْمِ بِوَجْهِهٖ وَبَدَاءَتُهٗ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَالشَّهَادَتَانِ

سُنن خطبہ:

خطبہ کی سنتیں اٹھارہ چیزیں ہیں[1]۔

(۱) طہارت (۲) شرمگاہ کا ستر (۳) خطبہ شروع کرنے سے پہلے منبر پر بیٹھنا (۴) اقامت کی طرح اذان کا امام کے سامنے ہونا (۵) پھر کھڑا ہونا (۶) تلوار بائیں ہاتھ میں ہو اور اس نے اس کا سہارا لے رکھا ہو لیکن یہ اس شہر میں ہوگا جسے غلبے کے ساتھ فتح کیا گیا اور جو علاقہ صلح کے ساتھ فتح ہوا وہاں تلوار کے بغیر ہو[2]۔ (۷) امام کا چہرہ لوگوں کی طرف ہو (۸) خطبہ الحمد للہ کے ساتھ[3] شروع کرنا (۹) اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا جیسے اس کے شایانِ شان ہے (۱۰) کلمہ شہادت کہنا

(حاشیہ صفحہ سابقہ) لے آج کے دور میں بالخصوص ہمارے ملک میں اس کی ضرورت نہیں کیونکہ یہاں حکمران اسلامی احکام سے عموماً ناواقف ہوتے ہیں لیکن یہاں یہ بات واضح ہے کہ مسلمان قوم کو چاہیے کہ وہ ایسے لوگوں کو منتخب کرے جو ملکی سیاست کے ساتھ شرعی احکام بھی جانتے ہوں اور ان کا نفاذ بھی کر سکتے ہوں کیونکہ اسلام میں دین اور سیاست جدا جدا نہیں بلکہ ایک ہی چیز ہے۔

۲ے کیونکہ نماز جمعہ کے لیے جماعت شرط ہے اور سجدہ سے پہلے ایک رکعت بھی مکمل نہیں ہوئی۔ لہٰذا جماعت قائم نہ ہوئی۔

۳ے جماعت میں عورتوں اور بچوں کا اعتبار نہیں ہوتا۔ جماعت کے لیے کم از کم تین مردوں کا ہونا ضروری ہے۔ امام ان کے علاوہ ہو۔

۴ے چونکہ ان کا بیمار یا غلام ہونا اہلیت کے منافی نہیں لہٰذا وہ جماعت کرا سکتے ہیں۔ ان کے لیے آسانی پیدا کرنے کی خاطر جمعہ فرض قرار نہیں دیا گیا لہٰذا اگر وہ پڑھائیں یا پڑھیں تو جائز ہے۔

(بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَالصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْعِظَۃُ وَالتَّذْکِیْرُ وَقِرَاءَۃُ اٰیَۃٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَخُطْبَتَانِ وَالْجُلُوْسُ بَیْنَ الْخُطْبَتَیْنِ وَاِعَادَۃُ الْحَمْدِ وَالثَّنَآءِ وَالصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اِبْتِدَآءِ الْخُطْبَۃِ الثَّانِیَۃِ وَالدُّعَاءُ فِیْہَا لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ وَاَنْ یَّسْمَعَ الْقَوْمُ الْخُطْبَۃَ وَتَخْفِیْفُ الْخُطْبَتَیْنِ بِقَدْرِ سُوْرَۃٍ مِّنْ طِوَالِ الْمُفَصَّلِ۔

---

(۱۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں درود شریف پیش کرنا، وعظ و نصیحت کرنا، اور قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھنا (۱۲) خطبے دو ہوں (۱۳) دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا[۱] (۱۴) الحمد للہ کا اعادہ کرنا (۱۵) دوسرے خطبہ کے شروع میں ثناء اور درود شریف پڑھنا (۱۶) اس (دوسرے خطبہ) میں تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بخشش کی دعا کرنا (۱۷) قوم کو خطبہ سنائی دے (۱۸) طوال مفصل کی کسی صورت کے مطابق مختصر خطبہ پڑھنا[۲]

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۵ مقصد یہ ہے کہ وہ احکام و حدود کا نفاذ کر سکتا ہو اگرچہ عملاً ایسا نہ ہوتا ہو جیسے آج کل حدود و قصاص کا نفاذ نہیں لیکن ہمارے حکمران اس پر قادر ہیں۔

۶ منیٰ مکہ مکرمہ کے قریب واقع ہے جہاں حاجی صاحبان دس ذوالحجہ کو قربانی کرتے ہیں۔

۷ حج کے دنوں میں اسے شہر کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے آگے پیچھے یہ صورت نہیں ہوتی۔

۸ کیونکہ یہ سنت طریقہ کے خلاف ہے لہٰذا ترک سنت کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱ بعض سنتوں کا تعلق خطیب کی ذات سے ہے مثلاً طہارت وغیرہ اور بعض خطبہ سے متعلق ہیں مثلاً الحمد للہ کا پڑھنا وغیرہ۔

۲ گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص اسلام سے پھرے گا اور معاذ اللہ مرتد ہو جائے گا تو وہ جان لے کہ تلوار ہمارے ہاتھ میں ہے وہ قتل کے لائق ہے۔ یاد رہے کہ اسلام تلوار کے ذریعے نہیں پھیلا اور نہ ہی اسلام کو پھیلانے کے لیے تلوار استعمال کی جائے گی بلکہ اسلام لانے پر کسی کو مجبور بھی نہیں کیا جا سکتا چنانچہ دور رسالت میں اسلام کا پھیلاؤ محض اخلاق کی بنیاد پر ہوا ہاں جو لوگ اسلام کے مقابل آتے ہیں ان کے لیے تلوار اٹھائی جاتی ہے۔

۳ الحمد للہ سے پہلے دل میں اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھے۔

(صفحہ ہذا) ۱ دونوں خطبوں کے درمیان تین آیات پڑھنے کا اندازہ بیٹھنا چاہیے۔

۲ حالات کے مطابق خطبہ مختصر پڑھا جائے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں طویل نماز اور

(بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَيُكْرَهُ التَّطْوِيلُ وَتَرْكُ شَيْءٍ مِّنَ السُّنَنِ وَيَجِبُ السَّعْيُ لِلْجُمُعَةِ وَتَرْكُ الْبَيْعِ بِالْأَذَانِ الْأَوَّلِ فِي الْأَصَحِّ وَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَا صَلٰوةَ وَلَا كَلَامَ وَلَا يَرُدُّ سَلَامًا وَلَا يُشَمِّتُ عَاطِسًا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ وَكُرِهَ لِحَاضِرِ الْخُطْبَةِ الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ وَالْعَبَثُ وَالْاِلْتِفَاتُ وَلَا يُسَلِّمُ الْخَطِيْبُ عَلَى الْقَوْمِ إِذَا اسْتَوٰى عَلَى الْمِنْبَرِ وَكُرِهَ الْخُرُوْجُ مِنَ الْمِصْرِ بَعْدَ النِّدَاءِ مَا لَمْ يُصَلِّ وَمَنْ لَا جُمُعَةَ عَلَيْهِ إِنْ أَدَّاهَا جَازَ عَنْ فَرْضِ الْوَقْتِ وَمَنْ لَا عُذْرَ لَهٗ لَوْ صَلَّى الظُّهْرَ قَبْلَهَا حَرُمَ فَإِنْ سَعٰى إِلَيْهَا وَالْإِمَامُ فِيْهَا بَطَلَ ظُهْرُهٗ وَإِنْ لَّمْ يُدْرِكْهَا وَكُرِهَ لِلْمَعْذُوْرِ وَالْمَسْجُوْنِ أَدَاءُ الظُّهْرِ بِجَمَاعَةٍ فِي الْمِصْرِ يَوْمَهَا وَمَنْ أَدْرَكَهَا فِي التَّشَهُّدِ أَوْ سُجُوْدِ السَّهْوِ أَتَمَّ جُمُعَةً وَاللّٰهُ أَعْلَمُ

خطبہ لمبا کرنا اور کسی سنت کو چھوڑنا مکروہ ہے۔

جمعہ کے لیے پہلی اذان ہوتے ہی سعی کرنا اور خرید و فروخت چھوڑ دینا واجب ہے۔ یہ اصح قول[1] ہے جب امام (خطبہ کے لیے) نکل آئے تو نماز پڑھی جائے نہ گفتگو کی جائے، نہ سلام کا جواب دیا جائے اور نہ چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کے ساتھ جواب دیا جائے۔ یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے۔ خطبہ میں موجود لوگوں کے لیے کھانا پینا، کھیلنا اور ادھر اُدھر دیکھنا مکروہ[1] ہے۔ خطیب جب منبر پر بیٹھ جائے تو قوم کو سلام نہ کہے[2]۔

جمعہ کی اذان کے بعد جب تک نماز نہ پڑھے شہر سے باہر جانا مکروہ[3] ہے۔ جس آدمی پر جمعہ فرض نہیں اگر وہ پڑھے تو وقتی نماز کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔ جو شخص بغیر عذر کے جمعہ سے پہلے ظہر کی نماز پڑھے وہ حرام کام کا مرتکب ہوا پھر اگر جمعہ کے لیے جائے اور امام جمعہ پڑھا رہا ہو تو ظہر کی نماز باطل ہو جائے گی اگرچہ وہ (جمعہ کو نہ پائے[5])۔

معذور اور قیدی کے لیے جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز با جماعت ادا کرنا مکروہ[1] ہے۔ جو شخص امام کو تشہد یا سجدہ سہو میں پائے وہ جمعہ کی نماز مکمل کرے[2]۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) مختصر خطبہ آدمی کی سمجھدار ہونے کی علامت ہے، درحقیقت جس عبادت کا تعلق دوسروں سے ہو وہ مختصر ہو جس طرح حضور علیہ السلام نے نماز مختصر پڑھانے کا حکم فرمایا اور جس عبادت میں آدمی تنہا ہو وہ طویل ہو۔

(صفحہ ہذا) [1] اگر دوسری اذان کی انتظار کی جائے تو اس سے سنتوں بلکہ بعض اوقات جگہ دور ہونے کی وجہ سے (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

بَابُ الْعِيدَيْنِ

صَلٰوۃُ الْعِیْدَیْنِ وَاجِبَۃٌ فِی الْاَصَحِّ عَلٰی مَنْ تَجِبُ عَلَیْہِ الْجُمُعَۃُ بِشَرَائِطِھَا سِوَی الْخُطْبَۃِ فَتَصِحُّ بِدُوْنِھَا مَعَ الْاِسَاءَۃِ کَمَا لَوْ قُدِّمَتِ الْخُطْبَۃُ عَلٰی صَلٰوۃِ الْعِیْدِ وَنُدِبَ فِی الْفِطْرِ ثَلَاثَۃَ عَشَرَ شَیْئًا اَنْ یَّاْکُلَ وَاَنْ یَکُوْنَ الْمَاْکُوْلُ تَمْرًا وَّوِتْرًا وَیَغْتَسِلُ وَیَسْتَاکُ وَیَتَطَیَّبُ وَیَلْبَسُ اَحْسَنَ ثِیَابِہٖ وَیُؤَدِّیْ صَدَقَۃَ الْفِطْرِ اِنْ وَجَبَتْ عَلَیْہِ وَیُظْھِرُ الْفَرَحَ وَالْبَشَاشَۃَ وَکَثْرَۃَ الصَّدَقَۃِ حَسَبَ طَاقَتِہٖ وَالتَّبْکِیْرُ وَھُوَ سُرْعَۃُ الْاِنْتِبَاہِ وَالْاِبْتِکَارُ وَھُوَ الْمُسَارَعَۃُ اِلَی الْمُصَلّٰی

عیدین کی نماز:

اصح قول کے مطابق عیدین[۱] کی نماز ان لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہے، خطبہ کے سوا اس کی تمام شرائط وہی ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں[۲]۔ عید کی نماز خطبہ کے بغیر بھی صحیح ہو جاتی ہے لیکن گناہ ہوگا جیسے اس کو نماز سے پہلے پڑھنا گناہ ہے۔

عیدالفطر میں تیرہ باتیں مستحب ہیں۔

کچھ کھانا[۳] اور یہ طاق عدد کھجوریں ہوں، غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، عمدہ کپڑے پہننا، اگر صدقۂ فطر واجب ہو تو ادا کرنا، خوشی اور سرور کا اظہار کرنا، طاقت کے مطابق کثرت سے صدقہ دینا، سویرے سویرے جاگنا عیدگاہ کی طرف جلدی جانا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) جمعہ کی نماز رہ جانے کا خطرہ ہوتا ہے لہٰذا پہلی اذان پر کام کاج چھوڑ کر جانے کی تیاری کرے۔

۲ؕ یعنی خطبہ سننے کے لیے مکمل طور پر متوجہ ہو جائے اور تمام باتیں چھوڑ دے۔

۳ؕ چونکہ سلام کرنا دراصل کلام ہے جس سے سامعین کو روکا گیا ہے لہٰذا امام کو بھی اجتناب کرنا چاہیے۔

۴ؕ زوال سے پہلے اور جمعہ پڑھنے کے بعد جا سکتا ہے۔

(بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَصَلٰوۃُ الصُّبۡحِ فِیۡ مَسۡجِدِ حَیِّہٖ ثُمَّ یَتَوَجَّہُ اِلَی الۡمُصَلّٰی مَاشِیًا مُکَبِّرًا سِرًّا وَ یَقۡطَعُہٗ اِذَا انۡتَھٰی اِلَی الۡمُصَلّٰی وَ فِیۡ رِوَایَۃٍ اِذَا افۡتَتَحَ الصَّلٰوۃَ وَیَرۡجِعُ مِنۡ طَرِیۡقٍ اٰخَرَ وَیُکۡرَہُ التَّنَفُّلُ قَبۡلَ صَلٰوۃِ الۡعِیۡدِ فِی الۡمُصَلّٰی وَالۡبَیۡتِ وَ بَعۡدَھَا فِی الۡمُصَلّٰی فَقَطۡ عَلٰی اِخۡتِیَارِ الۡجُمۡھُوۡرِ وَ وَقۡتُ صِحَّۃِ صَلٰوۃِ الۡعِیۡدِ مِنِ ارۡتِفَاعِ الشَّمۡسِ قَدۡرَ رُمۡحٍ اَوۡ رُمۡحَیۡنِ اِلٰی زَوَالِھَا

صبح کی نماز محلے کی مسجد میں پڑھنا پھر آہستہ آہستہ تکبیر کہتے ہوئے پیدل چل کر عید گاہ کی طرف جانا، ایک روایت کے مطابق عید گاہ میں پہنچے تو تکبیر ختم کر دے اور دوسری روایت کے مطابق جب نماز شروع کرے تو بند کر دے، دوسرے راستے سے واپس لوٹنا۔ عید کے دن نماز عید سے پہلے عید گاہ اور گھر دونوں میں اور نماز کے بعد عید گاہ میں نوافل پڑھنا مکروہ ہے جمہور کے نزدیک مختار بات یہی ہے۔ عید کی نماز صحیح ہونے کا وقت ایک یا دو نیزے سورج بلند ہونے سے لے کر زوال تک ہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۵ یعنی اگر ظہر پڑھ کر جمعہ پڑھنے کی نیت سے جائے تو اگرچہ امام کے ساتھ شریک نہ ہوا ظہر کے فرض، نفل بن جائیں گے۔ اب دوبارہ ظہر پڑھے۔

۶ بلکہ جمعہ کی نماز سے پہلے ظہر کی نماز بھی نہ پڑھے جمعہ کی نماز ادا ہو جائے تو اس کے بعد تنہا ظہر کی نماز پڑھے۔

۷ یعنی اسے جمعہ کی نماز حاصل ہو گئی وہ امام کے سلام پھیرنے پر جمعہ کی نماز مکمل کرے۔

(صفحہ سابقہ) لفظ عیدین، عید کا تثنیہ ہے یعنی دو عیدیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ لفظ عید، عَوۡدٌ سے بنا ہے جس کا معنیٰ لوٹنا ہے چونکہ کسرہ کے بعد واو واقع ہوئی لہٰذا اسے یاء سے بدل دیا۔ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں انسانوں کی طرف لوٹتی ہیں یا یہ دن بار بار خوشی کے ساتھ آتے ہیں اس لیے ان دو دنوں کو عید کہا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ سال میں دو دن خوشی مناتے اور کھیلتے کودتے ہیں آپ نے فرمایا یہ دن کیا ہیں؟ لوگوں نے بتایا ہم دور جاہلیت میں ان دنوں میں کھیلتے کودتے تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان دنوں کو بہتر دنوں سے بدل دیا ہے وہ فطر اور قربانی کا دن ہے۔ عید کی نماز ہجرت کے پہلے سال جاری ہوئی۔ (طحطاوی علی المراقی)

۲ جمعہ کے لیے خطبہ شرط ہے اور عیدین کے لیے شرط نہیں یہی وجہ ہے کہ اسے بعد میں رکھا گیا کیونکہ شرط ہمیشہ مشروط سے مقدم ہوتی ہے۔

۳ یعنی فجر کے بعد عید کی نماز سے پہلے کھانا مستحب ہے اور یہ عید الفطر میں ہے عید الاضحیٰ میں نہیں۔

(صفحہ ہذا) ۱ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز سے پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے جب گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

marfat.com

وَكَيْفِيَّةُ صَلٰوتِهِمَا اَنْ يَّنْوِيَ صَلٰوةَ الْعِيْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ لِلتَّحْرِيْمَةِ ثُمَّ يَقْرَأُ الثَّنَاءَ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَاتِ الزَّوَائِدِ ثَلَاثًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ كُلٍّ مِّنْهَا ثُمَّ يَتَعَوَّذُ ثُمَّ يُسَمِّيْ سِرًّا ثُمَّ يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ ثُمَّ سُوْرَةً وَنُدِبَ اَنْ تَكُوْنَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ثُمَّ يَرْكَعُ فَاِذَا قَامَ لِلثَّانِيَةِ اِبْتَدَأَ بِالْبَسْمَلَةِ ثُمَّ بِالْفَاتِحَةِ ثُمَّ بِالسُّوْرَةِ وَنُدِبَ اَنْ تَكُوْنَ سُوْرَةَ الْغَاشِيَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَاتِ الزَّوَائِدِ ثَلَاثًا وَّيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْهَا كَمَا فِي الْاُوْلٰى وَهٰذَا اَوْلٰى مِنْ تَقْدِيْمِ تَكْبِيْرَاتِ الزَّوَائِدِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ عَلَى الْقِرَاءَةِ فَاِنْ قَدَّمَ التَّكْبِيْرَاتِ عَلَى الْقِرَاءَةِ فِيْهَا جَازَ ثُمَّ يَخْطُبُ الْاِمَامُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ خُطْبَتَيْنِ يُعَلِّمُ فِيْهِمَا اَحْكَامَ صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَمَنْ فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مَعَ الْاِمَامِ لَا يَقْضِيْهَا وَتُؤَخَّرُ بِعُذْرٍ اِلَى الْغَدِ فَقَطْ

نمازِ عید کا طریقہ :

عیدین کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ نماز عید کی نیت کرے پھر تکبیر تحریمہ کہے۔ اس کے بعد ثنا پڑھے اور تین زائد تکبیریں کہے ان میں سے ہر ایک کے لیے ہاتھ اٹھائے پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ آہستہ پڑھے۔ اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے مستحب یہ ہے کہ وہ "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" ہو پھر رکوع کرے[1]۔

جب دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو تو پہلے بسم اللہ پڑھے پھر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھے مستحب یہ ہے کہ وہ سورۂ غاشیہ ہو[2]۔ اس کے بعد تین زائد تکبیریں کہے پہلی رکعت کی طرح یہاں بھی ہاتھ اٹھائے دوسری رکعت میں تکبیروں کو قراءت میں مقدم کرنے سے یہ بہتر ہے[3] تاہم اگر مقدم کر لیا تو بھی جائز ہے[4]۔

نماز کے بعد امام دو خطبے دے اور ان میں صدقۂ فطر کی تعلیم دے اور جو شخص امام کے ساتھ عید کی نماز نہ پڑھ سکے وہ قضا نہ کرے[5]۔ عذر کی وجہ سے یہ نماز صرف دوسرے دن تک موخر کی جا سکتی ہے[6]۔

---

[1] سبح اسم ربك الاعلى الذى خلق الآية (سورہ نمبر ۸۷)

[2] هل اتاك حديث الغاشية الآية (سورہ نمبر ۸۸)

(بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَاَحْکَامُ الْاَضْحٰی کَالْفِطْرِ لٰکِنَّہٗ فِی الْاَضْحٰی یُؤَخِّرُ الْاَکْلَ عَنِ الصَّلٰوۃِ وَیُکَبِّرُ فِی الطَّرِیْقِ جَھْرًا وَیُعَلِّمُ الْاُضْحِیَّۃَ وَتَکْبِیْرَ التَّشْرِیْقِ فِی الْخُطْبَۃِ وَتُؤَخَّرُ بِعُذْرٍ اِلٰی ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ وَالتَّعْرِیْفُ لَیْسَ بِشَیْءٍ وَیَجِبُ تَکْبِیْرُ التَّشْرِیْقِ مِنْ بَعْدِ فَجْرِ عَرَفَۃَ اِلٰی عَصْرِ الْعِیْدِ مَرَّۃً فَوْرَ کُلِّ فَرْضٍ اُدِّیَ بِجَمَاعَۃٍ مُسْتَحَبَّۃٍ عَلٰی اِمَامٍ مُقِیْمٍ بِمِصْرٍ وَعَلٰی مَنِ اقْتَدٰی بِہٖ وَلَوْ کَانَ مُسَافِرًا اَوْ رَقِیْقًا اَوْ اُنْثٰی عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللہُ

عیدالاضحیٰ کے احکام عیدالفطر کی طرح ہیں البتہ اس میں نماز پڑھنے تک کھانے میں تاخیر کرے[1] راستے میں بلند آواز سے تکبیر کہے، (امام) خطبہ میں قربانی (کے مسائل) اور تشریق کی تکبیر سکھائے۔ عیدالاضحیٰ کی نماز عذر کی وجہ سے تین دن تک مؤخر کی جاسکتی ہے[2]۔ عرفات میں وقوف کرنے والوں سے تشبیہ اختیار کرنے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے[3]۔

نویں ذوالحجہ کی فجر سے عید کی عصر تک ہر فرض نماز جو مستحب جماعت کے ساتھ ادا کی گئی کے فوراً بعد ایک بار تکبیر تشریق کہنا شہر میں مقیم امام اور مقتدیوں پر واجب ہے چاہے مقتدی مسافر، غلام یا عورت ہی کیوں نہ ہو[4] یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۵۳ پہلی رکعت میں زائد تکبیرات شروع میں اور دوسری کے آخر میں پڑھنے سے قرات میں ان تکبیرات کے ذریعے جدائی لازم نہیں آتی۔

۵۴ کیونکہ مؤخر کرنا بہتر ہے۔ اگرچہ قرات پر مقدم کرنا بھی جائز ہے۔

۵۵ کیونکہ عید کی نماز امام کے بغیر جائز نہیں۔ البتہ چاہے تو چار رکعت نفل پڑھے۔ یہ چاشت کی نماز ہو جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جس سے عید کی نماز رہ جائے وہ چار رکعتیں پڑھے۔

۵۶ مثلاً بادل وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہ آیا اور دن کو زوال کے بعد اطلاع ملی تو چونکہ نماز عید کا وقت نکل چکا ہے لہٰذا دوسرے دن پڑھیں۔

(حاشیہ صفحہ لہٰذا آئندہ صفحہ)

وَقَالَا يَجِبُ فَوْرَ كُلِّ فَرْضٍ عَلٰى مَنْ صَلَّاهُ وَلَوْ مُنْفَرِدًا اَوْ مُسَافِرًا اَوْ قَرَوِيًّا إِلٰى عَصْرِ الْخَامِسِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَبِهٖ يُعْمَلُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَلَا بَأْسَ بِالتَّكْبِيرِ عَقْبَ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ وَالتَّكْبِيْرُ اَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۔

صاحبین فرماتے ہیں تمام فرض نمازوں کے بعد ہر نمازی پر واجب ہے چاہے وہ اکیلا ہو، مسافر ہو یا دیہاتی ہو۔ نویں ذوالحجہ کے پانچویں دن (یعنی تیرہویں ذوالحجہ) کی عصر تک کہے[1] اسی پر عمل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے[2]۔ عیدین کی نمازوں کے بعد تکبیر کہنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ تکبیر یہ ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱؎ یہاں اصل بات یہ ہے کہ عید کی نماز کے بعد قربانی کی جاتی ہے۔ لہٰذا قربانی کے گوشت سے کھانے کا آغاز کرے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض حضرات کے نزدیک وہی شخص کھانے میں تاخیر کرے جس نے قربانی کرنا ہو تاہم حضور علیہ السلام کے طریقہ مبارکہ پر عمل کرنے کے لیے تمام مسلمانوں کو ایسا کرنا چاہیے قربانی کرنا ہو یا نہ ہو۔

۲؎ کیونکہ یہ عید، قربانی کی عید ہے اور قربانی تین دن تک ہو سکتی ہے لہٰذا نماز بھی تین دن تک مؤخر ہو سکتی ہے۔

۳؎ وقوف عرفات ایک ایسی عبادت ہے جو مخصوص مقام یعنی میدانِ عرفات سے تعلق رکھتی ہے لہٰذا دوسرے مقام پر جائز نہیں جیسے طواف صرف خانہ کعبہ کا ہوتا ہے۔

۴؎ امام کا مقیم ہونا شرط ہے۔ مقتدی چونکہ امام کے تابع ہوتا ہے لہٰذا مقتدی کے مسافر، غلام یا دیہاتی ہونے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔

(صفحہ ہٰذا) ۱؎ کیونکہ یہ ایام تشریق میں سے آخری دن ہے۔

۲؎ صاحبین کے قول پر عمل اور فتویٰ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تکبیرات نہ پڑھنے کی بجائے پڑھنے میں احتیاط ہے۔

---

marfat.com

بَابُ صَلٰوۃِ الْکُسُوْفِ وَالْخُسُوْفِ وَالْاِفْزَاعِ

سُنَّ رَکْعَتَانِ کَھَیْئَۃِ النَّفْلِ لِلْکُسُوْفِ بِاِمَامِ الْجُمُعَۃِ اَوْمَاْمُوْرِ السُّلْطَانِ بِلَا اَذَانٍ وَلَا اِقَامَۃٍ وَّلَا جَھْرٍ وَّلَا خُطْبَۃٍ بَلْ یُنَادِیْ اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ وَسُنَّ تَطْوِیْلُھُمَا وَتَطْوِیْلُ رُکُوْعِھِمَا وَسُجُوْدِھِمَا ثُمَّ یَدْعُوا الْاِمَامُ جَالِسًا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ اِنْ شَاءَ اَوْقَائِمًا مُسْتَقْبِلَ النَّاسِ وَھُوَ اَحْسَنُ وَیُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی دُعَائِہٖ حَتّٰی یَکْمُلَ اِنْجِلَاءُ الشَّمْسِ وَاِنْ لَّمْ یَحْضُرِ الْاِمَامُ صَلَّوْا فُرَادٰی کَالْخُسُوْفِ وَالظُّلْمَۃِ الْھَائِلَۃِ نَھَارًا وَالرِّیْحِ الشَّدِیْدَۃِ وَالْفَزَعِ ۔

سورج گرہن، چاند گرہن اور خوف کی نماز :

سورج گرہن[1] کے لیے نوافل کی طرح دو رکعتیں[2]۔ امام جمعہ یا بادشاہ کے مقرر کردہ امام کے پیچھے اذان، اقامت جہر اور خطبہ کے بغیر پڑھنا سنت ہے۔ (اذان کی جگہ) ندا دی جاتی ہے کہ نماز کھڑی ہونے والی ہے۔ ان رکعتوں (کے قیام)، رکوع اور سجدہ کو طویل کرنا سنت ہے، اس کے بعد امام چاہے تو بیٹھ کر قبلہ رخ ہوتے ہوئے دعا مانگے یا لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر دعا مانگے یہ زیادہ بہتر ہے مقتدی اس کی دعا پر آمین کہیں یہاں تک کہ سورج کی روشنی مکمل ہو جائے۔ اگر امام موجود نہ ہو تو اکیلے اکیلے پڑھیں جس طرح چاند گرہن[3] دن کے وقت خوفناک اندھیری، سخت ہوا اور خوف کی نماز پڑھی جاتی ہے۔

---

[1] عید کی نماز کے بعد سورج گرہن وغیرہ کی نماز کا ذکر اس مناسبت سے ہے کہ عید کی طرح یہ بھی دن کی نماز ہے اور اس میں اذان اور اقامت وغیرہ نہیں ہے البتہ یہ فرق ہے کہ عید کی نماز واجب ہے اور گرہن کی نماز جمہور کے نزدیک سنت ہے۔ کسوف اور خسوف دونوں کا معنیٰ روشنی کا چلا جانا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ سورج گرہن یا چاند گرہن کسی بڑی شخصیت کی وفات کی وجہ سے ہوتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا رد فرمایا اور بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ بندوں پر اپنی قدرت کو ظاہر فرماتا ہے اور بتاتا ہے کہ سورج اور چاند بھی میرے قبضے میں ہیں۔ (بقیہ صفحہ آئندہ)

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

لَهٗ صَلٰوةٌ مِنْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ وَلَهُ اسْتِغْفَارٌ وَيُسْتَحَبُّ الْخُرُوْجُ لَهٗ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مُشَاةً فِيْ ثِيَابٍ خَلِقَةٍ غَسِيْلَةٍ اَوْ مُرَقَّعَةٍ مُتَذَلِّلِيْنَ مُتَوَاضِعِيْنَ خَاشِعِيْنَ لِلّٰهِ تَعَالٰى نَاكِسِيْنَ رُءُوْسَهُمْ مُقَدِّمِيْنَ الصَّدَقَةَ كُلَّ يَوْمٍ قَبْلَ خُرُوْجِهِمْ وَيُسْتَحَبُّ اِخْرَاجُ الدَّوَابِّ وَالشُّيُوْخِ الْكِبَارِ وَالْاَطْفَالِ

طلب بارش کے لیے نماز :

طلب بارش کے لیے جماعت کے بغیر نماز[۱] ہے اور بخشش مانگنا[۲] ہے اس کے لیے تین دن اس طرح نکلنا مستحب ہے کہ پیدل چلیں، کپڑے پرانے دھلے ہوئے یا پیوند لگے ہوئے ہوں، اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی وانکساری کا اظہار کریں سروں کو جھکائے ہوتے ہوں اور ہر دن باہر نکلنے سے پہلے صدقہ دیں[۳] جانوروں، بوڑھے، بزرگوں اور بچوں کو بھی (ساتھ) نکالنا مستحب[۴] ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۵۲ سنن ابو داؤد شریف کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کے موقعہ پر دو رکعتیں پڑھیں۔ اور انہیں لمبا کیا، یہاں تک کہ سورج روشن ہوگیا پھر فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے جب تم اسے دیکھو تو اس نماز کی طرح نماز پڑھو جو فرض نماز قریب ہی پڑھی گئی فقہاء کرام فرماتے ہیں وہ صبح کی نماز تھی گویا بتایا گیا کہ دو رکعتیں پڑھی جائیں۔

۳ے حضور علیہ السلام کے زمانہ میں چاند گرہن کئی بار ہوا لیکن آپ سے منقول نہیں ہے کہ لوگوں کو جمع کیا ہوا کیونکہ رات کے اجتماع سے فتنے کا خوف ہوتا ہے۔

(صفحہ ہذا) لے استسقاء کا معنیٰ پانی مانگنا ہے۔ قرآن پاک میں ہے واذا استسقیٰ موسیٰ لقومہ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا، اصطلاح شرع میں طلب بارش کے لیے نماز پڑھنا یا دعا کرنا ہے۔ نماز استسقاء جائز ہے سنت نہیں۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین سے اس سلسلے میں نماز پڑھنا منقول نہیں۔ (طحطاوی علی المراقی) البتہ دعا اور استغفار ہے۔

۵۲ قرآن پاک میں ہے۔ فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَفِیْ مَکَّةَ وَبَیْتِ الْمَقْدَسِ فَفِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی یَجْتَمِعُوْنَ
وَیَنْبَغِیْ ذٰلِكَ اَیْضًا لِاَهْلِ مَدِیْنَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیَقُوْمُ
الْاِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا یَدَیْهِ وَالنَّاسُ قُعُوْدٌ مُسْتَقْبِلِیْنَ الْقِبْلَةِ
یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی دُعَائِهٖ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا هَنِیْئًا مَرِیْئًا مُرِیْعًا
غَدَقًا مُجَلِّلًا سَحًّا طَبَقًا دَائِمًا وَمَا اَشْبَهَهٗ سِرًّا اَوْجَهْرًا وَلَیْسَ فِیْهِ
قَلْبُ رِدَآءٍ وَّلَا یَحْضُرُهٗ ذِمِّیٌّ۔

مکہ مکرمہ والے مسجد حرام میں اور بیت المقدس والے مسجد اقصیٰ میں جمع ہوں۔ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے والوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔

امام قبلہ رُخ ہو کر ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے کھڑا ہو اور لوگ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھیں اس کی دعا پر آمین کہیں۔ وہ یہ دعا مانگے۔

(یا اللہ ہم پر ایسی بارش نازل فرما جو فریاد کا مداوا ہو، خوشگوار ہو شاداب کرنے والی ہو، موسلا دھار ہو، زمین کو ڈھانپنے والی اور چھا جانے والی ہو نیز متواتر ہو۔

یا اس کے مشابہ دعا بلند آواز سے مانگے اس میں چادر کو پلٹنا نہیں ہے[1]۔ اور نہ اس میں ذمی لوگ حاضر ہوں[2]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) [3] اس سے پہلے بندوں کے حقوق ادا کریں اور کسی پر ظلم زیادتی کی ہے تو معافی مانگیں۔

[4] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے کمزور لوگوں کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے لہٰذا بچوں اور بوڑھوں وغیرہ کو ساتھ لے جانے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول یقینی ہو جاتا ہے۔

(صفحہ ہذا) [1] یعنی چادر کے اوپر والے حصے کو نیچے اور نیچے والے کو اوپر کرنا یا دائیں بائیں الٹنا جو نیک فالی کے طور پر کیا جاتا ہے کوئی شرعی مسئلہ نہیں۔

[2] اس سے کمزور عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے کیونکہ ممکن ہے وہ سوچیں کہ اگر یہ ساتھ نہ ہوتے تو بارش نہ ہوتی۔

(طحطاوی علی المراقی)

marfat.com

بَابُ صَلوٰةِ الْخَوْفِ

هِيَ جَائِزَةٌ بِحُضُورِ عَدُوٍّ وَبِخَوْفِ غَرَقٍ اَوْ حَرْقٍ وَإِذَا تَنَازَعَ الْقَوْمُ فِي الصَّلوٰةِ خَلْفَ إِمَامٍ وَاحِدٍ فَيَجْعَلُهُمْ طَائِفَتَيْنِ وَاحِدَةٌ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ وَيُصَلِّي بِالْأُخْرَى رَكْعَةً مِنْ ثُنَائِيَةٍ وَرَكْعَتَيْنِ مِنَ الرُّبَاعِيَةِ أَوِ الْمَغْرِبِ وَتَمْضِي هٰذِهٖ إِلَى الْعَدُوِّ مُشَاةً وَجَاءَتْ تِلْكَ فَصَلّٰى بِهِمْ مَا بَقِيَ وَسَلَّمَ وَحْدَهٗ فَذَهَبُوْا إِلَى الْعَدُوِّ ثُمَّ جَاءَتِ الْأُوْلٰى وَأَتَمُّوْا بِلَا قِرَاءَةٍ وَسَلَّمُوْا وَمَضَوْا ثُمَّ جَاءَتِ الْأُخْرٰى إِنْ شَاءُوْا صَلَّوْا مَا بَقِيَ بِقِرَاءَةٍ وَإِنِ اشْتَدَّ الْخَوْفُ صَلَّوْا رُكْبَانًا فُرَادٰى بِالْإِيْمَاءِ إِلٰى أَيِّ جِهَةٍ قَدَرُوْا وَلَمْ تَجُزْ بِلَا حُضُوْرِ عَدُوٍّ وَيُسْتَحَبُّ حَمْلُ السِّلَاحِ فِي الصَّلوٰةِ عِنْدَ الْخَوْفِ وَإِنْ لَمْ يَتَنَازَعُوْا فِي الصَّلوٰةِ خَلْفَ إِمَامٍ وَاحِدٍ فَالْأَفْضَلُ صَلوٰةُ كُلِّ طَائِفَةٍ بِإِمَامٍ مِثْلَ حَالَةِ الْأَمْنِ

نمازِ خوف:

یہ نماز دشمن کے آنے اور ڈوبنے یا جلنے کے خوف سے جائز ہے[۱]۔ اگر قوم ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں جھگڑا کرے تو وہ انہیں دو گروہوں میں تقسیم کر دے۔ ایک دشمن کے مقابلے میں ہو اور دوسرے کو دو رکعتوں والی میں سے ایک رکعت اور چار والی نیز مغرب کی نماز سے دو رکعتیں پڑھائے پھر یہ گروہ پیدل چلتے ہوئے دشمن کے مقابل چلا جائے اور وہ دوسرا آجائے امام ان کو باقی نماز پڑھا کر تنہا سلام پھیر دے۔ پھر یہ گروہ دشمن کی طرف چلا جائے اور پہلا گروہ آکر قراءت کے بغیر اپنی نماز مکمل کر لے[۲]۔ اور سلام پھیر کر چلا جائے۔ اس کے بعد دوسرا گروہ آجائے اور اگر وہ چاہیں تو وہاں ہی باقی نماز قراءت کے ساتھ پڑھیں[۳]۔

اور اگر خوف سخت ہو جائے تو اکیلے اکیلے اپنی اپنی سواریوں پر اشارے کے ساتھ پڑھیں جس جہت کی طرف ممکن ہو۔ جب تک دشمن کا سامنا نہ ہو نماز خوف جائز نہیں۔ خوف کے وقت نماز میں ہتھیار اٹھائے رکھنا مستحب ہے اور اگر ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں جھگڑا (امرار) نہ کریں تو افضل ہے کہ ہر گروہ ایک امام کے پیچھے اسی طرح پڑھے جس طرح حالتِ امن میں پڑھتے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ آئندہ)

بَابُ اَحۡکَامِ الۡجَنَائِزِ

يُسَنُّ تَوْجِيهُ الْمُحْتَضَرِ لِلْقِبْلَةِ عَلَى يَمِينِهِ وَ جَازَ الِاسْتِلْقَاءُ وَيُرْفَعُ رَأْسُهُ قَلِيلًا وَيُلَقَّنُ بِذِكْرِ الشَّهَادَتَيْنِ عِنْدَهُ مِنْ غَيْرِ اِلْحَاحٍ وَلَا يُؤْمَرُ بِهَا وَ تَلْقِينُهُ فِي الْقَبْرِ مَشْرُوعٌ وَقِيلَ لَا يُلَقَّنُ وَقِيلَ لَا يُؤْمَرُ بِهِ وَلَا يُنْهٰى عَنْهُ.

احکام جنازہ[۱]:

جو شخص قریب مرگ ہو اسے دائیں پہلو پر لٹا کر قبلہ رُخ کیا جائے پیٹھ کے بل لٹانا بھی جائز[۲] ہے البتہ اس کا سر تھوڑا سا اٹھایا جائے۔ کسی قسم کی آہ وزاری کے بغیر اس کے پاس کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے لیکن اسے پڑھنے کے لیے نہ کہا جائے اور نہ روکا جائے[۳] قبر میں رکھنے کے بعد بھی تلقین جائز[۴] ہے بعض نے کہا کہ تلقین نہ کی جائے اور بعض کا قول ہے کہ نہ اس کا حکم دیا جائے اور نہ روکا جائے[۵]

(حاشیہ صفحہ سابقہ) [۱] اگر دشمن کا مقابلہ ہو یا کسی درندے، اژدہا، سیلاب، آگ وغیرہ کا خطرہ ہو اور تمام نمازیوں کا بیک وقت نماز پڑھنا نامناسب ہو بلکہ لوگوں کا دشمن کے مقابلے میں رہنا ضروری ہو تو نماز پڑھنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ نمازیوں کے دو حصے کر لیے جائیں اور دونوں گروہوں کا امام الگ الگ ہو۔ ایک گروہ اپنے امام کے ساتھ نماز پڑھ چکے تو دوسرا گروہ اپنے امام کے ساتھ نماز پڑھے۔ یہ طریقہ بہتر ہے لیکن اگر تمام نمازی ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر اصرار کریں تو اس کا طریقہ وہ ہے جو یہاں بیان کیا گیا ہے۔ درحقیقت یہ کوئی الگ نماز نہیں ہے۔ وقتی فرض نماز کا ذکر ہے یعنی نماز فرض ہے لیکن اس کا یہ طریقہ جائز ہے۔

[۲] چونکہ یہ حکمی طور پر امام کے پیچھے ہیں لہٰذا قراءت نہیں کریں گے جیسے لاحق باقی نماز میں قراءت نہیں کرتا۔

[۳] کیونکہ امام تو فارغ ہو چکا ہے لہٰذا اسی جگہ بھی پڑھ سکتے ہیں واپس جماعت والی جگہ میں آنا ضروری نہیں البتہ وہ باقی رکعتوں میں قراءت کریں گے کیونکہ یہ مسبوق ہیں۔

(صفحہ ہٰذا) [۱] جنائز جنازہ کی جمع ہے۔ لفظ جنازہ جیم کے فتح اور کسرہ کے ساتھ میت اور چارپائی دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

[۲] پیٹھ کے بل لٹانے سے آنکھیں بند کرنے اور جبڑے باندھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

[۳] یعنی میت کے پاس کلمہ شہادت پڑھا جائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الا اللّٰہ کی تلقین کرو کیونکہ جو مومن مرتے وقت کلمہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے نجات عطا فرماتا ہے۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَيَسْتَحِبُّ لِاَقْرِبَاءِ الْمُحْتَضَرِ وَجِيْرَانِهِ الدُّخُوْلُ عَلَيْهِ وَيَتْلُوْنَ عِنْدَهُ سُوْرَةَ يٰسٓ وَاسْتُحْسِنَ سُوْرَةُ الرَّعْدِ وَاخْتَلَفُوْا فِيْ اِخْرَاجِ الْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ مِنْ عِنْدِهِ فَاِذَا مَاتَ شُدَّ لَحْيَاهُ وَغُمِّضَ عَيْنَاهُ وَيَقُوْلُ مُغَمِّضُهُ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهُ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهُ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ.

مرنے والے شخص کے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے لیے مستحب ہے کہ وہ اس کے پاس جائیں اور سورۂ یٰسین کی تلاوت کریں۔ سورۂ رعد کا پڑھنا (بھی) نہایت اچھا[1] ہے۔ قریب المرگ کے پاس سے حیض اور نفاس والی عورت کو نکالنے کے بارے میں اختلاف ہے[2]۔ جب وہ مر جائے تو اس کے جبڑے باندھے جائیں[3] اور آنکھیں بند کی جائیں۔ آنکھیں بند کرنے والا کہے۔ (ترجمہ) اللہ کے نام سے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر، یا اللہ! اس پر اس کا معاملہ آسان کر دے اور بعد کے معاملات بھی آسان فرما دے اسے اپنی ملاقات کا شرف عطا فرما اور جس کی طرف یہ جا رہا ہے اس کیلیے اس سے بہتر بنا جس کو چھوڑ کر جا رہا ہے

(بقیہ صفحہ سابقہ) میت کے پاس جب کلمہ شہادت پڑھا جائے گا تو وہ بھی پڑھے گا لیکن اسے پڑھنے کے لیے نہ کہا جائے ہو سکتا ہے وہ انکار کر دے۔ کافر کو بھی تلقین کی جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک یہودی لڑکا حضور علیہ السلام کی خدمت کرتا تھا وہ بیمار ہوا تو آپ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے اس کے سرہانے بیٹھتے ہوئے فرمایا اسلام قبول کر، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر، چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا حضور باہر تشریف لائے تو فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے اس کو آگ سے بچا لیا۔

[4] اس کا طریقہ یہ ہے کہ کہا جائے اے فلاں بن فلاں اس دین کو یاد کر جس پر تو دنیا میں قائم رہا وہ توحید و رسالت کی گواہی ہے

[5] تلقین نہ کرنے کا قول معتزلہ کا ہے۔ (مراقی الفلاح)

(صفحہ ھذا) [1] حدیث شریف کے مطابق ان سورتوں کے پڑھنے سے روح کے نکلنے میں آسانی ہوتی ہے۔

[2] بعض کے نزدیک ان کو نکالا جائے کیونکہ ان کی موجودگی میں فرشتے نہیں آتے اور بعض علما فرماتے ہیں (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَيُوضَعُ عَلٰى بَطْنِهٖ حَدِيدَةٌ لِئَلَّا يَنْتَفِخَ وَتُوضَعُ يَدَاهُ بِجَنْبَيْهِ وَلَا يَجُوزُ وَضْعُهُمَا عَلٰى صَدْرِهٖ وَتُكْرَهُ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ عِنْدَهٗ حَتّٰى يُغْسَلَ وَلَا بَأْسَ بِإِعْلَامِ النَّاسِ بِمَوْتِهٖ وَيُعَجَّلُ بِتَجْهِيزِهٖ فَيُوضَعُ كَمَا مَاتَ عَلٰى سَرِيرٍ مُجَمَّرٍ وِتْرًا وَيُوضَعُ كَيْفَ اتَّفَقَ عَلَى الْأَصَحِّ وَيُسْتَرُ عَوْرَتُهٗ ثُمَّ جُرِّدَ عَنْ ثِيَابِهٖ وَوُضِّئَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ صَغِيرًا لَا يَعْقِلُ الصَّلٰوةَ بِلَا مَضْمَضَةٍ وَّاسْتِنْشَاقٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ جُنُبًا وَصُبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ مُغْلًى بِسِدْرٍ أَوْ حُرُضٍ وَإِلَّا فَالْقَرَاحُ وَهُوَ الْمَاءُ الْخَالِصُ وَيُغْسَلُ رَأْسُهٗ وَلِحْيَتُهٗ بِالْخِطْمِيِّ.

میت کے پیٹ پر لوہا رکھا جائے تاکہ وہ پھول نہ جائے اور اس کے ہاتھ پہلوؤں میں رکھے جائیں جب تک غسل نہ دیا جائے اس کے پاس قرآن پاک پڑھنا مکروہ ہے[1]، لوگوں میں اس کی موت کا اعلان کرنے میں کوئی حرج نہیں[2] اور اس کی تجہیز میں جلدی کی جائے۔ جونہی اس کی موت واقع ہو اسے تختے پر لٹایا جائے جسے طاق مرتبہ دھونی دی گئی ہو[3] اور جیسے بھی اتفاق ہو اسے رکھا جائے اس کی شرمگاہ کو ڈھانپا جائے اور پھر کپڑے اتارے جائیں[4] اور وضو کرایا جائے البتہ اتنا چھوٹا ہو کہ نماز کی سمجھ نہ رکھتا ہو تو وضو نہ کرایا جائے اور وضو میں کلی بھی نہ کرائی جائے اور ناک میں بھی پانی نہ ڈالا جائے۔ البتہ جنبی ہو تو ایسا کیا جائے پھر میت پر بیری کے پتوں یا اشنان[5] سے جوش دیا ہوا پانی بہایا جائے ورنہ خالص پانی ڈالا جائے۔ اس کا سر اور داڑھی خطمی[6] سے دھوئے جائیں۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) شفقت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو باہر نہ نکالا جائے تاہم نکالنا ضروری نہیں۔

[3] پٹی کو ٹھوڑی کے نیچے سے لا کر سر کے اوپر باندھا جائے۔

(صفحہ ہذا) [1] قرآن پاک کی عزت و احترام کا یہی تقاضا ہے۔

[2] بلکہ اعلان مستحب ہے تاکہ جنازہ پڑھنے والوں کی کثرت ہو اگر کوئی عالم دین یا زاہد و متقی شخصیت ہو تو بازاروں اور مختلف مساجد وغیرہ میں اعلان کیا جائے آج کل اس مقصد کے لیے اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ سے بھی کام لیا جا سکتا ہے۔

[3] اگر بتیاں وغیرہ سلگا کر خوشبو پیدا کی جا سکتی ہے۔

[4] غسل کروانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹے اور میت کی شرمگاہ کو دھوئے اگر ہجڑا ہو تو تیمم کرایا جائے یا کپڑوں میں ہی غسل دیا جائے۔

marfat.com

ثُمَّ يُضْجَعُ عَلٰى يَسَارِهٖ فَيُغْسَلُ حَتّٰى يَصِلَ الْمَآءُ اِلٰى مَا يَلِي التَّخْتَ مِنْهُ ثُمَّ عَلٰى يَمِيْنِهٖ كَذٰلِكَ ثُمَّ اُجْلِسَ مُسْنَدًا وَمَسَحَ بَطْنَهٗ رَقِيْقًا وَمَا خَرَجَ مِنْهُ غَسَلَهٗ وَلَمْ يُعِدْ غُسْلَهٗ ثُمَّ يُنَشَّفُ بِثَوْبٍ وَّيُجْعَلُ الْحَنُوْطُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ وَرَاْسِهٖ وَالْكَافُوْرُ عَلٰى مَسَاجِدِهٖ وَلَيْسَ فِي الْغُسْلِ اِسْتِعْمَالُ الْقُطْنِ فِي الرِّوَايَاتِ الظَّاهِرَةِ وَلَا يُقَصُّ ظُفْرُهٗ وَشَعْرُهٗ وَلَا يُسَرَّحُ شَعْرُهٗ وَلِحْيَتُهٗ۔

پھر اسے بائیں پہلو پر لٹا کر غسل دیا جائے یہاں تک کہ پانی اس کی نچلی طرف پہنچ جائے پھر دائیں پہلو پر اسی طرح لٹایا جائے پھر اسے سہارا دیتے ہوتے بٹھایا جائے اور (غسل دینے والا) اس کے پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرے۔ اگر کچھ نکلے تو اس (جگہ) کو دھو ڈالے دوبارہ غسل نہ دے۔ پھر کسی کپڑے کے ساتھ خشک کیا جائے اور اس کی داڑھی اور سر پر حنوط (خوشبو) لگائی جائے اور سجدے والے اعضاء پر کافور رکھی جائے۔

روایات ظاہرہ کے مطابق غسل میں روئی استعمال نہ کی جائے[1]۔ نہ ناخن اور بال کاٹے جائیں[2] اور نہ اس کے بالوں اور داڑھی میں کنگھی کی جائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) [5] اشنان ایک قسم کی گھاس ہے جو ہاتھ دھونے کے کام آتی ہے۔

[6] عراق میں ایک بوٹی پائی جاتی ہے جو خوشبودار ہوتی ہے اور صابن کا کام دیتی ہے۔ آج کل صابن کی وجہ سے اس کی ضرورت نہیں۔

(صفحہ ہذا)

[1] روئی کا استعمال بلا ضرورت ہے۔ لہٰذا محض ضائع کرنا ہے۔

[2] اگر ناخن ٹوٹا ہوا ہو تو الگ کر دیا جائے ورنہ کاٹنے کی ضرورت نہیں۔ بالوں اور داڑھی کا کاٹنا بھی زینت کے لیے ہوتا ہے اور میت کو اس کی اب ضرورت نہیں۔

وَالْمَرْأَةُ تُغَسِّلُ زَوْجَهَا بِخِلَافِهِ كَأُمِّ الْوَلَدِ لَا تُغَسِّلُ سَيِّدَهَا وَلَوْ مَاتَتِ امْرَأَةٌ مَعَ الرِّجَالِ يَمَّمُوهَا كَعَكْسِهِ بِخِرْقَةٍ وَإِنْ وُجِدَ ذُو رَحِمٍ مَحْرَمٍ يَمَّمَ بِلَا خِرْقَةٍ وَكَذَا الْخُنْثَى الْمُشْكِلُ يُيَمَّمُ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَيَجُوزُ لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ تَغْسِيلُ صَبِيٍّ وَصَبِيَّةٍ لَمْ يَشْتَهِيَا وَلَا بَأْسَ بِتَقْبِيلِ الْمَيِّتِ وَعَلَى الرَّجُلِ تَجْهِيزُ امْرَأَتِهِ وَلَوْ مُعْسِرًا فِي الْأَصَحِّ وَمَنْ لَا مَالَ لَهُ فَكَفَنُهُ عَلَى مَنْ تَلْزَمُهُ نَفَقَتُهُ وَإِنْ لَمْ يُوجَدْ مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ نَفَقَتُهُ فَفِي بَيْتِ الْمَالِ فَإِنْ لَمْ يُعْطَ عَجْزًا أَوْ ظُلْمًا فَعَلَى النَّاسِ فَيَسْأَلُ لَهُ التَّجْهِيزَ مَنْ لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ غَيْرَهُ

بیوی اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے[1] بخلاف خاوند کے کہ وہ ام ولد کی طرح ہے وہ بھی اپنے مالک کو غسل نہیں دے سکتی۔[2] اگر مردوں کے ساتھ عورت ہو تو وہ کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائیں جس طرح اس کے برعکس صورت میں ہوتا ہے، اگر عورت کا کوئی محرم ہو تو کپڑے کے بغیر تیمم کرائے۔ ظاہر روایت کے مطابق خنثیٰ اشکل کو بھی تیمم کرایا جائے۔[3]

مرد اور عورت (دونوں) کے لیے بچے اور بچی کو غسل دینا جائز ہے جب تک وہ قابل شہوت نہ ہوں میت کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔[4]

اصح قول کے مطابق عورت کی تجہیز و تکفین خاوند کے ذمہ ہے۔ اگرچہ تنگ دست ہو۔ جس کے پاس مال نہ ہو تو اس کا کفن اس شخص کے ذمہ ہے جو اس کے نفقہ کا کفیل ہے۔ اگر وہ شخص بھی نہ ہو جس کے ذمہ اس کا نفقہ ہے تو بیت المال سے خرچ کیا جائے اگر بیت المال دینے سے عاجز ہو یا ازروئے ظلم نہ دے تو لوگوں کے ذمہ ہے۔ جو آدمی تجہیز و تکفین پر قادر نہ ہو تو وہ دوسروں سے مانگ سکتا ہے۔

---

[1] کیونکہ وہ عدت گزرنے تک حکماً اس کی بیوی شمار ہوتی ہے اسی طرح اگر وہ طلاق رجعی کی عدت گزار رہی ہے تب بھی غسل دے سکتی ہے جب کہ عورت کے مرجانے سے مرد کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے لہٰذا وہ غسل نہ دے۔

[2] ام ولد وہ لونڈی ہے جس سے مالک کی اولاد پیدا ہو وہ مالک کے مرتے ہی آزاد ہو جاتی ہے لہٰذا وہ اپنے مالک کو غسل نہیں دے سکتی۔

[3] وہ ہیجڑا جس کی علامات واضح نہ ہوں یعنی اس کا عضو مخصوص مردوں یا عورتوں میں سے کسی ایک کی طرح نہ ہو وہ خنثیٰ اشکل ہے۔

[4] محبت یا تبرک کے طور پر میت کو بوسہ دینے میں حرج نہیں۔

marfat.com

وَكَفَنُ الرَّجُلِ سُنَّةً قَمِيصٌ وَإِزَارٌ وَلِفَافَةٌ مِمَّا يَلْبَسُهُ فِي حَيٰوتِهِ وَكِفَايَةً إِزَارٌ وَلِفَافَةٌ وَفُضِّلَ الْبَيَاضُ مِنَ الْقُطْنِ وَكُلٌّ مِنَ الْإِزَارِ وَاللِّفَافَةِ مِنَ الْقَرْنِ إِلَى الْقَدَمِ وَلَا يُجْعَلُ لِلْقَمِيصِ كُمٌّ وَلَا دِخْرِيصٌ وَلَا جَيْبٌ وَلَا تُكَفُّ أَطْرَافُهُ وَتُكْرَهُ الْعِمَامَةُ فِي الْأَصَحِّ وَلُفَّ مِنْ يَسَارِهِ ثُمَّ يَمِينِهِ وَعُقِدَ إِنْ خِيفَ انْتِشَارُهُ وَتُزَادُ الْمَرْأَةُ فِي السُّنَّةِ خِمَارًا لِوَجْهِهَا وَخِرْقَةً لِرَبْطِ ثَدْيَيْهَا وَفِي الْكِفَايَةِ خِمَارًا وَيُجْعَلُ شَعْرُهَا ضَفِيرَتَيْنِ عَلَى صَدْرِهَا فَوْقَ الْقَمِيصِ ثُمَّ الْخِمَارُ فَوْقَهُ تَحْتَ اللِّفَافَةِ ثُمَّ الْخِرْقَةُ فَوْقَهَا وَتُجَمَّرُ الْأَكْفَانُ وِتْرًا قَبْلَ أَنْ يُدْرَجَ فِيهَا وَكَفَنُ الضَّرُورَةِ مَا يُوجَدُ

مرد کا سنت کفن قمیص، ازار اور لفافہ ہے[1] اور یہ اس طرح کے کپڑے ہوں جنہیں وہ زندگی میں پہنتا تھا[2]۔ کفن کفایہ ازار اور لفافہ ہے۔ سفید سوتی کفن افضل ہے[3]۔ ازار اور لفافہ دونوں سر سے قدموں تک ہوں قمیص میں آستین، گریباں اور جیب نہ رکھی جائے اور نہ ہی اس کے کناروں کو لپیٹا جائے۔

اصح قول کے مطابق پگڑی باندھنا مکروہ ہے[4]۔ کفن کو پہلے بائیں اور پھر دائیں طرف سے لپیٹا جائے اور اگر کھلنے کا ڈر ہو تو گرہ لگائی جائے۔

عورت کے سنت کفن میں چہرے کے لیے ایک دوپٹے اور پستان باندھنے کے لیے ایک کپڑے کا اضافہ کیا جائے اور کفن کفایہ میں ایک دوپٹہ زیادہ کیا جائے اور اس کے بالوں کی دو مینڈھیاں بنا کر قمیص کے اوپر سینے پر ڈالی جائیں اور اس کے اوپر دوپٹہ ہو جو لفافہ کے نیچے ہونا چاہیے۔ پستان باندھنے والا کپڑا سب سے اوپر ہو۔ میت کو کفن میں داخل کرنے سے پہلے کفن کو طاق بار (خوشبو کی) دھونی دی جائے[5]۔ کفن ضرورت وہ ہے جو مل جائے۔

۱۔ قمیص گردن سے قدم تک ہو اس میں گریباں اور آستین نہ ہوں۔ ازار سر سے قدموں تک ہو۔ لفافہ اتنا لمبا ہو کہ سر اور قدموں سے باہر نکل جائے کیونکہ اس میں میت کو لپیٹنا ہوتا ہے۔

۲۔ کفن ایسے کپڑے سے ہو جس کو وہ عیدوں، جمعہ اور دوسری تقریبات میں پہنتا تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا مرنے والوں کو اچھے کفن پہناؤ کیونکہ وہ ایک دوسرے کی زیارت کرتے اور اپنے اچھے کفنوں پر (بقیہ صفحہ آئندہ)

(**فَصْلٌ**) اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ فَرْضُ کِفَایَۃٍ وَاَرْکَانُھَا التَّکْبِیْرَاتُ وَالْقِیَامُ وَشَرَائِطُھَا سِتَّۃٌ اِسْلَامُ الْمَیِّتِ وَطَھَارَتُہٗ وَتَقَدُّمُہٗ وَحُضُوْرُہٗ اَوْحُضُوْرُ اَکْثَرِ بَدَنِہٖ اَوْنِصْفِہٖ مَعَ رَاْسِہٖ وَکَوْنُ الْمُصَلِّیْ عَلَیْھَا غَیْرَ رَاکِبٍ بِلَاعُذْرٍ وَکَوْنُ الْمَیِّتِ عَلَی الْاَرْضِ فَاِنْ کَانَ عَلٰی دَآبَّۃٍ اَوْعَلٰی اَیْدِی النَّاسِ لَمْ تَجُزِ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وسُنَنُھَا اَرْبَعٌ قِیَامُ الْاِمَامِ بِحِذَاءِ صَدْرِ الْمَیِّتِ ذَکَرًا کَانَ اَوْاُنْثٰی وَالثَّنَاءُ بَعْدَ التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی وَالصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الثَّانِیَۃِ وَالدُّعَاءُ لِلْمَیِّتِ بَعْدَ الثَّالِثَۃِ وَلَا یَتَعَیَّنُ لَہٗ شَیْءٌ وَاِنْ دَعَا بِالْمَاْثُوْرِ فَھُوَ اَحْسَنُ وَاَبْلَغُ۔

نمازِ جنازہ:

میت پر نماز (جنازہ) پڑھنا فرض کفایہ ہے۔ اس کے ارکان تکبیریں اور قیام ہے اور اس کی شرائط چھ ہیں۔ (۱) میت کا مسلمان ہونا (۲) اس کا پاک ہونا (۳) آگے ہونا[۴] (۴) مکمل میت یا سر سمیت بدن کا نصف یا اکثر حصہ موجود ہونا[۵] (۵) نماز پڑھنے والے کا بلا عذر سوار نہ ہونا (۶) میت (کی چارپائی) کا زمین پر ہونا۔ اگر میت بلا عذر چارپائے یا لوگوں کے ہاتھوں پر ہو تو مختار مذہب کے مطابق جائز نہیں[۳]۔

نماز جنازہ کی سنتیں چار ہیں۔ امام کا میت کے سینے کے سامنے کھڑا ہونا میت مرد ہو یا عورت، پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنا[۴]۔ دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعا مانگنا اور اس کے لیے کوئی خاص دعا مقرر نہیں اگر حدیث سے ثابت شدہ دعا مانگے تو نہایت اچھی بات ہے اور وہ زیادہ پہنچنے والی ہے[۵]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) فخر کرتے ہیں۔ البتہ بہت مہنگا نہ ہو۔

[۳] حضور علیہ السلام کا کفن مبارک تین سفید کپڑوں میں تھا۔ لہٰذا یہی افضل ہے۔

[۴] متاخرین علماء نے علماء و مشائخ کے لیے پگڑی کو اچھا قرار دیا جن فقہاء نے مکروہ قرار دیا وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے سر انور پر بھی پگڑی نہیں باندھی گئی نیز اسی طرح کفن کے کپڑے طاق نہیں رہیں گے۔

(صفحہ ہٰذا) [۱] چونکہ میت کا آگے ہونا شرط ہے لہٰذا غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں۔ اس مسئلے کی زیادہ تفصیل کے لیے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رضویہ کی جلد ۴ ص ۵۸ تا ۷۷ بجواز الفاری الصاحب من جنازۃ الغائب ملاحظہ کیجیے (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَمِنْهُ مَا حَفِظَ عَوْفٌ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَيُسَلِّمُ بَعْدَ الرَّابِعَةِ مِنْ غَيْرِ دُعَاءٍ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ غَيْرِ التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى وَلَوْ كَبَّرَ الْاِمَامُ خَمْسًا لَمْ يُتْبَعْ وَلٰكِنْ يُنْتَظَرُ سَلَامُهُ فِي الْمُخْتَارِ وَلَا يُسْتَغْفَرُ لِمَجْنُوْنٍ وَصَبِيٍّ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔

انہی سے ایک دعا وہ ہے جو حضرت عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کی وہ یہ ہے اللھم اغفر لہ الخ (ترجمہ) یا اللہ! اسے بخش دے اس پر رحم فرما اور اسے معاف کر دے اسے باعزت منزل عطا فرما اس کی قبر کو کشادہ فرما اور اسے پانی، برف اور اولوں سے دھو دے[1] اسے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے اسے اس کے گھر سے بہتر گھر اور بہترین اہل عطا فرما۔ دنیوی بیوی سے اچھی بیوی عطا فرما جنت میں داخل فرما، عذاب قبر اور جہنم کے عذاب سے بچا۔

چوتھی تکبیر کے بعد دعا مانگے بغیر سلام پھیر دے یہ ظاہر روایت کے مطابق ہے۔ پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھ نہ اٹھائے[2] اگر امام پانچویں تکبیر کہے تو اس کی اتباع نہ کی جائے۔ یہ مختار مذہب ہے۔ پاگل اور بچے کے لیے دعا نہ مانگی جائے بلکہ یوں کہے۔ اللھم اجعلہ الخ (ترجمہ) یا اللہ! اسے ہمارے لیے پیشگی اجر بنا اس کو ہمارے لیے اجر اور ذخیرہ بنا اور اسے ہمارے لیے ایسا شافع بنا جس کی سفارش قبول ہو۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۲ کیونکہ نصف سے کم، نہ ہونے کے برابر ہے۔

۳ بارش، کیچڑ وغیرہ عذر کی وجہ سے پیچھے نہ رکھ سکتے ہوں تو جائز ہے۔

۴ ثنا میں وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ سے پہلے وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ پڑھیں۔

۵ ایک دعا وہ ہے جو ہمارے ہاں پڑھی جاتی ہے۔ یہ بھی حدیث سے ثابت ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے اسے اپنی مسند امام اعظم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا وہ یہ ہے۔ اللھم اغفر لحینا آخر تک۔

ma'rfat.com

(فَصۡلٌ) اَلسُّلۡطَانُ اَحَقُّ بِصَلٰوتِهٖ ثُمَّ نَائِبُهٗ ثُمَّ الۡقَاضِیۡ ثُمَّ اِمَامُ الۡحَیِّ ثُمَّ الۡوَلِیُّ وَلِمَنۡ لَهٗ حَقُّ التَّقَدُّمِ اَنۡ یَّأۡذَنَ لِغَیۡرِهٖ فَاِنۡ صَلّٰی غَیۡرُهٗ اَعَادَهَا اِنۡ شَآءَ وَلَا یُعِیۡدُ مَعَهٗ مَنۡ صَلّٰی مَعَ غَیۡرِهٖ وَمَنۡ لَّهٗ وِلَایَةُ التَّقَدُّمِ فِیۡهَا اَحَقُّ مِمَّنۡ اَوۡصٰی لَهُ الۡمَیِّتُ بِالصَّلٰوةِ عَلَیۡهِ عَلَی الۡمُفۡتٰی بِهٖ وَاِنۡ

نماز جنازہ کون پڑھائے:

نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حق بادشاہ کو ہے پھر اس کا نائب پھر قاضی۔ اس کے بعد محلے کا امام[۱] اور پھر ولی زیادہ حق رکھتا ہے[۲]۔ اور جس شخص کو آگے ہونے کا حق ہے وہ دوسرے کو اجازت دے سکتا ہے اور اگر اس کے غیر نے (اجازت کے بغیر) پڑھائی تو اسے لوٹانے کا حق ہے۔ اگر چاہے۔ البتہ جن لوگوں نے اس کے غیر کے پیچھے پڑھی ہے وہ نہ لوٹائیں[۳] اور جس شخص کو آگے ہونے کا حق ہے وہ اس سے زیادہ حق رکھتا ہے جس کے بارے میں میت نے وصیت کی ہے کہ وہ اس کی نماز جنازہ پڑھائے۔ اسی قول پر فتویٰ ہے۔ اگر نماز جنازہ

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱؎ یہ پاک کرنے سے کنایہ ہے یعنی اسے خوب پاک فرما دے۔

۲؎ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کی نماز جنازہ پڑھتے تو پہلی تکبیر میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اور چونکہ ہر تکبیر رکعت کے قائم مقام ہے اور صرف پہلی رکعت میں تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں لہٰذا یہاں بھی یہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔

(صفحہ ہٰذا) ۱؎ دراصل نماز کا حق میت کے ورثاء کو حاصل ہے لیکن امام اور بادشاہ وغیرہ کی امامت عظمیٰ کے پیش نظر ان کو مقدم کیا گیا۔

۲؎ اگر محلے کا امام ولی سے افضل ہو تو ولی پر مقدم ہے ورنہ ولی کو زیادہ حق ہوگا۔ (طحطاوی علی المراقی)۔

۳؎ علامہ نورالدین علی مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میت کا باپ اور بیٹا ہوں تو باپ کو آگے کیا جائے کیونکہ جنازہ سے مقصود دعا ہے اور بیٹے کے حق میں باپ کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دعائیں (جلدی) قبول ہوتی ہیں مظلوم کی دعا مسافر کی دعا اور بیٹے کے حق میں باپ کی دعا۔

۴؎ کیونکہ ان کی طرف سے فرضیت ادا ہوگئی اور جنازہ بطور نفل نہیں پڑھا جاتا۔

marfat.com

دُفِنَ بِلَا صَلٰوۃٍ صُلِّیَ عَلٰی قَبْرِہٖ وَاِنْ لَمْ یُغْسَلْ مَالَمْ یَتَفَسَّخْ وَ اِذَا اجْتَمَعَتِ الْجَنَائِزُ فَالْاِفْرَادُ بِالصَّلٰوۃِ لِکُلٍّ مِنْهَا اَوْلٰی وَیُقَدَّمُ الْاَفْضَلُ فَالْاَفْضَلُ وَاِنِ اجْتَمَعْنَ وَصُلِّیَ عَلَیْهَا مَرَّۃً جَعَلَهَا صَفًّا طَوِیْلًا مِمَّا یَلِی الْقِبْلَةَ بِحَیْثُ یَکُوْنُ صَدْرُ کُلٍّ قُدَّامَ الْاِمَامِ وَرَاعَی التَّرْتِیْبَ فَیَجْعَلُ الرِّجَالَ مِمَّا یَلِی الْاِمَامَ ثُمَّ الصِّبْیَانَ بَعْدَهُمْ ثُمَّ الْخَنَاثٰی ثُمَّ النِّسَاءَ وَلَوْ دُفِنُوْا فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ وَضَعُوْا عَلٰی عَکْسِ هٰذَا وَلَا یَقْتَدِیْ بِالْاِمَامِ مَنْ وَّجَدَہٗ بَیْنَ تَکْبِیْرَتَیْنِ بَلْ یَنْتَظِرُ تَکْبِیْرَ الْاِمَامِ فَیَدْخُلُ مَعَهٗ وَ یُوَافِقُهٗ فِیْ دُعَائِهٖ ثُمَّ یَقْضِیْ مَافَاتَهٗ قَبْلَ رَفْعِ الْجَنَازَۃِ

کے بغیر دفن کیا جائے تو جب تک جسم پھٹ نہ جائے اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے۔ اگرچہ غسل نہ دیا گیا ہو[1]۔ اگر کئی جنازے جمع ہوں تو ہر ایک کے لیے الگ نماز پڑھنا بہتر ہے۔ افضل کو مقدم کیا جائے پھر (دوسرے درجے پر) افضل کو۔

اگر کئی جنازے اکٹھے ہوں اور ان پر ایک ہی مرتبہ نماز جنازہ پڑھی جائے تو قبلہ کی جانب ایک طویل صف بنائیں اور وہ اس طرح کہ ہر ایک کا سینہ امام کے سامنے ہو اور ترتیب کا خیال رکھا جائے۔ امام کی طرف پہلے مردوں کو رکھیں پھر بچوں۔ ان کے بعد ہجڑوں اور پھر عورتوں کو[2]۔

اگر سب کو ایک ہی قبر میں دفن کریں تو اس کے برعکس رکھیں[3]۔ جو شخص امام کو دو تکبیروں کے درمیان پائے وہ اقتداء نہ کرے بلکہ امام کے تکبیر کہنے کی انتظار کرے اور اس کے ساتھ (نماز میں) داخل ہو کر دعا میں موافقت کرے پھر جنازے کے اٹھانے سے پہلے فوت شدہ کو پورا کرے[4]۔

---

[1] چونکہ جنازہ بدن پر پڑھا جاتا ہے اور وہ اعضاء کے متفرق کی وجہ سے باقی نہیں رہا ہے لہٰذا اب قبر پر بھی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ جسم کے پھٹنے کے لیے دنوں کا تعین نہیں کیونکہ موسم، جگہ اور خود مرنے والے کے جسم کا اعتبار ہوتا ہے لہٰذا جب غالب رائے ہو جائے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔

[2] اگر سب مرد ہوں تو ان میں جو شخص علم اور عمر کے اعتبار سے افضل ہو وہ امام کے قریب رکھا جائے۔

[3] قبلہ کی طرف افضل کو رکھا جائے۔ شہداء احد کے سلسلے میں اسی طرح کیا گیا۔

[4] امام کے سلام پھیرنے کے بعد جو کچھ رہ گیا ہے اسے پورا کرے اگر صرف تکبیر کہہ سکتا ہے تو اسی پر اکتفاء کرلے۔

وَلَا يَنْتَظِرُ تَكْبِيْرَ الْإِمَامِ مَنْ حَضَرَ تَحْرِيْمَتَهٗ وَمَنْ حَضَرَ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الرَّابِعَةِ قَبْلَ السَّلَامِ فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ فِي الصَّحِيْحِ وَتُكْرَهُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ فِيْ مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ وَهُوَ فِيْهِ اَوْخَارِجَهٗ وَبَعْضُ النَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى الْمُخْتَارِ وَمَنِ اسْتَهَلَّ سُمِّيَ وَغُسِلَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَاِنْ لَمْ يَسْتَهِلَّ غُسِلَ فِي الْمُخْتَارِ وَاُدْرِجَ فِيْ خِرْقَةٍ وَّدُفِنَ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ كَصَبِيٍّ سُبِيَ مَعَ اَحَدِ اَبَوَيْهِ اِلَّا اَنْ يُّسْلِمَ اَحَدُهُمَا اَوْ هُوَ اَوْلَمْ يُسْبَ اَحَدُهُمَا مَعَهٗ وَاِنْ كَانَ لِكَافِرٍ قَرِيْبٌ مُّسْلِمٌ غَسَلَهٗ كَغَسْلِ خِرْقَةٍ نَجِسَةٍ وَكَفَنَهٗ فِيْ خِرْقَةٍ وَاَلْقَاهُ فِيْ حُفْرَةٍ اَوْدَفَعَهٗ اِلٰى اَهْلِ مِلَّتِهٖ

اور جو شخص تکبیر تحریمہ کے بعد حاضر ہوا وہ دوسری تکبیر کی انتظار نہ کرے[1]۔ اور جو آدمی چوتھی تکبیر میں سلام سے پہلے حاضر ہوا صحیح قول کے مطابق اس سے نماز جنازہ رہ گئی[2]۔

جس مسجد میں جماعت ہوتی ہو وہاں جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔ جب کہ میت مسجد میں ہو یا وہ تو باہر ہو لیکن بعض لوگ مسجد میں ہوں۔ یہ مختار مذہب کے مطابق ہے[3]۔

جس بچے نے پیدا ہونے کے بعد آواز نکالی اس کا نام رکھا جائے غسل دیا جائے اور نماز جنازہ پڑھی جائے[4]۔ اور اگر آواز نہیں نکالی تو مختار مذہب یہ ہے کہ اسے غسل دے کر ایک کپڑے میں لپیٹا جائے اور دفن کر دیا جائے اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ جیسے اس بچے کا حکم ہے جو اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ قیدی ہو کر آیا[5]۔ البتہ اگر ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے یا وہ خود مسلمان ہو یا ماں باپ میں سے کوئی ایک بھی اس کے ساتھ قیدی نہیں ہوا (تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی[6])

اگر کافر میت کا کوئی مسلمان رشتہ دار ہو تو وہ اسے اس طرح غسل دے جس طرح ناپاک کپڑے کو دھویا جاتا ہے پھر اسے ایک کپڑے میں کفن دے کر کسی گڑھے میں پھینک دے یا اس کے ہم مذہب لوگوں کے حوالے کر دے۔

---

[1] بلکہ تکبیر کہہ کر شامل ہو جائے۔

(بقیہ صفحہ آئندہ)

وَلَا يُصَلّٰى عَلٰى بَاغٍ وَقَاطِعِ طَرِيْقٍ قُتِلَ فِيْ حَالَةِ الْمُحَارَبَةِ وَقَاتِلٍ بِالْخَنَقِ غِيْلَةً وَمُكَابِرٍ فِي الْمِصْرِ لَيْلًا بِالسِّلَاحِ وَمَقْتُوْلٍ عَصَبِيَّةً وَاِنْ غُسِلُوْا وَقَاتِلُ نَفْسِهٖ يُغْسَلُ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ لَا عَلٰى قَاتِلِ اَحَدِ اَبَوَيْهِ عَمَدًا۔

باغی[1] اور ڈاکو جو لڑائی کی حالت میں مر جائے، وہ شخص جو لوگوں کو دھوکے سے گلا گھونٹ کر مارتا ہے، جو شخص رات کو شہر میں ہتھیار لے کر ڈاکہ ڈالتا ہے نیز وہ شخص جو عصبیت میں (لڑتے ہوئے) قتل کیا گیا ان سب کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے[2]۔ اگرچہ ان کو غسل دیا جائے گا[3]۔ خودکشی کرنے والے کو غسل دیا جائے، اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے[4] لیکن ماں باپ میں سے ایک کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے[5]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۲؎ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک یہ شخص تکبیر کہہ کر ساتھ مل جائے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اور میت کو اٹھانے سے پہلے تین تکبیریں کہے اسی پر فتویٰ ہے۔ (مراقی الفلاح)

۳؎ حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔

۴؎ اگرچہ اس بچے کی خلقت مکمل نہیں ہوئی تاہم کسی نہ کسی صورت میں وہ ایک جان ہے لہٰذا اس کو غسل دے کر دفن کیا جائے۔

۵؎ چونکہ یہ بچہ دنیوی احکام میں اپنے ماں باپ کے تابع ہے لہٰذا اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔

۶؎ کیونکہ اسے مسلمان ماں یا باپ کے تابع سمجھا جائے گا۔ خود مسلمان ہونے کی صورت میں اس کے اسلام کا اعتبار کیا جاتے اور تنہا قیدی ہونے کی صورت میں چونکہ وہ کافر ماں باپ کے تابع نہیں اور ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے لہٰذا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ خود مسلمان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اتنی عمر کا ہو کہ اسلام کو سمجھتا ہو۔ اب وہ ماں باپ کے تابع نہیں سمجھا جائے گا۔

۷؎ یعنی اس کے کفن، غسل اور قبر میں سنت طریقہ اختیار نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کی قبر میں اترے کیونکہ اس وقت اس پر لعنت اترتی ہے اور مسلمان نور رحمت کا محتاج ہوتا ہے۔

۸؎ یہ سب کچھ حق قرابت کی بنیاد پر کیا جائے گا۔

(صفحہ ہذا) ۱؎ باغی وہ شخص ہے جو مسلمان حکمران کے خلاف بغاوت کرتا ہے۔

۲؎ اگر یہ لوگ پکڑے جانے کے بعد قتل کیے جائیں تو غسل بھی دیا جاتے اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے۔

۳؎ ان تمام افراد کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں فساد پھیلاتے ہیں۔

marfat.com

(فَصْلٌ فِیْ حَمْلِهَا وَدَفْنِهَا) یُسَنُّ لِحَمْلِهَا اَرْبَعَةُ رِجَالٍ وَّیَنْبَغِیْ حَمْلُهَا اَرْبَعِیْنَ خُطْوَةً یَّبْدَأُ بِمُقَدَّمِهَا الْاَیْمَنِ عَلٰی یَمِیْنِهٖ وَیَمِیْنُهَا مَاکَانَ جِهَةَ یَسَارِ الْحَامِلِ ثُمَّ مُؤَخَّرِهَا الْاَیْمَنِ عَلَیْهِ ثُمَّ مُقَدَّمِهَا الْاَیْسَرِ عَلٰی یَسَارِهٖ ثُمَّ یَخْتِمُ الْاَیْسَرَ عَلَیْهِ وَیُسْتَحَبُّ الْاِسْرَاعُ بِهَا بِلَاخَبَبٍ وَهُوَمَا یُؤَدِّیْ اِلَی اضْطِرَابِ الْمَیِّتِ وَالْمَشْیُ خَلْفَهَا اَفْضَلُ مِنَ الْمَشْیِ اَمَامَهَا کَفَضْلِ صَلٰوةِ الْفَرْضِ عَلَی النَّفْلِ وَیُکْرَهُ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ وَالْجُلُوْسُ قَبْلَ وَضْعِهَا

میت کو اٹھانا اور دفن کرنا:

اسے (میت کو) اٹھانے کے لیے چار مردوں کا ہونا سنت [۱] ہے اور اسے چالیس قدم اٹھانا چاہیئے [۲] پہلے اس کی اگلی دائیں جانب کو اپنے دائیں کاندھے پر اٹھائیے اور اس کی دائیں جانب وہ ہے جو اٹھانے والے کی بائیں جانب ہے۔ پھر پچھلی دائیں جانب کو دائیں کاندھے پر اٹھاتے پھر اگلی بائیں جانب کو اپنے بائیں کاندھے پر اٹھائیے۔ اس کے بعد پچھلی بائیں جانب کو بائیں کاندھے پر اٹھاتے ہوئے ختم کرے۔

میت کو تیز لے جانا مستحب ہے لیکن اتنا تیز نہ چلے کہ میت کا جسم حرکت کرنے لگے [۳]۔ میت کے پیچھے چلنا آگے چلنے سے افضل ہے جیسے فرض نماز کو نفل نماز پر فضیلت حاصل [۴] ہے۔ بلند آواز سے ذکر کرنا [۵] اور اسے (میت کو) رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ [۶] ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) [۴] خودکشی کرنے والا اگرچہ گنہگار ہوتا ہے لیکن اس کا عمل اس کی ذات تک محدود ہوتا ہے لہٰذا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

[۵] ماں باپ کی عزت و احترام اولاد پر لازم ہے لہٰذا جو شخص ظلم کے طور پر ماں باپ کو قتل کرتا ہے وہ اس لائق نہیں کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے

(اس متن کا حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

ے۱ اس طرح اٹھانے میں میت کی عزت وتکریم بھی ہے اور اٹھانے والوں کے لیے آسانی بھی، نیز اس سے سامان اٹھانے کے ساتھ مشابہت بھی پیدا نہیں ہوتی۔ اگر بچہ ہو تو اس کو ایک آدمی ہاتھوں پر اٹھائے نیز میت کو بلاضرورت پیٹھ پر یا جانور پر لے جانا مکروہ ہے۔

(مراقی الفلاح)

ے۲ یعنی اٹھانے والوں میں سے ہر ایک چالیس قدم اٹھا کر چلے۔ ہر پائے کے ساتھ دس قدم چلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چالیس قدم جنازہ اٹھایا اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ے۳ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنازہ جلدی لے جاؤ لیکن تیز نہ دوڑو۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا" اگر وہ نیک ہے تو اس کو بھلائی (ثواب) کی طرف لے جا رہے ہو اور اگر ایسا نہیں تو وہ بُرا ہے اسے اپنی گردنوں سے (جلدی) اتارو۔ تجہیز وتکفین میں بھی جلدی کرنا مناسب ہے۔

ے۴ حضور علیہ السلام اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے جنازے سے پیچھے چلے تھے۔ نیز تمام لوگوں کا جنازے سے آگے نکل جانا مکروہ ہے۔ سواری پر بھی جا سکتا ہے لیکن سوار جنازے کے پیچھے جائے آگے نہیں۔

ے۵ آہستہ آواز سے ذکر کرنے اور غور وفکر میں مشغول رہنے میں کوئی حرج نہیں لیکن دنیوی گفتگو سے پرہیز کیا جائے۔

ے۶ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو آدمی جنازے کے ساتھ جائے وہ جنازے رکھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔"

---

marfat.com

وَ يُحفَرُ القَبْرُ نِصفَ قَامَةٍ اَوْ اِلَى الصَّدْرِ وَاِنْ زِيْدَ كَانَ حَسَنًا وَيُلحَدُ وَلَا يُشَقُّ اِلَّا فِي اَرْضٍ رِخْوَةٍ وَيُدْخَلُ المَيِّتُ مِنْ جِهَةِ القِبْلَةِ وَيَقُوْلُ وَاضِعُهُ بِسْمِ اللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُوَجَّهُ اِلَى القِبْلَةِ عَلٰى جَنْبِهِ الاَيْمَنِ وَتُحَلُّ العُقَدُ وَيُسَوَّى اللَّبِنُ عَلَيْهِ وَالقَصَبُ وَكُرِهَ الاٰجُرُّ وَالخَشَبُ وَاَنْ يُسَجّٰى قَبْرُهَا لَا قَبْرُهُ وَيُهَالُ التُّرَابُ وَيُسَنَّمُ القَبْرُ وَلَا يُرَبَّعُ وَيَحْرُمُ البِنَاءُ عَلَيْهِ لِلزِّيْنَةِ وَيُكْرَهُ لِلاِحْكَامِ بَعْدَ الدَّفْنِ وَلَا بَاْسَ بِالكِتَابَةِ عَلَيْهِ لِئَلَّا يَذْهَبَ الاَثَرُ وَلَا يُمْتَهَنَ وَيُكْرَهُ الدَّفْنُ فِي البُيُوْتِ لِاخْتِصَاصِهِ بِالاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

قبر نصف قد یا سینے تک کھودی جائے اگر اس سے زیادہ ہو تو اچھا ہے[1]۔ قبر کو لحد کی صورت میں بنایا جائے۔ شق صرف نرم زمین میں بنائی جائے[2]۔ میت کو قبلہ کی طرف سے داخل کیا جائے[3] اور اسے رکھنے والا کہے بِسْمِ اللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اللہ تعالیٰ کے نام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر اسے رکھتا ہوں)

اسے دائیں پہلو پر رکھتے ہوئے قبلہ رُخ کر دیا جائے گرہیں کھول دی جائیں[4] اور قبر پر کچی اینٹیں اور بانس وغیرہ برابر کر دیے جائیں۔ پکی اینٹیں اور لکڑی رکھنا مکروہ ہے[5]۔ عورت کی قبر کو ڈھانپا جائے۔ مرد کی قبر کو نہیں۔ قبر پر مٹی ڈالی جائے اور اسے کوہان نما بنایا جائے۔ مربع صورت میں نہ بنایا جائے[6]۔ قبر پر زینت کے لیے عمارت تعمیر نہ کی جائے، دفن کے بعد مضبوطی کے لیے عمارت بنانا بھی مکروہ ہے[7]۔ قبر پر لکھنے میں کوئی حرج نہیں تاکہ اس کی نشانی زائل نہ ہو[8] اور گھروں میں دفن کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ بات انبیاء کرام علیہم السلام سے مخصوص ہے۔

---

[1] اس طرح میت درندوں وغیرہ سے محفوظ رہتی ہے۔ اور اگر بدبو وغیرہ ہو تو ظاہر نہیں ہوتی۔

[2] حضور علیہ السلام نے فرمایا لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے۔ لحد ایسی قبر کو کہتے ہیں جسے سیدھا کھود کر قبلہ کی طرف بغل میں قبر بنائی جائے اور شق بالکل سیدھے گڑھے کو کہا جاتا ہے۔ نرم زمین میں لحد بنانا مشکل ہے لہٰذا شق کھودی جائے۔

[3] یعنی میت کو قبر کے اس کنارے پر رکھیں جو قبلہ کی جانب ہے پھر اٹھا کر قبر میں رکھیں۔ (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَيُكْرَهُ الدَّفْنُ فِي الْفَسَاقِيْ وَلَا بَأْسَ بِدَفْنِ أَكْثَرَ مِنْ وَاحِدٍ فِيْ قَبْرٍ لِلضَّرُوْرَةِ وَيُحْجَزُ بَيْنَ كُلِّ اثْنَيْنِ بِالتُّرَابِ وَمَنْ مَّاتَ فِيْ سَفِيْنَةٍ وَكَانَ الْبَرُّ بَعِيْدًا اَوْخِيْفَ الضَّرَرُ غُسِلَ وَكُفِّنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَاُلْقِيَ فِي الْبَحْرِ وَيُسْتَحَبُّ الدَّفْنُ

فساقی میں دفن کرنا مکروہ [1] ہے۔ ضرورت کے تحت ایک قبر میں ایک سے زائد کو دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن ہر دو میتوں کے درمیان مٹی کے ذریعے رکاوٹ بنائی جائے [2]۔ جو شخص کشتی میں مر جائے اور خشکی دور ہو یا خراب ہونے کا ڈر ہو تو غسل دیا جائے، کفن پہنا یا جائے، نماز جنازہ پڑھی جائے اور سمندر میں ڈال دیا جائے۔ میت کو اُس مقام پر دفن کرنا مستحب ہے،

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۴ے گرہ کھولنے والا یہ الفاظ کہے "اللهم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده" یا اللہ! ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں فتنے میں مبتلا نہ کرنا۔

۵ے اگر کچی اینٹیں نہ ہوں تو پکی اینٹیں اور لکڑیاں بھی رکھی جا سکتی ہیں یعنی جو کچھ میسر ہو مثلاً پتھر کی سلیں ہوں تو وہ رکھ دیں بعض مشائخ نے فرمایا کہ پکی اینٹیں زینت کی بنیاد پر مکروہ ہیں اگر یہ مقصد نہ ہو تو حرج نہیں۔ (مراقی الفلاح)

۶ے حضور علیہ السلام نے قبر کو مربع صورت میں بنانے سے منع فرمایا۔ (مراقی الفلاح)

۷ے اس سے مراد عام مسلمانوں کی قبریں ہیں یا تکلفات اور فخر و زینت کے لیے ایسا کرنا مراد ہے یا یہ کہ اندر سے قبر پختہ کرنا منع ہے۔ باہر سے پختہ کر سکتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پختہ پتھر سے بنوائی تھی۔ (جاء الحق ص ۲۹۰)

(صفحہ ہذا) ۱ے فساقی سے مراد یہ ہے کہ ایک جگہ کو چاروں طرف سے دیواریں بنا کر گھیر لیا جائے اور اس میں کئی آدمی کھڑے ہو سکتے ہوں۔ یہاں دفن کرنا اس لیے منع ہے کہ یہ زمین میں قبر نہیں کھودی گئی بلکہ اس کے اوپر ہی دفن کر دیا گیا دوسری بات یہ ہے کہ بلا ضرورت کئی آدمی ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ تیسری خرابی یہ کہ کسی پردے اور رکاوٹ کے بغیر مردوں اور عورتوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ وغیرہ۔ (بحر الرائق جلد۲ ص ۱۹۵)

۲ے اگر تمام مرد ہوں تو ان میں سے افضل کو قبلہ کی جانب کیا جائے۔ اگر مرد عورتیں اور بچے ہوں تو قبلہ کی طرف مرد پھر بچہ پھر مخنث اور پھر عورت کو رکھا جائے۔ بعض غزوات میں ضرورت کے تحت کئی کئی شہداء کرام کو ایک ایک قبر میں دفن کیا گیا۔

فِی مَحَلٍّ مَاتَ بِہٖ اَوْ قُتِلَ فَاِنْ نُقِلَ قَبْلَ الدَّفْنِ قَدْرَ مِیْلٍ اَوْ مِیْلَیْنِ لَا بَأْسَ بِہٖ وَکُرِہَ نَقْلُہٗ لِاَکْثَرَ مِنْہُ وَلَا یَجُوْزُ نَقْلُہٗ بَعْدَ دَفْنِہٖ بِالْاِجْمَاعِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ الْاَرْضُ مَغْصُوْبَۃً اَوْ اُخِذَتْ بِالشُّفْعَۃِ وَاِنْ دُفِنَ فِیْ قَبْرٍ حُفِرَ لِغَیْرِہٖ ضَمِنَ قِیْمَۃَ الْحَفْرِ وَلَا یُخْرَجُ مِنْہُ وَیُنْبَشُ لِمَتَاعٍ سَقَطَ فِیْہِ وَلِکَفَنٍ مَغْصُوْبٍ وَمَالٍ مَعَ الْمَیِّتِ وَلَا یُنْبَشُ بِوَضْعِہٖ لِغَیْرِ الْقِبْلَۃِ اَوْ عَلٰی یَسَارِہٖ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

جہاں وہ فوت یا قتل ہوا[1]۔ اگر دفن کرنے سے پہلے ایک یا دو میل کے فاصلے پر لے جایا جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن زیادہ فاصلے پر لے جانا مکروہ ہے۔ دفن کرنے کے بعد اسے (دوسری جگہ) لے جانا بالاتفاق جائز نہیں[2]۔ البتہ یہ کہ زمین غصب شدہ ہو یا شفعہ کے ذریعے حاصل کی گئی ہو[3]۔ اگر ایسی قبر میں دفن کیا جائے جو کسی دوسرے کے لیے کھودی گئی تھی تو کھودنے کی قیمت (مزدوری) دینا ہوگی لیکن میت کو وہاں سے نہ نکالا جائے۔ قبر میں گرنے والے سامان، غصب شدہ کفن اور میت کے ساتھ دفن ہونے والے مال کے لیے قبر کھودی جائے[4]۔ قبلہ رُخ نہ رکھنے یا بائیں پہلو پر لٹائے جانے کی وجہ سے قبر نہ کھولی جائے۔

۱؎ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کا شام میں انتقال ہوا اور وہاں سے آپ کی میت کو لایا گیا۔ جب ام المومنین رضی اللہ عنہا نے زیارت کی تو فرمایا اگر معاملہ میرے اختیار میں ہوتا تو میں آپ کو منتقل نہ کرتی اور جہاں آپ کا وصال ہوا وہیں دفن کر دیتی۔

۲؎ یہ اس وقت ہے جب قبر پر مٹی وغیرہ ڈال دی جائے اس سے پہلے نکالا جا سکتا ہے۔

۳؎ کسی نے زمین خرید لی اور میت کو وہاں دفن کر دیا پھر شفیع نے شفعہ کے ذریعے زمین حاصل کر لی تو اب نکال سکتے ہیں۔

۴؎ اگر کفن کا مالک کفن چھوڑنے پر راضی ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ کھودی جائے اسی طرح سامان اور مال کو ضائع ہونے سے بچانے اور کام میں لانے کے لیے قبر کھودی جا سکتی ہے۔

marfat.com

(فَصْلٌ فِي زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ) نَدَبَ زِيَارَتُهَا لِلرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ عَلَى الْأَصَحِّ وَيُسْتَحَبُّ قِرَاءَةُ يٰسٓ لِمَا وَرَدَ اَنَّهُ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ وَ قَرَأَ يٰسٓ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَوْمَئِذٍ وَكَانَ لَهُ بِعَدَدِ مَا فِيْهَا حَسَنَاتٌ وَلَا يُكْرَهُ الْجُلُوْسُ لِلْقِرَاءَةِ عَلَى الْقَبْرِ فِي الْمُخْتَارِ وَكُرِهَ الْقُعُوْدُ عَلَى الْقُبُوْرِ لِغَيْرِ قِرَاءَةٍ وَوَطْؤُهَا وَالنَّوْمُ وَ قَضَاءُ الْحَاجَةِ عَلَيْهَا وَ قَلْعُ الْحَشِيْشِ وَالشَّجَرِ مِنَ الْمَقْبَرَةِ وَلَا بَأْسَ بِقَلْعِ الْيَابِسِ مِنْهُمَا

زیارتِ قبور:

اصح قول کے مطابق مردوں اور عورتوں کے لیے زیارتِ قبور مستحب ہے[1] اور سورۂ یٰسین پڑھنا بھی مستحب ہے کیونکہ (حدیث شریف میں) وارد ہوا ہے کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہو کر سورۂ یٰسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس دن ان پر آسانی فرماتا ہے اور پڑھنے والے کو اہل قبور کی تعداد کے مطابق نیکیاں ملتی ہیں[2]۔ مختار مذہب کے مطابق تلاوتِ قرآن کے لیے قبر پر بیٹھنا مکروہ نہیں۔ تلاوت قرآن کے بغیر قبروں پر بیٹھنا، پاؤں سے روندنا، اس پر سونا اور قضائے حاجت کرنا مکروہ ہے۔ قبرستان سے گھاس اور درخت کاٹنا بھی مکروہ ہے۔ البتہ خشک ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

---

[1] قبرستان میں یا کسی خاص مزار پر جانے کا ایک دینی مقصد ہوتا ہے۔ اگر اس دینی مقصد کو پیش نظر رکھا جائے تو مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے جائز ہے۔ اگر وہ مقصد پیش نظر نہ ہو تو ناجائز ہے۔

وہ مقصد یہ ہے کہ قبرستان میں جانے سے موت یاد آتی ہے۔ اہل قبور کے لیے فاتحہ خوانی کر کے ایصال ثواب کیا جائے اور ان کے لیے بخشش کی دعا مانگی جائے نیز اولیاء کرام کے مزارات مقدسہ پر حاضری سے کر ان کے روحانی فیض سے استفادہ کیا جائے۔ اور ان کے وسیلے سے بارگاہِ خداوندی میں دست سوال دراز کیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبروں کی زیارت کرو۔ یہ تمہیں موت یاد دلانے والی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے آپ نے فرمایا "میں تمہیں زیارت قبور سے منع کیا کرتا تھا اب زیارت کرو اور ان لوگوں کے رحمت اور مغفرت کی دعا کرو"۔ حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ (بقیہ برصفحہ آئندہ)

marfat.com

بَابُ اَحْكَامِ الشَّهِيْدِ

اَلشَّهِيْدُ الْمَقْتُوْلُ مَيِّتٌ بِاَجَلِهٖ عِنْدَنَا اَهْلِ السُّنَّةِ وَالشَّهِيْدُ مَنْ قَتَلَهٗ اَهْلُ الْحَرْبِ اَوْ اَهْلُ الْبَغْيِ اَوْ قُطَّاعُ الطَّرِيْقِ وَاللُّصُوْصُ فِيْ مَنْزِلِهٖ لَيْلًا وَلَوْ بِمُثَقَّلٍ اَوْ وُجِدَ فِي الْمَعْرِكَةِ وَبِهٖ اَثَرٌ اَوْ قَتَلَهٗ مُسْلِمٌ ظُلْمًا عَمْدًا بِمُحَدَّدٍ

احکامِ شہید[1]:

ہم اہل سنت وجماعت کے نزدیک شہید مقتول، اپنی اجل سے فوت ہوتا ہے، شہید وہ ہے جس کو جنگ لڑنے والوں، باغیوں، ڈاکوؤں یا چوروں نے رات کو (یا دن کو) گھر میں قتل کر دیا ہو[2] اگرچہ کسی وزنی (بے دھار) چیز سے مارا ہو۔ یا وہ میدان جنگ میں پایا گیا اور اس پر (زخم کا) نشان ہو یا اسے کسی مسلمان نے جان بوجھ کر تیز دھار آلہ کے ساتھ قتل کیا ہو[3]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) جس نے جمعہ کے دن اپنے ماں باپ (دونوں) یا کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اس کو بخش دیا جاتا اور نیکوکار لکھا جاتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور فرماتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَسْاَلُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

اے مومن قوم کی بستی میں بسنے والو! بے شک ہم بھی اللہ نے چاہا تو تم سے آملیں گے۔ میں اپنے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتا ہوں ـــ ہمیں بھی چاہیے کہ قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہی کلمات پڑھیں۔ زیارت قبور کے سلسلے میں یہ بات یاد رہے کہ قبر کو سجدہ حرام ہے، وہاں گپ شپ لگانا یا مسرت کا اظہار کرنا، مردوں اور عورتوں کا اختلاط اور غفلت کا مظاہرہ ناجائز ہے۔ آج کل کے حالات کے پیش نظر امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ نے عورتوں کو قبروں پر جانے سے منع فرمایا ہے۔

۲ـہ قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیات پڑھ کر یا صدقہ دے کر میت کو ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے اور اس سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے، بارگاہ نبوی میں عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، ہم اپنے مرنے والوں کی طرف سے صدقہ دیتے یا حج کرتے ہیں اور ان کے لیے دعا مانگتے ہیں کیا ان کو ثواب پہنچتا ہے۔ آپ نے فرمایا "ہاں پہنچتا ہے اور وہ اس پر اس طرح خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کوئی دستر خوان پر خوش ہوتا ہے"۔ الحمد للہ اہل سنت وجماعت اسی عقیدے کے مطابق عمل کرتے ہیں، جمعرات کو کھانے پر فاتحہ پڑھ کر فوت شدہ افراد کو ایصال ثواب کرنا اور دیگر مجالس ایصالِ ثواب تیجہ، چالیسواں وغیرہ اچھا عمل ہے لیکن ان مواقع پر دعوتوں کا اہتمام جائز نہیں بلکہ اہل محلہ کا فرض ہے کہ اہل میت کے مہمانوں کو کھانا کھلائیں۔ (اس متن کا حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

وَكَانَ مُسْلِمًا بَالِغًا خَالِيًا عَنْ حَيْضٍ وَ نِفَاسٍ وَ جَنَابَةٍ وَلَمْ يَرْتَثَّ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْحَرْبِ فَيُكَفَّنُ بِدَمِهِ وَ ثِيَابِهِ وَ يُصَلّٰى عَلَيْهِ بِلَا غُسْلٍ وَ يُنْزَعُ عَنْهُ مَا لَيْسَ صَالِحًا لِلْكَفَنِ كَالْفَرْوِ وَ الْحَشْوِ وَ السِّلَاحِ وَ الدِّرْعِ وَ يُزَادُ وَ يُنْقَصُ فِي ثِيَابِهِ وَ كُرِهَ نَزْعُ جَمِيعِهَا وَ يُغَسَّلُ إِنْ قُتِلَ صَبِيًّا أَوْ مَجْنُونًا

اور وہ (مقتول) مسلمان اور بالغ ہو جو حیض، نفاس اور جنابت سے پاک ہو اور لڑائی ختم ہونے کے بعد پرانا نہ پڑا ہو[1] اسے اس کے خون اور کپڑوں میں دفن کیا جائے اور غسل دیے بغیر اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے نیز وہ کپڑے جو کفن کی صلاحیت نہیں رکھتے مثلاً پوستین اور روئی بھرے کپڑے (اس طرح نوم والا لباس) اتار دیے جائیں اور (حسب ضرورت) اس کے کپڑوں میں کمی زیادتی کی جائے تمام کپڑوں کا اتارنا مکروہ ہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ متن) [1] لفظ شہید، صفت مشبہ ہے اور اس کا مادۂ اشتقاق لفظ شہادت ہے جس کا معنیٰ گواہی دینا اور حاضر ہونا ہے۔ یہاں لفظ شہید اسم فاعل کے معنیٰ میں بھی ہو سکتا ہے اور اسم مفعول کے معنیٰ میں بھی تو مطلب یہ ہوگا کہ شہید وہ ہے جو اپنے رب کے ہاں حاضر ہو کر رزق پاتا ہے اور اس کی روح دارالسلام میں حاضر ہو جاتی ہے۔ نیز اس کا خون اور زخم اس کے ایمان کی گواہی دیتے ہیں یا اس نے جان کا نذرانہ پیش کر کے حق کی گواہی دی۔ یہ اسم مفعول کے معنیٰ میں ہو تو شہید کی وجہ تسمیہ یہ ہوگی کہ اس کی شہادت اس کے لیے جنت کی گواہی دیتی ہے یا فرشتے اس کے اعزاز کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔

[2] یعنی اسے موت اسی وقت آتی ہے جو اس کے لیے مقرر ہے۔

[3] رات کی قید اتفاقی ہے۔ یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جس کو چوروں نے دن کو قتل کیا ہو چونکہ عام طور پر چور رات کو آتے ہیں اس لیے رات کا ذکر کیا گیا۔

[4] اگر کسی شخص کو غلطی سے یا شبہ میں قتل کیا جائے تو دیت واجب ہوتی ہے اور اس طرح ظلم کے اثرات کے کم ہو جانے کی وجہ سے اس پر شہید کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

(صفحہ ہذا) [1] ارتثاث، رث سے بنا ہے جس کا معنیٰ پرانا ہو جانا ہے شرعی اصطلاح میں ارتثاث یہ ہے کہ مقتول نے زخمی ہونے کے بعد دنیوی فوائد حاصل کیے یا ایک نماز کا وقت گزرنے تک اس کی روح نے پرواز نہ کی۔ ارتثاث کی صورت میں وہ شرعی شہید نہیں کہلائے گا بلکہ حکماً شہید ہوگا۔ حقیقی شہید وہ ہوگا جسے زخمی ہونے کے بعد کسی قسم کی گفتگو یا کھانے پینے کا موقع نہ ملا۔

(بقیہ برصفحہ آئندہ)

marfat.com

اَوْ حَائِضًا اَوْ نُفَسَاءَ اَوْ جُنُبًا اَوِ ارْتُثَّ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْحَرْبِ بِاَنْ اَكَلَ اَوْ شَرِبَ اَوْ نَامَ اَوْ تَدَاوٰى اَوْ مَضٰى وَقْتُ الصَّلٰوةِ وَهُوَ يَعْقِلُ اَوْ نُقِلَ مِنَ الْمَعْرَكَةِ لَا لِخَوْفِ وَطْءِ الْخَيْلِ اَوْ اَوْصٰى اَوْ بَاعَ اَوِ اشْتَرٰى اَوْ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ كَثِيْرٍ وَاِنْ وُجِدَ مَا ذُكِرَ قَبْلَ انْقِضَاءِ الْحَرْبِ لَا يَكُوْنُ مُرْتَثًّا وَ يُغْسَلُ مَنْ قُتِلَ فِي الْمِصْرِ وَلَمْ يُعْلَمْ اَنَّهٗ قُتِلَ بِمُحَدَّدٍ ظُلْمًا اَوْ قُتِلَ بِحَدٍّ اَوْ قَوَدٍ يُصَلّٰى عَلَيْهِ

اگر بچہ، پاگل، حیض و نفاس والی عورت یا جنبی قتل ہو جائیں یا لڑائی ختم ہونے کے بعد کچھ دیر زندہ رہا (مرتث ہوا) مثلاً کچھ کھایا پیا، سویا، دوائی استعمال کی یا ایک نماز کا وقت گزر گیا اور اس کے ہوش و حواس قائم تھے یا میدان سے منتقل کیا گیا لیکن گھوڑوں کے روندنے کے ڈر سے نہیں، یا اس نے وصیت کی، خرید و فروخت کی یا زیادہ کلام کیا تو غسل دیا جائے گا۔[1]

اور اگر یہ تمام باتیں لڑائی ختم ہونے سے پہلے پائی جائیں تو وہ پرانا ہونے والا شمار نہیں ہوگا۔[2] اور جو شخص شہر میں مقتول پایا گیا اور معلوم نہ ہو سکا کہ اسے ظلماً قتل کیا گیا یا کسی سزا یا قصاص میں قتل کیا گیا اسے غسل دیا جائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۶ے شہداء اُحد کو اسی طرح دفن کیا گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا انہیں زخموں اور خون سمیت کفن پہناؤ۔

(صفحہ ہٰذا) ۱ے چونکہ تاخیر (ارتثاث) کی وجہ سے ظلم کا اثر کم ہوگیا لہٰذا وہ شہداء احد کے حکم میں نہیں رہا (ہدایہ)

۲ے اور اس صورت میں اسے غسل نہیں دیا جائے گا اور انہی کپڑوں میں دفن کیا جائے گا۔

marfat.com

سوالات

۱۔ نماز جمعہ کن لوگوں پر فرض ہے۔ اور کن شرائط کے ساتھ صحیح ہوتی ہے۔
۲۔ خطبہ جمعہ کی شرعی حیثیت کیا ہے اور اس کی سنتیں کیا کیا ہیں۔
۳۔ جمعہ کی نماز کل کتنی رکعات ہیں اور ان کی تفصیل کیا ہے۔
۴۔ عیدین کی نماز فرض ہے یا واجب، پڑھنے کا طریقہ کیا ہے اور کتنے دن تک پڑھی جا سکتی ہے۔
۵۔ عید کے دن نماز اشراق کا کیا حکم ہے۔ نیز ایام تشریق کتنے اور کون کون سے ہیں۔
۶۔ کسوف، خسوف اور استسقاء کی تعریف کریں اور ان کی نمازوں کے بارے میں وضاحت کریں۔
۷۔ بارش کے لیے دعا مع ترجمہ زبانی یاد کریں۔
۸۔ خوف کے وقت نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے۔
۹۔ جب کوئی شخص قریب مرگ ہو تو کیا کیا جائے۔ نیز میت کو غسل دینے کا طریقہ کیا ہے۔
۱۰۔ میت کا کفن مرد اور عورت کے اعتبار سے تفصیلاً لکھیں نیز میت کی تکفین کا کیا طریقہ ہے۔
۱۱۔ نماز جنازہ کا شرعی حکم کیا ہے اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے۔
۱۲۔ نماز جنازہ پڑھانے کا حق دار کون ہے، اگر کئی میت اکٹھے ہوں تو نماز جنازہ کیسے پڑھی جائے گی۔ نیز غائبانہ جنازہ کا کیا حکم ہے۔
۱۳۔ مسلمان کے رشتہ دار کافر، باغی اور ڈاکو نیز ماں باپ کے قاتل کا جنازہ پڑھا جائے گا یا نہیں۔
۱۴۔ میت کی چارپائی اٹھانے اس کے ساتھ چلنے اور قبر میں داخل کرنے کا کیا طریقہ ہے۔
۱۵۔ ایک قبر میں متعدد میت دفن کرنا ہوں تو کیا طریقہ ہے اور ایسا کب کیا جا سکتا ہے۔
۱۶۔ زیارتِ قبور کا شرعی حکم کیا ہے۔ کیا عورتیں بھی زیارت قبور کے لیے جا سکتی ہیں۔
۱۷۔ شہید شرعی کون ہے۔ اس کے غسل کفن اور نماز جنازہ کا کیا حکم ہے۔

marfat.com

كِتَابُ الصَّوْمِ

هُوَ الْإِمْسَاكُ نَهَارًا عَنْ إِدْخَالِ شَيْءٍ عَمْدًا أَوْ خَطَأً بَطْنًا أَوْ مَا لَهُ حُكْمُ الْبَاطِنِ وَعَنْ شَهْوَةِ الْفَرْجِ بِنِيَّةٍ مِنْ أَهْلِهِ وَسَبَبُ وُجُوبِ رَمَضَانَ شُهُودُ جُزْءٍ مِنْهُ وَكُلُّ يَوْمٍ مِنْهُ سَبَبٌ لِوُجُوبِ أَدَائِهِ وَهُوَ فَرْضٌ أَدَاءً وَقَضَاءً عَلَى مَنِ اجْتَمَعَ فِيهِ أَرْبَعَةُ أَشْيَاءَ الْإِسْلَامُ وَالْعَقْلُ

روزے کا بیان[1]:

دن کے وقت جان بوجھ کر یا غلطی سے پیٹ میں یا اس جگہ میں جس کو باطن کا حکم حاصل ہے کوئی چیز داخل کرنے اور شرمگاہ کی خواہش کرنے سے نیت کے ساتھ ایسے آدمی کا رُکنا جو اس (نیت) کا اہل ہے، روزہ کہلاتا ہے۔

روزۂ رمضان کے واجب ہونے کا سبب اس کی ایک جزء کا پایا جانا ہے اور اس کا ہر دن وجوبِ ادا کا سبب[2] ہے۔ یہ روزہ ادا ہو یا قضا ہر اس آدمی پر فرض ہے جس میں چار باتیں جمع ہوں (۱) اسلام (۲) عقل

---

[1] صوم کا لغوی امساک یعنی رک جانا ہے اور شریعت کی اصطلاح میں عاقل، بالغ مسلمان کا روزے کی نیت سے صبح صادق کے طلوع سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رُکنا روزہ کہلاتا ہے۔

ماہِ رمضان کا روزہ فرض ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

فمن شهد منكم الشهر فليصمه

پس تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے وہ اس کا روزہ رکھے

روزہ رکھنے کا مقصد محض بھوک، پیاس برداشت کرنا نہیں بلکہ تقویٰ حاصل کرنا ہے۔ قرآن پاک میں روزے کا فلسفہ "لعلكم تتقون" تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ کے الفاظ سے بیان کیا گیا لہٰذا روزے کی حالت میں جھوٹ، غیبت چغلی، گالی گلوچ اور دیگر برائیوں سے اجتناب لازمی ہے، ورنہ روزہ بے مقصد ہوگا۔

[2] یعنی رمضان المبارک کا چاند نظر آتے ہی اس مہینے کے روزے واجب ہوگئے لیکن ہر دن کی ادائیگی اس وقت واجب ہوگی جب وہ دن آئے گا مثلاً ایک شخص پہلا روزہ رکھ کر فوت ہوگیا تو چونکہ اس نے باقی دنوں کو نہیں پایا لہٰذا ان دنوں کے روزے ادا کرنا اس پر واجب نہیں۔

marfat.com

وَالْبُلُوْغُ وَالْعِلْمُ بِالْوُجُوْبِ لِمَنْ اَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ اَوِ الْكَوْنُ بِدَارِ الْاِسْلَامِ وَيُشْتَرَطُ لِوُجُوْبِ اَدَائِهِ الصِّحَّةُ مِنْ مَّرَضٍ وَّحَيْضٍ وَّنِفَاسٍ وَالْاِقَامَةُ وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ اَدَائِهٖ ثَلَاثَةٌ اَلنِّيَّةُ وَالْخُلُوُّ عَمَّا يُنَافِيْهِ مِنْ حَيْضٍ وَّنِفَاسٍ وَعَمَّا يُفْسِدُهٗ وَلَا يُشْتَرَطُ الْخُلُوُّ عَنِ الْجَنَابَةِ وَرُكْنُهُ الْكَفُّ عَنْ قَضَاءِ شَهْوَتَيِ الْبَطْنِ وَالْفَرْجِ وَمَا اُلْحِقَ بِهِمَا وَحُكْمُهٗ سُقُوْطُ الْوَاجِبِ عَنِ الذِّمَّةِ وَالثَّوَابُ فِي الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

---

(۳) بلوغ (۴) اور جو آدمی دار الحرب[۱] میں مسلمان ہوا اس کو روزے کا علم ہونا یا دار الاسلام میں ہونا[۲] وجوب ادا کے صحیح ہونے کے لیے بیماری، حیض اور نفاس سے صحت یاب ہونا اور مقیم ہونا شرط ہے۔ اور ادائیگی کے صحیح ہونے کے لیے تین چیزیں شرط ہیں نیت، اس چیز سے خالی ہونا جو روزے کے منافی ہے مثلاً حیض و نفاس[۳] اور اس چیز کا نہ پایا جانا جو اس کو فاسد کر دیتی[۴] ہے۔
جنابت سے خالی ہونا شرط نہیں[۵]۔ روزے کا رکن پیٹ اور شرمگاہ کی خواہش اور جو کچھ ان دونوں سے متعلق ہے سے رکنا ہے اور اس کا حکم اس واجب کا ساقط ہونا ہے جو (مسلمان کے) ذمہ ہے اور آخرت میں ثواب حاصل کرنا ہے۔

۱؎ دار الحرب کے لفظی معنیٰ لڑائی کی جگہ یا سرزمین جنگ ہے۔ فقہاء اسلام کی علمی اصطلاح میں دار الحرب سے مراد دشمنانِ اسلام کا وہ علاقہ یا ملک ہے جس کے باشندے دعوت اسلام مسترد کر کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سرکشی کا اظہار کریں۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۹ ص ۱۱۰)

۲؎ دار الاسلام میں سکونت رکھنے والے کی جہالت معتبر نہ ہوگی کیونکہ وہ مسلمانوں میں نشوونما پانے کی وجہ سے اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہو سکتا ہے۔

۳؎ مسافر اور بیمار پر روزہ فرض نہیں وہ دوسرے دنوں میں اس کی قضا کر سکتے ہیں جب کہ حیض و نفاس والی عورتیں اس کی اہل نہیں وہ بھی قضا کریں گی۔

۴؎ مثلاً روزہ رکھا تھا پھر غلطی سے کھایا تو روزہ فاسد ہو گیا۔

۵؎ جنابت روزے کے خلاف نہیں کیونکہ اس کا ازالہ ممکن ہے جب کہ حیض و نفاس کو دور کرنا انسان کے بس میں نہیں۔

marfat.com

(فَصْلٌ) يَنْقَسِمُ الصَّوْمُ إِلَى سِتَّةِ أَقْسَامٍ فَرْضٌ وَوَاجِبٌ وَمَسْنُوْنٌ وَمَنْدُوْبٌ وَنَفْلٌ وَمَكْرُوْهٌ أَمَّا الْفَرْضُ فَهُوَ صَوْمُ رَمَضَانَ أَدَاءً وَّقَضَاءً وَصَوْمُ الْكَفَّارَاتِ وَالْمَنْذُوْرِ فِي الْأَظْهَرِ وَأَمَّا الْوَاجِبُ فَهُوَ قَضَاءُ مَا أَفْسَدَهُ مِنْ صَوْمِ نَفْلٍ وَأَمَّا الْمَسْنُوْنُ فَهُوَ صَوْمُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ مَعَ التَّاسِعِ وَأَمَّا الْمَنْدُوْبُ فَهُوَ صَوْمُ ثَلَاثَةٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَيُنْدَبُ كَوْنُهَا الْأَيَّامَ الْبِيْضَ وَهِيَ الثَّالِثَ عَشَرَ وَالرَّابِعَ عَشَرَ وَالْخَامِسَ عَشَرَ وَصَوْمُ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ وَصَوْمُ سِتٍّ مِّنْ شَوَّالٍ ثُمَّ قِيْلَ الْأَفْضَلُ وَصْلُهَا وَقِيْلَ تَفْرِيْقُهَا وَكُلُّ صَوْمٍ ثَبَتَ طَلَبُهُ وَالْوَعْدُ عَلَيْهِ بِالسُّنَّةِ كَصَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَهُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ وَأَحَبُّهُ إِلَى اللهِ تَعَالٰى۔

روزے کی اقسام:

روزے کی چھ قسمیں ہیں۔ (۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت (۴) مستحب (۵) نفل (۶) مکروہ۔ فرض روزہ رمضان کا روزہ چاہے ادا ہو یا قضاء، کفاروں کے روزے[۱] اور نذر مانے ہوئے روزے ہیں[۲] یہ اظہر روایت کے مطابق ہے واجب روزہ یہ ہے کہ نفل روزہ توڑ کر قضاء کیا جائے[۳]۔ یوم عاشورہ کا روزہ نویں تاریخ کے ساتھ رکھنا سنت ہے[۴] مستحب روزے ہر مہینے سے تین روزے رکھنا ہے اور مستحب ہے کہ وہ ایام بیض، یعنی تیرہویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے دن ہوں[۵]، سوموار اور جمعرات[۶] کا روزہ نیز شوال کے چھ روزے ہیں۔ پھر کہا گیا ہے کہ ان کو ملا کر رکھنا افضل ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ الگ الگ رکھنا افضل ہے۔ ہر وہ روزہ جس کی طلب اور اس پر (ثواب کا) وعدہ سنت سے ثابت ہو (وہ بھی مستحب ہے) مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ کہ آپ ایک دن کا روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے۔ یہ تمام روزوں سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ[۷] ہے۔

---

[۱] ظہار، قتل خطا، قسم، احرام کی حالت میں شکار وغیرہ کے کفارے میں روزہ رکھنا مراد ہے۔
[۲] مثلاً یہ کہنا کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو فلاں دن کا روزہ رکھوں گا، نذر ہے۔
[۳] یعنی نفلی روزہ کسی وجہ سے توڑنا پڑ جائے تو اب اس کا رکھنا واجب ہے۔
[۴] یوم عاشورہ، دسویں محرم کو کہتے ہیں حضور علیہ السلام نے اس کے ساتھ نویں تاریخ کا روزہ (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَ اَمَّا النَّفْلُ فَهُوَ مَا سِوٰى ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يَثْبُتْ كَرَاهِيَتُهٗ وَ اَمَّا الْمَكْرُوْهُ فَهُوَ قِسْمَانِ مَكْرُوْهٌ تَنْزِيْهًا وَ مَكْرُوْهٌ تَحْرِيْمًا اَلْاَوَّلُ كَصَوْمِ عَاشُوْرَآءَ مُنْفَرِدًا عَنِ التَّاسِعِ وَ الثَّانِيْ صَوْمُ الْعِيْدَيْنِ وَ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَ كُرِهَ اِفْرَادُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَ اِفْرَادُ يَوْمِ السَّبْتِ وَ يَوْمِ النَّيْرُوْزِ وَ الْمِهْرَجَانِ اِلَّا اَنْ

اس کے علاوہ وہ تمام روزے جن کا مکروہ ہونا ثابت نہ ہو نفل ہیں۔ مکروہ کی دو قسمیں ہیں (۱) مکروہ تنزیہی (۲) مکروہ تحریمی پہلی قسم مثلاً نویں محرم کے بغیر عاشوراء کا روزہ رکھنا۔ دوسری قسم دونوں عیدوں[۱] اور ایام تشریق کے روزے رکھنا ہے صرف جمعہ[۲] ہفتہ[۳]، نیروز[۴] اور مہرجان کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ البتہ یہ کہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) رکھنے کی تعلیم فرمائی ہے تاکہ یہودیوں کی مخالفت ہو وہ صرف دسویں تاریخ کا روزہ رکھتے ہیں۔

۵ـ ان دنوں کو ایام بیض اس لیے کہتے ہیں کہ ان دنوں میں چاند کی روشنی مکمل ہوتی ہے حضور علیہ السلام نے ان تین دنوں کے روزوں کو عمر بھر کے روزے قرار دیا ہے۔

۶ـ سوموار کے دن ہمارے آقا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی یعنی یہ یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نیز آپ نے فرمایا سوموار اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ جب میرا اعمال پیش کیے جائیں اس وقت میں روزے سے ہوں۔

۷ـ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ روزے نماز حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے اور نماز ہے۔ آپ نصف رات آرام فرماتے پھر تہائی رات قیام فرماتے۔ اس کے بعد رات کا چھٹا حصہ آرام فرماتے اور ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار فرماتے۔

(صفحہ ہٰذا) ۱ـ عیدین اور ایام تشریق مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہمانی کے دن ہیں اس لیے ان دنوں میں روزہ رکھنا ناجائز ہے۔

۲ـ چونکہ تمام دنوں میں روزہ رکھنے کا ثواب برابر ہے لہٰذا محض جمعہ کی تخصیص نہیں ہونی چاہیے لہٰذا ایک دن پہلے یا بعد کو ملا کر رکھے۔

۳ـ حضور علیہ السلام نے صرف ہفتے کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دن یہودیوں کے نزدیک قابل تعظیم ہے اس لیے ان سے مشابہت پیدا ہوتی ہے۔

۴ـ نوروز اور مہرگان کا تعلق موسم ربیع اور موسم خریف سے ہے اور حضور علیہ السلام نے ہمیں ان دنوں کی تعظیم سے منع فرمایا ہے۔

marfat.com

يُوَافِقَ عَادَتَهُ وَكُرِهَ صَوْمُ الْوِصَالِ وَلَوْ يَوْمَيْنِ وَهُوَ أَنْ لَا يُفْطِرَ بَعْدَ الْغُرُوبِ أَصْلًا حَتّٰى يَتَّصِلَ صَوْمُ الْغَدِ بِالْأَمْسِ وَكُرِهَ صَوْمُ الدَّهْرِ.

(فَصْلٌ فِيمَا يُشْتَرَطُ تَبْيِيتُ النِّيَّةِ وَتَعْيِينُهَا فِيهِ وَمَا لَا يُشْتَرَطُ) أَمَّا الْقِسْمُ الَّذِي لَا يُشْتَرَطُ فِيهِ تَعْيِينُ النِّيَّةِ وَتَبْيِيتُهَا فَهُوَ أَدَاءُ رَمَضَانَ وَالنَّذْرُ الْمُعَيَّنُ زَمَانُهُ وَالنَّفْلُ فَيَصِحُّ بِنِيَّةٍ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى مَا قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى الْأَصَحِّ وَنِصْفُ النَّهَارِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى وَقْتِ الضَّحْوَةِ الْكُبْرٰى وَيَصِحُّ أَيْضًا بِمُطْلَقِ النِّيَّةِ وَبِنِيَّةِ النَّفْلِ وَلَوْ كَانَ مُسَافِرًا أَوْ مَرِيضًا فِي الْأَصَحِّ وَيَصِحُّ أَدَاءُ رَمَضَانَ بِنِيَّةِ وَاجِبٍ آخَرَ لِمَنْ كَانَ صَحِيحًا مُقِيمًا بِخِلَافِ الْمُسَافِرِ فَإِنَّهُ يَقَعُ عَمَّا نَوَاهُ مِنَ الْوَاجِبِ.

اس کی عادت کے موافق ہو جائے[1] صوم وصال مکروہ ہے۔ اگرچہ دو دن ہوں اور وہ یہ ہے کہ غروب کے بعد بالکل افطار نہ کرے حتیٰ کہ دوسرے دن کے روزے کو پہلے دن سے ملا دے، صوم دہر[2] کا رکھنا بھی مکروہ ہے۔

روزے کی نیت :

جن روزوں کے لیے رات کو نیت کرنا اور روزے کا تعین کرنا شرط ہے۔ اور جن کے لیے شرط نہیں ہے۔

(روزے کی) جس قسم میں متعین کرنا اور رات کو نیت کرنا شرط نہیں وہ رمضان کا ادا روزہ[3]، وہ نذر جس کا وقت مقرر کیا گیا[4] اور نفلی روزہ ہے۔ اصح قول کے مطابق یہ روزے رات سے لے کر دوپہر سے کچھ پہلے تک نیت کرنے سے صحیح ہوتے ہیں۔ نصف نہار طلوع فجر سے ضحوۂ کبریٰ (بڑی چاشت) تک کا وقت ہے۔ نیز یہ روزے مطلق نیت اور نفل کی نیت سے بھی صحیح ہوتے ہیں۔ اگرچہ مسافر یا مریض ہو یہ اصح قول کے مطابق ہے، اگر صحیح مقیم ہو تو اس کا ادائے رمضان کو کسی دوسرے واجب کی نیت سے ادا کرنا بھی صحیح ہے[5] لیکن مسافر جس واجب کی نیت کرے وہ اسی کی طرف سے ادا ہو گا[6]

---

[1] مثلاً کوئی شخص تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخوں کا روزہ رکھتا ہے اور یہ دن ان تاریخوں میں آجاتے ہیں

[2] ہمیشہ کا روزہ رکھنا صوم دہر کہلاتا ہے۔

(بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَاخْتَلَفَ التَّرْجِيْحُ فِي الْمَرِيْضِ إِذَا نَوٰى وَاجِبًا اٰخَرَ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا يَصِحُّ الْمَنْذُوْرُ الْمُعَيَّنُ زَمَانُهٗ بِنِيَّةِ وَاجِبٍ غَيْرِهٖ بَلْ يَقَعُ عَمَّا نَوَاهُ مِنَ الْوَاجِبِ فِيْهِ وَاَمَّا الْقِسْمُ الثَّانِيْ وَهُوَ مَا يُشْتَرَطُ فِيْهِ تَعْيِيْنُ النِّيَّةِ وَتَبْيِيْتُهَا فَهُوَ قَضَاءُ رَمَضَانَ وَقَضَاءُ مَا اَفْسَدَهٗ مِنْ نَفْلٍ وَصَوْمُ الْكَفَّارَاتِ بِاَنْوَاعِهَا وَالْمَنْذُوْرُ الْمُطْلَقُ كَقَوْلِهٖ إِنْ شَفَى اللّٰهُ مَرِيْضِيْ فَعَلَيَّ صَوْمُ يَوْمٍ فَحَصَلَ الشِّفَاءُ

مریض کے بارے میں ترجیح مختلف ہے یعنی (اس وقت) جب وہ رمضان میں کسی اور واجب کی نیت کرے نذر کا روزہ جس کیلیے وقت مقرر کیا گیا کسی اور واجب کی نیت سے صحیح نہیں بلکہ جس واجب کی نیت کرے گا اسی کی طرف سے ادا ہو گا۔[1]

دوسری قسم وہ ہے جس میں تعین اور رات کو نیت کرنا شرط ہے۔ یہ رمضان کی قضاء ہے اور وہ نفلی روزہ جس کو رکھ کر توڑا گیا اس کی قضاء، تمام قسم کے کفاروں کے روزے اور نذر مطلق کا روزہ مثلاً کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے مریض کو شفاء دی تو مجھ پر ایک دن کا روزہ لازم ہے۔ پس شفاء حاصل ہو گئی۔[2]

(بقیہ صفحہ سابقہ) (نوٹ) عورت کے لیے اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں لیکن فرض روزہ کے لیے خاوند کی مرضی ضروری نہیں کیونکہ اس کا چھوڑنا گناہ ہے۔

۳ے چونکہ رمضان المبارک میں کسی دوسرے روزے کی گنجائش نہیں ہوتی لہٰذا رات کو نیت کرنا ضروری نہیں اسی طرح نذر کے روزے کے لیے جب دن متعین کیا گیا تو اس دن نفل روزہ نہیں ہو سکتا لہٰذا رات کو نیت ضروری نہ ہو گی۔

۴ے چونکہ رمضان المبارک یا نذر والے دن کسی دوسرے واجب یا نفل کی گنجائش نہیں لہٰذا صرف روزے یا نفل کی نیت بھی کرے تو جائز ہے۔

۵ے مقیم تندرست آدمی کو چونکہ رمضان المبارک کا روزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں لہٰذا وہ کسی دوسرے واجب کی نیت کرے تب بھی رمضان المبارک کا روزہ ہی ہو گا۔

۶ے مسافر کو چونکہ رخصت ہے لہٰذا اگر وہ رمضان المبارک کی بجائے پچھلے کسی واجب کا روزہ رکھتا ہے تو صحیح ہو گا کیونکہ اسے اختیار حاصل ہے۔

(صفحہ ہٰذا) ۱ے بعض کے نزدیک وہی واجب ادا ہو گا جس کی نیت کی ہے کیونکہ وہ تقدیری طور پر عاجز ہے لیکن بعض ائمہ فرماتے ہیں کہ یہ روزہ رمضان کا ہی ہو گا کیونکہ رخصت عجز کی صورت میں تھی اور اب وہ عاجز نہیں رہا۔ (بقیہ صفحہ آئندہ)

(فَصْلٌ فِيمَا يَثْبُتُ بِهِ الْهِلَالُ وَفِي صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ وَغَيْرِهِ) يَثْبُتُ رَمَضَانُ بِرُؤْيَةِ هِلَالِهِ أَوْ بِعَدِّ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ إِنْ غُمَّ الْهِلَالُ وَيَوْمُ الشَّكِّ هُوَمَا تَلِي التَّاسِعَ وَالْعِشْرِينَ مِنْ شَعْبَانَ وَقَدِ اسْتَوٰى فِيهِ طَرَفُ الْعِلْمِ وَالْجَهْلِ بِأَنْ غُمَّ الْهِلَالُ وَكُرِهَ فِيهِ كُلُّ صَوْمٍ إِلَّا صَوْمَ نَفْلٍ جَزَمَ بِهِ بِلَا تَرْدِيْدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ صَوْمٍ اٰخَرَ وَإِنْ رَدَّدَ فِيهِ بَيْنَ صِيَامٍ وَفِطْرٍ لَا يَكُونُ صَائِمًا وَكُرِهَ صَوْمُ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ مِنْ اٰخِرِ شَعْبَانَ لَا يُكْرَهُ مَا فَوْقَهُمَا

چاند دیکھنا اور یوم شک کا روزہ :

یہ فصل اس چیز کے بارے میں ہے جس سے چاند کا ہونا ثابت ہوتا ہے اور یوم شک کے روزے سے متعلق ہے۔ ماہ رمضان، چاند کے دیکھنے یا چاند کے مخفی رہنے کی صورت میں شعبان کے تیس دن پورے کرنے سے ثابت ہوتا ہے[1] اور شک کا دن وہ ہے جو شعبان کی انتیس تاریخ سے ملا ہوتا ہے۔ اس میں علم اور چاند کے پردے میں چھپنے کی وجہ سے عدم علم کی جہت برابر ہوتی ہے۔ اس دن ہر قسم کا روزہ مکروہ ہے البتہ پختہ ارادے سے نفلی روزہ رکھ سکتا ہے۔ یعنی یہ نہ ہو کہ یا نفلی ہوگا یا کوئی دوسرا روزہ[2]۔ اگر ظاہر ہو جائے کہ یہ رمضان کا دن ہے تو جو روزہ رکھا ہے وہ اس کی طرف سے ہو جائے گا۔ اگر روزہ اور افطار کے درمیان تردد ہوا تو روزہ دار نہ ہوگا۔ شعبان کے آخر میں ایک یا دو دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے اس سے زیادہ مکروہ نہیں[3]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۲ے یہاں بنیادی بات یہ ہے کہ جن روزوں کے لیے دن متعین ہے ان میں رات کو نیت کرنا یا روزے کا تعین ضروری نہیں مثلاً ادائے رمضان، نذر اور نفلی روزہ لیکن جن روزوں کے لیے دن متعین نہیں ان میں جب تک متعین نہ کریں اور رات کو نیت نہ کریں کیسے پتہ چلے گا کہ یہ فلاں قسم کا روزہ ہے چونکہ قضاء نفلی روزہ جسے توڑا گیا تھا، کفاروں کے روزے اور نذر مطلق کا روزہ ایسے روزے ہیں جن کے لیے کوئی دن متعین نہیں لہٰذا رات کو تعین کے ساتھ نیت کی جائے کہ صبح فلاں روزہ رکھنا ہے۔

(صفحہ ہٰذا) لے یعنی ماہ رمضان کے ثبوت کی دو صورتیں ہیں (۱) چاند دیکھنا (۲) شعبان المعظم کے تیس دن پورے کرنا۔

۲ے یعنی تیس شعبان کو قطعی نیت سے روزہ رکھا جا سکتا ہے کہ یہ نفلی روزہ ہے لیکن اس صورت (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَيَأْمُرُ الْمُفْتِي الْعَامَّةَ بِالتَّلَوُّمِ يَوْمَ الشَّكِّ ثُمَّ بِالْإِفْطَارِ إِذَا ذَهَبَ وَقْتُ النِّيَّةِ وَلَمْ يَتَعَيَّنِ الْحَالُ وَيَصُومُ فِيهِ الْمُفْتِي وَالْقَاضِي وَمَنْ كَانَ مِنَ الْخَوَاصِّ وَهُوَ مَنْ يَتَمَكَّنُ مِنْ ضَبْطِ نَفْسِهِ عَنِ التَّرْدِيدِ فِي النِّيَّةِ وَمُلَاحَظَةِ كَوْنِهِ عَنِ الْفَرْضِ وَمَنْ رَأَى هِلَالَ رَمَضَانَ أَوِ الْفِطْرِ وَحْدَهُ وَرُدَّ قَوْلُهُ لَزِمَهُ الصِّيَامُ وَلَا يَجُوزُ لَهُ الْفِطْرُ بِتَيَقُّنِهِ هِلَالَ شَوَّالٍ وَإِنْ أَفْطَرَ فِي الْوَقْتَيْنِ قَضَى وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ فِطْرُهُ قَبْلَ مَا رَدَّهُ الْقَاضِي فِي الصَّحِيحِ وَإِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ مِنْ غَيْمٍ أَوْ غُبَارٍ وَنَحْوِهِ قُبِلَ خَبَرُ وَاحِدٍ عَدْلٍ أَوْ مَسْتُورٍ فِي الصَّحِيحِ وَلَوْ شَهِدَ عَلَى شَهَادَةِ وَاحِدٍ مِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ أُنْثَى أَوْ رَقِيقًا أَوْ مَحْدُودًا فِي قَذْفٍ تَابَ لِرَمَضَانَ

مفتی، شک کے دن عام لوگوں کو انتظار کا حکم دے پھر جب نیت کا وقت چلا جائے اور صورت حال واضح نہ ہو تو افطار کا حکم دے۔ اس دن مفتی، قاضی اور خاص خاص لوگ روزہ رکھیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نیت میں تردد سے اور اسے فرض سمجھنے سے اپنے آپ پر کنٹرول کر سکتے ہیں۔

جس شخص نے تنہا ماہ رمضان یا عید کا چاند دیکھا اور اس کی بات رد کر دی گئی۔ اس پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ اور عید کے چاند کا یقین ہونے کے باوجود اس کے لیے روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔ اور اگر اس نے ان دونوں میں روزہ توڑا تو قضا کرے اس پر کفارہ نہیں اگرچہ اس کا توڑنا قاضی کے رد کرنے سے پہلے ہو یہی صحیح بات ہے۔

جب آسمان میں بادلوں یا غبار وغیرہ کی وجہ سے کچھ خرابی ہو تو صحیح قول کے مطابق رمضان کے لیے ایک عادل یا مستور الحال کی گواہی قبول کی جائے۔ اگرچہ اس نے اپنے جیسے ایک آدمی کی گواہی پر شہادت دی ہو اگرچہ وہ عورت یا غلام ہو یا اسے قذف میں حد لگی ہو اور اس نے توبہ کر لی۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) میں کہ اگر یہ دن رمضان کا ہوا تو رمضان کا روزہ ورنہ نفلی روزہ ہوگا، جائز نہیں۔ اگر نفل کی قطعی نیت سے رکھا اور بعد میں معلوم ہوا کہ یہ رمضان المبارک کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جائے گا

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ صفحہ سابقہ سے سابقہ)
ورنہ نفلی ہوگا۔

ٰ۵۳ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماہ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھو۔ البتہ جو شخص روزہ رکھتا ہو اور اب یہ دن اس کے موافق ہو جاتے۔ مثلاً وہ ہر اتوار یا سوموار کا روزہ رکھتا ہے اب یہ دن ان آخری تاریخوں میں آگئے تو روزہ رکھ سکتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱ے یعنی زوال تک کچھ بھی نہ کھائیں پئیں۔ اس وقت چاند کا علم ہو جائے تو نیت کریں ورنہ چھوڑ دیں۔ زوال کے بعد نیت نہیں ہو سکتی۔

ٰ۵۲ کیونکہ اسے ذاتی طور پر چاند کا یقین ہے اور قرآن پاک میں ارشاد ہے "پس تم میں سے جو اس مہینے کو پائے وہ اس کو روزہ رکھے"۔

ٰ۵۳ حضور علیہ السلام نے فرمایا "تمہارا روزہ اس دن ہے جس دن تم سب روزہ رکھو اور تمہارا افطار اس دن ہے جس دن تم سب افطار کرو" چونکہ باقی لوگوں نے روزہ رکھا ہوا لہٰذا اس پر بھی واجب ہے کہ روزہ نہ چھوڑے۔

ٰ۵۴ پہلی صورت میں اس پر روزہ واجب تھا۔ دوسری صورت میں اس کے نزدیک عید تھی لیکن شہادت رد ہونے کی وجہ سے شبہ پیدا ہو گیا اس لیے روزہ تو رکھنا ہوگا لیکن توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

ٰ۵۵ عادل سے مراد وہ شخص ہے جس کی نیکیاں، برائیوں سے زیادہ ہوں اور وہ ایسے کاموں سے اجتناب کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہیں۔ مثلاً بازار میں کھڑے ہو کر کھانا پینا، سرعام پیشاب کرنا وغیرہ وغیرہ۔

ٰ۵۶ مستور الحال وہ ہے جس کا فسق و عدالت واضح نہ ہو بلکہ اس کی حالت غیر معلوم ہو۔

ٰ۵۷ جس آدمی کو کسی پر زنا کا جھوٹا الزام لگانے کی سزا دی گئی اسے محدود فی القذف کہتے ہیں۔

marfat.com

وَلَا يُشْتَرَطُ لَفْظُ الشَّهَادَةِ وَلَا الدَّعْوَى وَشُرِطَ لِهِلَالِ الْفِطْرِ إِذَا كَانَ بِالسَّمَآءِ عِلَّةٌ لَفْظُ الشَّهَادَةِ مِنْ حُرَّيْنِ أَوْ حُرٍّ وَحُرَّتَيْنِ بِلَا دَعْوَى وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ بِالسَّمَآءِ عِلَّةٌ فَلَا بُدَّ مِنْ جَمْعٍ عَظِيْمٍ لِرَمَضَانَ وَالْفِطْرِ وَمِقْدَارُ الْجَمْعِ الْعَظِيْمِ مُفَوَّضٌ لِرَأْيِ الْإِمَامِ فِي الْأَصَحِّ وَإِذَا تَمَّ الْعَدَدُ بِشَهَادَةِ فَرْدٍ وَلَمْ يُرَ هِلَالُ الْفِطْرِ وَالسَّمَآءُ مُصْحِيَةٌ لَا يَحِلُّ لَهُ الْفِطْرُ وَاخْتَلَفَ التَّرْجِيْحُ فِيْمَا إِذَا كَانَ بِشَهَادَةِ عَدْلَيْنِ وَلَا خِلَافَ فِي حِلِّ الْفِطْرِ إِذَا كَانَ بِالسَّمَآءِ عِلَّةٌ وَلَوْ ثَبَتَ رَمَضَانُ بِشَهَادَةِ الْفَرْدِ

لفظ شہادت اور دعویٰ شرط نہیں :

اور عید کے چاند کے لیے آسمان میں کوئی خرابی ہونے کی وجہ سے دو آزاد مردوں یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتوں کی طرف سے لفظ شہادت شرط ہے لفظ دعویٰ شرط نہیں۔ اگر آسمان میں کوئی خرابی نہ ہو تو رمضان اور عید دونوں کے لیے ایک بہت بڑی جماعت کا ہونا ضروری ہے۔ اصح قول کے مطابق بڑی جماعت کی مقدار امام کی رائے کے سپرد ہے۔ جب ایک آدمی کی شہادت کی بنا پر رمضان کی گنتی پوری ہو جاتے اور عید کا چاند نظر نہ آئے حالانکہ آسمان بھی صاف ہو تو روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔ اگر دو آدمیوں کی گواہی سے ہو تو اس میں ترجیح مختلف ہے اور اگر آسمان میں کچھ خرابی ہو تو روزہ چھوڑنے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اگرچہ رمضان (کا چاند) ایک آدمی کی گواہی سے ثابت ہوا ہو۔

۱؎ چونکہ یہاں روزہ چھوڑنے کا مسئلہ ہے لہٰذا احتیاط کے پیش نظر ایک آدمی کی گواہی قبول نہیں کی جائیگی اور لفظ شہادت بھی ضروری ہوگا۔

۲؎ یعنی خاص تعداد مقرر نہیں کی جاسکتی کیونکہ مقامات اور بندوں کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ایک علاقے کے لوگ اپنی دیانت و تقویٰ کے پیش نظر کم تعداد میں بھی دوسری جگہ کے لوگوں سے اعتماد میں بڑھ جائیں۔

۳؎ مطلب یہ ہے کہ رمضان کا چاند ایک آدمی کی شہادت پر ثابت ہوا اور اب تیس دن پورے ہونے پر بھی چاند نظر نہ آتے تو عید کرنا جائز نہ ہوگا کیونکہ ممکن ہے رمضان کا چاند صحیح ثابت نہ ہوا ہو۔

۴؎ کیونکہ یہاں چاند کے نظر آنے میں بادل وغیرہ رکاوٹ ہیں لہٰذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ چاند طلوع ہی نہیں ہوا۔

marfat.com

وَهِلَالُ الْاَضْحٰی کَالْفِطْرِ وَیُشْتَرَطُ لِبَقِیَّةِ الْاَهِلَّةِ شَهَادَةُ رَجُلَیْنِ عَدْلَیْنِ اَوْ حُرٍّ وَحُرَّتَیْنِ غَیْرِ مَحْدُوْدَیْنِ فِیْ قَذْفٍ وَاِذَا ثَبَتَ فِیْ مَطْلَعِ قُطْرٍ لَزِمَ سَائِرَ النَّاسِ فِیْ ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ وَعَلَیْهِ الْفَتْوٰی وَاَکْثَرُ الْمَشَایِخِ وَلَا عِبْرَةَ بِرُؤْیَةِ الْهِلَالِ نَهَارًا سَوَآءٌ کَانَ قَبْلَ الزَّوَالِ اَوْ بَعْدَهٗ وَهُوَ اللَّیْلَةُ الْمُسْتَقْبِلَةُ فِی الْمُخْتَارِ

عیدالاضحیٰ کا چاند عید الفطر کی طرح [1] ہے۔ جب کہ باقی چاندوں کے لیے دو آزاد عادل مردوں یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتوں کی شہادت کافی ہے لیکن انہیں قذف میں حد نہ لگی ہو [2] جب ایک علاقے کے مطلع میں چاند ثابت ہو جائے تو ظاہر مذہب کے مطابق تمام لوگوں پر (چاند کو تسلیم کرنا) لازم ہے اسی پر فتویٰ ہے اور اکثر مشائخ کا یہی موقف ہے۔ دن کو چاند دیکھنے کا اعتبار نہیں۔ زوال سے پہلے ہو یا بعد اور مختار قول کے مطابق وہ آنے والی رات کا ہے [3]

---

[1] عیدالاضحیٰ کے چاند سے دو عبادتیں متعلق ہیں ایک حج اور دوسری قربانی، لہٰذا اس چاند میں بھی نہایت اہتمام واحتیاط کی ضرورت ہے۔

[2] قذف سے مراد کسی پاک دامن پر زنا وغیرہ کا الزام لگانا ہے۔ ایسے شخص کو اس جرم کی پاداش میں شرعی حد لگائی جاتی ہے۔

[3] یعنی یہ چاند پہلی رات کا نہیں بلکہ آئندہ رات کا شمار ہوگا کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ "چاند دیکھ کر روزہ رکھو"۔ لہٰذا اسے پہلی رات کا ماننے کی صورت لازم آئے گا کہ چاند کا ثبوت بعد میں ہوا اور روزہ پہلے رکھا گیا۔ حالانکہ حدیث شریف کی رُو سے یہ صحیح نہیں۔

marfat.com

بَابُ مَا لَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ

وَهُوَ اَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ شَيْئًا مَا لَوْ اَكَلَ اَوْ شَرِبَ اَوْ جَامَعَ نَاسِيًا وَ اِنْ كَانَ لِلنَّاسِيْ قُدْرَةٌ عَلَى الصَّوْمِ يُذَكِّرُهٗ بِهٖ مَنْ رَاٰهُ يَاْكُلُ وَكُرِهَ عَدَمُ تَذْكِيْرِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ قُوَّةٌ فَالْاَوْلٰى عَدَمُ تَذْكِيْرِهٖ اَوْ اَنْزَلَ بِنَظْرٍ اَوْ فِكْرٍ وَاِنْ اَدَامَ النَّظْرَ وَالْفِكْرَ اَوِ ادَّهَنَ اَوِ اكْتَحَلَ وَلَوْ وَجَدَ طَعْمَهٗ فِيْ حَلْقِهٖ اَوِ احْتَجَمَ اَوِ اغْتَابَ اَوْ نَوَى الْفِطْرَ وَلَمْ يُفْطِرْ اَوْ دَخَلَ حَلْقَهٗ دُخَانٌ بِلَا صُنْعِهٖ اَوْ غُبَارٌ وَلَوْ غُبَارُ الطَّاحُوْنِ اَوْ ذُبَابٌ اَوْ اَثَرُ طَعْمِ الْاَدْوِيَةِ فِيْهِ وَهُوَ ذَاكِرٌ لِصَوْمِهٖ اَوْ اَصْبَحَ جُنُبًا وَلَوِ اسْتَمَرَّ يَوْمًا بِالْجَنَابَةِ اَوْ صَبَّ

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

یہ تقریباً چوبیس چیزیں ہیں۔

۱، ۲، ۳ — بھول کر کھایا، پیا یا جماع کیا۔ اگر بھولنے والے کو روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو دیکھنے والا اسے یاد دلائے یاد نہ دلانا مکروہ ہے۔ اور اگر اسے طاقت نہ ہو تو یاد نہ دلانا بہتر ہے۔[۱]

۴، ۵ — دیکھنے یا سوچنے سے انزال ہو گیا۔ اگرچہ دیر تک دیکھتا یا سوچتا رہا۔[۲]

۶، ۷ — تیل لگانا، سرمہ لگانا۔ اگرچہ اس (سرمے) کا ذائقہ اپنے حلق میں پائے۔[۳]

۸، ۹، ۱۰ — سینگی لگوائی، غیبت کی یا روزہ توڑنے کی نیت کی لیکن توڑا نہیں۔

۱۱، ۱۲ — اس کے اپنے عمل کے بغیر حلق میں دھواں یا غبار داخل ہو گیا اگرچہ چکی کا غبار ہو۔

۱۳، ۱۴ — مکھی یا دوائیوں کا اثر حلق میں پہنچ گیا حالانکہ اس کو روزہ یاد (بھی) تھا۔

۱۵ — صبح جنابت کی حالت میں اٹھا اور دن بھر جنبی رہا۔[۴]

---

[۱] اگر یاد آنے کے بعد فوراً نہ رکا بلکہ کھاتا پیتا رہا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

[۲] کیونکہ اس صورت میں جماع نہ حقیقتاً پایا گیا اور نہ حکماً۔

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

marfat.com

فِی اِحْلِیْلِہٖ مَآءً اَوْ دُھْنًا اَوْخَاضَ نَھْرًا فَدَخَلَ الْمَآءُ اُذُنَہٗ اَوْحَكَّ اُذُنَہٗ بِعُوْدٍ فَخَرَجَ عَلَیْہِ دَرَنٌ ثُمَّ اَدْخَلَہٗ مِرَارًا اِلٰی اُذُنِہٖ اَوْ دَخَلَ اَنْفَہٗ مُخَاطٌ فَاسْتَنْشَقَہٗ عَمْدًا

اَوِ ابْتَلَعَہٗ وَیَنْبَغِی اِلْقَآءُ النُّخَامَۃِ حَتّٰی لَا یَفْسُدَ صَوْمُہٗ عَلٰی قَوْلِ الْاِمَامِ الشَّافِعِیِّ رَحِمَہُ اللّٰہُ اَوْ ذَرَعَہُ الْقَیْءُ وَعَادَ بِغَیْرِ صُنْعِہٖ وَلَوْ مَلَأَ فَاہُ فِی الصَّحِیْحِ اَوِ اسْتَقَاءَ اَقَلَّ مِنْ مِلْءِ فِیْہِ عَلَی الصَّحِیْحِ اَوْ اَکَلَ مَا بَیْنَ اَسْنَانِہٖ وَکَانَ دُوْنَ الْحِمَّصَۃِ اَوْ مَضَغَ مِثْلَ سِمْسِمَۃٍ مِّنْ خَارِجٍ فِیْہِ حَتّٰی تَلَاشَتْ وَلَمْ یَجِدْ لَھَا طَعْمًا فِیْ حَلْقِہٖ

۱۸،۱۷،۱۶ ـــــ عضو مخصوص کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا یا نہر میں غوطہ لگایا پس پانی کان میں داخل ہو گیا۔

۱۹ ـــــ لکڑی کے ساتھ کان کھجلایا تو اُس کے ساتھ میل نکلی پھر اسے بار بار کان میں داخل کیا۔

۲۰ ـــــ ناک میں رینٹھ داخل ہوئی پھر جان بوجھ کر اسے اوپر چڑھالیا یا نگل لیا۔

نوٹ :۔ کھنگار کو پھینک دینا مناسب ہے تاکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی روزہ نہ ٹوٹے۔

۲۱ ـــــ قے غالب آگئی اور روزے دار کے اپنے عمل دخل کے بغیر واپس لوٹ گئی اگرچہ منہ بھر کر ہو صحیح قول یہی ہے۔

۲۲ ـــــ جان بوجھ کر قے کی لیکن منہ بھر کر نہ تھی ۔ صحیح قول کے مطابق یہی بات ہے اگرچہ اسے خود لوٹا دے ۔ یہ بھی صحیح قول کے مطابق ہے۔

۲۳ ـــــ دانتوں کے درمیان جو کچھ تھا اسے کھالیا اور وہ چنے سے کم تھا۔

۲۴ ـــــ باہر سے تل کے برابر کوئی چیز (منہ میں ڈال کر) چبائی یہاں تک وہ چھٹ گئی اور حلق میں اس کا ذائقہ نہیں پایا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۳ـــہ روزہ ٹوٹنے میں اصل بات یہ ہے کہ کسی سوراخ سے کوئی چیز اندر جائے مسام سے اندر جانے والی چیز کا اعتبار نہیں ہوگا۔

۴ـــہ اگرچہ دن بھر جنبی رہنا گناہ ہے جتنی جلدی ممکن ہو غسل کرنا چاہیے۔

(صفحہ ہٰذا) ۱ـــہ کیونکہ یہ مثانہ کی طرف سے جوف معدہ کی طرف منفذ نہیں۔

۲ـــہ کیونکہ یہ باہر سے کسی چیز کا اندر داخل کرنا نہیں ہے۔

marfat.com

بَابُ مَا يُفْسِدُ بِهِ الصَّوْمُ وَتَجِبُ بِهِ الْكَفَّارَةُ مَعَ الْقَضَاءِ

وَهُوَ اثْنَانِ وَعِشْرُونَ شَيْئًا إِذَا فَعَلَ الصَّائِمُ شَيْئًا مِّنْهَا طَائِعًا مُّتَعَمِّدًا غَيْرَ مُضْطَرٍّ لَزِمَهُ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ وَهِيَ الْجِمَاعُ فِي أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ عَلَى الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ بِهِ وَالْأَكْلُ وَالشُّرْبُ سَوَاءٌ فِيهِ مَا يُتَغَذَّى بِهِ أَوْ يُتَدَاوَى بِهِ وَابْتِلَاعُ مَطَرٍ دَخَلَ إِلَى فَمِهِ وَأَكْلُ اللَّحْمِ النِّيِّءِ إِلَّا إِذَا دَوَّدَ وَأَكْلُ الشَّحْمِ فِي اخْتِيَارِ الْفَقِيهِ أَبِي اللَّيْثِ وَقَدِيدِ اللَّحْمِ بِالْاِتِّفَاقِ وَأَكْلُ الْحِنْطَةِ وَابْتِلَاعُ حَبَّةِ سِمْسِمَةٍ أَوْ نَحْوِهَا مِنْ خَارِجٍ فَمِهِ فِي الْمُخْتَارِ۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم آتا ہے:

یہ بائیس چیزیں ہیں۔ جب روزہ دار ان میں سے کوئی چیز اپنی خوشی سے جان بوجھ کر کسی مجبوری کے بغیر اپناتا ہے تو اس پر قضا اور کفارہ (دونوں) لازم آتے ہیں۔

۱،۲ ــــ دو راستوں میں سے ایک میں جماع کرنے سے فاعل اور مفعول دونوں پر۔

۳،۴ ــــ کھانا اور پینا اس میں وہ چیز جسے کھایا جاتا ہے یا وہ چیز جسے بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے برابر ہیں۔

۵ ــــ بارش (کا پانی) نگل لینا جو اس کے منہ میں داخل ہوا۔

۶ ــــ کچا گوشت کھانا البتہ اس میں کیڑے پڑ چکے ہوں (تو کفارہ لازم نہیں ہوگا)

۷ ــــ چربی کھانا یہ بات فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ کے نزدیک مختار ہے۔

۸،۹ ــــ خشک کیا ہوا گوشت (بالاتفاق)، اور گندم کا کھانا

۱۰ ــــ گندم کو دانتوں سے توڑنا مگر یہ کہ دانے کو چبایا اور وہ منہ سے چمٹ گیا۔

۱۱،۱۲ ــــ گندم کا دانہ یا تل کا دانا یا اس کی مثل منہ کے باہر سے لے کر نگل لینا یہ مختار مذہب کے مطابق ہے۔

(جاری)

وَاَكْلُ الطِّيْنِ الاَرْمَنِيّ مُطْلَقًا وَالطِّيْنِ غَيْرِ الْاَرْمِنِيّ كَالطَّفْلِ اِنِ اعْتَادَ اَكْلَهٗ وَالْمِلْحِ الْقَلِيْلِ فِي الْمُخْتَارِ وَابْتِلَاعُ بُزَاقِ زَوْجَتِهٖ اَوْ صَدِيْقِهٖ لَا غَيْرِهِمَا وَاَكْلُهٗ عَمَدًا بَعْدَ غِيْبَةٍ اَوْ بَعْدَ حِجَامَةٍ اَوْ بَعْدَ مَسٍّ اَوْ قُبْلَةٍ بِشَهْوَةٍ اَوْ بَعْدَ مُضَاجَعَةٍ مِنْ غَيْرِ اِنْزَالٍ وَبَعْدَ دَهْنِ شَارِبِهٖ ظَانًّا اَنَّهٗ اَفْطَرَ بِذٰلِكَ اِلَّا اِذَا اَفْتَاهُ فَقِيْهٌ اَوْ سَمِعَ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَعْرِفْ تَاْوِيْلَهٗ عَلَى الْمَذْهَبِ وَاِنْ عَرَفَ تَاْوِيْلَهٗ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ وَتَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلٰى مَنْ طَاوَعَتْ مُكْرِهًا

---

۱۳ ــــــ ارمنی مٹی کھانا مطلقاً اور غیر ارمنی مٹی مثلاً طفل مٹی وغیرہ کھانا اگر عادت ہو۔

۱۴، ۱۵، ۱۶ ــــــ مختار مذہب کے مطابق تھوڑا نمک کھانا اور اپنی بیوی یا دوست کا تھوک نگل لینا ان کے غیر کا نہیں

۱۷ تا ۲۱ ــــــ غیبت کرنے یا پچھنا لگوانے شہوت کے ساتھ عورت کو ہاتھ لگانے یا بوسہ دینے یا عورت کے ساتھ ہمبستری کے بعد جان بوجھ کر کھانا کھا لینا جب کہ اس کو انزال بھی نہیں ہوا۔

۲۲ ــــــ مونچھوں کو تیل لگانے کے بعد یہ خیال کرتے ہوئے کہ روزہ ٹوٹ گیا، کھانا کھا لینا البتہ یہ کہ کسی فقیہ نے فتویٰ دیا ہو۔ یا اس نے حدیث سنی لیکن اپنے مذہب کے مطابق اس کے مفہوم کو نہ سمجھا۔ اگر اس کا مفہوم و مراد سمجھا تو کفارہ واجب ہو گا۔[۱]

وہ عورت جس نے کسی ایسے شخص کی اطاعت کی جس کو جماع پر مجبور کیا گیا تھا۔[۲]

۱؎ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آنے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

۱۔ رات کو نیت کی ہو۔

۲۔ رمضان المبارک کا ادا روزہ ہو قضا نہ ہو۔

۳۔ روزے دار بیمار یا مسافر نہ ہو۔

۴۔ روزے توڑنے پر مجبور نہ کیا گیا۔

۵۔ اگر کھانے پینے سے توڑا ہے تو وہ چیز غذا یا دوا ہو۔

۲؎ یعنی زندہ آدمی سے جماع کیا لہٰذا جانور یا مردہ انسان کے ساتھ جماع سے کفارہ لازم نہیں آتے گا اگرچہ

marfat.com

روزہ ٹوٹ جائے گا۔

ے۳ غذا کی تعریف میں اختلاف ہے ۔ بعض نے کہا وہ چیز جسے کھانے کو دل چاہے اور اس سے پیٹ کی خواہش پوری ہو جائے جب کہ کچھ لوگوں کے نزدیک غذا وہ ہے جو اصلاحِ بدن کا فائدہ دیتی ہے۔
اس اختلاف کی بنیاد پر اگر کسی نے لقمہ چبا کر نکال دیا پھر اسے نگل گیا تو دوسرے قول کے مطابق چونکہ یہ غذا ہے لہٰذا کفارہ واجب ہو گا جب کہ پہلے قول کے مطابق کفارہ واجب نہ ہو گا۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔
(مراقی الفلاح)

ے۴ کیونکہ اب وہ غذا نہیں رہا۔
ے۵ اگر چربی خشک ہو تو کفارہ لازم آئے گا اس پر سب کا اتفاق ہے۔
ے۶ چونکہ حلق سے نہیں اترا لہٰذا روزہ بالکل نہیں ٹوٹے گا۔
ے۷ کیونکہ اسے بطور دوا کھایا جاتا ہے۔
ے۸ چونکہ تھوڑا نمک کھانے کی طرف رغبت ہوتی ہے لہٰذا وہ غذا بنے گا جب کہ زیادہ نمک کی طرف رغبت نہ ہونے کی وجہ سے وہ غذا نہیں اور دوا بھی نہیں۔
ے۹ چونکہ اس سے لذت حاصل ہونے کی وجہ تکمیل شہوت ہوتی ہے لہٰذا کفارہ لازم آئے گا۔ بیوی اور دوست کے علاوہ کسی کے لعاب میں یہ بات نہیں۔ عورت کے لیے خاوند کا لعاب بھی کفارہ لازم کرتا ہے۔
ے۱۰ ان سب صورتوں میں چونکہ روزہ ٹوٹا نہیں تھا لیکن اس نے یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے اور اس طرح جان بوجھ کر کھانا کھا لیا تو کفارہ لازم آئے گا البتہ دو صورتیں مستثنیٰ ہیں جن کا اوپر ترجمہ میں ذکر ہے۔
حدیث شریف میں ہے "غیبت روزہ توڑ دیتی ہے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ روزے کی حالت میں غیبت کرنے سے ثواب روزے کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔
اگر روزے دار کو یہ مفہوم معلوم تھا تو کفارہ لازم آئے گا ورنہ نہیں۔
اسی طرح حدیث شریف میں ہے، سینگی لگانے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا روزہ ٹوٹنے کے قریب ہو گیا۔
ے۱۱ مثلاً ایک شخص کو کسی عورت سے جماع پر مجبور کیا گیا اور عورت نے بخوشی قبول کر لیا تو اس صورت میں عورت پر کفارہ ہو گا مرد پر نہیں۔ کیونکہ عورت کو مجبور نہیں کیا گیا اور مرد کو مجبور کیا گیا۔

---

marfat.com

(فَصْلٌ فِی الْکَفَّارَۃِ وَمَا یُسْقِطُہَا عَنِ الذِّمَّۃِ) تَسْقُطُ الْکَفَّارَۃُ بِطُرُوِّ حَیْضٍ اَوْ نِفَاسٍ مُبِیْحٍ لِلْفِطْرِ فِیْ یَوْمِہٖ وَلَا تَسْقُطُ عَمَّنْ سُوْفِرَ بِہٖ کُرْھًا بَعْدَ لُزُوْمِہَا عَلَیْہِ فِیْ ظَاھِرِ الرِّوَایَۃِ وَالْکَفَّارَۃُ تَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ وَلَوْ کَانَتْ غَیْرَ مُؤْمِنَۃٍ فَاِنْ عَجَزَ عَنْہُ صَامَ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ لَیْسَ فِیْھِمَا یَوْمُ عِیْدٍ وَّلَا اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعِ الصَّوْمَ اَطْعَمَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا یُغَدِّیْھِمْ وَیُعَشِّیْھِمْ غَدَآءً وَّعَشَآءً مُشْبِعَیْنِ وَغَدَاءَیْنِ اَوْ عَشَاءَیْنِ وَعَشَآءً وَّسُحُوْرًا اَوْ یُعْطِیْ کُلَّ فَقِیْرٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ دَقِیْقِہٖ اَوْ سَوِیْقِہٖ اَوْ صَاعَ تَمْرٍ اَوْ شَعِیْرٍ اَوْ قِیْمَتَہٗ وَکَفَتْ کَفَّارَۃٌ وَّاحِدَۃٌ عَنْ جِمَاعٍ وَاَکْلٍ مُتَعَدِّدٍ فِیْ اَیَّامٍ لَمْ یَتَخَلَّلْہُ تَکْفِیْرٌ وَلَوْ مِنْ رَمَضَانَیْنِ عَلَی الصَّحِیْحِ فَاِنْ تَخَلَّلَ التَّکْفِیْرُ لَا تَکْفِیْ کَفَّارَۃٌ وَاحِدَۃٌ فِیْ ظَاھِرِ الرِّوَایَۃِ

کفارہ اور جو چیز اس کو ذمہ سے ساقط کر دیتی ہے:

اسی دن حیض، نفاس یا ایسی بیماری کے پیدا ہو جانے سے جس سے روزہ چھوڑنا جائز ہوتا ہے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے[1] اس آدمی سے ساقط نہیں ہوتا جس کو کفارہ لازم ہونے کے بعد زبردستی سفر پر لے جایا گیا[2] یہ ظاہر روایت کے مطابق ہے۔

کفارہ ایک غلام (یا لونڈی) آزاد کرنا ہے۔ اگرچہ وہ مومن نہ ہو اگر اس سے عاجز ہو تو مسلسل دو مہینے کے روزے رکھے جن کے دوران عید اور ایام تشریق نہ ہوں۔ اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے صبح وشام سیر کر کے کھلائے یا دو صبح یا دو شام یا شام اور سحری کھانا کھلائے یا ہر فقیر کو گندم یا اس کے آٹے یا ستو سے نصف صاع دے یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو دے یا اس کی قیمت دے۔ مختلف دنوں میں متعدد بار جماع کرنے یا بار بار کھانے سے ایک کفارہ کافی ہوگا بشرطیکہ درمیان میں کفارہ ادا نہ کیا ہو[3] اگرچہ دو بار کے رمضان سے ہو یہی صحیح بات ہے اگر درمیان میں کفارہ آ گیا تو ظاہر روایت کے مطابق ایک کفارہ کافی نہ ہوگا۔[4]

---

[1] یعنی جس دن روزہ جان بوجھ کر توڑا اسی دن بعد میں کوئی ایسا عذر پیدا ہو گیا جس سے روزہ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

marfat.com

بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ مِنْ غَيْرِ كَفَّارَةٍ

وَهُوَ سَبْعَةٌ وَّخَمْسُوْنَ شَيْئًا إِذَا أَكَلَ الصَّائِمُ أُرُزًّا نَيًّا أَوْ عَجِيْنًا أَوْ دَقِيْقًا أَوْ مِلْحًا كَثِيْرًا دَفْعَةً أَوْ طِيْنًا غَيْرَ أَرْمَنِيٍّ لَمْ يَعْتَدْ أَكْلَهُ أَوْ نَوَاةً أَوْ قُطْنًا أَوْ كَاغَذًا أَوْ سَفَرْجَلًا وَلَمْ يُطْبَخْ أَوْ جَوْزَةً رَطْبَةً أَوِ ابْتَلَعَ حَصَاةً أَوْ

کفارہ کے بغیر روزے کا ٹوٹنا:

یہ ستاون چیزیں ہیں۔

ا تا ۴ ـــــ جب روزے دار کچے چاول، گوندھا ہوا آٹا، خشک آٹا اور بہت سا نمک ایک دفعہ کھالے[1]

۵ تا ۹ ـــــ غیر ارمنی مٹی جس کو کھانے کی عادت نہیں، گٹھلی، روئی، کاغذ اور بہی دانہ جو پکا ہوا نہ ہو[2]

(بقیہ صفحہ سابقہ) چھوڑنا جائز ہو جاتا ہے مثلاً حیض، نفاس اور بیماری، تو اب کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دن کے اول میں روزہ رکھنا ضروری تھا جسے توڑا گیا اور پچھلے حصے میں عذر لاحق ہونے کی وجہ سے چھوڑنا جائز تھا اب یہ نہیں ہو سکتا کہ آدھے دن کا روزہ ضروری ہو اور آدھے کا غیر ضروری۔ اس طرح پہلے حصے کا وجوب مشتبہ ہو گیا لہٰذا کفارہ ساقط ہو جائے گا۔

[2] کیونکہ یہ عذر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور صاحبِ حق تو وہی ہے۔

[3] یعنی کفارہ ادا کرنے سے پہلے جتنی بار روزہ توڑا ایک ہی کفارہ کافی ہو گا لیکن پہلی بار توڑنے پر کفارہ ادا کر دیا پھر توڑا تو اب دوبارہ کفارہ دینا ہو گا۔

[4] یعنی پورا سال گزر گیا اور پچھلے رمضان کا کفارہ ادا نہیں کیا۔ اب دوسرے رمضان میں بھی ایک یا کئی روزے توڑے تو عید کے بعد جو کفارہ ادا کرے گا وہ دونوں سالوں کے رمضان سے ادا ہو جائے گا۔

(صفحہ ہٰذا) [1] چونکہ ان تمام صورتوں میں غذائیت کا معنیٰ ناقص ہے لہٰذا کفارہ لازم نہ ہو گا البتہ آٹے کے ساتھ گھی وغیرہ ملا کر کھانے کے لیے تیار کیا گیا تو کفارہ لازم آئے گا۔

[2] یہاں بہی دانے کا ذکر ہے لیکن ہر وہ پھل جو کچا نہ کھایا جاتا ہو مراد ہے۔

marfat.com

حَدِیْدًا اَوْ تُرَابًا اَوْ حَجَرًا اَوِ احْتَقَنَ اَوِ اسْتَعَطَ اَوْ اَوْجَرَ بِصَبِّ شَیْءٍ
فِیْ حَلْقِهٖ عَلَی الْاَصَحِّ اَوْ اَقْطَرَ فِیْ اُذُنِهٖ دُهْنًا اَوْ مَاءً فِی الْاَصَحِّ اَوْ دَاوٰی
جَائِفَةً اَوْ اٰمَّةً بِدَوَاءٍ وَوَصَلَ اِلٰی جَوْفِهٖ اَوْ دِمَاغِهٖ اَوْ دَخَلَ حَلْقَهٗ
مَطَرٌ اَوْ ثَلْجٌ فِی الْاَصَحِّ وَلَمْ يَبْتَلِعْهُ بِصُنْعِهٖ اَوْ اَفْطَرَ خَطَأً بِسَبْقِ مَاءِ الْمَضْمَضَةِ
اِلٰی جَوْفِهٖ اَوْ اَفْطَرَ مُكْرَهًا وَلَوْ بِالْجِمَاعِ اَوْ اُكْرِهَتْ عَلَی الْجِمَاعِ اَوْ اَفْطَرَتْ
خَوْفًا عَلٰی نَفْسِهَا مِنْ اَنْ تَمْرَضَ مِنَ الْخِدْمَةِ اَمَةً كَانَتْ اَوْ مَنْكُوْحَةً
اَوْ صَبَّ اَحَدٌ فِیْ جَوْفِهٖ مَاءً وَهُوَ نَائِمٌ اَوْ اَكَلَ عَمْدًا بَعْدَ اَكْلِهٖ نَاسِيًا وَلَوْ
عَلِمَ الْخَبَرَ عَلَی الْاَصَحِّ اَوْ جَامَعَ نَاسِيًا ثُمَّ جَامَعَ عَامِدًا ۔

---

۱۰ تا ۱۶ ـــــ ترا خروٹ کھانا، کنکریاں، لوہا مٹی یا پتھر نگلنا، حقنہ کرانا، ناک میں دوائی چڑھانا۔[۱]

۱۷ تا ۱۹ ـــــ حلق میں کوئی چیز ڈال کر اندر پہنچائی۔ یہ اصح قول کے مطابق ہے۔ کان میں تیل یا پانی کے قطرے ڈالے یہ اصح قول کے مطابق ہے۔

۲۰ ـــــ پیٹ کے زخم یا دماغ کے زخم میں دوائی ڈالی اور پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی۔

۲۱ تا ۲۳ ـــــ حلق میں بارش یا برف داخل ہوئی اور اس نے خود نہیں نگلی یا کلی کا پانی پیٹ تک غلطی سے پہنچ گیا۔

۲۴، ۲۵ ـــــ کسی کے مجبور کرنے سے افطار کیا چاہے جماع کے ذریعے ہو، یا عورت کو جماع پر مجبور کیا گیا۔

۲۶، ۲۷ ـــــ عورت نے خدمت کے باعث بیمار ہو جانے کے خوف سے روزہ توڑا۔ آزاد عورت ہو یا لونڈی[۲] یا سوتے ہوتے کے پیٹ میں کسی نے پانی ڈالا۔

۲۸ ـــــ بھول کر کھانے کے بعد جان بوجھ کر کھا لیا اگرچہ اسے حدیث معلوم ہو، یہ اصح قول کے مطابق ہے۔[۳]

۲۹، ۳۰ ـــــ بھول کر جماع کرنے کے بعد جان بوجھ کر جماع کیا یا دن کو نیت کرنے کے بعد کھا لیا اور رات کو نیت نہیں کی تھی۔[۴]

---

[۱] پاخانے کے راستے سے دوائی چڑھانا حقنہ کہلاتا ہے اور ناک میں دوائی ڈالنا سعوط ہے۔

[۲] یعنی اسے خوف ہوا کہ خاوند یا مالک کی خدمت کے باعث بیمار پڑ جائے گی اور اس طرح روزہ توڑ دیا تو صرف قضا لازم آئے گی۔

[۳] حدیث شریف میں ہے کہ جو آدمی روزے کی حالت میں بھول کر کچھ کھالے یا پیے تو وہ روزہ پورا کرے۔ یہ حدیث خبر واحد ہے جس کی بنیاد پر علم قطعی حاصل نہ ہوگا البتہ اس پر عمل واجب ہوگا لہٰذا صرف قضا ہوگی۔

[۴] کیونکہ کفارہ اسی صورت میں لازم ہوتا ہے جب رات کو نیت کرے۔

marfat.com

اَوْ اَكَلَ بَعْدَ مَا نَوٰى نَهَارًا اَوْ لَمْ يُبَيِّتْ نِيَّتَهٗ اَوْ اَصْبَحَ مُسَافِرًا فَنَوٰى الْاِقَامَةَ ثُمَّ اَكَلَ اَوْ سَافَرَ بَعْدَ مَا اَصْبَحَ مُقِيْمًا فَاَكَلَ اَوْ اَمْسَكَ بِلَا نِيَّةِ صَوْمٍ وَلَا فِطْرٍ اَوْ تَسَحَّرَ اَوْ جَامَعَ شَاكًّا فِيْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَهُوَ طَالِعٌ اَوْ اَفْطَرَ بِظَنِّ الْغُرُوْبِ وَالشَّمْسُ بَاقِيَةٌ اَوْ اَنْزَلَ بِوَطْئِ مَيْتَةٍ اَوْ بَهِيْمَةٍ اَوْ بِتَفْخِيْذٍ اَوْ بِتَبْطِيْنٍ اَوْ قُبْلَةٍ اَوْ لَمْسٍ اَوْ اَفْسَدَ صَوْمَ غَيْرِ اَدَاءِ رَمَضَانَ اَوْ وُطِئَتْ وَهِيَ نَائِمَةٌ اَوْ اَقْطَرَتْ فِيْ فَرْجِهَا عَلَى الْاَصَحِّ اَوْ اَدْخَلَ اِصْبَعَهٗ مَبْلُوْلَةً بِمَاءٍ اَوْ دُهْنٍ فِيْ دُبُرِهٖ اَوْ اَدْخَلَتْهُ فِيْ فَرْجِهَا الدَّاخِلِ فِي الْمُخْتَارِ اَوْ اَدْخَلَ قُطْنَةً فِيْ دُبُرِهٖ اَوْ فِيْ فَرْجِهَا الدَّاخِلِ وَغَيَّبَهَا اَوْ اَدْخَلَ حَلْقَهٗ دُخَانًا بِصُنْعِهٖ اَوِ اسْتَقَاءَ وَلَوْ دُوْنَ مِلْءِ الْفَمِ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَشَرَطَ اَبُوْ يُوْسُفَ مِلْءَ الْفَمِ وَهُوَ الصَّحِيْحُ

---

۴۱ ــــ صبح کے وقت مسافر تھا پھر اقامت کی نیت کر کے کھانا کھا لیا[1]

۴۲، ۴۳ ــــ صبح مقیم تھا پھر سفر شروع کر دیا اور کھانا کھا لیا[2] یا روزے اور افطار کی نیت کے بغیر کچھ نہ کھایا پیا[3]

۴۴، ۴۵ ــــ طلوع فجر میں شک کرتے ہوئے سحری کھائی یا جماع کیا حالانکہ فجر طلوع ہو چکی تھی۔

۴۶ ــــ سورج غروب ہونے کا خیال کرتے ہوئے روزہ افطار کر لیا حالانکہ سورج ابھی کھڑا تھا۔

۴۷ تا ۴۲ ــــ مردہ عورت، جانور، ران یا پیٹ میں وطی کی یا بوسہ لیا یا عورت کو ہاتھ لگایا اور انزال ہو گیا[4]

۴۳، ۴۴ ــــ ادائے رمضان کے علاوہ روزہ توڑ دیا[5]، سوئی ہوئی عورت سے وطی کی گئی۔

۴۵ ــــ سوئی ہوئی عورت کی شرمگاہ میں قطرے ڈالے۔ یہ اصح قول کے مطابق ہے[6]۔

۴۶ تا ۴۸ ــــ پانی یا تیل سے تر انگلی اپنی دبر میں یا عورت کی فرج داخل میں ڈالی۔ یہی مختار مذہب ہے۔

۴۹، ۵۰ ــــ اپنی دبر یا عورت کی شرمگاہ میں روئی ڈالی اور اسے غائب کر دیا۔

۵۱، ۵۲ ــــ خود حلق میں دھواں داخل کیا یا خود قے کی اگرچہ منہ بھرنے سے کم ہو یہ ظاہر روایت کے مطابق ہے[7]۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے منہ بھرا ہونے کی شرط رکھی ہے اور یہی صحیح ہے۔

---

[1] اقامت کی نیت کرنے کے بعد روزہ رکھنا فرض تھا لیکن چونکہ رات سے نیت نہ تھی لہٰذا کفارہ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

أَوْ أَعَادَ مَا ذَرَعَهُ مِنَ الْقَيْءِ وَكَانَ مِلْءَ الْفَمِ وَهُوَ ذَاكِرٌ لِصَوْمِهِ أَوْ أَكَلَ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ وَكَانَ قَدْرَ الْحِمَّصَةِ أَوْ نَوَى الصَّوْمَ نَهَارًا بَعْدَ مَا أَكَلَ نَاسِيًا قَبْلَ إِيجَادِ نِيَّتِهِ مِنَ النَّهَارِ أَوْ أُغْمِيَ عَلَيْهِ وَلَوْ جَمِيعَ الشَّهْرِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يَقْضِي الْيَوْمَ الَّذِي حَدَثَ فِيهِ الْإِغْمَاءُ أَوْ حَدَثَ فِي لَيْلَتِهِ أَوْ جُنَّ غَيْرَ مُمْتَدٍّ جَمِيعَ الشَّهْرِ وَلَا يَلْزَمُهُ قَضَاؤُهُ بِإِفَاقَتِهِ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا بَعْدَ فَوَاتِ وَقْتِ النِّيَّةِ فِي الصَّحِيحِ

---

۵۳ — غلبہ کرنے والی قے کو واپس لوٹایا اور وہ منہ بھر کر تھی نیز اسے روزہ بھی یاد تھا۔[۱]

۵۵،۵۴ — دانتوں کے درمیان (رکی ہوئی) چنے کے برابر چیز کو کھایا[۲] یا دن کو نیت کرنے سے پہلے بھول کر کھایا اور پھر نیت کی۔

۵۶ — بیہوشی طاری ہوتی اگرچہ مہینہ بھر رہے[۳] البتہ جس دن یا اس کی رات بیہوش ہوا اس کی قضاء نہ کرے[۴]۔

۵۷ — مہینے سے کم مدت پاگل رہا[۵] صحیح قول کے مطابق نیت کا وقت چلے جانے کے بعد رات یا دن کو افاقہ ہونے کی صورت میں قضا لازم نہیں ہوگی۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) لازم نہ ہوگا صرف قضا ہوگی

۲ء رات کو نیت کر لی تھی اور صبح مقیم بھی تھا اب سفر شروع کرنے کے باوجود روزہ پورا کرنا ضروری تھا لیکن اس نے سفر کے شبہ سے توڑ دیا تو کفارہ ساقط ہو جائے گا صرف قضا لازم ہوگی۔

۳ء چونکہ نیت نہیں کی لہذا وہ روزہ ادا نہ ہوا اس کی قضاء کرے گا۔

۴ء چونکہ یہ حقیقتاً جماع نہیں لہذا صرف قضاء ہے۔

۵ء کیونکہ کفارہ رمضان المبارک کی عزت و احترام کو توڑنے کی وجہ سے آتا ہے۔

۶ء اس میں عورت کا اپنا عمل شامل نہیں لہذا کفارہ نہ ہوگا لیکن چونکہ روزے کی نیت پائی گئی اس لیے قضا ہوگی۔

۷ء حضور علیہ السلام نے فرمایا جو آدمی جان بوجھ کر قے کرے وہ روزے کی قضاء کرے۔

(صفحہ ہذا) ۱ء یہاں اگرچہ قے قصداً نہیں کی لیکن لوٹانے کی وجہ سے قضاء ہوگی۔

۲ء بشرطیکہ حلق سے اتر جائے۔ چونکہ یہ باہر سے داخل نہیں کی لہذا کفارہ نہ ہوگا۔

۳ء کیونکہ یہ ایک قسم کی بیماری ہے۔ نیند کی طرح اس کا اتنا بڑھ جانا بھی شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔

۴ء کیونکہ اس رات یا دن نیت پائی گئی تھی حتیٰ کہ اسے نیت کا یقین نہ ہو تو پہلے دن کا روزہ بھی قضا کرنا پڑے گا۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

marfat.com

(فَصْلٌ) يَجِبُ الْإِمْسَاكُ بَقِيَّةَ الْيَوْمِ عَلَى مَنْ فَسَدَ صَوْمُهُ وَعَلَى حَائِضٍ وَّ نُفَسَاءَ طَهُرَتَا بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَعَلَى صَبِيٍّ بَلَغَ وَ كَافِرٍ اَسْلَمَ وَ عَلَيْهِمُ الْقَضَاءُ اِلَّا الْاٰخِرِيْنَ

روزہ ٹوٹنے کا حکم:

جس شخص کا روزہ ٹوٹ جائے اس پر دن کے باقی حصے میں کھانے پینے سے باز رہنا واجب ہے[1]۔ حیض اور نفاس والی عورتیں طلوع فجر کے بعد پاک ہوں۔ بچہ بالغ ہو جائے اور کافر اسلام لائے تو وہ بھی دن کا باقی حصہ کھانے پینے سے باز رہیں[2]۔ آخری دو کو چھوڑ کر باقی سب پر اس دن کی قضا ہوگی۔[3]

(بقیہ صفحہ سابقہ)

[5] کیونکہ مہینے سے کم دنوں کی قضا میں کسی قسم کا حرج نہیں۔

[6] کیونکہ زوال کے بعد یا رات کو روزہ نہیں رکھا جاتا۔

(صفحہ ہذا)

[1] اگرچہ روزہ کسی عذر کی وجہ سے ٹوٹا پھر وہ عذر زائل ہوگیا۔

[2] انہیں وقت کی حرمت و عزت کے پیش نظر ایسا کرنا ضروری ہے۔ اگر مسافر مقیم ہو جائے، بیمار تندرست ہو جائے اور مجنوں ٹھیک ہو جائے تو ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

(فَصْلٌ فِيمَا يُكْرَهُ لِلصَّائِمِ وَفِيمَا لَا يُكْرَهُ وَمَا يُسْتَحَبُّ) كُرِهَ لِلصَّائِمِ سَبْعَةُ أَشْيَاءَ ذَوْقُ شَيْءٍ وَمَضْغُهُ بِلَا عُذْرٍ وَمَضْغُ الْعِلْكِ وَالْقُبْلَةُ وَالْمُبَاشَرَةُ إِنْ لَمْ يَأْمَنْ فِيهِمَا عَلَى نَفْسِهِ الانزال أَوِ الْجِمَاعَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَجَمْعُ الرِّيقِ فِي الْفَمِ ثُمَّ ابْتِلَاعُهُ وَمَا ظَنَّ أَنَّهُ يُضْعِفُهُ كَالْفَصْدِ وَالْحِجَامَةِ وَتِسْعَةُ أَشْيَاءَ لَا تُكْرَهُ لِلصَّائِمِ الْقُبْلَةُ وَالْمُبَاشَرَةُ مَعَ الْأَمْنِ وَدَهْنُ الشَّارِبِ وَالْكُحْلُ وَالْحِجَامَةُ وَالْفَصْدُ. وَالسِّوَاكُ آخِرَ النَّهَارِ بَلْ هُوَ سُنَّةٌ كَأَوَّلِهِ وَلَوْ كَانَ رَطْبًا أَوْ مَبْلُولًا بِالْمَاءِ وَالْمَضْمَضَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ لِغَيْرِ وُضُوءٍ وَالِاغْتِسَالُ وَالتَّلَفُّفُ بِثَوْبٍ مُبْتَلٍّ لِلتَّبَرُّدِ عَلَى الْمُفْتَى بِهِ وَيُسْتَحَبُّ لَهُ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ السَّحُورُ وَتَأْخِيرُهُ وَتَعْجِيلُ الْفِطْرِ فِي غَيْرِ يَوْمِ غَيْمٍ

روزہ دار کے لیے مکروہ، غیر مکروہ اور مستحب امور:

روزہ دار کے لیے سات چیزیں مکروہ ہیں۔

۱ تا ۵ ـــــ بلا عذر کوئی چیز چکھنا اور چبانا، گوند چبانا، بوسہ لینا اور مباشرت کرنا۔ ان دو باتوں میں اگر انزال یا جماع سے بے خوف نہ ہو[۱] یہ ظاہر روایت کے مطابق ہے۔

۶ تا ۷ ـــــ منہ میں تھوک جمع کر کے اسے نگل لینا اور جس چیز کا گمان ہو کہ وہ اسے کمزور کر دے گی[۲] مثلاً رگ کٹوانا اور سینگی لگوانا۔

روزہ دار کے لیے نو چیزیں مکروہ نہیں

۱ تا ۶ ـــــ (انزال یا جماع کا) ڈر نہ ہو تو بوسہ لینا اور مباشرت کرنا، مونچھوں کو تیل لگانا، سرمہ لگانا، پچھنے لگوانا اور رگ کٹوانا۔

۷ ـــــ دن کے آخر میں مسواک کرنا بلکہ مسواک دن کے آغاز کی طرح (اس وقت بھی) مستحب ہے اگرچہ تازہ ہو یا پانی میں تر کی گئی ہو[۳]

۸، ۹ ـــــ وضو کے علاوہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا، غسل کرنا، ٹھنڈک حاصل کرنے کیلیے تر کپڑا لپیٹنا۔ اسی قول پر فتویٰ ہے[۴]

روزہ دار کے لیے تین باتیں مستحب ہیں۔

(۱) سحری کھانا[۵] (۲) سحری دیر سے کھانا (۳) ابر آلود دن نہ ہو تو جلدی افطار کرنا[۶] (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

(فَصْلٌ فِي الْعَوَارِضِ) لِمَنْ خَافَ زِيَادَةَ الْمَرَضِ أَوْ بُطْءَ الْبُرْءِ وَلِحَامِلٍ وَمُرْضِعٍ خَافَتْ نُقْصَانَ الْعَقْلِ أَوِ الْهَلَاكَ أَوِ الْمَرَضَ عَلَى نَفْسِهَا نَسَبًا كَانَ أَوْ رَضَاعًا وَالْخَوْفُ الْمُعْتَبَرُ مَا كَانَ مُسْتَنِدًا لِغَلَبَةِ الظَّنِّ بِتَجْرِبَةٍ أَوْ

عوارض[1] کا بیان:

جس آدمی کو بیماری کے بڑھنے یا دیر سے تندرست ہونے کا ڈر ہو، حاملہ عورت[2] اور دودھ پلانے والی کو عقل کے نقصان یا ہلاکت یا بیمار ہونے کا ڈر ہو چاہے نسبی بچہ ہو یا رضاعی (اسے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔) معتبر خوف وہ ہے جو تجربہ کی بنیاد پر حاصل ہونے والے غالب گمان کی وجہ سے ہو

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱ے کیونکہ طلوع فجر کے وقت کافر اور بچہ روزے کے سلسلے میں مخاطب ہی نہ تھے لہٰذا ان میں اہلیت نہ پائی گئی۔

۱ے اگر جماع کا ڈر نہیں تو مکروہ نہ ہوں گے۔

۲ے کیونکہ کمزوری بعض اوقات روزہ توڑنے کا باعث بن جاتی ہے

۳ے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "روزہ دار کا بہترین خلال مسواک ہے۔" نیز آپ خود روزے کی حالت میں دن کے شروع میں اور آخر میں مسواک کیا کرتے تھے۔

۴ے ایک حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت میں پیاس یا گرمی کی وجہ سے اپنے سر مبارک پر پانی ڈالا۔

۵ے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھاؤ بے شک سحری کھانے میں برکت ہے۔

۶ے ایک حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں رسولوں کے اخلاق سے ہیں۔ افطاری میں جلدی کرنا سحری دیر سے کھانا اور نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھنا۔

۷ے اس صورت میں احتیاط کا یہی تقاضا ہے تاکہ طلوع فجر سے پہلے فارغ ہو جائے۔

(صفحہ ہذا) ۱ے عوارض، عارضہ کی جمع ہے۔ یہاں ایسی باتیں مراد ہیں جن کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔

۲ے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نماز کا کچھ حصہ اور حاملہ نیز دودھ پلانے والی عورت سے روزہ اٹھا دیا ہے۔

اِخْبَارِ طَبِيْبٍ مُسْلِمٍ حَاذِقٍ عَدْلٍ وَلِمَنْ حَصَلَ لَهُ عَطْشٌ شَدِيْدٌ اَوْ جُوْعٌ يَخَافُ مِنْهُ الْهَلَاكَ وَلِلْمُسَافِرِ الْفِطْرُ وَصَوْمُهُ اَحَبُّ اِنْ لَّمْ يَضُرَّهُ وَلَمْ تَكُنْ عَامَّةُ رُفْقَتِهِ مُفْطِرِيْنَ وَلَا مُشْتَرِكِيْنَ فِي النَّفَقَةِ فَاِنْ كَانُوْا مُشْتَرِكِيْنَ اَوْ مُفْطِرِيْنَ فَالْاَفْضَلُ فِطْرُهُ مُوَافَقَةً لِلْجَمَاعَةِ وَلَا يَجِبُ الْاِيْصَاءُ عَلٰى مَنْ مَّاتَ قَبْلَ زَوَالِ عُذْرِهِ بِمَرَضٍ وَّسَفَرٍ وَّنَحْوِهِ كَمَا تَقَدَّمَ وَقَضَوْا مَا قَدَرُوْا عَلٰى قَضَائِهِ بِقَدْرِ الْاِقَامَةِ وَالصِّحَّةِ

یا کسی مسلمان ماہر عادل ڈاکٹر کے بتانے سے ہو، جس شخص کو سخت پیاس یا بھوک لگی ہو[1] کہ اس سے ہلاکت کا ڈر ہو اور (اسی طرح) مسافر کو افطار کا حق ہے۔ مسافر کے لیے روزہ رکھنا زیادہ اچھا ہے بشرطیکہ اسے نقصان نہ دے اور اس کے عام ساتھیوں نے روزہ چھوڑا نہ ہو اور نہ ہی ان کا نفقہ مشترک ہو۔ اگر ان کا نفقہ مشترک ہے یا انہوں نے روزہ نہیں رکھا تو جماعت کی موافقت میں نہ رکھنا بہتر ہے۔

جو شخص بیماری، سفر اور اس جیسے دوسرے عوارض کے زائل ہونے سے پہلے مر جائے تو اس پر وصیت کرنا واجب نہیں[2] جیسے پہلے گزر چکا ہے۔ مقیم اور تندرست ہونے کی صورت میں جتنے دنوں کی قضا کر سکتے ہیں، کریں۔

---

[1] اگر اپنے عمل سے مثلاً کھیلنے کودنے یا شکار کے لیے دوڑنے وغیرہ سے پیاس لگی تو اس صورت میں توڑنے سے کفارہ لازم ہوگا۔

[2] روزے کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا مراد ہے۔

marfat.com

وَلَا يُشْتَرَطُ التَّتَابُعُ فِي الْقَضَاءِ فَإِنْ جَاءَ رَمَضَانُ اٰخَرُ قَدَّمَ عَلَى الْقَضَاءِ وَلَا فِدْيَةَ بِالتَّاخِيْرِ اِلَيْهِ وَيَجُوْزُ الْفِطْرُ لِشَيْخٍ فَانٍ وَعَجُوْزٍ فَانِيَةٍ وَتَلْزَمُهُمَا الْفِدْيَةُ لِكُلِّ يَوْمٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ كَمَنْ نَذَرَ صَوْمَ الْاَبَدِ فَضَعُفَ عَنْهُ لِاِشْتِغَالِهٖ بِالْمَعِيْشَةِ يُفْطِرُ وَيَفْدِيْ فَاِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْفِدْيَةِ لِعُسْرَتِهٖ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَيَسْتَقِيْلُهٗ وَلَوْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ اَوْ قَتْلٍ فَلَمْ يَجِدْ مَا يُكَفِّرُ بِهٖ مِنْ عِتْقٍ وَّهُوَ شَيْخٌ فَانٍ اَوْ لَمْ يَصُمْ حَتّٰى صَارَ فَانِيًا لَا يَجُوْزُ لَهُ الْفِدْيَةُ لِاَنَّ الصَّوْمَ هُنَا بَدَلٌ عَنْ غَيْرِهٖ۔

قضاء کرنے میں تسلسل شرط نہیں اگر (اس دوران) دوسرا رمضان آجائے تو اسے قضاء پر مقدم کرے[1]۔ اس وقت تک موخر کرنے کی وجہ سے فدیہ لازم نہیں ہوگا۔

شیخ فانی اور بہت بوڑھی عورت کے لیے روزہ چھوڑنا جائز ہے[2] اور ان پر ہر دن کے بدلے نصف صاع گندم کے حساب سے فدیہ واجب ہوگا جس طرح وہ شخص جس نے عمر بھر روزہ رکھنے کی نذر مانی پھر اسباب معیشت میں مشغولیت کی وجہ سے عاجز ہو جائے تو روزہ چھوڑ دے اور فدیہ ادا کرے اور اگر تنگ دستی کی وجہ سے فدیہ نہ دے سکیں تو اللہ تعالیٰ سے بخشش اور کوتاہی کی معافی مانگیں۔

اگر کسی شخص پر قسم یا قتل کا کفارہ واجب ہو اور اس کے پاس کفارہ ادا کرنے کے لیے غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ ہو اور وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہو یا اس نے روزہ نہ رکھا حتیٰ کہ بوڑھا فانی ہو گیا تو اس کے لیے فدیہ دینا جائز نہیں کیونکہ یہاں یہ غیر کا بدل ہے[3]۔

---

[1] کیونکہ رمضان المبارک کا وقت مقرر ہے قضاء کا نہیں۔

[2] شیخ فانی وہ ہے جو دن بدن کمزوری کی جانب بڑھ رہا ہے، یہاں تک کہ فوت ہو جائے، چونکہ اس نے رمضان کا مہینہ پایا لہٰذا روزہ فرض ہوا لیکن روزہ رکھنے میں حرج واقع ہونے کی وجہ سے فدیہ دینا جائز قرار دیا گیا۔

نوٹ:۔ آج کل بعض مالدار لوگ روزہ رکھنے کی بجائے فدیہ دیتے ہیں حالانکہ وہ تندرست اور روزہ رکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ یہ قطعاً غلط ہے ان کے لیے روزہ رکھنا ضروری ہے۔

[3] یعنی روزہ رکھنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا تو اب فدیہ بھی نہیں دے سکتا کیونکہ یہاں روزہ، غلام (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

وَيَجُوْزُ لِلْمُتَطَوِّعِ الْفِطْرُ بِلَا عُذْرٍ فِي رِوَايَةٍ وَالضِّيَافَةُ عُذْرٌ عَلَى الْاَظْهَرِ لِلضَّيْفِ وَالْمُضِيْفِ وَلَهُ الْبِشَارَةُ بِهٰذِهِ الْفَائِدَةِ الْجَلِيْلَةِ وَاِذَا اَفْطَرَ عَلٰى اَيِّ حَالٍ عَلَيْهِ اِلَّا اِذَا شَرَعَ مُتَطَوِّعًا فِي خَمْسَةِ اَيَّامٍ يَوْمِ الْعِيْدَيْنِ وَاَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فَلَا يَلْزَمُهُ قَضَاؤُهَا بِاِفْسَادِهَا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

ایک روایت کے مطابق نفلی روزہ رکھنے والے کیلیے کسی عذر کے بغیر بھی روزہ توڑنا جائز[1] ہے۔

اظہر روایت کے مطابق مہمان نوازی، مہمان اور میزبان دونوں کے لیے عذر[2] ہے۔ اور اس وجہ سے اس کے لیے بہت بڑے فائدے کی خوشخبری ہے[3] اور نفلی روزہ کسی حالت میں بھی توڑے اس کے توڑنے پر قضا ہے[4]۔ سوائے پانچ دنوں یعنی عید کے دو دن اور ایام تشریق کے (تین) دن کہ اگر ان میں نفلی روزہ شروع کر[5] لے تو ظاہر روایت کے مطابق (قضا واجب نہیں)

(بقیہ صفحہ سابقہ) آزاد کرنے کا بدل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک مالی کفارہ ادا کرنے سے قاصر نہ ہو روزے کے ساتھ کفارہ دینا جائز نہیں۔

(صفحہ ہٰذا) [1] ظاہر روایت کے مطابق عذر کے بغیر توڑنا جائز نہیں اگر ایسا کرے گا تو مکروہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح)

[2] لیکن زوال سے پہلے توڑ سکتا ہے بعد میں نہیں البتہ زوال کے بعد نہ توڑنے میں ماں باپ میں سے کسی ایک کی نافرمانی ہوتی ہو تو توڑ دے، ان کے علاوہ کسی کے لیے نہیں۔

[3] حدیث شریف میں ہے جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کے حق کی خاطر روزہ توڑا اس کے لیے ایک ہزار روزوں کا ثواب لکھا جائے گا اور جس دن کی اس کی قضا کرے گا تو دو ہزار روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔

(مراقی الفلاح)

[4] کیونکہ جس روزے کی اس نے نیت کی اور رکھا اس کو باطل ہونے سے بچانے کے لیے قضا ضروری ہے۔

[5] چونکہ یہ دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہمانی کے دن ہیں اس لیے ان میں روزہ رکھنے سے منع کیا گیا لہٰذا ان کو پورا کرنا جائز نہیں اور توڑنا ضروری ہے۔ یہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے جب کہ صاحبین کے نزدیک اگرچہ توڑنا بھی ضروری ہے لیکن قضا بھی واجب ہے۔

(مراقی)

marfat.com

بَابُ مَا يَلْزَمُ الْوَفَاءُ بِهٖ مِنْ مَنْذُوْرِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ وَنَحْوِهِمَا

اِذَا نَذَرَ شَيْئًا لَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِهٖ اِذَا اجْتَمَعَ فِيْهِ ثَلَاثَةُ شُرُوْطٍ اَنْ يَكُوْنَ مِنْ جِنْسِهٖ وَاجِبٌ وَاَنْ يَكُوْنَ مَقْصُوْدًا وَاَنْ يَكُوْنَ لَيْسَ وَاجِبًا فَلَا يَلْزَمُ الْوُضُوْءُ بِنَذْرِهٖ وَلَا سَجْدَةُ التِّلَاوَةِ وَلَا عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَلَا الْوَاجِبَاتُ بِنَذْرِهَا وَيَصِحُّ بِالْعِتْقِ وَالْاِعْتِكَافِ وَالصَّلٰوةِ غَيْرِ الْمَفْرُوْضَةِ وَالصَّوْمِ فَاِنْ نَذَرَ نَذْرًا مُطْلَقًا اَوْ مُعَلَّقًا بِشَرْطٍ وَّوُجِدَ لَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِهٖ وَصَحَّ نَذْرُ صَوْمِ الْعِيْدَيْنِ وَاَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فِي الْمُخْتَارِ وَيَجِبُ فِطْرُهَا وَقَضَاؤُهَا وَاِنْ صَامَهَا اَجْزَاهُ مَعَ الْحُرْمَةِ۔

نذر کا روزہ اور نماز :

جب کوئی شخص کسی چیز کی نذر مانے تو تین شرائط کے جمع ہونے پر اسے پورا کرنا ضروری ہے۔[۱]

۱۔ اس کی جنس سے کوئی چیز واجب ہو۔[۲]

۲۔ وہ مقصودی عبادت ہو۔[۳]

۳۔ (پہلے سے) واجب نہ ہو۔[۴]

پس وضو کی نذر ماننے سے وہ لازم نہیں ہوگا، سجدۂ تلاوت، بیمار کی عیادت[۵] اور واجبات بھی نذر ماننے سے لازم نہیں ہوں گے۔ غلام آزاد کرنے، اعتکاف بیٹھنے اور غیر فرض نماز اور روزے کی نذر صحیح ہے۔ اگر مطلق[۶] نذر مانے یا کسی شرط سے معلق کرے اور وہ شرط پائی جائے تو اسے پورا کرنا لازمی ہے۔

عیدین اور ایام تشریق کا روزہ رکھنے کی نذر ماننا مختار قول کے مطابق صحیح ہے البتہ واجب ہے کہ روزہ نہ رکھے اور قضا کرے اگر روزہ رکھا تو کفایت کرے گا لیکن حرام ہوگا۔

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَأَلْغَيْنَا تَعْيِيْنَ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ وَالدِّرْهَمِ وَالْفَقِيْرِ فَتُجْزِئُهُ صَوْمُ رَجَبٍ عَنْ نَذْرِهٖ صَوْمَ شَعْبَانَ وَيُجْزِئُهُ صَلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ بِمِصْرَ نَذَرَ أَدَاءَهُمَا بِمَكَّةَ وَالتَّصَدُّقُ بِدِرْهَمٍ عَنْ دِرْهَمٍ عَيَّنَهُ لَهُ وَالصَّرْفُ لِزَيْدٍ الْفَقِيْرِ بِنَذْرِهٖ لِعَمْرٍو وَإِنْ عَلَّقَ النَّذْرَ بِشَرْطٍ لَا يُجْزِئُهُ عَنْهُ مَا فَعَلَهُ قَبْلَ وُجُوْدِ شَرْطِهٖ

ہم نے وقت، جگہ، درہم اور فقیر کا تعین کرنا لغو قرار دیا ہے پس شعبان کے روزے کی نذر مان کر رجب کا روزہ رکھنے سے ادا ہو جائے گی اگر مکہ مکرمہ میں دو رکعتیں پڑھنے کی نذر مانی تو ان کو مصر میں ادا کرنا کافی ہوگا کسی متعین درہم کی جگہ کوئی دوسرا درہم دینے سے نذر پوری ہو جائے گی۔ عمرو کو دینے کی نذر ماننے سے زید محتاج کو دینا کفایت کرے گا۔ اگر نذر کو کسی شرط سے معلق کیا تو شرط کے پائے جانے سے پہلے جو کچھ کیا وہ کافی نہ ہوگا۔[۲]

(حاشیہ صفحہ سابقہ) [۱] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولیوفوا نذورھم انہیں چاہیے کہ اپنی نذریں پوری کریں اور حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی نذر مانے اسے چاہیے کہ اس کی اطاعت کرے اور جو شخص اس کی نافرمانی کی نذر مانے تو وہ نافرمانی نہ کرے۔

[۲] یعنی جس چیز کی نذر مانی ہے اگر اس کی جنس سے کوئی چیز واجب ہے تو اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہوگا اگرچہ اس وصف کے ساتھ ارتکاب حرام ہو مثلاً قربانی کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی تو اگرچہ اس دن روزہ رکھنا حرام ہے لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو مسلمان پر فرض ہے لہٰذا یہ نذر صحیح ہوگی البتہ اس دن کی بجائے کسی دوسرے دن رکھے گا۔

[۳] مثلاً وضو کی نذر نہیں مان سکتا کیونکہ یہ عبادت غیر مقصودہ ہے۔ نماز کی نذر مانی جاسکتی ہے۔

[۴] مثلاً پانچ اوقات کی نماز یا رمضان کے روزوں کی نذر ماننا صحیح نہیں کیونکہ یہ تو پہلے سے فرض ہیں۔

[۵] بیمار پرسی ایک عبادت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا مریض کی عیادت کرنے والا واپسی تک جنت کے باغوں میں ہوتا ہے۔

[۶] نذر مطلق کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے میرے ذمہ دو نفل ہیں اور نذر معلق جو کسی شرط سے مشروط ہو مثلاً اگر میں امتحان میں کامیاب ہو گیا تو دو نفل پڑھوں گا وغیرہ۔

(صفحہ ہٰذا) [۱] مطلب یہ ہے کہ روزے کی نذر ماننے کا مطلب نفس کی شہوت کو توڑنا ہے، نماز کا مقصد تمام بدن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا اور صدقہ کے ذریعے محتاج کی ضرورت کو پورا کرنا ہے لہٰذا شعبان میں روزہ رکھنے کی نذر مان کر رجب میں رکھے، مکہ مکرمہ میں نماز پڑھنے کی نذر مان کر کسی دوسرے مقام پر پڑھے، زید کو صدقہ دینے کی نذر مان کر بکر کو دے کسی خاص درہم کی نذر مان کر دوسرا درہم جو اسی مالیت کا ہو، دے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ مقصد حاصل ہو گیا بلکہ اس

(بقیہ صفحہ آئندہ)

بَابُ الْاِعْتِكَافِ

هُوَ الْاِقَامَةُ بِنِيَّتِهٖ فِيْ مَسْجِدٍ تُقَامُ فِيْهِ الْجَمَاعَةُ بِالْفِعْلِ لِلصَّلٰوَاتِ الْخَمْسِ فَلَا يَصِحُّ فِيْ مَسْجِدٍ لَا تُقَامُ فِيْهِ الْجَمَاعَةُ لِلصَّلٰوةِ عَلَى الْمُخْتَارِ وَلِلْمَرْاَةِ الْاِعْتِكَافُ فِيْ مَسْجِدِ بَيْتِهَا وَهُوَ مَحَلٌّ عَيَّنَتْهُ لِلصَّلٰوةِ فِيْهِ وَالْاِعْتِكَافُ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَقْسَامٍ وَاجِبٌ فِي الْمَنْذُوْرِ وَسُنَّةٌ كِفَايَةٌ مُؤَكَّدَةٌ فِي الْعَشْرِ الْاَخِيْرِ مِنْ رَمَضَانَ وَمُسْتَحَبٌّ فِيْمَا سِوَاهُ وَالصَّوْمُ شَرْطٌ لِصِحَّةِ الْمَنْذُوْرِ فَقَطْ وَاَقَلُّهٗ نَفْلًا مُدَّةٌ يَسِيْرَةٌ وَلَوْ كَانَ مَاشِيًا عَلَى الْمُفْتٰى بِهٖ

اعتکاف:

اعتکاف[۱] کی نیت سے ایسی مسجد میں ٹھہرنا جہاں پانچ نمازوں کے لیے عملاً جماعت ہوتی ہے[۲] اعتکاف کہلاتا ہے۔ مختار قول کے مطابق جس مسجد میں جماعت نہیں ہوتی اس میں اعتکاف صحیح نہیں۔ عورت اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف بیٹھے اور یہ وہ جگہ ہے جسے اس نے نماز کے لیے متعین کیا ہے۔[۳]

اعتکاف کی تین قسمیں:

۱۔ واجب اعتکاف یعنی جس کی نذر مانی ہو۔

۲۔ سنت کفایہ موکدہ رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں۔[۴]

۳۔ اس کے علاوہ مستحب ہے۔[۵]

صرف نذر مانے ہوئے اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے نفلی اعتکاف کا کم از کم وقت تھوڑا سا وقت ہے اگرچہ چلتے چلتے ہو۔[۶] اسی قول پر فتویٰ ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) صورت میں بعض اوقات نذر کے پورا کرنے میں تاخیر سے بھی بچ جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض اوقات فضیلت میں فرق پڑ جاتا ہے۔ مثلاً مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت زیادہ ہے لیکن نذر پوری جاتی ہے (بقیہ حاشیہ آگے)

(اس متن کا پورا حاشیہ بھی اگلے صفحہ پر)

marfat.com

(بقیہ حاشیہ) ۲ مثلاً نذر مانی کہ جب زید آئے گا میں دو رکعت نماز پڑھوں گا۔ اب زید کے آنے سے پہلے نفل پڑھ لیے تو ان کا اعتبار نہیں ہوگا۔ زید کے آنے پر دوبارہ پڑھے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱ اعتکاف کا لغوی معنی ٹھہرنا اور کسی کام کو دائمی طور پر کرنا ہے۔ اس کا مصدر متعدی ہونے کی صورت میں "عکف" ہے جس کے معنی روکنا ہے۔

قرآن پاک میں ہے "والهدى معكوفا" اور قربانی کا جانور روک دیا گیا، اس بنیاد پر مسجد میں اپنے آپ کو ٹھہرانے اور روک دینے کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔ اور لازم ہونے کی صورت میں اس کا مصدر "عکوف" ہے جس کا معنی کسی چیز پر مواظبت کے ساتھ متوجہ ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے يعكفون على اصنام لهم۔

چونکہ اعتکاف بیٹھنے والا مسجد میں مواظبت کے ساتھ ٹھہرتا ہے اس لیے اس کو اعتکاف کہتے ہیں۔

(مراقی الفلاح)

۲ صاحبین کے نزدیک ہر مسجد میں جائز ہے۔

۳ عورت نے گھر میں نماز پڑھنے کے لیے جو جگہ مقرر کر رکھی ہو وہی اس کے لیے مسجد ہے۔

۴ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصال تک رمضان المبارک کا آخری عشرہ اعتکاف بیٹھتے رہے۔ اس کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف بیٹھتی تھیں۔

حدیث شریف میں ہے حضور علیہ السلام رمضان المبارک کا درمیانی عشرہ اعتکاف بیٹھے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا جو چیز یعنی لیلۃ القدر آپ تلاش کرتے ہیں اس کے لیے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھیں۔ اسی لیے ہمارے اسلاف نے فرمایا لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے۔

۵ آدمی جب مسجد میں جائے تو اعتکاف کی نیت کرے اس طرح اعتکاف کا ثواب بھی مل جائے گا اور اگر بات چیت یا کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو وہ بھی اس کے لیے جائز ہو جائے گا۔

۶ چونکہ مسجد کو راستہ بنانا جائز نہیں لیکن کسی وقت ضرورت پڑ جائے اور مسجد کے ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے نکلنا چاہے تو اعتکاف کی نیت کرے۔

وَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا لِحَاجَةٍ شَرْعِيَّةٍ كَالْجُمُعَةِ أَوْ طَبْعِيَّةٍ كَالْبَوْلِ أَوْ ضَرُورِيَّةٍ كَانْهِدَامِ الْمَسْجِدِ وَإِخْرَاجِ ظَالِمٍ كُرْهًا وَتَفَرُّقِ أَهْلِهِ وَخَوْفٍ عَلَى نَفْسِهِ أَوْ مَتَاعِهِ مِنَ الْمُكَابِرِينَ فَيَدْخُلُ مَسْجِدًا غَيْرَهُ مِنْ سَاعَتِهِ فَإِنْ خَرَجَ سَاعَةً بِلَا عُذْرٍ فَسَدَ الْوَاجِبُ وَانْتَهَى بِهِ غَيْرُهُ وَأَكْلُ الْمُعْتَكِفِ وَشُرْبُهُ وَنَوْمُهُ وَعَقْدُهُ الْبَيْعَ لِمَا يَحْتَاجُهُ لِنَفْسِهِ أَوْ عِيَالِهِ فِي الْمَسْجِدِ وَكُرِهَ إِحْضَارُ الْمَبِيعِ فِيهِ وَكُرِهَ عَقْدُ مَا كَانَ لِلتِّجَارَةِ وَكُرِهَ الصَّمْتُ إِنِ اعْتَقَدَهُ قُرْبَةً وَالتَّكَلُّمُ إِلَّا بِخَيْرٍ وَحَرُمَ الْوَطْءُ وَدَوَاعِيهِ وَبَطَلَ بِوَطْئِهِ وَبِالْإِنْزَالِ بِدَوَاعِيهِ

شرعی ضرورت مثلاً نماز جمعہ[1] یا طبعی حاجت مثلاً پیشاب[2] کے بغیر مسجد سے نہ نکلے یا حاجت ضروریہ پیش آئے مثلاً مسجد کا منہدم ہو جانا، کسی ظالم کا اسے زبردستی نکالنا، یا اس مسجد سے لوگوں کا منتشر ہو جانا یا بدمعاشوں کی طرف سے جان یاسامان کے خوف کی بنا پر نکل سکتا ہے اور اسی وقت کسی دوسری مسجد میں داخل ہو جائے[3]۔ اگر کسی عذر کے بغیر ایک گھڑی کے لیے بھی نکلا تو واجب (اعتکاف) فاسد ہو جائے گا[4] اور اگر کوئی دوسرا اعتکاف ہے تو پورا ہو جائے گا۔ معتکف کا کھانا، پینا، سونا اور اس چیز کی خرید و فروخت جس کی اسے اپنے اور اپنے بال بچوں کے لیے ضرورت ہو مسجد میں ہوگی البتہ مبیع (سودے کا سامان) مسجد میں لانا مکروہ ہے۔ مال تجارت کا سودا کرنا مکروہ ہے[5]، خاموشی بھی مکروہ ہے[6] اگر اسے ثواب سمجھتا ہو گفتگو اچھی نہ ہو تو مکروہ ہے[7] وطی اور اس کی دعوت دینے والے کام بھی مکروہ ہیں[8]۔ وطی کرنے سے اور وطی کے لیے داعی امور کی وجہ سے انزال کی صورت میں اعتکاف باطل ہو جاتا ہے۔

---

[1] یا کسی شخص نے نذر کا اعتکاف شروع کیا اور درمیان میں عید کا دن آیا تو عید کی نماز کے لیے بھی جا سکتا ہے لیکن یہاں یہ بات یاد رہے کہ اگر واجب اعتکاف ہے جس کے لیے روزہ ضروری ہے تو عید کے دن روزہ نہ رکھے بعد میں قضا کرے۔ نماز جمعہ کے لیے بھی اتنی دیر پہلے جامع مسجد میں جائے کہ سنتیں پڑھ کر خطبہ اور نماز ادا کر سکے اور پھر جلدی واپس آ جائے۔

[2] غسل جنابت بھی اس میں شامل ہے۔

(بقیہ برصفحہ آئندہ)

marfat.com

وَلَزِمَتْهُ اللَّيَالِيْ اَيْضًا بِنَذْرِ اِعْتِكَافِ اَيَّامٍ وَ لَزِمَتْهُ الْاَيَّامُ بِنَذْرِ اللَّيَالِيْ
مُتَتَابِعَةً وَاِنْ لَمْ يَشْتَرِطِ التَّتَابُعَ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَ لَزِمَتْهُ لَيْلَتَانِ بِنَذْرِ
يَوْمَيْنِ وَصَحَّ نِيَّةُ النَّهَارِ خَاصَّةً دُوْنَ اللَّيَالِيْ وَاِنْ نَذَرَ اِعْتِكَافَ

کچھ دنوں کے اعتکاف کی نذر ماننے سے راتوں کا[لے] اور راتوں کے اعتکاف کی نذر ماننے سے تسلسل کے ساتھ دنوں کا اعتکاف بھی لازم ہوگا۔ ظاہر روایت کے مطابق اگرچہ تسلسل کی شرط نہ رکھی ہو۔ دو دنوں کے اعتکاف کی نذر ماننے سے دو راتوں کا اعتکاف بھی لازم ہوگا۔ راتوں کو چھوڑ کر صرف دنوں کی نیت کرنا بھی صحیح ہے اگر کسی نے مہینہ بھر اعتکاف کی

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۳ ان صورتوں میں فوراً کسی دوسری مسجد میں چلا جائے اور مسجد سے باہر کسی اور کام میں مشغول نہ ہو۔

۴ یعنی جن کاموں کی وجہ سے شریعت نے باہر جانا جائز قرار دیا ہے ان کے لیے کسی مقصد کے لیے باہر جائے گا اگرچہ تھوڑی دیر ہی ہو تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ اپنے کسی رشتہ دار یا بیوی کے جنازہ میں بھی جانا جائز نہیں کیونکہ یہ عذر معتبر نہیں۔ (طحطاوی علی المراقی)

۵ کیونکہ وہ دنیوی امور سے منقطع ہو کر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہے لہٰذا امور دنیا میں مشغول ہونا جائز نہیں۔ ضرورت کا سودا تو ہو سکتا ہے تجارت نہیں کر سکتا۔

۶ کیونکہ خاموشی اہل کتاب کا روزہ ہے جس سے مسلمانوں کو منع کیا گیا البتہ اسے عبادت نہ سمجھے تو کوئی حرج نہیں۔

۷ اعتکاف کی حالت میں قرآن و حدیث کا درس دینا، فقہی مسائل بتانا اور وعظ کرنا جائز بلکہ بہتر ہے۔ اسی طرح نوافل اور تلاوت قرآن پاک نیز درود شریف کے ورد سے فرصت ملے تو اسلامی تعلیمات پر مبنی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

۸ یعنی عورت کو بوسہ دینا یا شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانا منع ہے اگر اس سے انزال ہو جاتا ہے تو اعتکاف باطل ہو جائے گا ورنہ مکروہ ہوگا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً وہ کسی حاجت طبعی کے لیے جائے تو ان امور کا ارتکاب کرے یا عورت معتکف ہے تو وہ بھی گھر میں ہوتی ہے۔

(صفحہ ہذا) لے ان تمام صورتوں میں جس دن سے اعتکاف شروع کرنا ہے اس سے پہلی رات بھی شامل ہوگی۔ مثلاً نذر کا پہلا دن بدھ ہے تو منگل کے دن غروب آفتاب سے پہلے اعتکاف بیٹھ جائے اور آخری دن غروب آفتاب کے بعد باہر آئے۔

marfat.com

شَهْرٍ وَنَوَى النَّهَارَ خَاصَّةً اَوِ اللَّيَالِيَ خَاصَّةً لَا تَعْمَلُ نِيَّتُهٗ اِلَّا اَنْ يُّصَرِّحَ بِالِاسْتِثْنَاءِ وَالْاِعْتِكَافُ مَشْرُوْعٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَهُوَ مِنْ اَشْرَفِ الْاَعْمَالِ اِذَا كَانَ عَنْ اِخْلَاصٍ وَمِنْ مَّحَاسِنِهٖ اَنَّ فِيْهِ تَفْرِيْغَ الْقَلْبِ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَتَسْلِيْمَ النَّفْسِ اِلَى الْمَوْلٰى وَمُلَازَمَةَ عِبَادَتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَالتَّحَصُّنَ بِحِصْنِهٖ وَقَالَ عَطَاءٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَثَلُ الْمُعْتَكِفِ مَثَلُ رَجُلٍ يَخْتَلِفُ عَلٰى بَابِ عَظِيْمٍ لِحَاجَةٍ فَالْمُعْتَكِفُ يَقُوْلُ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى يَغْفِرَ لِيْ وَهٰذَا مَا تَيَسَّرَ لِلْعَاجِزِ الْحَقِيْرِ بِعِنَايَةِ مَوْلَاهُ الْقَوِيِّ الْقَدِيْرِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَمَنْ وَالَاهُ وَنَسْاَلُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ مُتَوَسِّلِيْنَ اَنْ يَّجْعَلَهٗ خَالِصًا لِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَاَنْ يَّنْفَعَ بِهِ النَّفْعَ الْعَمِيْمَ وَيُجْزِلَ بِهِ الثَّوَابَ الْجَسِيْمَ ۔

نذر مانی اور خاص دنوں یا خاص راتوں کی نیت کی تو نیت پر عمل نہ ہوگا مگر یہ کہ استثناء کی تصریح کرے[1] اعتکاف قرآن و سنت سے ثابت ہے اور وہ بزرگ ترین اعمال میں سے ہے جب کہ اخلاص کے ساتھ ہو۔ اس کے محاسن میں سے یہ ہے کہ اس میں دل کو امورِ دنیا سے فارغ کرنا، نفس کو اپنے مالک کے سپرد کرنا، اس کے گھر میں عبادت اختیار کرنا اور اس کے قلعہ میں محفوظ ہونا ہے حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں معتکف کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنی حاجت کیلیے بہت بڑے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے پس معتکف (زبانِ حال سے) کہتا ہے میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا جب تک کہ وہ مجھے بخش نہ دے۔ یہ اس عاجز (امام حسن شرنبلالی رحمہ اللہ) کو اپنے قوی و قدیر مالک کی طرف سے میسر آیا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اس کی طرف ہماری راہنمائی فرمائی اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے۔ ہمارے سردار اور مولا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے آل و اصحاب، آپ کی اولاد اور آپ کے متعلقین و متبعین پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو ہم حضور علیہ السلام کا وسیلہ اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اسے خالص اپنی عزت والی ذات کے لیے بنائے اس سے عام نفع عطا فرمائے اور اس کے بدلے میں بہت بڑا ثواب عطا فرمائے۔ (آمین)

حاشیہ صفحہ سابقہ[1] چونکہ لفظ یوم، وقت اور دن کے معنوں میں مشترک ہے لہٰذا صرف دنوں کی نیت کرے یعنی رات (بقیہ برصفحہ آئندہ)

marfat.com

(بقیہ صفحہ سابقہ) کو شامل نہ کرے تو بھی جائز ہے مثلاً وہ کہتا ہے کہ میں بیس دن اعتکاف بیٹھوں گا اور خاص دن کی نیت کرتا ہے رات کو نکال دیتا ہے تو صحیح ہے اور اس پر صرف دن کا اعتکاف لازم ہوگا رات کا نہیں۔

(گزشتہ صفحہ) ۵ اگر کہتا ہے کہ میں مہینہ بھر کا اعتکاف بیٹھوں گا اور نیت صرف دنوں کی کرتا ہے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ مہینہ دن اور رات دونوں کو شامل ہوتا ہے۔ ہاں صریح الفاظ کے ساتھ راتوں کی استثناء کرے تو ٹھیک ہے۔

سوالات

۱۔ روزے کی شرعی تعریف، سببِ وجوب، سبب ادا اور حکم شرعی بیان کریں۔

۲۔ روزہ کس پر فرض ہوتا ہے، صحت ادا کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں۔ اس کے ارکان کون کون سے ہیں اور حکم کیا ہے۔

۳۔ روزے کی کتنی اور کونسی اقسام ہیں تفصیلاً لکھیں۔

۴۔ روزے کی نیت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔ کہاں تعیین ضروری ہے اور کہاں نہیں کس قسم میں دن کو بھی نیت ہو سکتی ہے اور کس روزے کے لیے رات کو نیت ضروری ہے۔

۵۔ چاند دیکھنے اور یومِ شک کے روزے کے بارے میں تفصیلی نوٹ لکھیے۔

۶۔ کون کونسی چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ مع قضاء لازم ہوتا کب صرف قضا لازم آتی ہے اور کن صورتوں میں قضاء بھی لازم نہیں آتی۔

۷۔ قے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں وضاحت سے لکھیں۔

۸۔ روزے کا کفارہ کیا ہے۔ کیا چیزیں ہیں اور ان کے تفصیلی احکام کیا ہیں۔

۹۔ روزے مکروہات اور مستحبات کا تفصیلی جائزہ پیش کریں۔

۱۰۔ کن عوارض کی بنیاد پر روزہ چھوڑا جا سکتا ہے۔

۱۱۔ روزے کا فدیہ کیا ہے اور کون کونسے لوگ یہ فدیہ دینے کا حق رکھتے ہیں۔

۱۲۔ اعتکاف کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ لکھیں اس کی اقسام لکھیں نیز بتائیں کہ مرد و عورت کے اعتکاف میں کیا فرق ہے۔ اور مرد معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے یا نہیں۔

---

marfat.com

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

هِيَ تَمْلِيكُ مَالٍ مَخْصُوصٍ لِشَخْصٍ مَخْصُوصٍ فُرِضَتْ عَلَى حُرٍّ مُسْلِمٍ مُكَلَّفٍ مَالِكٍ لِنِصَابٍ مِنْ نَقْدٍ وَلَوْ تِبْرًا أَوْ حُلِيًّا أَوْ آنِيَةً أَوْ مَا يُسَاوِي قِيمَتَهُ مِنْ عُرُوضِ تِجَارَةٍ فَارِغٍ عَنِ الدَّيْنِ وَعَنْ حَاجَتِهِ الْأَصْلِيَّةِ نَامٍ وَلَوْ تَقْدِيرًا وَشَرْطُ وُجُوبِ أَدَائِهَا حَوَلَانُ الْحَوْلِ عَلَى النِّصَابِ الْأَصْلِيِّ وَأَمَّا الْمُسْتَفَادُ فِي أَثْنَاءِ الْحَوْلِ فَيُضَمُّ إِلَى مُجَانِسِهِ وَيُزَكَّى بِتَمَامِ الْحَوْلِ الْأَصْلِيِّ سَوَاءٌ اسْتُفِيدَ بِتِجَارَةٍ أَوْ مِيرَاثٍ أَوْ غَيْرِهِ وَلَوْ عَجَّلَ ذُو نِصَابٍ لِسِنِينَ صَحَّ

زکوٰۃ کا بیان:

زکوٰۃ[1] مخصوص[2] مال کا مخصوص شخص[3] کو مالک بنانا ہے یہ ہر آزاد مسلمان، مکلف اور مالکِ نصاب پر فرض ہے، نصاب، نقدی (سونے اور چاندی)، سے چاہے ٹکڑا ہو، زیور یا برتن ہو یا اس کی قیمت کے برابر سامانِ تجارت ہو[4] قرض اور اصلی ضروریات سے فارغ ہو[5] اور بڑھنے والا ہو اگرچہ بڑھنا تقدیری ہو[6]

زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہونے کے لیے اصلی نصاب پر سال کا گزرنا شرط[7] ہے اور جو کچھ سال کے دوران حاصل ہو اسے اس کے ہم جنس کے ساتھ ملایا جائے اور اصلی سال پورا ہونے پر زکوٰۃ دی جائے (سال کے دوران) مال کا فائدہ، تجارت کے ذریعے حاصل ہو یا وراثت وغیرہ سے[8]

اگر کسی صاحبِ نصاب نے کئی سالوں کی زکوٰۃ پہلے ادا کر دی تو بھی صحیح ہے[9]

---

[1] زکوٰۃ ایک اہم اسلامی عبادت ہے۔ اس میں ایک طرف زکوٰۃ دینے والا ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور دوسری جانب غربا و مساکین کی حاجت برآری ہوتی ہے۔ جس سے معاشرتی امن و سکون کے فروغ میں مدد ملتی ہے۔ زکوٰۃ ۸ ھ میں فرض ہوئی۔ اس کی ادائیگی جلدی ہونی چاہیے، تاخیر کرنا گناہ ہے۔ زکوٰۃ کے لفظی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) معنیٰ پاکیزگی اور برکت کے ہیں چونکہ زکوٰۃ دینے والا گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے نیز زکوٰۃ دینے سے مال ان خرابیوں سے پاک ہو جاتا ہے جو غیر شعوری طور پر اس کے حصول میں پیدا ہوتی ہیں اور اس میں برکت بھی پیدا ہوتی ہے اس لیے اس عمل کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے اس کو صدقہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ زکوٰۃ دینے والے کی ایمان و اسلام میں صداقت کی علامت ہے۔

۲ے نصاب کا چالیسواں حصہ یا جو اس کے قائم مقام ہو مال مخصوص ہے اور شخص مخصوص سے مراد فقراء اور دیگر وہ لوگ ہیں جو مصارف زکوٰۃ کہلاتے ہیں اور ان کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

۳ے غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور کافر نیز بچہ شرعی احکام کے مخاطب نہیں۔ لہٰذا ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

۴ے اگر مال تجارت اتنا ہو جو نصاب کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

۵ے گرمی اور سردی کے کپڑے، گھریلو اخراجات، رہائش کا مکان، ہتھیار اور کام کاج کے اوزار، سواری کے جانور اور اہل علم کے لیے کتابیں۔ ضرورت کی اشیاء ہیں، اسی طرح اگر کسی شخص نے ان چیزوں کے لیے رقم رکھی ہو اور اس پر سال گزر جائے تو بھی زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔ اگر اتنا قرض ہو کہ اس کی ادائیگی کے بعد پورا نصاب نہ بچے تو بھی زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔

۶ے مال کے بڑھنے کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ حقیقی مثلاً تجارت کے ذریعے مال کا بڑھنا۔

۲۔ تقدیری، مثلاً تجارت کے لیے مال رکھا لیکن تجارت نہیں کرتا۔ اگر تجارت کرتا تو مال بڑھ جاتا۔

اسی طرح سونا چاندی یا اس کی قیمت بنک وغیرہ میں رکھ دی تجارت میں استعمال نہیں کی تو تقدیراً مال کا بڑھنا پایا گیا کیونکہ اگر وہ تجارت کرتا تو مال بڑھ جاتا نیز سال میں نرخ بڑھ جانے کی وجہ سے بھی مال کا بڑھنا پایا گیا۔

۷ے مثلاً یکم جنوری ۱۹۸۹ء کو کوئی شخص اصلی حاجات سے زائد دو سو درہموں کا مالک ہو تو یکم جنوری ۱۹۹۰ء کو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور سال کے دوران جو رقم حاصل ہوئی اس کو بھی اس کے ساتھ ملایا جائے گا۔ اگرچہ اس رقم پر سال پورا نہیں ہوا لیکن اصلی نصاب پر سال پورا ہو چکا ہے۔

۸ے سونے چاندی کو سونے چاندی سے اور جانوروں وغیرہ کو ان کے ساتھ ملا کر حساب لگایا جاتے۔

۹ے مثلاً آج تین سو درہموں کا مالک تھا اور ان پر سال بھی گزر گیا تو ان میں سے بیس سالوں کی زکوٰۃ ایک سو درہم دے دی۔ یہ جائز ہے۔

marfat.com

وَشَرْطُ صِحَّةِ اَدَآئِهَا نِيَّةٌ مُقَارِنَةٌ لِاَدَآئِهَا لِلْفَقِيْرِ اَوْ وَكِيْلِهٖ اَوْ لِعَزْلِ مَاوَجَبَ وَلَوْ مُقَارَنَةً حُكْمِيَّةً كَمَا لَوْ دَفَعَ بِلَا نِيَّةٍ ثُمَّ نَوٰى وَالْمَالُ قَآئِمٌ بِيَدِ الْفَقِيْرِ وَلَا يُشْتَرَطُ عِلْمُ الْفَقِيْرِ اَنَّهَا زَكٰوةٌ عَلَى الْاَصَحِّ حَتّٰى لَوْ اَعْطَاهُ شَيْئًا وَسَمَّاهُ هِبَةً اَوْ قَرْضًا وَنَوٰى بِهِ الزَّكٰوةَ صَحَّتْ وَلَوْ تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَالِهٖ وَلَمْ يَنْوِ الزَّكٰوةَ سَقَطَ عَنْهُ فَرْضُهَا

ادائیگی کے صحیح ہونے کے لیے نیت شرط[۱] ہے جو فقیر کو ادا کرنے یا وکیل کو دینے کے وقت سے ملی ہو یا اس وقت ہو جب واجب مال کو الگ کرے[۲]۔ اگرچہ نیت حکمی ہو جیسے اس نے نیت کے بغیر زکوٰۃ دے دی پھر نیت کی اور مال ابھی تک فقیر کے پاس موجود تھا[۳]۔

اصح قول کے مطابق فقیر کے لیے یہ بات جاننا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ (کا مال) ہے۔ حتیٰ کہ اگر اس نے کچھ دیا اور اس کا نام ہبہ یا قرض رکھا لیکن زکوٰۃ کی نیت کر لی تو بھی صحیح ہے۔ اگر تمام مال دے دیا اور زکوٰۃ کی نیت نہیں کی تو فرضیت ساقط ہو جائے گی[۵]۔

---

[۱] چونکہ زکوٰۃ ایک مقصودی اور مستقل عبادت ہے لہٰذا دیگر عبادات نماز، روزہ، اور حج کی طرح اس میں بھی نیت ضروری ہے۔

[۲] بعض اوقات زکوٰۃ کا مال الگ کر دیا جاتا ہے اور بعد میں کسی فقیر کو دیا جاتا ہے یا کسی کو زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے وکیل بنایا جاتا ہے۔ اس بنیاد پر یہ نیت کے اوقات ہوئے فقیر کو دیتے وقت، مال الگ کرتے وقت یا وکیل کو دیتے وقت نیت کی جائے۔ اصل بات تو یہی ہے کہ ادائیگی کے وقت نیت کی جائے لیکن ادائیگی بعض اوقات متفرق طور پر ہوتی ہے لہٰذا مال الگ کرتے وقت بھی نیت کر لینا صحیح ہے۔

[۳] اگرچہ یہ نیت زکوٰۃ ادا کرتے وقت نہیں پائی گئی لیکن چونکہ مال ابھی تک قائم ہے لہٰذا حکماً نیت شمار ہوگی۔

[۴] کیونکہ زکوٰۃ دینے والے کی جانب سے زکوٰۃ کی نیت ضروری ہے۔ فقیر کا اس بات کے علم سے کوئی تعلق نہیں۔

[۵] کیونکہ زکوٰۃ اس مال کا بعض حصہ ہے وہ اس کے ضمن میں ادا ہو گیا۔ لیکن بعض مال صدقہ کرنے کی صورت میں نیت ضروری ہوگی ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

marfat.com

وَزَكٰوةُ الدَّيْنِ عَلٰى اَقْسَامٍ فَاِنَّهٗ قَوِيٌّ وَّوَسَطٌ وَضَعِيْفٌ فَالْقَوِيُّ وَهُوَ بَدَلُ الْقَرْضِ وَمَالُ التِّجَارَةِ اِذَا قَبَضَهٗ وَكَانَ عَلٰى مُقِرٍّ وَّلَوْ مُفْلِسًا اَوْ عَلٰى جَاحِدٍ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ زَكَّاهُ لِمَا مَضٰى وَيَتَرَاخٰى وُجُوْبُ الْاَدَاۤءِ اِلٰى اَنْ يَّقْبِضَ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا فَفِيْهَا دِرْهَمٌ لِاَنَّ مَا دُوْنَ الْخُمُسِ مِنَ النِّصَابِ عَفْوٌ لَا زَكٰوةَ فِيْهِ

دَین کی زکوٰۃ :

دَین[1] (قرض) کی زکوٰۃ کی کئی قسمیں ہیں کیونکہ دین، قوی، وسط اور ضعیف ہوتا ہے۔ دین قوی وہ ہے جو قرض کا بدلہ یا مال تجارت (کا بدلہ) ہو جب اس پر قبضہ کرلے[2] اور یہ اقرار کرنے والے کے ذمہ ہو اگرچہ اس کو مفلس قرار دیا گیا ہو یا ایسے منکر کے ذمہ ہو جس کے خلاف گواہ موجود ہوں تو گزرے ہوئے وقت کی زکوٰۃ بھی ادا کرے۔ چالیس درہم (یعنی نصاب کے پانچویں حصہ) پر قبضہ تک وجوب ادا موخر ہوگا پھر اس میں سے ایک درہم دینا ہوگا کیونکہ پانچویں حصے سے کم معاف ہے[3] اس میں زکوٰۃ نہیں اور اسی طرح زائد پر اس کے حساب سے ہوگی[4]

---

[1] لفظ دَین، دَانَ یَدِیْنُ سے مصدر ہے قرض دینے کا معنیٰ دیتا ہے قرض دینے والے کو دائن اور مقروض کو مدیون کہتے ہیں۔ بدلے کا معنیٰ بھی دیتا ہے مثلاً دَانَ فُلَانًا فلاں کو بدلہ دیا۔ یہاں دین سے مطلق قرض مراد نہیں بلکہ یہ قرض سے عام ہے۔ اور اس سے مراد ہر وہ مال ہے جو کسی بھی سبب سے کسی شخص کے ذمہ واجب ہو۔

[2] کسی شخص نے دوسرے آدمی کو قرض کے طور پر کچھ رقم دی یا مال بیچا اور اس کی قیمت حاصل کرنا ہے تو یہ دینِ قوی ہے۔

[3] اگر یہ مال ایسے شخص کے ذمہ ہو جو دینے سے منکر نہیں اگرچہ وہ دیوالیہ ہوگیا یا انکار تو کرتا ہے لیکن اس کے خلاف گواہ موجود ہیں تو اس صورت میں قرض خواہ پر زکوٰۃ واجب ہوگی لیکن ادائیگی اس وقت کرے گا جب کم از کم نصاب کا پانچواں حصہ وصول کرے اب اس میں سے ایک درہم سالانہ ادا کرے کیونکہ گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنا ہوگی۔

[4] امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چالیس سے زائد جب تک اسّی درہم نہ ہو جائیں وہی ایک درہم کافی ہوگا لیکن صاحبین کے نزدیک چالیس سے زائد پر چالیسویں حصہ کے اندازے سے ادا کرے مثلاً ساٹھ درہم وصول ہوتے تو ڈیڑھ درہم ادا کرے گا۔

marfat.com

وَكَذَا فِيمَا زَادَ بِحِسَابِهِ وَالْوَسَطُ وَهُوَ بَدَلُ مَا لَيْسَ لِلتِّجَارَةِ كَثَمَنِ ثِيَابِ
الْبِذْلَةِ وَعَبْدِ الْخِدْمَةِ وَدَارِ السُّكْنٰى لَا تَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيهِ مَا لَمْ يَقْبِضْ نِصَابًا
وَيُعْتَبَرُ لِمَا مَضٰى مِنَ الْحَوْلِ مِنْ وَقْتِ لُزُومِهِ لِذِمَّةِ الْمُشْتَرِي فِي صَحِيحِ
الرِّوَايَةِ وَالضَّعِيفُ وَهُوَ بَدَلُ مَا لَيْسَ بِمَالٍ كَالْمَهْرِ وَالْوَصِيَّةِ وَبَدَلِ
الْخُلْعِ وَالصُّلْحِ عَنْ دَمِ الْعَمْدِ وَالدِّيَةِ وَبَدَلِ الْكِتَابَةِ وَالسِّعَايَةِ
لَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ مَا لَمْ يَقْبِضْ نِصَابًا وَيَحُولُ عَلَيْهِ الْحَوْلُ بَعْدَ
الْقَبْضِ وَهٰذَا عِنْدَ الْإِمَامِ وَأَوْجَبَا عَنِ الْمَقْبُوضِ مِنَ الدُّيُونِ الثَّلَاثَةِ
بِحِسَابِهِ مُطْلَقًا

دینِ وسط اس چیز کا بدل ہے جو تجارت کے لیے نہ ہو مثلاً کام کاج کے کپڑے، خدمت کے غلام اور رہائشی مکان (اس صورت میں) جب تک پورے نصاب پر قبضہ نہ کرے زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی[1] اور گزشتہ سالوں کا اعتبار اس وقت سے ہوگا جب وہ خریدنے والے کے ذمہ لازم ہوا یہ صحیح روایت کے مطابق ہے[2]۔

دینِ ضعیف وہ ہے جو مال کا بدل نہ ہو[3] جیسے حق مہر، وصیت، بدلِ خلع، قتل عمد کا بدلِ صلح، دیت، بدل کتابت اور بدل سعایت[4]۔ ان میں اس وقت تک زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک نصاب پر قبضہ نہ کرے اور قبضہ کے بعد اس پر سال نہ گزر جائے[5] یہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک ہے جب کہ صاحبین کے نزدیک تینوں قسم کے دین سے جتنے مال پر قبضہ کیا اس پر حساب کے مطابق زکوٰۃ واجب ہے۔

---

[1] یعنی کسی نے کام کاج کے کپڑے، خدمت کرنے والے غلام اور رہائشی مکان بیچا تو ان چیزوں کی قیمت خریدنے والے کے ذمہ دین ہے اور اسے دین وسط کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جب مکمل نصاب یعنی دو سو درہم یا اس کی قیمت پر قبضہ کرے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

[2] گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنا ہوگی لیکن ان سالوں کا اعتبار اس وقت سے ہوگا جب خریدار نے یہ چیزیں خریدیں اور قیمت اس پر لازم ہوگئی۔

[3] یعنی یہ ایسا دین ہے جس میں قرض خواہ (دائن) نے مدیون کو کچھ دیا نہیں بلکہ دیگر اسباب سے اس پر مال لازم ہوگیا۔

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَاِذَا قَبَضَ مَالَ الضِّمَارِ لَا تَجِبُ زَكٰوةُ السِّنِيْنَ الْمَاضِيَةِ وَهُوَ كَابِقٍ وَّمَفْقُوْدٍ وَّ مَغْصُوْبٍ لَيْسَ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ وَّمَالٍ سَاقِطٍ فِي الْبَحْرِ وَمَدْفُوْنٍ فِيْ مَفَازَةٍ اَوْ دَارٍ عَظِيْمَةٍ وَقَدْ نَسِيَ مَكَانَهُ وَمَاخُوْذٍ مُصَادَرَةً وَّمُوْدَعٍ عِنْدَ مَنْ لَا يَعْرِفُهُ

مال ضمار :

جب کسی شخص نے مال ضمار[1] پر قبضہ کیا تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ فرض نہ ہوگی،[2] بھاگا ہوا غلام، گمشدہ غلام غصب شدہ چیز جس پر گواہ نہ ہوں، دریا میں گر جانے والا مال جنگل میں مدفون مال، بہت بڑی حویلی میں مدفون مال جس کی جگہ بھول گیا، غنڈہ گردی سے چھینا گیا مال، ناواقف شخص کے پاس امانت رکھا گیا مال اور ایسا قرض جس پر گواہ نہ ہوں، مالِ ضمار ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۴ عورت کا مہر خاوند کے ذمہ دین ہے، مرنے والے نے وصیت کی کہ میرے مال سے تہائی حصہ یا اس سے کم خاص مقدار فلاں شخص کو دی جائے تو یہ مال میت کے ورثا پر دین ہے، بیوی نے خاوند سے طلاق حاصل کرنے کے لیے کچھ رقم مقرر کی تو یہ رقم مرد کی طرف سے عورت پر دین ہے، کسی شخص نے دوسرے کو جان بوجھ کر قتل کر دیا۔ اب مقتول کے ورثا نے کسی خاص رقم پر صلح کر لی اور قصاص چھوڑ دیا تو یہ رقم قاتل کے ذمہ مقتول کے ورثاء کا دین ہے غلطی سے قتل کی صورت میں قاتل جو رقم مقتول کے ورثاء کو ادا کرتا ہے اسے دیت کہتے ہیں۔ یہ بھی قاتل کے ذمہ دین ہے۔ مالک نے غلام کو کہا کہ اتنا مال لا کر دو اور تم آزاد ہو یہ مالِ کتابت ہے۔ اور غلام پر دین ہے۔ مالک نے غلام کا کچھ حصہ آزاد کر دیا اور باقی کی آزادی کے لیے مال کما کر لانے کو کہا، یہ مال سعایت ہے اور یہ بھی اس کے ذمہ دین ہے یہ سب دین ضعیف ہیں۔

۵ ان تمام صورتوں میں زکوٰۃ کی ادائیگی اس وقت ہوگی جب نصاب پر قبضہ بھی ہو جائے اور پھر سال بھی گزر جائے۔

(صفحہ ہذا) ۱ ضمار ایسے مال کو کہتے ہیں جس کے ملنے کی امید نہ ہو اگرچہ ملکیت باقی ہو۔

۲ چونکہ مال ضمار کے ملنے کی امید نہیں ہوتی لہٰذا گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی بلکہ جب وہ مال ملا اسی سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

marfat.com

وَ دَيْنٍ لَا بَيِّنَةَ عَلَيْهِ وَلَا يُجْزِئُ عَنِ الزَّكٰوةِ دَيْنٌ اُبْرِئَ عَنْهُ فَقِيْرٌ بِنِيَّتِهَا وَصَحَّ دَفْعُ عَرْضٍ وَ مَكِيْلٍ وَمَوْزُوْنٍ عَنْ زَكٰوةِ النَّقْدَيْنِ بِالْقِيْمَةِ وَاِنْ اَدّٰى مِنْ عَيْنِ النَّقْدَيْنِ فَالْمُعْتَبَرُ وَزْنُهُمَا اَدَاءً كَمَا اعْتُبِرَ وُجُوْبًا وَتُضَمُّ قِيْمَةُ الْعُرُوْضِ اِلَى الثَّمَنَيْنِ وَ الذَّهَبِ اِلَى الْفِضَّةِ قِيْمَةً ۔

زکوٰۃ کی جگہ وہ دین کفایت نہیں کرے گا جس سے زکوٰۃ کی نیت سے فقیر کو بری الذمہ قرار دیا[1] سونے چاندی کی قیمت کا اعتبار کرتے ہوئے کوئی سامان یا کیلی اور وزنی چیز دینا صحیح[2] ہے۔ اگر سونا اور چاندی ہی دے تو ادائیگی میں وزن کا اعتبار ہوگا[3] جیسے وجوب میں اس کا اعتبار کیا گیا ہے[4] سامان کی قیمت کو سونے چاندی کی طرف[5] اور سونے کو چاندی کے ساتھ بطور قیمت ملایا جاتے[6]۔

---

[1] مثلاً ایک شخص کا کسی دوسرے کے ذمہ قرض تھا اب مقروض یا فقیر ہونے کی وجہ سے قرض ادا نہیں کر سکتا بلکہ زکوٰۃ کا بھی مستحق ہے۔ قرض خواہ اسے زکوٰۃ دینا چاہتا ہے اور قرض بھی وصول کرنا چاہتا ہے۔ تو یوں نہیں کر سکتا کہ تم نے جو قرض دینا ہے وہ زکوٰۃ کی جگہ تمہارا ہوا کیونکہ زکوٰۃ میں مالک بنانا شرط ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ دے کر قرض وصول کرے۔

[2] یعنی کسی کے پاس مثلاً ساڑھے باون تولے چاندی ہے تو زکوٰۃ کی ادائیگی دو طرح سے ہو سکتی ہے یا تو اس میں سے چالیسواں حصہ چاندی دے یا اس کی قیمت ادا کرے۔ اور قیمت کے مطابق چالیسواں حصہ رقم کی صورت میں یا غلے وغیرہ کی شکل میں دے۔ دونوں طرح جائز ہے۔

[3] یعنی قیمت کی بجائے سونا یا چاندی ہی دینا چاہتا ہو تو وزن کا اعتبار ہوگا۔ ایسا نہیں کر سکتا کہ قیمت لگا کر اس کے چالیسویں حصہ کی جتنی چاندی یا سونا بنتا ہے ادا کردے۔

[4] یعنی سونے اور چاندی پر زکوٰۃ بھی وزن کے اعتبار سے ہی واجب ہوتی ہے۔ قیمت کا اعتبار نہیں ہوتا۔

[5] مثلاً کسی شخص کے پاس سامان تجارت ہے جس کی قیمت بیس تولے چاندی بنتی ہے اور اس کے پاس چاندی بھی ہے جس کا وزن ساڑھے بائیس تولے ہے تو یہ کل ساڑھے باون تولے چاندی نصاب بن جائے گا۔

[6] مثلاً ایک شخص کے پاس ایک سو درہم ہیں اور دس دینار ہیں جن کی قیمت ایک سو چالیس درہم ہے تو یہ کل دو سو چالیس درہم ہوئے لہٰذا چھ درہم زکوٰۃ واجب ہوگی۔

marfat.com

وَنُقْصَانُ النِّصَابِ فِي الْحَوْلِ لَا يَضُرُّ اِنْ كَمُلَ فِي طَرَفَيْهِ فَاِنْ تَمَلَّكَ عَرْضًا بِنِيَّةِ التِّجَارَةِ وَهُوَ لَا يُسَاوِي نِصَابًا وَلَيْسَ لَهُ غَيْرُهُ ثُمَّ بَلَغَتْ قِيْمَتُهُ نِصَابًا فِي اٰخِرِ الْحَوْلِ لَا تَجِبُ زَكٰوتُهُ لِذٰلِكَ الْحَوْلِ۔

سال کے دوران نصاب کا کم ہونا کچھ نقصان نہیں دیتا بشرطیکہ سال کی دونوں طرفوں (اول و آخر) میں مکمل ہو[1]

اگر کوئی شخص تجارت کی نیت سے سامان کا مالک ہوا اور وہ نصاب کے برابر نہیں۔ اور اس کے پاس کوئی دوسرا مال بھی نہیں پھر سال کے آخر میں اس کی قیمت نصاب کو پہنچ گئی تو اس سال کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی[2]

---

[1] زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے سال کے شروع میں اور وجوب ادا کے لیے سال کے آخر میں نصاب کا مکمل ہونا ضروری ہے۔ اب سال کے دوران بڑھ جائے یا کم ہو جائے اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔

[2] مثلاً سال کے شروع میں اس کے پاس ایک سو درہم کا مال تجارت تھا اور اس کے علاوہ مال نہیں تھا جسے ملا کر نصاب مکمل کر لیا جائے۔ اب سال کے آخر میں دو سو درہموں کا مالک ہو گیا تو چونکہ نصاب پر سال نہیں گزرا لہٰذا زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

marfat.com

سوالات

۱۔ زکوٰۃ کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ بیان کریں نیز زکوٰۃ کی دینی اور معاشرتی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔

۲۔ زکوٰۃ کے وجوب اور وجوب ادا کی شرائط لکھیں نیز مال کے بڑھنے کی کیا صورت ہے۔

۳۔ دین کی اقسام اور زکوٰۃِ دین کے احکام تفصیلاً لکھیں۔

۴۔ مال ضمار کسے کہتے ہیں اور اس کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

۵۔ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے گی اگر سونا اور چاندی ملے جلے ہوں تو ادائیگی کی کیا صورت ہوگی۔

۶۔ مندرجہ ذیل صیغوں کی وضاحت کریں۔

لم یقبض، السعایۃ، لا یُشترط، لا یَضمَنُ۔

---

marfat.com

وَنِصَابُ الذَّهَبِ عِشْرُوْنَ مِثْقَالًا وَنِصَابُ الْفِضَّةِ مِائَتَا دِرْهَمٍ مِّنَ
الدَّرَاهِمِ الَّتِيْ كُلُّ عَشَرَةٍ مِّنْهَا وَزْنُ سَبْعَةِ مَثَاقِيْلَ وَمَا زَادَ عَلٰى
نِصَابٍ وَبَلَغَ خُمُسًا زَكَّاهُ بِحِسَابِهٖ وَمَا غَلَبَ عَلَى الْغِشِّ فَكَالْخَالِصِ
مِنَ النَّقْدَيْنِ وَلَا زَكٰوةَ فِي الْجَوَاهِرِ وَاللَّآلِيْ إِلَّا أَنْ يَتَمَلَّكَهَا بِنِيَّةِ التِّجَارَةِ
كَسَائِرِ الْعُرُوْضِ وَلَوْ تَمَّ الْحَوْلُ عَلٰى مَكِيْلٍ أَوْ مَوْزُوْنٍ فَغَلَا سِعْرُهٗ وَرَخُصَ
فَأَدّٰى مِنْ عَيْنِهٖ رُبُعَ عُشْرِهٖ أَجْزَأَهٗ وَإِنْ أَدّٰى مِنْ قِيْمَتِهٖ تُعْتَبَرُ يَوْمَ
الْوُجُوْبِ وَهُوَ تَمَامُ الْحَوْلِ عِنْدَ الْإِمَامِ وَقَالَا يَوْمَ الْأَدَاءِ لِمَصْرِفِهَا۔

سونے چاندی کا نصاب:

سونے کا نصاب بیس مثقال[1] اور چاندی کا نصاب ان دراہم سے دو سو درہم[2] ہیں جن کے ہر دس درہم سات مثقال کے برابر ہوں[3] اور نصاب سے زائد جب پانچویں حصے تک پہنچ جاتے تو اس کے حساب سے زکوٰۃ دے[4]۔ سونے اور چاندی سے جو کھوٹ پر غالب ہو وہ خالص کے حکم میں ہوگا[5]۔ جواہرات اور موتیوں میں زکوٰۃ نہیں مگر یہ کہ تجارت کی نیت سے ان کا مالک ہو جائے جس طرح دوسرے سامان کا مسئلہ ہے۔

اگر کیلی یا وزنی چیز پر سال پورا ہو گیا پھر اس کا نرخ بڑھ گیا یا کم ہو گیا اور اس نے اسی چیز سے چالیسواں حصہ دے دیا تو کافی ہے[6] اور اگر قیمت دے تو واجب ہونے کے دن کا اعتبار ہوگا اور وہ دن امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک سال پورا ہونے کا دن ہے۔ جب کہ صاحبین فرماتے ہیں جس دن مستحق کو ادا کرے گا اس کا اعتبار ہوگا۔

1ـ ہمارے مروجہ نظام کے مطابق ایک مثقال ۴٫۲۵ گرام ہے لہٰذا بیس مثقال پچاسی ۸۵ گرام ہوں گے۔

2ـ ایک درہم چاندی ۲٫۹۷۵ گرام ہوتی ہے لہٰذا دو سو درہم پانچسو پچانویں ۵۹۵ گرام ہوتے ہیں۔

3ـ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں تین قسم کے درہم مروج تھے پہلا وہ جو ایک مثقال کے برابر تھا دوسرا نصف مثقال کے برابر اور تیسرا وہ کہ دس درہم چھ مثقال کے برابر تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تینوں کا اوسط نکال کر ایک معیار مقرر کر دیا۔ یعنی پہلے درہم کے حساب سے دس درہم، دس مثقال کے برابر دوسری صورت میں دس درہم پانچ مثقال کے اور تیسری صورت میں چھ مثقال کے برابر تھے۔ تینوں کو جمع کیا تو مجموعہ اکیس ہوا (بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَلَا يَضْمَنُ الزَّكٰوةَ مُفْرِطٌ غَيْرُ مُتْلِفٍ فَهَلَاكُ الْمَالِ بَعْدَ الْحَوْلِ يُسْقِطُ الْوَاجِبَ وَهَلَاكُ الْبَعْضِ حِصَّتَهٗ وَيُصْرَفُ الْهَالِكُ اِلَى الْعَفْوِ فَاِنْ لَّمْ يُجَاوِزْهُ فَالْوَاجِبُ عَلٰى حَالِهٖ وَلَا تُؤْخَذُ الزَّكٰوةُ جَبْرًا وَّلَا مِنْ تَرِكَتِهٖ اِلَّا اَنْ يُّوْصٰى بِهَا فَتَكُوْنُ مِنْ ثُلُثِهٖ وَيُجِيْزُ اَبُوْ يُوْسُفَ الْحِيْلَةَ لِدَفْعِ وُجُوْبِ الزَّكٰوةِ وَكَرِهَهَا مُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى

(زکوٰۃ کی ادائیگی میں) کوتاہی کرنے والے پر ضمان نہیں ہوگی البتہ ضائع کرنے والا ضامن ہوگا[1] پس سال کے بعد مال کے ہلاک ہونے سے واجب ساقط ہو جائے گا اور بعض کے ضائع ہونے سے اس کے حساب سے ساقط ہوگا[2] اور ہلاک ہونے والے کو زائد کی طرف پھیرا جائے گا اور اگر اس سے متجاوز نہ ہو[3] تو واجب اپنے حال پر رہے گا۔ زکوٰۃ زبردستی نہ لی جائے اور نہ ترکہ سے لی جائے[4] مگر یہ کہ وصیت کی گئی ہو تو اس کے تہائی سے وصول کی جائے[5]۔ امام ابویوسف رحمہ اللہ نے وجوب زکوٰۃ سے بچنے کیلئے حیلہ اختیار کرنا جائز قرار دیا جب کہ امام محمد رحمہ اللہ علیہ اسے مکروہ جانتے ہیں[6]

(بقیہ صفحہ سابقہ) اب تین پر تقسیم کیا تو جواب سات آیا لہٰذا اب وہ درہم معیار بن گیا جس کے حساب سے دس درہم، سات مثقال کے برابر ہوں۔

۴ مثلاً جو بیس مثقال سونا ہو جاتے تو نصف مثقال اور مثقال کا دسواں حصہ دینا ہوگا۔ اس سے کم ہوں مثلاً اکیس، بائیس یا تئیس مثقال ہوں تو صرف بیس مثقال پر زکوٰۃ ہوگی زائد معاف ہے۔

۵ اگر خالص سونا اور چاندی نہ ہو بلکہ اس میں کھوٹ بھی ہو تو دیکھا جائے کھوٹ کم ہو تو خالص شمار ہوگا۔

۶ اس صورت میں نرخ کے گھٹنے بڑھنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

(صفحہ ہٰذا) ۱ ادائیگی میں تاخیر سے مال ضائع ہو گیا تو زکوٰۃ معاف ہو جائے گی اور اگر خود ضائع کیا تو زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

۲ سال پورا ہونے کے بعد ادائیگی میں تاخیر ہو گئی اور کچھ مال ضائع ہو گیا تو جتنا باقی ہے اس کے حساب سے زکوٰۃ دینا ہوگی۔

۳ مثلاً ایک آدمی کے پاس دو سو بیس درہم تھے ان میں سے بیس درہم ضائع ہو گئے تو یوں سمجھیں گے کہ اصل نصاب باقی ہے اوپر والے بیس درہم ضائع ہو گئے۔

۴ زکوٰۃ میں نیت شرط ہے اور زبردستی لینے اور ترکہ سے وصول کرنے کی صورت میں نیت نہیں پائی جاتی۔

۵ چونکہ تہائی مال سے زیادہ میں وصیت نافذ نہیں ہوتی لہٰذا میت کی وصیت کے مطابق تہائی مال سے وصول کی جائے۔

(بقیہ برصفحہ آئندہ)

marfat.com

بَابُ الْمَصْرَفِ

هُوَ الْفَقِيْرُ وَهُوَ مَنْ يَّمْلِكُ مَا لَا يَبْلُغُ نِصَابًا وَلَا قِيْمَتَهٗ مِنْ اَيِّ مَالٍ كَانَ وَلَوْ صَحِيْحًا مُكْتَسِبًا وَالْمِسْكِيْنُ وَهُوَ مَنْ لَّا شَيْئَ لَهٗ وَالْمُكَاتَبُ وَالْمَدْيُوْنُ الَّذِيْ لَا يَمْلِكُ نِصَابًا وَلَا قِيْمَتَهٗ فَاضِلًا عَنْ دَيْنِهٖ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَهُوَ مُنْقَطِعُ الْغُزَاةِ اَوِ الْحَاجِّ. وَابْنُ السَّبِيْلِ وَهُوَ مَنْ لَهٗ مَالٌ فِيْ وَطَنِهٖ وَلَيْسَ مَعَهٗ مَالٌ وَالْعَامِلُ عَلَيْهَا وَيُعْطٰى قَدْرَ مَا يَسَعُهٗ وَاَعْوَانَهٗ وَلِلْمُزَكِّيْ الدَّفْعُ اِلٰى كُلِّ الْاَصْنَافِ وَلَهُ الْاِقْتِصَارُ عَلٰى وَاحِدٍ مَّعَ وُجُوْدِ بَاقِي الْاَصْنَافِ۔

زکوٰۃ کا مصرف[1]:

۱۔ وہ فقیر ہے۔ اور یہ وہ شخص ہے جو اتنی چیز کا مالک ہو جو نہ تو نصاب کو پہنچتی ہے اور نہ ہی اس کی قیمت کو، چاہے کسی بھی مال سے ہو اگرچہ وہ تندرست کمانے والا ہو[2]۔

۲۔ مسکین اور یہ وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔

۳۔ مکاتب[3]۔ (۴) مدیون جو دین سے زائد نصاب اور نہ ہی اس کی قیمت کا مالک[4] ہو۔

۵۔ فی سبیل اللہ، اور یہ وہ شخص ہے جو غازیوں یا حاجیوں سے الگ منقطع ہوگیا[5]۔

۶۔ ابن السبیل جس کے لیے وطن میں مال ہو لیکن اس کے پاس مال نہ ہو[6]۔

۷۔ زکوٰۃ کی وصولی میں کام کرنے والا، اسے اس قدر دیا جائے کہ خود اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کفایت کرے[7]۔

زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ وہ تمام اقسام مصرف کو دے یا باقی اقسام کے پائے جانے کے باوجود صرف ایک قسم کے لوگوں کو دے[8]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) [6] مثلاً کسی شخص نے اپنا مال کسی کو ہبہ کیا، سال پورا ہوا تو وہ اس آدمی کے پاس تھا پھر اس نے واپس مالک کو ہبہ کر دیا تو چونکہ سال کسی ایک کے پاس بھی پورا نہیں ہوا لہٰذا دونوں پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ اگر یہ حیلہ زکوٰۃ سے بچنے کے لیے کرتا ہے تو سب کے نزدیک ناجائز ہے لیکن کسی اچھے مقصد کے لیے ہو تو جائز ہے۔

(اس متن کا حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

وَلَا يَصِحُّ دَفْعُهَا لِكَافِرٍ وَغَنِيٍّ يَمْلِكُ نِصَابًا أَوْ مَا يُسَاوِي قِيمَتَهُ مِنْ أَيِّ مَالٍ كَانَ فَاضِلٍ عَنْ حَوَائِجِهِ الْأَصْلِيَّةِ وَطِفْلِ غَنِيٍّ وَبَنِي هَاشِمٍ وَمَوَالِيهِمْ

کافر[1]، مالدار جو نصاب یا کسی بھی مال سے اس کی قیمت کا مالک ہو اور یہ اس کی اصلی ضرورتوں سے زائد ہو۔ مالدار کی اولاد[2]، بنو ہاشم[3] اور ان کے غلاموں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱ے مصارف زکوٰۃ یعنی جن لوگوں کو زکوٰۃ دی جاتی ہے ان کا ذکر قرآن پاک کی سورۂ توبہ آیت ۶۰ میں ہے۔

۲ے یعنی نصاب سے کم مال کا مالک فقیر کہلاتا ہے۔

۳ے وہ غلام جس کو مالک نے کہا کہ اتنی رقم ادا کر کے تم آزاد ہو سکتے ہو۔

۴ے یعنی کوئی شخص مقروض ہو لیکن اس کے پاس صرف اتنی رقم ہو جس سے قرض ادا کیا جا سکتا ہے یا اس سے زائد بھی ہو لیکن نصاب سے کم ہو۔

۵ے یعنی جن لوگوں کا مال یا سواری ہلاک ہو جائے جس کی وجہ سے وہ مجاہدین یا حاجیوں کی جماعت سے بچھڑ جائیں اور ان میں شامل نہ ہو سکیں تو ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ اسی طرح طالب علم بھی زکوٰۃ کا مستحق ہے۔

۶ے یعنی جب کوئی شخص سفر پر ہو اور اس کے پاس مال نہ رہے تو وہ زکوٰۃ کا مستحق ہے۔ اگرچہ اس کے گھر میں مال ہو۔

۷ے جو لوگ زکوٰۃ کی وصولی پر مامور ہیں انہیں حسب ضرورت آنے جانے کا کرایہ اور کھانے پینے کے لیے زکوٰۃ سے ادائیگی کی جائے۔

۸ے یعنی تمام اقسام کے افراد میں تقسیم کرے یا صرف ایک قسم مثلاً فقیروں کو دے۔ دونوں طرح جائز ہے۔

(صفحہ ہذا) ۱ے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان (مسلمانوں) کے مال سے لو اور ان کے فقراء میں تقسیم کر دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ صرف مسلمانوں کو دی جائے گی، کفار کو باقی صدقات دیے جا سکتے ہیں۔

۲ے چونکہ مالدار کی اولاد باپ کے تابع ہے لہٰذا وہ بھی مالدار ہے اور زکوٰۃ کی مستحق نہیں۔

۳ے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم کی اولاد بنو ہاشم ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو ہاشم! اللہ تعالیٰ نے تم پر لوگوں کا مستعمل مال اور میل حرام کی ہے اور اس کے عوض تم کو مال غنیمت کے پانچویں حصے کا پانچواں حصہ دیا ہے۔

marfat.com

وَاخْتَارَ الطَّحَاوِيُّ جَوَازَ دَفْعِهَا لِبَنِيْ هَاشِمٍ وَاَصْلِ الْمُزَكِّيْ وَفَرْعِهٖ وَزَوْجَتِهٖ وَمَمْلُوْكِهٖ وَمُكَاتَبِهٖ وَمُعْتَقِ بَعْضِهٖ وَكَفْنِ مَيِّتٍ وَقَضَآءِ دَيْنِهٖ وَثَمَنِ قِنٍّ يُعْتَقُ وَلَوْ دَفَعَ بِتَحَرٍّ لِمَنْ ظَنَّهٗ مَصْرَفًا فَظَهَرَ بِخِلَافِهٖ اَجْزَاَهٗ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ عَبْدَهٗ اَوْ مُكَاتَبَهٗ وَكُرِهَ الْاِغْنَآءُ وَهُوَ اَنْ يَّفْضُلَ لِلْفَقِيْرِ نِصَابٌ بَعْدَ قَضَآءِ دَيْنِهٖ وَبَعْدَ اِعْطَآءِ كُلِّ فَرْدٍ مِّنْ عِيَالِهٖ دُوْنَ نِصَابٍ مِّنَ الْمَدْفُوْعِ اِلَيْهِ وَاِلَّا فَلَا يُكْرَهُ

امام طحاوی رحمہ اللہ نے بنو ہاشم کو دینا جائز قرار دیا ہے۔

زکوٰۃ دینے والا اپنی اصل اور فرع[1]، بیوی[2]، غلام، مکاتب اور اس کو جس کا بعض آزاد کیا، میت کے کفن، اس کے قرض کی ادائیگی اور غلام جسے آزاد کیا جاتے، کی قیمت میں زکوٰۃ نہ دے[3]۔ اگر غور و فکر کے بعد کسی کو مصرف سمجھ کر زکوٰۃ دی پھر ظاہر ہوا کہ وہ مصرف نہیں تو ادائیگی ہوگئی۔ مگر یہ کہ اس کا غلام یا مکاتب ہو[4] (تو ادائیگی نہ ہوئی) کسی کو غنی بنانا یعنی (اتنا دینا کہ) فقیر کے پاس ادائیگی قرض اور اہل و عیال میں سے ہر فرد کو نصاب سے کم دینے کے بعد زکوٰۃ کے مال سے نصاب کی مقدار بچ جاتے تو مکروہ ہے ورنہ مکروہ نہیں۔

---

[1] اصل سے مراد ماں باپ اور دادا دادی، نانا نانی ہیں جب کہ فرع سے مراد بیٹی بیٹا، پوتی پوتا، نواسی اور نواسا ہیں۔

[2] کیونکہ عام طور پر بیوی اور خاوند کا منافع مشترک ہوتا ہے اسی طرح غلام اور مکاتب کا مال بھی مالک کا اپنا ہوتا ہے لہٰذا ان کو دینا اپنے آپ کو دینا ہے۔

[3] چونکہ تملیک شرط ہے اور ان صورتوں میں تملیک نہیں پائی جاتی۔

[4] غلام اور مکاتب کی صورت میں زکوٰۃ واپس اپنے گھر آجاتی ہے لہٰذا جائز نہیں۔

---

marfat.com

وَنُدِبَ اِغْنَآؤُہٗ عَنِ السُّؤَالِ وَکُرِہَ نَقْلُھَا بَعْدَ تَمَامِ الْحَوْلِ لِبَلَدٍ اٰخَرَ لِغَیْرِ قَرِیْبٍ وَاَحْوَجَ وَاَوْرَعَ وَاَنْفَعَ لِلْمُسْلِمِیْنَ بِتَعْلِیْمٍ وَالْاَفْضَلُ صَرْفُھَا لِلْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ مِنْ کُلِّ ذِیْ رَحْمٍ مَحْرَمٍ مِنْہُ ثُمَّ لِجِیْرَانِہٖ ثُمَّ لِاَھْلِ مَحَلَّتِہٖ ثُمَّ لِاَھْلِ حِرْفَتِہٖ ثُمَّ لِاَھْلِ بَلْدَتِہٖ وَقَالَ الشَّیْخُ اَبُوْحَفْصٍ الْکَبِیْرُ رَحِمَہُ اللہُ لَاتُقْبَلُ صَدَقَۃُ الرَّجُلِ وَقَرَابَتُہٗ مَحَاوِیْجُ حَتّٰی یَبْدَأَ بِھِمْ فَیَسُدَّ حَاجَتَھُمْ

(فقیر کو) مانگنے سے مستغنی کر دینا مستحب [1] ہے، سال پورا ہونے کے بعد کسی دوسرے شہر کی طرف لے جانا جب کہ وہاں قریبی رشتہ دار، زیادہ حاجت مند، زیادہ متقی فقیر، اور تعلیم کے سلسلے میں لوگوں کے لیے زیادہ نفع بخش نہ ہو، مکروہ [2] ہے۔

زیادہ قریبی رشتہ دار پھر اس سے کم قریبی کو پھر پڑوسی اس کے بعد اہل محلہ پھر ہم پیشہ اور اس کے بعد شہر والوں کو زکوٰۃ دینا افضل [3] ہے۔

حضرت شیخ ابوحفص الکبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آدمی کا صدقہ قبول نہیں ہوتا جس کے رشتہ دار محتاج ہوں یہاں تک کہ پہلے ان کو دے اور ان کی ضرورت پوری کرے [4]۔

---

[1] زکوٰۃ کے مال سے اس قدر دیا جائے کہ مانگنے کی حاجت نہ رہے۔

[2] چونکہ قریب والوں کا زیادہ حق ہے لہٰذا اپنے شہر کے فقراء میں زکوٰۃ تقسیم کی جائے دوسری جگہ لے جانا مکروہ ہے البتہ زکوٰۃ دینے والے کے مستحق رشتہ دار دوسرے شہر میں ہوں یا وہاں لوگ زیادہ حاجت مند ہوں یا وہاں صحیح العقیدہ مسلمانوں کی دینی درس گاہ ہو جہاں مالِ زکوٰۃ خرچ کرنے سے لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچتا ہو تو وہاں لے جانا مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔

[3] مطلب یہ ہے کہ اگر یہ سب لوگ محتاج اور زکوٰۃ کے مستحق ہوں تو اس ترتیب سے زکوٰۃ دی جائے۔

[4] کیونکہ رشتوں داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا برتاؤ ضروری ہے۔ رشتہ داری اور غربت کے اعتبار سے ان کا حق زیادہ ہے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

تَجِبُ عَلٰی حُرٍّ مُّسْلِمٍ مَالِكٍ لِنِصَابٍ اَوْ قِيمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَحُلْ عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَلَمْ يَكُنْ لِلتِّجَارَةِ فَارِغٍ عَنِ الدَّيْنِ وَحَاجَتِهٖ الْاَصْلِيَّةِ وَحَوَآئِجِ عِيَالِهٖ وَالْمُعْتَبَرُ فِيْهَا الْكِفَايَةُ لَا التَّقْدِيْرُ وَهِيَ مَسْكَنُهٗ

صدقہ فطر[1]:

صدقہ فطر ہر صاحب نصاب[2] آزاد مسلمان پر عید الفطر کی صبح طلوع ہوتے وقت واجب ہے چاہے نصاب کی قیمت کا مالک ہو اگرچہ اس پر سال نہ گزرے اور وہ تجارت کے لیے بھی نہ ہو البتہ قرض، حاجت اصلیہ اور اہل و عیال کی ضرورتوں سے فارغ ہو۔ اس سلسلے میں کافی ہونے کا اعتبار ہے کوئی خاص اندازہ نہیں ہے۔ اور یہ گھر،

---

[1] بعض کتب مثلاً مبسوط میں صدقہ فطر کا ذکر روزوں کے بیان کے بعد کیا گیا کیونکہ اس کا وقت رمضان المبارک سے متصل ہے۔ یہاں اور اسی طرح دیگر کتب میں زکوٰۃ کے بعد صدقہ فطر کا باب اس مناسبت سے ہے کہ یہ دونوں مالی عبادات ہیں۔ چونکہ رمضان المبارک کے بعد روزہ رکھنا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس لیے شوال کا پہلا دن عید الفطر اور اس میں ادا کیا جانے والا صدقہ، صدقہ فطر کہلاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ غرباء و مساکین کو عید کی خوشیوں میں شریک کیا جا سکے۔

[2] نصاب کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ وہ نصاب جس میں بڑھنا شرط ہے اور اس سے زکوٰۃ متعلق ہے۔

۲۔ وہ نصاب جس کی وجہ سے چار احکام واجب ہوتے ہیں۔ صدقہ لینا حرام ہو جاتا ہے، قربانی اور صدقہ فطر نیز قریبی رشتہ داروں کا نفقہ واجب ہوتا ہے۔ اس نصاب میں نہ تو تجارت کے ذریعے بڑھنا شرط ہے اور نہ ہی سال کا گزرنا۔

۳۔ تیسرا نصاب وہ ہے جس کی موجودگی میں سوال کرنا حرام ہے یعنی ایک وقت کا رزق موجود ہونا۔ بعض کے نزدیک پچاس درہم کا مالک ہونا۔

marfat.com

وَاَثَاثِهٖ وَثِيَابِهٖ وَفَرَسِهٖ وَسِلَاحِهٖ وَعَبِيْدِهٖ لِلْخِدْمَةِ فَيُخْرِجُهَا عَنْ نَفْسِهٖ وَاَوْلَادِهِ الصِّغَارِ الْفُقَرَآءِ وَاِنْ كَانُوْا اَغْنِيَآءَ يُخْرِجُهَا مِنْ مَالِهِمْ وَلَا تَجِبُ عَلَى الْجَدِّ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَاخْتِيْرَ اَنَّ الْجَدَّ كَالْاَبِ عِنْدَ فَقْدِهٖ اَوْ فَقْرِهٖ وَعَنْ مَمَالِيْكِهٖ لِلْخِدْمَةِ وَمُدَبَّرِهٖ وَاُمِّ وَلَدِهٖ وَلَوْ كُفَّارًا لَا عَنْ مُكَاتَبِهٖ وَلَا عَنْ وَلَدِهِ الْكَبِيْرِ وَزَوْجَتِهٖ وَقِنٍّ مُشْتَرَكٍ وَاٰبِقٍ اِلَّا بَعْدَ عَوْدِهٖ وَكَذَا الْمَغْصُوْبُ وَالْمَاسُوْرُ۔

گھر کا سامان، کپڑے، گھوڑا، اسلحہ اور خدمت کے غلام ہیں[1]

پس اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے محتاج بچوں کی طرف سے ادا کرے۔ اگر وہ مالدار ہوں تو ان کے مال سے ادا کرے، دادا پر واجب نہیں اور مختار بات یہ ہے کہ باپ نہ ہو یا محتاج ہو تو دادا باپ کے قائم مقام ہو گا۔

اور خدمت کے غلاموں، مدبر، اور ام ولد کی طرف سے بھی صدقہ فطر دے۔ اگرچہ کافر ہوں۔ مکاتب کی طرف سے نہیں۔ اسی طرح بڑی اولاد، بیوی، مشترک غلام اور بھاگا ہوا غلام جب تک واپس نہ آئے، غصب شدہ اور قیدی غلام کی طرف سے اس پر واجب نہیں[2]

---

[1] حاجات انسانی میں کوئی خاص معیار مقرر نہیں جو چیزیں انسان کے لیے کافی ہوں وہ گھریلو ضروریات ہیں لہٰذا شہر اور دیہات کا فرق بھی ملحوظ رکھنا ہو گا۔ اسی طرح معاشرتی حیثیت کے اعتبار سے بھی تفاوت ہو گا۔

[2] صدقہ فطر کے مسئلے میں اصول یہ ہے کہ جو لوگ اس کی سرپرستی میں ہیں اور وہ ان کی کفالت کر رہا ہے ان کی طرف سے صدقہ فطر دینا ہو گا۔ مسلمان ہوں یا کافر، اور جو لوگ سرپرستی میں نہیں ان کی طرف سے واجب نہ ہو گا۔

marfat.com

وَهِيَ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ دَقِيْقِهٖ اَوْ سَوِيْقِهٖ اَوْ صَاعُ تَمْرٍ اَوْ زَبِيْبٍ اَوْ شَعِيْرٍ وَهُوَ ثَمَانِيَةُ اَرْطَالٍ بِالْعِرَاقِيِّ وَيَجُوْزُ دَفْعُ الْقِيْمَةِ وَهِيَ اَفْضَلُ عِنْدَ وِجْدَانِ مَا يَحْتَاجُهٗ لِاَنَّهَا اَسْرَعُ لِقَضَآءِ حَاجَةِ الْفَقِيْرِ وَاِنْ كَانَ زَمَنَ شِدَّةٍ فَالْحِنْطَةُ وَالشَّعِيْرُ وَمَا يُؤْكَلُ اَفْضَلُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَوَقْتُ الْوُجُوْبِ عِنْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ يَوْمِ الْفِطْرِ فَمَنْ مَّاتَ اَوِ افْتَقَرَ قَبْلَهٗ اَوْ اَسْلَمَ اَوِ اغْتَنٰى اَوْ وُلِدَ بَعْدَهٗ لَا تَلْزَمُهٗ وَيُسْتَحَبُّ اِخْرَاجُهَا قَبْلَ الْخُرُوْجِ اِلَى الْمُصَلّٰى وَصَحَّ لَوْ قَدَّمَ اَوْ اَخَّرَ وَالتَّاخِيْرُ مَكْرُوْهٌ وَيَدْفَعُ كُلُّ شَخْصٍ فِطْرَتَهٗ لِفَقِيْرٍ وَاحِدٍ وَاخْتُلِفَ فِيْ جَوَازِ تَفْرِيْقِ فِطْرَةٍ وَاحِدَةٍ عَلٰى اَكْثَرَ مِنْ فَقِيْرٍ وَيَجُوْزُ دَفْعُ مَا عَلٰى جَمَاعَةٍ لِوَاحِدٍ عَلَى الصَّحِيْحِ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ.

صدقہ فطر کی مقدار:

صدقہ فطر گندم، اس کے آٹے یا ستو سے نصف صاع اور کھجور، انگور یا جو سے ایک صاع ہے[1] اور یہ عراقی رطل کے حساب سے آٹھ رطل بنتا ہے۔ قیمت کا دینا بھی جائز ہے بلکہ جس چیز کا فقیر محتاج ہو اور وہ مل جاتی ہو تو قیمت کا دینا افضل ہے[2] اور جب تنگی کا زمانہ ہو تو گندم، جو اور دیگر کھانے پینے کی چیزوں کا دینا درہموں سے افضل ہے[3]

صدقہ فطر کے وجوب کا وقت عید الفطر کے دن صبح صادق کے طلوع سے ہے پس جو شخص اس سے پہلے مر گیا یا محتاج ہو گیا یا اس کے بعد اسلام لایا یا مالدار ہوا یا پیدا ہوا تو اس پر لازم نہیں[4] عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے ادا کرنا مستحب[5] ہے۔ پہلے دیا یا بعد میں دونوں طرح صحیح ہے۔ لیکن تاخیر مکروہ[6] ہے۔ ہر شخص اپنا فطرانہ ایک فقیر کو دے۔ ایک آدمی کا فطرانہ کئی فقیروں پر تقسیم کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ کئی آدمیوں کا فطرانہ ایک فقیر کو دینا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ راہ راست کی توفیق دینے والا ہے۔

---

[1] موجودہ پیمانے کے حساب سے ایک صاع تقریباً چار کلو پانچ سو گرام کا بنتا ہے۔ (بقیہ صفحہ آئندہ)

(بقیہ صفحہ سابقہ)

لے مثلاً فقیر کو کپڑے کی ضرورت ہو اور ہم اسے گندم وغیرہ دیں تو اس کے لیے مشکلات پیدا ہوں گی پہلے گندم بیچے گا پھر کپڑا خریدے گا لہٰذا قیمت دی جائے تاکہ آسانی سے ضرورت کی چیز خرید سکے۔

لے۲۔ یعنی جب غلہ نہ ملتا ہو تو گندم یا جو وغیرہ دینا بہتر ہے کیونکہ اس میں فقیر کا نفع ہے۔

لے۴۔ مقصد یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے وقت جو شخص موجود بھی ہو اور نصاب کا مالک بھی، اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ طلوع آفتاب کے بعد مسلمان ہونے والے پر فطرانہ اس لیے واجب نہیں کہ وہ کافر ہونے کی وجہ سے طلوع آفتاب کے وقت نہ ہونے کے برابر تھا۔

لے۵ عید کی نماز بلکہ عید کے دن سے پہلے دینا زیادہ اچھا ہے اس طرح فقیر اپنی ضرورت کی اشیاء خرید کر عید کی خوشیوں میں شریک ہو جاتے گا۔

لے۶ اس صورت میں فقیر کو حسب ضرورت کچھ نہیں مل سکتا۔

نوٹ :۔ روزہ اور صدقہ فطر الگ الگ عبادتیں ہیں۔ اگر کسی شخص نے سفر یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے روزہ نہ رکھا ہو تو بھی صدقہ فطر دینا پڑے گا۔

---

marfat.com

سوالات

۱۔ سونے اور چاندی کا نصاب لکھیں نیز بتائیں کہ کتابوں پر بھی زکوٰۃ ہے یا نہیں۔
۲۔ دس درہم سات مثقال کے برابر ہونے کی تفصیل لکھیں۔
۳۔ اگر کسی شخص پر زکوٰۃ واجب ہوئی اور اس نے ادا نہیں کی اور مال ضائع ہو گیا تو کیا وہ ساقط ہو جائے گی۔
۴۔ زکوٰۃ کن کن لوگوں کو دی جا سکتی ہے۔ قرآن پاک کی آیت سے مصارف زکوٰۃ لکھیں۔ کیا مسجد کی تعمیر میں زکوٰۃ خرچ کی جا سکتی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟
۵۔ کن کن لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی نیز یہ بتائیں کہ والدین کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟
۶۔ صدقہ فطر کس پر واجب ہے اور اس کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے۔ نیز اس کا فلسفہ کیا ہے کیا وقت سے پہلے ادائیگی ہو سکتی ہے۔
۷۔ کن کن چیزوں سے صدقہ فطر دینا جائز ہے۔ اور ایک آدمی کی طرف کتنا صدقہ ہوگا ہر چیز سے مقدار لکھیں۔ نیز اگر قیمت دیں تو کس حساب سے دینا ہوگی۔
۸۔ مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب لکھیں۔

ولا تجب على الجد فى ظاهر الرواية

تجب على حر مسلم مالك لنصاب او قيمته

ويستحب اخراجها قبل الخروج الى المصلى

ويجوز دفع ما على جماعة لواحد

marfat.com

كِتَابُ الْحَجِّ

هُوَ زِيَارَةُ بِقَاعٍ مَخْصُوصَةٍ بِفِعْلٍ مَّخْصُوصٍ فِي أَشْهُرِهِ وَهِيَ شَوَّالٌ وَ ذُوالْقَعْدَةِ وَعَشْرُ ذِي الْحَجَّةِ فُرِضَ مَرَّةً عَلَى الْفَوْرِ فِي الْأَصَحِّ وَشُرُوطُ فَرْضِيَّتِهِ ثَمَانِيَةٌ عَلَى الْأَصَحِّ الْإِسْلَامُ وَالْعَقْلُ وَالْبُلُوغُ وَالْحُرِّيَّةُ وَ الْوَقْتُ وَالْقُدْرَةُ عَلَى الزَّادِ وَلَوْ بِمَكَّةَ بِنَفَقَةٍ وَسَطٍ وَالْقُدْرَةُ عَلَى رَاحِلَةٍ مُخْتَصَّةٍ بِهِ أَوْ عَلَى شِقِّ مَحْمِلٍ بِالْمِلْكِ وَالْإِجَارَةِ لَا الْإِبَاحَةِ وَالْإِعَارَةِ

حج کا بیان:

حج[1] کے مہینوں میں مخصوص مقامات[2] کی مخصوص افعال[3] کے ساتھ زیارت کرنا حج ہے۔ حج کے مہینے شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔ اصح قول کے مطابق حج زندگی میں ایک بار فی الفور فرض ہے[4]

اس کی فرضیت کی آٹھ شرطیں ہیں۔

(۱) اسلام (۲) عقل (۳) بلوغ (۴) آزادی (۵) وقت (۶) درمیانے اندازے سے زاد راہ، اگرچہ کہ مکہ میں ہو۔ (۷) مخصوص سواری یا کجاوے کے ایک پہلو پر ملکیت یا اجارے کے ساتھ قادر ہونا اباحت اور عاریت کے ساتھ نہیں[5]

۱۔ حج کا لغوی معنی کسی معظم چیز کا ارادہ کرنا ہے۔ اسلامی عبادات میں حج ایک اہم عبادت ہے۔ کیونکہ اس موقعہ پر دنیا بھر کے مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے، رنگ ونسل اور علاقائی ولسانی نسبتوں کو یکسر نظر انداز کر کے مسلمان ایک ہی لباس اور ایک ہی پکار کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوتے ہیں جو مساوات اور اجتماعیت کی ایک اعلیٰ مثال ہے، حج اس امت کی خصوصیت ہے اس سے پہلے کسی امت پر واجب نہ تھا، حج ۹ھ میں فرض ہوا۔ حج اور جہاد کا ارادہ کرنے والا اپنے ماں باپ سے اجازت لے کر جائے اگر ان کی اجازت کے بغیر گیا بالخصوص جب ان کو اس کی ضرورت بھی ہو تو گنہگار ہوگا۔

۲۔ کعبۃ اللہ اور عرفات۔

۳۔ حج کا احرام باندھنا، طواف کرنا، میدان عرفات میں ٹھہرنا وغیرہ۔

۴۔ یعنی حج فرض ہونے کے بعد فوراً کرنا چاہیے تاخیر گناہ ہے تاہم جب بھی بجا لائیگا ادا ہوگا۔ قضا نہیں۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

marfat.com

لِغَيْرِ أَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ حَوْلَهُمْ إِذَا أَمْكَنَهُمُ الْمَشْيُ بِالْقَدَمِ وَالْقُوَّةِ بِلَا مَشَقَّةٍ وَإِلَّا فَلَا بُدَّ مِنَ الرَّاحِلَةِ مُطْلَقًا وَتِلْكَ الْقُدْرَةُ فَاضِلَةٌ عَنْ نَفَقَتِهِ وَنَفَقَةِ عِيَالِهِ إِلَى حِيْنِ عَوْدِهِ وَعَمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ كَالْمَنْزِلِ وَأَثَاثِهِ وَآلَاتِ الْمُحْتَرِفِيْنَ وَقَضَاءِ الدَّيْنِ

وَيُشْتَرَطُ الْعِلْمُ بِفَرْضِيَّةِ الْحَجِّ لِمَنْ أَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ أَوِ الْكَوْنُ بِدَارِ الْإِسْلَامِ وَشُرُوْطُ وُجُوْبِ الْأَدَاءِ خَمْسَةٌ عَلَى الْأَصَحِّ صِحَّةُ الْبَدَنِ وَزَوَالُ الْمَانِعِ الْحِسِّيِّ عَنِ الذَّهَابِ لِلْحَجِّ وَأَمْنُ الطَّرِيْقِ وَعَدَمُ قِيَامِ

مکہ مکرمہ اور مضافات کے رہنے والوں کے لیے سواری شرط نہیں بشرطیکہ وہ کسی مشقت کے بغیر چلنے کی طاقت رکھتے ہوں ورنہ سب کے لیے سواری کا ہونا شرط ہے۔ اور یہ طاقت اس کے اپنے نفقہ، واپسی تک گھر والوں کے لیے خرچ اور اس چیز سے زائد ہوں جس کی اسے ضرورت ہے مثلاً مکان، گھر کا سامان، کاریگروں کے اوزار وغیرہ نیز قرض کی ادائیگی سے بھی زائد ہو۔

۸۔ جو شخص دارالحرب میں اسلام لائے اس کے لیے فرضیت حج کا علم ورنہ دارالاسلام میں ہونا شرط ہے[1]۔

اصح قول کے مطابق وجوب ادا کی پانچ شرائط ہیں۔

(۱) بدن کا صحیح سلامت ہونا (۲) حج کی طرف جانے سے محسوس رکاوٹ کا دور ہونا[2] (۳) راستے کا پُرامن ہونا۔ (۴) عدت کے

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۵ سواری کا مالک ہو یا کرایہ پر حاصل کر سکتا ہو تو حج فرض ہے اگر اس بات کی طاقت نہیں لیکن کسی نے ادھار دیا یا ویسے ہی سواری دے دی تو حج فرض نہ ہوگا۔ آج کے دور میں کجاوے کے ایک پہلو کی جگہ جہاز یا گاڑی کی ایک سیٹ مراد ہوگی۔

(صفحہ ہذا) ۱ کفار کے ملک میں رہنے والا اسلامی احکام سے ناواقف ہو تو معذور سمجھا جائے گا لیکن مسلمانوں کے ملک میں رہائش پذیر مسلمان کی جہالت قابل قبول نہ ہوگی۔ لہٰذا باقی شرائط کے پورا ہونے پر حج فرض ہوگا اسے حج کے فرض ہونے کا علم ہو یا نہ۔

۲ مثلاً قیدی نہ ہو کیونکہ اس کی راہ میں رکاوٹ ہے، اسی طرح ماں باپ بوڑھے ہوں اور ان کی خدمت کیلئے گھر میں ٹھہرنا ضروری ہو تو یہ بھی رکاوٹ ہے۔

marfat.com

الْعِدَّةِ وَخُرُوجُ مَحْرَمٍ وَلَوْ مِنْ رَضَاعٍ أَوْ مُصَاهَرَةٍ مُسْلِمٍ مَأْمُونٍ عَاقِلٍ بَالِغٍ أَوْ زَوْجٍ لِامْرَأَةٍ فِي سَفَرٍ وَالْعِبْرَةُ بِغَلَبَةِ السَّلَامَةِ بَرًّا وَبَحْرًا عَلَى الْمُفْتَى بِهِ وَيَصِحُّ أَدَاءُ فَرْضِ الْحَجِّ بِأَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ لِلْحُرِّ الْإِحْرَامُ وَالْإِسْلَامُ وَهُمَا شَرْطَانِ ثُمَّ الْإِتْيَانُ بِرُكْنَيْهِ وَهُمَا الْوُقُوفُ مُحْرِمًا بِعَرَفَاتٍ لَحْظَةً مِنْ زَوَالِ يَوْمِ التَّاسِعِ إِلَى فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ بِشَرْطِ عَدَمِ الْجِمَاعِ قَبْلَهُ مُحْرِمًا وَالرُّكْنُ الثَّانِي هُوَ أَكْثَرُ طَوَافِ الْإِفَاضَةِ فِي وَقْتِهِ وَهُوَ مَا بَعْدَ طُلُوعِ فَجْرِ النَّحْرِ

دنوں کا نہ ہونا۔[۱] (۵) عورت کے ساتھ محرم کا ہونا اگرچہ رضاعی یا سسرالی (رشتہ سے) ہو لیکن مسلمان، قابلِ اعتماد عاقل اور بالغ ہو[۲]، یا خاوند ہو خشکی اور سمندر میں غلبۂ سلامت کا اعتبار ہوگا۔[۳]

آزاد آدمی کا فرض حج چار چیزوں کے ساتھ صحیح ہوتا ہے۔

(۱) احرام (۲) اسلام، دونوں شرطیں ہیں۔ اس کے بعد دو فرضوں کو ادا کرنا ہے اور وہ یہ ہیں۔ پہلا فرض نویں تاریخ (ذوالحجہ) کے زوال سے قربانی کی صبح تک ایک گھڑی میدانِ عرفات میں احرام کے ساتھ ٹھہرنا بشرطیکہ اس سے پہلے حالتِ احرام میں جماع نہ کیا ہو۔[۴] دوسرا فرض وقت پر طوافِ افاضہ (طوافِ زیارت) کے اکثر چکر لگانا، اس کا وقت قربانی کے دن طلوعِ فجر کے بعد ہے۔

۱؎ عدت کے دنوں میں عورت باہر نہیں جا سکتی۔

۲؎ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کے بغیر عورت کو تین دن کی مسافت سے زیادہ سفر کرنے سے منع فرمایا ہے محرم اسے کہتے ہیں جس سے اس کا نکاح کبھی نہ ہو سکے مثلاً بھائی باپ وغیرہ خاوند کے ساتھ بھی جا سکتی ہے۔

۳؎ یعنی راستہ عام طور پر پُرامن ہو۔

۴؎ اگر میدانِ عرفات میں وقوف کرنے سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہو جائے گا لیکن اسے جاری رکھے اور آئندہ سال قضا کرے۔

marfat.com

وَوَاجِبَاتُ الْحَجِّ اِنْشَآءُ الْاِحْرَامِ مِنَ الْمِيْقَاتِ وَمَدُّ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَاتٍ اِلَى الْغُرُوْبِ وَالْوُقُوْفُ بِالْمُزْدَلِفَةِ فِيْمَا بَعْدَ فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ وَقَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ وَذِبْحُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ وَالْحَلْقُ وَتَخْصِيْصُهٗ بِالْحَرَمِ اَيَّامَ النَّحْرِ وَتَقْدِيْمُ الرَّمْيِ عَلَى الْحَلْقِ وَنَحْرُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ بَيْنَهُمَا وَاِيْقَاعُ طَوَافِ الزِّيَارَةِ فِيْ اَيَّامِ النَّحْرِ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

حج کے واجبات:

۱۔ میقات سے احرام باندھنا[۱]
۲۔ غروبِ آفتاب تک میدانِ عرفات میں ٹھہرنا[۲]
۳۔ قربانی کی صبح طلوع ہونے کے بعد اور طلوعِ آفتاب سے پہلے مزدلفہ میں ٹھہرنا[۳]
۴۔ جمروں کو کنکریاں مارنا[۴]
۵۔ قارن اور متمتع کا جانور ذبح کرنا[۵]
۶۔ سر منڈانا۔
۷۔ خاص قربانی کے دنوں میں حرم میں سر منڈانا۔
۸۔ سر منڈانے سے پہلے کنکریاں مارنا۔
۹۔ قارن اور متمتع کا ان دونوں کاموں کے درمیان قربانی کرنا[۶]
۱۰۔ طواف زیارت قربانی کے دنوں میں کرنا۔
۱۱۔ حج کے مہینوں میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

---

[۱] میقات وہ مقام ہے جہاں سے حاجی یا عمرہ کرنے والا احرام باندھے بغیر حرم کی طرف نہیں جاسکتا۔
[۲] مطلق وقوفِ عرفات فرض ہے اور غروبِ آفتاب تک ٹھہرنا واجب۔
[۳] عرفات اور منیٰ کے درمیان ایک مقام ہے جہاں حجاج کرام دس ذوالحجہ کی رات ٹھہرتے ہیں۔
[۴] حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب شیطان نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح سے روکنے (بقیہ برصفحہ آئندہ)

marfat.com

فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُصُولُهُ بَعْدَ طَوَافٍ مُعْتَدٍّ بِهِ وَالْمَشْيُ فِيهِ لِمَنْ لَا عُذْرَ لَهُ وَبِدَاءَةُ السَّعْيِ مِنَ الصَّفَا وَطَوَافُ الْوَدَاعِ

وَبِدَاءَةُ كُلِّ طَوَافٍ بِالْبَيْتِ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ وَالتَّيَامُنُ فِيهِ وَالْمَشْيُ فِيهِ لِمَنْ لَا عُذْرَ لَهُ وَالطَّهَارَةُ مِنَ الْحَدَثَيْنِ وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ وَأَقَلُّ الْأَشْوَاطِ بَعْدَ فِعْلِ الْأَكْثَرِ مِنْ طَوَافِ الزِّيَارَةِ وَتَرْكُ الْمَحْظُورَاتِ كَلُبْسِ الرَّجُلِ الْمَخِيطَ وَسَتْرِ رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَسَتْرِ الْمَرْأَةِ وَجْهَهَا وَالرَّفَثِ وَالْفُسُوقِ وَالْجِدَالِ وَقَتْلِ الصَّيْدِ وَالْإِشَارَةِ إِلَيْهِ وَالدَّلَالَةِ عَلَيْهِ

۱۲۔ قابل اعتبار طواف کے بعد سعی کرنا۔ (۱۳) غیر معذور کا سعی میں پیدل چلنا۔

۱۴۔ سعی، صفا سے شروع کرنا۔ (۱۵) طوافِ وداع کرنا۔

۱۶۔ بیت اللہ شریف کا طواف حجرِ اسود سے شروع کرنا۔ (۱۷) (طواف) دائیں طرف سے کرنا۔

۱۸۔ غیر معذور کا (طواف میں) پیدل چلنا (۱۹) دونوں حدثوں سے پاک ہونا[1]

۲۰۔ شرمگاہ کو ڈھانپنا۔

۲۱۔ طوافِ زیارت کے زیادہ چکروں کے بعد تھوڑے پھیرے لگانا[2]

۲۲۔ ممنوعات مثلاً مرد کا سلا ہوا کپڑا پہننا، چہرہ اور سر ڈھانپنا، جماع کرنا، گناہ کرنا، لڑنا، شکار کرنا اور کسی کو شکار کے بارے میں بتانا وغیرہ کو چھوڑ دینا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) کا کوشش کی تو آپ نے اسے کنکریاں ماری تھیں۔ اس واقعہ کی یاد میں تین ستون بنائے گئے ہیں جن کو کنکریاں ماری جاتی ہیں ان کو جمرات کہا جاتا ہے۔

۵؎ قارن وہ ہے جس نے حج اور عمرہ کے لیے بیک وقت احرام باندھا متمتع عمرہ کا احرام باندھ کر جاتا ہے اور عمرہ کر کے فارغ ہو جاتا ہے پھر آٹھ ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھ کر حج کرتا ہے۔

۶؎ یعنی کنکریاں مارنے کے بعد اور سر منڈانے سے پہلے قربانی کریں۔

۷؎ یہ باہر سے آنے والوں کے لیے ہے اہل مکہ کے لیے نہیں

(صفحہ ہذا) ۱؎ یعنی بے وضو اور جنبی نہ ہو۔ ۲؎ طوافِ زیارت کے پہلے چار چکر فرض اور باقی واجب ہیں۔

marfat.com

وَسُنَنُ الْحَجِّ مِنْهَا الْاِغْتِسَالُ وَلَوْ لِحَائِضٍ وَ نُفَسَآءَ اَوِ الْوُضُوْءُ اِذَا اَرَادَ الْاِحْرَامَ وَلُبْسُ اِزَارٍ وَ رِدَآءٍ جَدِيْدَيْنِ اَبْيَضَيْنِ وَالتَّطَيُّبُ وَصَلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ وَالْاِكْثَارُ مِنَ التَّلْبِيَةِ بَعْدَ الْاِحْرَامِ رَافِعًا بِهَا صَوْتَهٗ مَتٰى صَلّٰى اَوْعَلَا شَرَفًا اَوْ هَبَطَ وَادِيًا اَوْ لَقِيَ رَكْبًا وَبِالْاَسْحَارِ وَتَكْرِيْرُهَا كُلَّمَا اَخَذَ فِيْهَا وَ الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُؤَالُ الْجَنَّةِ وَصُحْبَةِ الْاَبْرَارِ وَالْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ النَّارِ وَالْغُسْلُ لِدُخُوْلِ مَكَّةَ وَ دُخُوْلُهَا مِنْ بَابِ الْمُعَلَّاةِ

حج کی سنتیں :

۱۔ احرام باندھتے وقت غسل کرنا اگرچہ حیض و نفاس والی عورتیں ہوں یا وضو کرنا۔

۲۔ دو نئی سفید چادریں پہننا۔

۳۔ خوشبو لگانا۔

۴۔ دو رکعات نفل پڑھنا۔

۵۔ احرام کے بعد بلند آواز سے بکثرت تلبیہ کہنا[1] جب بلندی پر چڑھے، وادی میں اترے، سواروں سے ملے اور سحری کے وقت۔

۶۔ جب تلبیہ شروع کرے تو بار بار کہے۔

۷۔ بارگاہ نبوی میں ہدیہ درود شریف بھیجنا۔

۸۔ جنت اور نیک لوگوں کی صحبت کا سوال کرنا۔

۹۔ جہنم سے پناہ مانگنا۔

۱۰۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کرنا۔

۱۱۔ دن کے وقت باب معلیٰ کی طرف سے داخل ہونا۔

---

[1] تلبیہ کے الفاظ آگے آ رہے ہیں۔

marfat.com

نَهَارًا وَّالتَّكْبِيْرُ وَالتَّهْلِيْلُ تِلْقَآءَ الْبَيْتِ الشَّرِيْفِ وَالدُّعَاءُ بِمَآ اَحَبَّ عِنْدَ
رُؤْيَتِهٖ وَهُوَ مُسْتَجَابٌ وَطَوَافُ الْقُدُوْمِ وَلَوْ فِيْ غَيْرِ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَالْاِضْطِبَاعُ فِيْهِ
وَالرَّمَلُ اِنْ سَعٰى بَعْدَهٗ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَالْهَرْوَلَةُ فِيْمَا بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ
لِلرِّجَالِ وَالْمَشْيُ عَلٰى هَيْنَةٍ فِيْ بَاقِي السَّعْيِ وَالْاِكْثَارُ مِنَ الطَّوَافِ وَهُوَ اَفْضَلُ
مِنْ صَلٰوةِ النَّفْلِ لِلْاٰفَاقِيِّ وَالْخُطْبَةُ بَعْدَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ يَوْمَ سَابِعِ الْحِجَّةِ
بِمَكَّةَ وَهِيَ خُطْبَةٌ وَاحِدَةٌ بِلَا جُلُوْسٍ يُعَلِّمُ الْمَنَاسِكَ فِيْهَا وَالْخُرُوْجُ
مِنْهَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ مِنْ مَّكَّةَ لِمِنًى وَالْمَبِيْتُ بِهَا ثُمَّ
الْخُرُوْجُ مِنْهَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَوْمَ عَرَفَةَ اِلٰى عَرَفَاتٍ فَيَخْطُبُ الْاِمَامُ

۱۲۔ بیت اللہ شریف کے سامنے اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہنا۔

۱۳۔ اسے دیکھ کر پسندیدہ دعا مانگنا یہ دعا مقبول ہوتی ہے۔

۱۴۔ طواف قدوم کرنا اگرچہ حج کا مہینہ نہ ہو[1]

۱۵۔ اس میں اضطباع کرنا[2]

۱۶۔ حج کے مہینوں میں اگر اس طواف کے بعد سعی کریں تو مردوں کے لیے اس میں رمل کرنا اور دو سبز میلوں کے درمیان تیزی سے چلنا، باقی سعی میں اپنی عام رفتار سے چلنا۔

۱۷۔ کثرت سے طواف کرنا اور یہ باہر والے لوگوں کے لیے نماز سے افضل ہے[3]۔

۱۸۔ ذوالحجہ کی ساتویں تاریخ کو مکہ مکرمہ میں ظہر کی نماز کے بعد خطبہ دینا اور یہ بیٹھنے کے بغیر ایک خطبہ ہے اس میں حج کے مناسک، آٹھویں تاریخ کو طلوعِ آفتاب کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ کی طرف نکلنے اور وہاں رات گزارنے پھر نویں تاریخ کو طلوعِ شمس کے بعد وہاں سے عرفات جانے کی تعلیم دے۔

---

[1] مکہ مکرمہ میں حاضری کے موقعہ پر جو طواف کیا جاتا ہے وہ طواف قدوم کہلاتا ہے۔

[2] طواف شروع کرنے سے پہلے اپنی چادر کو دائیں کاندھے کے نیچے سے لے جا کر بائیں کاندھے پر ڈالنا اضطباع کہلاتا ہے۔

[3] نوافل تو واپس آکر اپنے وطن میں بھی پڑھے جا سکتے ہیں لیکن طواف صرف اسی مقام پر ہوتا لہٰذا اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے۔

بَعْدَ الزَّوَالِ قَبْلَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ مَجْمُوْعَةً جَمْعَ تَقْدِيْمٍ مَعَ الظُّهْرِ خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا وَالْاِجْتِهَادُ فِي التَّضَرُّعِ وَالْخُشُوْعِ وَالْبُكَآءِ بِالدُّمُوْعِ وَالدُّعَآءِ لِلنَّفْسِ وَالْوَالِدَيْنِ وَالْاِخْوَانِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا شَآءَ مِنْ اَمْرِ الدَّارَيْنِ فِي الْجَمْعَيْنِ وَالدَّفْعُ بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ بَعْدَ الْغُرُوْبِ مِنْ عَرَفَاتٍ وَالنُّزُوْلُ بِمُزْدَلِفَةَ مُرْتَفِعًا عَنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بِقُرْبِ جَبَلِ قُزَحَ وَالْمَبِيْتُ بِهَا لَيْلَةَ النَّحْرِ بِمِنًى اَيَّامَ مِنًى بِجَمِيْعِ اَمْتِعَتِهٖ

وَكُرِهَ تَقْدِيْمُ ثَقَلِهٖ اِلٰى مَكَّةَ اِذْ ذَاكَ وَيَجْعَلُ مِنًى عَنْ يَمِيْنِهٖ وَمَكَّةَ عَنْ يَسَارِهٖ حَالَةَ الْوُقُوْفِ لِرَمْيِ الْجِمَارِ وَكَوْنُهٗ رَاكِبًا حَالَةَ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ

میدانِ عرفات میں ظہر و عصر کی نمازوں کو پہلے وقت[1] میں جمع کر کے پڑھنے سے پہلے اور زوال کے بعد امام دو خطبے دے جن کے درمیان بیٹھے۔

گڑگڑانے، عاجزی کا اظہار کرنے، آنسوؤں کے ساتھ رونے، عرفات و مزدلفہ میں اپنے لیے، ماں باپ اور مسلمان بھائیوں کے دین اور دنیا کے لیے دعا مانگنے میں خوب کوشش کرنا، غروبِ آفتاب کے بعد عرفات سے نہایت سکون و وقار کے ساتھ واپس لوٹنا اور مزدلفہ میں وادی کے نشیبی جگہ سے ہٹ کر، بلندی کی طرف جبل قزح کے پاس اترنا، قربانی کی رات وہاں گزارنا اور منیٰ کی تمام راتیں اپنے سامان سمیت منیٰ میں گزارنا[2]

اپنا سامان مکہ مکرمہ کی طرف پہلے بھیج دینا جب کہ خود منیٰ میں ہو مکروہ[3] ہے، کنکریاں مارنے کے لیے کھڑے ہونے کی حالت میں منیٰ کو دائیں اور مکہ مکرمہ کو بائیں طرف رکھے۔ تمام دنوں میں جمرۂ عقبہ

---

[1] ظہر کے وقت دونوں نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔

[2] گیارہویں، بارہویں اور تیرھویں ذوالحجہ کی راتیں منیٰ کی راتیں ہیں۔ اس سے پہلے آٹھ اور نو ذوالحجہ کی درمیانی رات بھی منیٰ میں گزاری جاتی ہے۔

[3] اس طرح سکون کے ساتھ مناسکِ حج کی ادائیگی نہیں ہو سکے گی اور دل سامان کی طرف متوجہ رہے گا۔

marfat.com

فِي كُلِّ الْاَيَّامِ مَاشِيًا فِي الْجَمْرَةِ الْاُوْلَى الَّتِيْ تَلِي الْمَسْجِدَ وَالْوُسْطٰى وَالْقِيَامُ فِي بَطْنِ الْوَادِيْ حَالَةَ الرَّمْيِ وَكَوْنُ الرَّمْيِ فِي الْيَوْمِ الْاَوَّلِ فِيْمَا بَيْنَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَزَوَالِهَا وَفِيْمَا بَيْنَ الزَّوَالِ وَغُرُوْبِ الشَّمْسِ فِيْ بَاقِي الْاَيَّامِ وَكُرِهَ الرَّمْيُ فِي الْيَوْمِ الْاَوَّلِ وَالرَّابِعِ فِيْمَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَالشَّمْسِ وَكُرِهَ فِي اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَصَحَّ لِاَنَّ اللَّيَالِيَ كُلَّهَا تَابِعَةٌ لِمَا بَعْدَهَا مِنَ الْاَيَّامِ اِلَّا اللَّيْلَةَ الَّتِيْ تَلِيْ عَرَفَةَ حَتّٰى صَحَّ فِيْهَا الْوُقُوْفُ بِعَرَفَاتٍ وَهِيَ لَيْلَةُ الْعِيْدِ وَلَيَالِيْ رَمْيِ الثَّلَاثِ فَاِنَّهَا تَابِعَةٌ لِمَا قَبْلَهَا وَالْمُبَاحُ مِنْ اَوْقَاتِ الرَّمْيِ مَا بَعْدَ الزَّوَالِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ مِنَ الْيَوْمِ الْاَوَّلِ وَبِهٰذَا عُلِمَتْ اَوْقَاتُ الرَّمْيِ كُلُّهَا جَوَازًا وَّكَرَاهَةً وَّاسْتِحْبَابًا

کو کنکریاں مارتے وقت سواری کی حالت میں ہو[1] جب کہ جمرۂ اولیٰ جو مسجد خیف سے ملا ہوا ہے نیز جمرۂ وسطیٰ کو مارتے وقت پیدل ہو، کنکریاں مارتے وقت وادی کے نچلے حصے میں کھڑا ہونا، پہلے دن طلوع شمس اور زوال کے درمیان اور باقی دنوں میں زوال اور غروب آفتاب کے درمیان کنکریاں مارنا سنت ہے۔ پہلے اور چوتھے دن طلوع فجر اور طلوع شمس کے درمیان کنکریاں مارنا مکروہ ہے تینوں راتوں میں بھی مکروہ ہے اگرچہ صحیح ہو جائے گا کیونکہ راتیں اپنے سے پہلے والے دنوں کے تابع ہیں مگر وہ رات جو نویں ذوالحجہ سے ملی ہوئی ہے[2] حتیٰ کہ اس میں وقوف عرفات صحیح ہے اور یہ عید کی رات ہے۔ کنکریاں مارنے کے تین دنوں کی راتیں اپنے سے پہلے والے دنوں کے تابع ہیں، رمی کا جائز وقت پہلے دن سورج کے زوال سے غروب آفتاب تک ہے۔ اس تفصیل سے رمی کے جائز، مکروہ اور مستحب اوقات معلوم ہو گئے۔[3]

---

۱ چونکہ یہ آخری جمرہ ہے اور اس کے بعد وہاں ٹھہرنا نہیں ہوتا لہٰذا سواری کی حالت میں کنکریاں ماری جائیں۔

۲ چونکہ یہاں رات پہلے دن کے تابع ہے اور نو ذوالحجہ کنکریاں مارنے کا دن نہیں لہٰذا اس کے بعد والی رات میں کنکریاں مارنے سے ادائیگی نہیں ہوگی۔

۳ مستحب وقت پہلے دن طلوع شمس اور زوال کے درمیان ہے جبکہ باقی دنوں میں زوال سے غروب آفتاب تک ہے جائز وقت پہلے دن زوال سے غروب آفتاب تک ہے چوتھے دن بھی اسی طرح ہے۔ پہلے اور چوتھے دن طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک مکروہ ہے۔ راتوں میں بھی کنکریاں مارنا مکروہ ہے۔

marfat.com

وَمِنَ السُّنَّةِ هَدْيُ الْمُفْرِدِ بِالْحَجِّ وَالْأَكْلُ مِنْهُ وَمِنْ هَدْيِ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ فَقَطْ وَمِنَ السُّنَّةِ الْخُطْبَةُ يَوْمَ النَّحْرِ مِثْلَ الْأُولَى يُعَلِّمُ فِيهَا بَقِيَّةَ الْمَنَاسِكِ وَهِيَ ثَالِثَةُ خُطَبِ الْحَجِّ وَتَعْجِيلُ النَّفْرِ إِذَا أَرَادَهُ مِنْ مِنًى قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي عَشَرَ وَإِنْ أَقَامَ بِهَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي عَشَرَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَدْ أَسَاءَ وَإِنْ أَقَامَ بِمِنًى إِلَى طُلُوعِ فَجْرِ الْيَوْمِ الرَّابِعِ لَزِمَهُ رَمْيُهُ وَمِنَ السُّنَّةِ النُّزُولُ بِالْمُحَصَّبِ سَاعَةً بَعْدَ ارْتِحَالِهِ مِنْ مِنًى وَشُرْبُ مَاءِ زَمْزَمَ وَالتَّضَلُّعُ مِنْهُ وَاسْتِقْبَالُ الْبَيْتِ وَالنَّظَرُ إِلَيْهِ قَائِمًا وَالصَّبُّ عَلَى رَأْسِهِ وَسَائِرِ جَسَدِهِ[۲] وَهُوَ لِمَا شُرِبَ لَهُ مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

حج افراد کرنے والے کا قربانی کرنا۔

اس قربانی نیز نفلی، تمتع اور قران کی قربانی سے کھانا سنت ہے۔ پہلے کی طرح قربانی کے دن بھی خطبہ دینا سنت ہے جس میں حج کے باقی افعال کی تعلیم دے اور یہ حج کا تیسرا خطبہ ہے۔

بارہ ذوالحجہ کو واپسی کا ارادہ ہو تو منیٰ سے غروب آفتاب سے پہلے چلنے کی جلدی کرنا اگر وہاں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں آئے گا۔ البتہ گنہگار ہوگا۔

اگر چوتھے دن (تیرہ ذوالحجہ) کی فجر طلوع ہونے تک منیٰ میں ٹھہرے تو اس دن کی رمی بھی لازم ہوگی۔ منیٰ سے واپسی پر وادی محصب[۱] میں ایک ساعت کے لیے ٹھہرنا سنت ہے۔

زمزم کا پانی خوب سیر ہو کر پینا۔ قبلہ رُخ ہو کر اور کھڑے ہو کر پینا، اور اسے اپنے سر اور جسم پر ڈالنا۔ آب زمزم جن دینی اور دنیوی مقاصد کے لیے پیا جاتا ہے ان کا فائدہ دیتا ہے۔[۲]

---

[۱] یہ مکہ مکرمہ اور منیٰ کے درمیان واقع ہے اس کو وادی الابطح بھی کہتے ہیں۔ یہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قصداً اترے تھے لہٰذا یہاں اترنا سنت ہے۔ اس مقام پر مشرکین نے بنو ہاشم کو چھوڑنے کی قسم کھائی تھی تو حضور علیہ السلام نے ان کو دکھایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کس طرح کرم فرمایا۔ (تفصیل کے لیے ہدایہ جلد اول ص ۲۳۳)

[۲] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود ڈول نکال کر نوش فرمایا اور باقی پانی کنویں میں ڈال دیا گویا اب بھی اس میں برکت موجود ہے۔

وَمِنَ السُّنَّةِ الْتِزَامُ الْمُلْتَزَمِ وَهُوَ اَنْ يَّضَعَ صَدْرَهُ وَوَجْهَهٗ عَلَيْهِ وَالتَّشَبُّثُ بِالْاَسْتَارِ سَاعَةً دَاعِيًا بِمَا اَحَبَّ وَتَقْبِيْلُ عَتَبَةِ الْبَيْتِ وَدُخُوْلُهٗ بِالْاَدَبِ وَالتَّعْظِيْمِ ثُمَّ لَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ اِلَّا اَعْظَمُ الْقُرُبَاتِ وَهِيَ زِيَارَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ فَيَنْوِيْهَا عِنْدَ خُرُوْجِهٖ مَكَّةَ مِنْ بَابِ سَبِيْكَةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى وَسَنَذْكُرُ لِلزِّيَارَةِ فَصْلًا عَلٰى حِدَتِهٖ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

ملتزم[1] سے چمٹنا بھی سنت ہے اور وہ اس طرح کہ اپنا سینہ اور چہرہ اس پر رکھے اور کچھ دیر پردوں (غلافِ کعبہ) کے ساتھ چمٹا رہے۔ پسندیدہ ترین دعا مانگے۔ بیت اللہ شریف کی چوکھٹ کو بوسہ دے اور ادب و تعظیم کے ساتھ اس میں داخل ہو پھر اس کے ذمہ صرف وہی عبادت رہ جائے گی جو سب سے بڑی عبادت ہے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت ہے مکہ مکرمہ کی نچلی جانب باب سبیکہ سے نکلتے ہوئے اس کی نیت کرے اور عنقریب ہم ایک علیحدہ فصل میں اس کا ذکر کریں گے۔

---

[1] حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان جو جگہ ہے اس کو ملتزم کہتے ہیں۔

سوالات

۱۔ حج کا لغوی اور شرعی معنی بیان کریں نیز بتائیں کہ معاشرتی زندگی میں حج کے فوائد کیا ہیں۔

۲۔ فرضیتِ حج کی کتنی اور کون کونسی شرائط ہیں۔ اگر کسی شخص کو کوئی دوسرا آدمی اتنی رقم ادھار دے جو حج کے مصارف کے لیے کفایت کرتی ہے تو کیا اس پر حج فرض ہوگا۔

۳۔ حج کے وجوب ادا کے لیے کتنی اور کون کونسی شرائط ہیں۔

۴۔ حج کے فرائض کون کونسے ہیں۔

۵۔ واجبات حج کی تعداد لکھیں اور ان میں سے کوئی دس بیان کریں۔

۶۔ مندرجہ ذیل کی تعریف کریں۔

طواف، رمل، سعی، رمی، تلبیہ، جمرات، احرام، اضطباع۔

۷۔ طواف کی اقسام اور ان کا حکم بیان کریں۔

۸۔ تین جمروں کو کنکریاں مارنے کا طریقہ تفصیل سے بیان کریں۔

۹۔ مندرجہ ذیل صیغوں کی وضاحت کریں۔

فرض۔ مختصّةٌ، مصاهرةٌ، متمتعٌ۔

۱۰۔ مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔

والمباح من اوقات الرمی ما بعد الزوال الی غروب الشمس من الیوم الاول۔

ومن السنة هدی المفرد بالحج والاکل منه

ان اقام بها حتی غربت الشمس من الیوم الثانی عشر فلا شئ علیه۔

marfat.com

(**فصل** في كيفية تركيب أفعال الحج) إذا أراد الدخول في الحج أحرم من الميقات كرابغ فيغتسل أو يتوضأ والغسل وهو أحب للتنظيف فتغتسل المرأة الحائض والنفساء إذا لم يضرها ويستحب كمال التنظف بقص الظفر والشارب ونتف الإبط وحلق العانة وجماع الأهل والدهن ولو مطيبا ويلبس الرجل إزارا ورداء جديدين أو غسيلين والجديد الأبيض افضل ولا يزره ولا يعقده ولا يخلله فإن فعل كره ولا شيء عليه وتطيب وصل ركعتين وقل اللهم إني أريد الحج فيسره لي وتقبله مني ولب دبر صلوتك تنوي بها الحج وهي لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك إن الحمد والنعمة والملك لك لا شريك لك

حج کا طریقہ :

جب کوئی شخص حج شروع کرنے کا ارادہ کرے تو وہ میقات مثلاً رابغ[1] سے احرام باندھے پس غسل کرے یا وضو، پاکیزگی کے اعتبار سے غسل افضل ہے۔ حیض یا نفاس والی عورت کو اگر تکلیف نہ دے تو وہ بھی غسل کرے، ناخن اور مونچھیں کاٹنے، بغلوں کے بال اکھیڑنے، زیر ناف بال مونڈنے، بیوی سے جماع کرنے اور تیل لگانے اگرچہ خوشبودار ہو کے ذریعے اچھی طرح پاک ہونا مستحب[2] ہے۔ مرد، دو نئی یا دھلی ہوئی چادریں پہنے جدید سفید چادریں افضل ہیں۔ اسے نہ بٹن لگائے نہ گرہ لگائے اور نہ ہی اس کے اندر داخل ہو[3]، اگر ایسا کیا تو مکروہ ہے۔ لیکن اس پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔ خوشبو لگاؤ اور دو رکعتیں پڑھ کر یہ دعا مانگو۔

ترجمہ۔ یا اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اسے میرے لیے آسان کر دے اور میری طرف سے قبول فرما۔

نماز کے بعد حج کی نیت سے تلبیہ کہو اور وہ یہ ہے۔

ترجمہ۔ یا اللہ! میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بے شک تعریف، نعمت اور بادشاہی تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

---

[1] رابغ ایک مقام کا نام ہے جو جحفہ سے کچھ پہلے مکہ مکرمہ کی طرف جانے والے کی بائیں جانب ہے یہ بھی ایک میقات ہے۔

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَلَا تَنْقُصْ مِنْ هٰذِهِ الْاَلْفَاظِ شَيْئًا وَزِدْ فِيْهَا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبٰى اِلَيْكَ وَالزِّيَادَةُ سُنَّةٌ فَاِذَا لَبَّيْتَ نَاوِيًا فَقَدْ اَحْرَمْتَ فَاتَّقِ الرَّفَثَ وَهُوَ الْجِمَاعُ وَقِيْلَ ذِكْرُهُ بِحَضْرَةِ النِّسَآءِ وَالْكَلَامُ الْفَاحِشُ وَالْفُسُوْقَ وَالْمَعَاصِيَ وَالْجِدَالَ مَعَ الرُّفَقَآءِ وَالْخَدَمِ وَقَتْلَ صَيْدِ الْبَرِّ وَالْاِشَارَةَ اِلَيْهِ وَالدَّلَالَةَ عَلَيْهِ وَلُبْسَ الْمَخِيْطِ وَالْعِمَامَةِ وَالْخُفَّيْنِ وَتَغْطِيَةَ الرَّاْسِ وَالْوَجْهِ وَمَسَّ الطِّيْبِ وَحَلْقَ الرَّاْسِ وَالشَّعْرِ يَجُوْزُ الْاِغْتِسَالُ وَالْاِسْتِظْلَالُ بِالْخَيْمَةِ وَالْمَحْمِلِ وَغَيْرِهِمَا وَشَدُّ الْهِمْيَانِ فِي الْوَسْطِ وَاَكْثِرِ التَّلْبِيَةَ مَتٰى صَلَّيْتَ اَوْ عَلَوْتَ شَرَفًا اَوْ هَبَطْتَ وَادِيًا اَوْ لَقِيْتَ رَكْبًا وَبِالْاَسْحَارِ رَافِعًا صَوْتَكَ بِلَا جُهْدٍ مُضِرٍّ

ان الفاظ میں کمی نہ کرو البتہ ان میں یہ الفاظ زیادہ کرو۔

ترجمہ: یا اللہ! میں حاضر ہوں تیرا مطیع و فرمانبردار ہوں تمام بھلائی تیرے قبضہ میں ہے میں حاضر ہوں اور تیری طرف ہی رغبت ہے۔

یہ اضافہ سنت ہے[۱] جب تم نے حج کی نیت کرتے ہوئے احرام باندھ لیا تو اب رفث یعنی جماع سے بچو بعض نے کہا ہے کہ اس کا مطلب عورتوں کے سامنے جماع کا ذکر کرنا اور فحش کلامی ہے گناہ نیز ساتھیوں اور خادموں کے ساتھ جھگڑا کرنے خشکی کا شکار کرنے اس کی طرف اشارہ کرنے اس سلسلے میں کسی کی راہنمائی کرنے، سلا ہوا لباس پہننے[۲]، عمامہ باندھنے موزے پہننے، سر اور چہرہ ڈھانپنے، خوشبو لگانے اور سر کے یا کوئی دوسرے بال مونڈنے سے بچو غسل کرنے، خیمے اور کجاوے وغیرہ کے سائے سے فائدہ اٹھانے اور کمر میں ہمیانی[۳] باندھنے میں کوئی حرج نہیں۔

جب نماز پڑھو، بلند جگہ پر جاؤ یا وادی میں اترو، سواروں سے ملاقات کرو نیز سحری کے وقت بلند آواز سے بکثرت تلبیہ کہو لیکن یہ نقصان دہ مشقت کے بغیر ہو[۴]۔

البقیہ صفحہ سابقہ[۱] [۲] چونکہ احرام باندھنے کے بعد یہ کام منع ہیں لہٰذا پہلے فارغ ہو جائے نیز اس طرح زیادہ طہارت حاصل ہوتی ہے۔

[۳] یعنی نہ تو چادر کے دونوں طرف کو گرہ وغیرہ سے باندھے اور نہ ہی قمیص کی طرح پھاڑ کر گلے میں ڈالے۔

[۴] یہ اس کیلئے ہے جو صرف حج کے لیے گیا اور اسے مفرد کہتے ہیں متمتع اور قارن کی دعا کا ذکر آگے آرہا ہے۔

(۱) اس متن کا حاشیہ اگلے صفحہ پر

marfat.com

وَإِذَا وَصَلْتَ إِلَى مَكَّةَ يَسْتَحِبُّ أَنْ تَغْتَسِلَ وَتَدْخُلَهَا مِنْ بَابِ الْمُعَلّٰى لِتَكُوْنَ مُسْتَقْبِلًا فِيْ دُخُوْلِكَ بَابَ الْبَيْتِ الشَّرِيْفِ تَعْظِيْمًا وَيَسْتَحِبُّ أَنْ تَكُوْنَ مُلَبِّيًا فِيْ دُخُوْلِكَ حَتّٰى تَأْتِيَ بَابَ السَّلَامِ فَتَدْخُلَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ مِنْهُ مُتَوَاضِعًا خَاشِعًا مُلَبِّيًا مُلَاحِظًا جَلَالَةَ الْمَكَانِ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَلَطِّفًا بِالْمُزَاحِمِ دَاعِيًا بِمَا أَحْبَبْتَ فَإِنَّهُ مُسْتَجَابٌ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ الْمُكَرَّمِ

جب مکہ مکرمہ پہنچ جاؤ تو مستحب ہے کہ غسل کرو اور باب معلّٰی کی طرف سے داخل ہونا کہ داخل ہوتے وقت تعظیماً تمہارا رُخ بیت اللہ شریف کی طرف ہو۔ مستحب ہے کہ تلبیہ کہتے ہوتے داخل ہو۔ حتیٰ کہ باب السلام کے پاس آجاؤ وہاں سے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ تلبیہ کہتے ہوتے اور اس مکان کی جلالت و بزرگی کو پیش نظر رکھتے ہوتے اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ پڑھتے نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے ہوتے داخل ہو۔ مزاحمت کرنے والے سے نرمی و شفقت کا سلوک کرو[1]۔ اور جو دعا پسند ہو مانگو کیونکہ بیت اللہ شریف کو دیکھتے وقت جو دعا مانگی جاتے وہ قبول ہوتی ہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) [1] عورت سلا ہوا کپڑا پہنے گی۔ مردوں کیلیے ممانعت ہے۔

[2] همیانی چمڑے کی ایک پیٹی ہوتی ہے۔ جس میں پیسے رکھے جاتے ہیں اور کمر سے باندھا جاتا ہے۔

[3] یعنی آسانی کے ساتھ جس قدر ممکن ہو تلبیہ کہے کیونکہ عبادت حسب طاقت ہوتی ہے۔

(صفحہ ہذا) [1] اگر کوئی شخص دھکا وغیرہ دے تو اس سے بھی اچھا سلوک کیا جاتے۔

ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا رَافِعًا يَدَيْكَ كَمَا فِي الصَّلٰوةِ وَضَعْهُمَا عَلَى الْحَجَرِ وَقَبِّلْهُ بِلَا صَوْتٍ فَمَنْ عَجَزَ عَنْ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْاِيْذَاءِ تَرَكَهٗ وَمَسَّ الْحَجَرَ بِشَيْءٍ وَقَبَّلَهٗ اَوْ اَشَارَ اِلَيْهِ مِنْ بَعِيْدٍ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا حَامِدًا مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طُفْ اٰخِذًا عَنْ يَمِيْنِكَ مِمَّا يَلِى الْبَابَ مُضْطَبِعًا وَهُوَ اَنْ تَجْعَلَ الرِّدَاءَ تَحْتَ الْاِبْطِ الْاَيْمَنِ وَتُلْقِيَ طَرَفَيْهِ عَلَى الْاَيْسَرِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ دَاعِيًا فِيْهَا بِمَا شِئْتَ وَطُفْ وَرَاءَ الْحَطِيْمِ وَاِنْ اَرَدْتَ اَنْ تَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَقَبَ الطَّوَافِ فَارْمُلْ فِي الثَّلَاثَةِ الْاَشْوَاطِ

پھر تکبیر و تہلیل کہتے ہوئے حجر اسود[1] کی طرف متوجہ ہو اور نماز کی طرح ہاتھ اٹھا کر انہیں حجر اسود پر رکھو اور اسے بوسہ دو لیکن آواز نہ پیدا ہو جو آدمی ایذا رسانی کے بغیر بوسہ دے سکے وہ چھوڑ دے اور کسی چیز کو حجر اسود سے لگا کر اسے بوسہ دے اور دور سے اس کی طرف اشارہ کرے تکبیر و تہلیل اور بارگاہ نبوی میں ہدیہ درود بھیجے پھر دائیں طرف سے جو دروازے سے ملی ہوئی ہے طواف شروع کرو اور اضطباع کرو یعنی اپنی چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے لا کر اس کے دونوں کناروں کو بائیں کندھے پر ڈالو اس طرح سات چکر پورے کرو اس میں جو دعا چاہے مانگو، طواف حطیم[2] کے باہر سے کرو۔ اگر طواف کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا چاہو تو پہلے تین پھیروں میں رمل کرو، یعنی

---

[1] حجر اسود یعنی سیاہ پتھر کعبہ شریف کی دیوار میں نصب ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے نور کو مٹا دیا اگر نہ مٹاتا تو مشرق و مغرب کے درمیان سب کچھ روشن کر دیتے۔

[2] حطیم کعبۃ اللہ کی شمالی دیوار کی طرف نیم دائرہ جگہ ہے اس کے باہر دیوار ہے۔ درحقیقت یہ جگہ بھی کعبہ شریف کا حصہ ہے۔ دور جاہلیت میں تعمیر کعبہ کے وقت اسے باہر چھوڑ دیا گیا تھا طواف اس کے باہر سے ہوتا ہے اور اس کے اندر داخل ہونا کعبہ شریف میں ہی داخل ہونا ہے۔

---

marfat.com

الأُوَلِ وَهُوَ الْمَشْيُ بِسُرْعَةٍ مَعَ هَزِّ الْكَتِفَيْنِ كَالْمُبَارِزِ تَبَخْتَرَ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ فَإِنْ زَحَمَهُ النَّاسُ وَقَفَ فَإِذَا وَجَدَ فُرْجَةً رَمَلَ لاَبُدَّ لَهُ مِنْهُ فَيَقِفُ حَتَّى يُقِيمَهُ عَلَى الْوَجْهِ الْمَسْنُونِ بِخِلاَفِ اسْتِلاَمِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ لِأَنَّ لَهُ بَدَلاً وَهُوَ اسْتِقْبَالُهُ وَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ كُلَّمَا مَرَّ بِهِ وَيَخْتِمُ الطَّوَافَ بِهِ وَبِرَكْعَتَيْنِ فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَوْحَيْثُ تَيَسَّرَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَادَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ

کاندھوں کو ہلاتے ہوئے تیزی سے چلو جیسے دو فوجوں کے درمیان دعوتِ جنگ دینے والا مٹک مٹک کر چلتا ہے۔ اگر لوگوں کی بھیڑ ہو تو ٹھہر جائے۔ جب تھوڑی سی کشادگی پائے تو رمل ضروری ہے۔ لہٰذا ٹھہر کر اسے مسنون طریقے سے ادا کرے۔ بخلاف حجر اسود کو چومنے کے، کیونکہ وہ ضروری نہیں اور اس کا بدل موجود ہے اور وہ اس کی طرف منہ کرنا ہے۔ جب بھی حجر اسود کے پاس سے گزرے اسے بوسہ دے اور اسی پر طواف ختم کرے۔ اور پھر مقام[1] ابراہیم کے پاس یا مسجد میں جہاں بھی آسانی ہو دو رکعتیں پڑھ کر پھر لوٹ کر حجر اسود کو چومے۔

---

[1] کعبہ شریف کے دروازے کے سامنے ایک پتھر شیشے کے فریم میں بند ہے اسے مقام ابراہیم یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کہتے ہیں۔ اس پر کھڑے ہو کر آپ نے کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی۔ آج بھی اس پتھر پر آپ کے قدموں کا نشان باقی ہے۔

marfat.com

هٰذَا طَوَافُ الْقُدُوْمِ وَهُوَ سُنَّةٌ لِلْاٰفَاقِیْ ثُمَّ تَخْرُجُ اِلَی الصَّفَا فَتَصْعَدُ وَتَقُوْمُ عَلَیْهَا حَتّٰی تَرَی الْبَیْتَ فَتَسْتَقْبِلُهٗ مُکَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّیًا مُصَلِّیًا دَاعِیًا وَتَرْفَعُ یَدَیْكَ مَبْسُوْطَتَیْنِ ثُمَّ تَهْبِطُ نَحْوَ الْمَرْوَةِ عَلٰی هِیْنَتِهٖ فَاِذَا وَصَلَ بَطْنَ الْوَادِیْ سَعٰی بَیْنَ الْمِیْلَیْنِ الْاَخْضَرَیْنِ سَعْیًا حَثِیْثًا فَاِذَا تَجَاوَزَ بَطْنَ الْوَادِیْ مَشٰی عَلٰی هِیْنَتِهٖ حَتّٰی یَاْتِیَ الْمَرْوَةَ فَیَصْعَدُ عَلَیْهَا وَیَفْعَلُ کَمَا فَعَلَ عَلَی الصَّفَا یَسْتَقْبِلُ الْبَیْتَ مُکَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّیًا مُصَلِّیًا دَاعِیًا بَاسِطًا یَدَیْهِ نَحْوَ السَّمَآءِ وَهٰذَا شَوْطٌ

یہ طواف قدوم ہے اور باہر کے لوگوں کے لیے یہ سنت ہے۔

اس کے بعد صفا[1] کی طرف نکلو اس پر چڑھ کر کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ بیت اللہ شریف کو دیکھو تکبیر و تہلیل، درود شریف اور دعا کے ساتھ اس کی طرف رُخ کرو اور اپنے ہاتھوں کو کشادہ رکھتے ہوئے اٹھاؤ پھر اسی انداز میں مروہ کی طرف اتر جاؤ۔ جب وادی کے بطن میں پہنچو تو دو سبز میلوں[2] کے درمیان تیز تیز چلو۔ وادی سے گزرنے کے بعد اپنی چال پر چلے حتیٰ کہ مروہ پر آجائے اس پر چڑھ کر وہی عمل اسی انداز میں کرے جو صفا پر کیا تھا۔ قبلہ رُخ ہو کر تکبیر و تہلیل کہے اور تلبیہ و درود شریف پڑھے۔ ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلاتے ہوئے دعا مانگے یہ ایک پھیرا ہے[3]۔

---

[1] صفا اور مروہ دو پہاڑیاں ہیں جن کو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں قرار دیا گیا۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے پانی تلاش کرنے کی خاطر ان دونوں پہاڑیوں پر تشریف لے گئیں آج اسی یاد کو باقی رکھتے ہوئے حجاج کرام ان دونوں کے درمیان سعی کرتے ہیں۔

[2] دو علامتیں نصب ہیں جس طرح سڑکوں پر سیمنٹ کے میل لگائے جاتے ہیں۔ ان کو سبز میل کہا جاتا ہے۔

[3] احناف کے نزدیک صفا سے مروہ تک ایک پھیرا ہے وہاں سے صفا تک دوسرا پھیرا۔ اس طرح سات چکر لگائیں گے۔ آخری پھیرا مروہ پر ختم ہوگا۔

ثُمَّ يَعُوْدُ قَاصِدًا اِلَى الصَّفَا فَاِذَا وَصَلَ اِلَى الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ سَعٰی ثُمَّ مَشٰی عَلٰی هِيْنَتِهٖ حَتّٰی يَاْتِيَ الصَّفَا فَيَصْعَدَ عَلَيْهَا وَيَفْعَلَ كَمَا فَعَلَ اَوَّلًا وَهٰذَا شَوْطٌ ثَانٍ فَيَطُوْفُ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ يَبْدَأُ بِالصَّفَا وَيَخْتِمُ بِالْمَرْوَةِ وَيَسْعٰی فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ فِيْ كُلِّ شَوْطٍ مِنْهَا ثُمَّ يُقِيْمُ بِمَكَّةَ مُحْرِمًا وَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ كُلَّمَا بَدَا لَهٗ وَهُوَ اَفْضَلُ مِنَ الصَّلٰوةِ نَفْلًا لِلْاٰفَاقِيِّ فَاِذَا صَلَّی الْفَجْرَ بِمَكَّةَ ثَامِنَ ذِی الْحِجَّةِ تَاَهَّبَ لِلْخُرُوْجِ اِلٰی مِنًی فَيَخْرُجُ مِنْهَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يُّصَلِّيَ الظُّهْرَ بِمِنًی

وَلَا يَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ فِيْ اَحْوَالِهٖ كُلِّهَا اِلَّا فِي الطَّوَافِ وَيَمْكُثُ بِمِنًی اِلٰی اَنْ يُّصَلِّيَ الْفَجْرَ بِهَا بِغَلَسٍ وَيَنْزِلُ بِقُرْبِ مَسْجِدِ الْخَيْفِ ثُمَّ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَذْهَبُ اِلٰی عَرَفَاتٍ فَيُقِيْمُ بِهَا فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ يَاْتِيْ مَسْجِدَ

پھر صفا کا ارادہ کرتے ہوئے واپس لوٹے۔ دو سبز میلوں کے پاس پہنچے تو دوڑے پھر اپنی عام چال پر چلے، یہاں تک کہ صفا پر آ جائے، اس پر چڑھ کر اسی طرح کرے جس طرح پہلے کیا تھا، یہ دوسرا پھیرا ہے۔ سات پھیرے لگائے صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے، ہر پھیرے میں وادی کی نشیبی جگہ میں دوڑے۔

اس کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام کرے اور جب بھی ممکن ہو بیت اللہ شریف کا طواف کرے۔ باہر کے لوگوں کیلیے یہ نفل نماز سے بہتر ہے۔ آٹھویں ذوالحجہ کو جب مکہ مکرمہ میں فجر کی نماز پڑھ چکے تو منیٰ کی طرف جانے کی تیاری شروع کر دے اور طلوعِ آفتاب کے بعد وہاں سے نکل جائے اور منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھنا مستحب ہے۔

طواف کے علاوہ باقی کسی حالت میں تلبیہ نہ چھوڑے۔ پھر منیٰ ہی میں ٹھہرا رہے یہاں تک کہ اگلے دن فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھے یہاں مسجدِ خیف کے پاس اترے پھر سورج طلوع ہونے کے بعد عرفات کی طرف جائے اور وہاں ٹھہرے۔ جب سورج ڈھل جائے تو مسجد

لے چونکہ طواف کے لیے الگ دعائیں ہیں اس لیے طواف کے وقت تلبیہ چھوڑ کر وہ دعائیں مانگے۔ دعاؤں کی تفصیل۔ بہارِ شریعت حصہ ششم ص ۴۸، ۴۹ پر دیکھیں۔

marfat.com

نَمِرَةَ فَيُصَلِّيْ مَعَ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ أَوْ نَائِبِهِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بَعْدَ مَا يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا وَيُصَلِّي الْفَرْضَيْنِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا إِلَّا بِشَرْطَيْنِ الْإِحْرَامِ وَالْإِمَامِ الْأَعْظَمِ وَلَا يَفْصِلُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ بِنَافِلَةٍ

وَإِنْ لَمْ يُدْرِكِ الْإِمَامَ الْأَعْظَمَ صَلّٰى كُلَّ وَاحِدَةٍ فِيْ وَقْتِهَا الْمُعْتَادِ فَإِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ يَتَوَجَّهُ إِلَى الْمَوْقِفِ وَعَرَفَاتٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ عُرَنَةَ وَيَغْتَسِلُ بَعْدَ الزَّوَالِ فِيْ عَرَفَاتٍ لِلْوُقُوْفِ وَيَقِفُ بِقُرْبِ جَبَلِ الرَّحْمَةِ مُسْتَقْبِلًا مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا دَاعِيًا مَادًّا يَدَيْهِ كَالْمُسْتَطْعِمِ وَيَجْتَهِدُ فِي الدُّعَاءِ لِنَفْسِهٖ وَوَالِدَيْهِ وَإِخْوَانِهٖ وَيَجْتَهِدُ عَلٰى أَنْ يَّخْرُجَ مِنْ عَيْنَيْهِ قَطَرَاتٌ مِنَ الدَّمْعِ فَإِنَّهٗ دَلِيْلُ الْقَبُوْلِ

نمرہ میں آکر بڑے امام یا اس کے نائب[1] کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھے (امام) اس سے پہلے دو خطبے دے اور دونوں کے درمیان بیٹھے دونوں فرض ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ پڑھائے۔ دو نمازوں کو صرف دو شرطوں کے ساتھ جمع کرنا جائز ہے۔ احرام اور امام اعظم[2]، دونوں نمازوں کے درمیان نفلوں کے ذریعے فصل نہ کرے۔ اگر امام اعظم، نہ ہو تو ہر نماز اپنے اپنے وقت پر پڑھے جب امام کے ساتھ نماز پڑھ لیں تو موقف[3] کی طرف متوجہ ہوں، بطن عرنہ[4] کے علاوہ تمام عرفات موقف ہے۔ عرفات میں ٹھہرنے کے لیے زوال کے بعد غسل کرے اور جبلِ رحمت کے پاس ٹھہرے قبلہ رخ ہو کر تکبیر و تہلیل کہے اور کھانا مانگنے والے کی طرح ہاتھوں کو پھیلاتے ہوئے دعا مانگے اپنے لیے، اپنے والدین اور مسلمان بھائیوں کے لیے دعا مانگنے میں کوشش کرے[5] اور کوشش کرے کہ آنکھوں سے آنسوؤں کے چند قطرے نکلیں کیونکہ یہ قبولیت کی دلیل ہے۔

لہ بادشاہ وقت یا اس کا مقرر کردہ امام۔

سلہ دو نمازوں کو جمع کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صوری اور دوسری حقیقی، ایک نماز کو اس کے بالکل آخر وقت میں اور دوسری کو اس کے بالکل شروع میں اس طرح پڑھنا کہ دونوں ایک ہی وقت میں معلوم ہوں ضرورت کے تحت ایسا کرنا جائز ہے لیکن حقیقتاً دو نمازوں کو صرف حج کے موقع پر میدان عرفات میں دو شرطوں کے ساتھ جمع (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَ يُلِحُّ فِي الدُّعَاءِ مَعَ قُوَّةِ رَجَاءِ الْإِجَابَةِ وَلَا يُقَصِّرُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ إِذْ لَا يُمْكِنُهُ تَدَارُكُهُ سِيَّمَا إِذَا كَانَ مِنَ الْآفَاقِ وَالْوُقُوفُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفْضَلُ وَالْقَائِمُ عَلَى الْأَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الْقَاعِدِ فَإِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ أَفَاضَ الْإِمَامُ وَالنَّاسُ مَعَهُ عَلَى هِيْنَتِهِمْ وَإِذَا وَجَدَ فُرْجَةً يُسْرِعُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُؤْذِيَ أَحَدًا وَيَتَحَرَّزُ عَمَّا يَفْعَلُهُ الْجَهَلَةُ مِنَ الْإِشْتِدَادِ فِي السَّيْرِ وَالْإِزْدِحَامِ وَالْإِيْذَاءِ فَإِنَّهُ حَرَامٌ حَتّٰى يَأْتِيَ مُزْدَلِفَةَ فَيَنْزِلُ بِقُرْبِ جَبَلِ قُزَحَ وَ

نہایت قوی امید سے اصرار کے ساتھ دعا کرے آج کے دن کوئی کوتاہی نہ کرے کیونکہ اس کا ازالہ ناممکن ہے۔ بالخصوص باہر سے آنے والوں کے لیے۔ سواری کی حالت میں وقوف افضل ہے اور زمین پر بیٹھنے کی نسبت کھڑا ہونا زیادہ اچھا ہے۔

جب سورج غروب ہو جائے تو امام اور اس کے ساتھ لوگ بھی اپنی عام رفتار کے ساتھ وہاں سے کوچ کریں جب کچھ وسعت پائے تو جلدی چلے لیکن کسی کو تکلیف نہ پہنچائے جاہلوں جیسے کام کرنے مثلاً چلنے میں سختی کرنے، بھیڑ کرنے اور ایذاء رسانی سے پرہیز کرے کیونکہ یہ حرام ہے، جب مزدلفہ آئے تو جبل قزح کے قریب اترے

(بقیہ صفحہ سابقہ) کیا جا سکتا ہے، یعنی احرام اور بڑا امام، اگر تنہا پڑھیں یا مختلف گروہ الگ الگ جماعت کرائیں تو جمع نہیں کر سکتے۔

۳؎ ٹھہرنے کی جگہ کو موقف کہتے ہیں۔

۴؎ عُرَنہ، عرفات کے ساتھ ایک وادی ہے جو موقف کی بائیں جانب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں شیطان کو دیکھا اور حکم فرمایا کہ یہاں کوئی نہ ٹھہرے۔

۵؎ ممکن ہے یہ موقعہ زندگی بھر دوبارہ نصیب نہ ہو لہٰذا جی بھر کر دعا مانگے۔

---

marfat.com

يَرْتَفِعُ عَنْ بَطْنِ الْوَادِيْ تَوْسِعَةً لِلْمَارِّيْنَ وَيُصَلِّيْ بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَّاحِدٍ وَإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَوْ تَطَوَّعَ بَيْنَهُمَا أَوْ تَشَاغَلَ أَعَادَ الْإِقَامَةَ وَلَمْ تَجُزِ الْمَغْرِبُ فِيْ طَرِيْقِ الْمُزْدَلِفَةِ وَعَلَيْهِ إِعَادَتُهَا مَا لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ وَيُسَنُّ الْمَبِيْتُ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى الْإِمَامُ بِالنَّاسِ الْفَجْرَ بِغَلَسٍ ثُمَّ يَقِفُ وَالنَّاسُ مَعَهُ وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ مُحَسِّرٍ وَيَقِفُ مُجْتَهِدًا فِيْ دُعَائِهٖ وَيَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يُّتِمَّ مُرَادَهٗ وَسُؤَالَهٗ فِيْ هٰذَا الْمَوْقِفِ كَمَا أَتَمَّهٗ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اور گزرنے والوں کے لیے راستہ چھوڑنے کی خاطر وادی کے بطن سے بلندی کی طرف ہو۔ وہاں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے۔ اگر دونوں کے درمیان نفل پڑھے یا کسی اور کام میں مشغول ہو تو اقامت دوبارہ کہے۔ مغرب کی نماز مزدلفہ کے راستے میں جائز نہیں اور (اگر ایسا کیا تو) طلوع فجر سے پہلے پہلے دوبارہ پڑھے۔ مزدلفہ میں رات گزارنا سنت ہے۔ صبح طلوع ہو تو امام لوگوں کو اندھیرے میں فجر کی نماز پڑھائے پھر وہاں ٹھہرے اور لوگ بھی اس کے ساتھ ہوں۔ بطن محسر[۲] کے علاوہ تمام مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

وقوف کی حالت میں نہایت کوشش سے دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کرے کہ وہ اس موقف میں اس کی مراد اور سوال کو پورا فرمائے۔ جس طرح ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو پورا فرمایا۔[۳]

---

[۱] یہ نمازیں عشا کے وقت پڑھی جائیں۔

[۲] یہ لفظ محسّر ہے یہاں ابرہہ بادشاہ کا ہاتھی رک گیا اور آگے نہ جا سکا ابرہہ خانہ کعبہ کو (معاذ اللہ) گرانے کے لیے آیا تھا۔ یہ سورہ فیل میں واقعہ مذکور ہے۔

[۳] آپ نے اپنی امتوں کے خونوں اور مظالم کی بخشش مانگی تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی۔
(طحطاوی علی المراقی)

marfat.com

فَاِذَا اَسْفَرَ جِدًّا اَفَاضَ الْاِمَامُ وَالنَّاسُ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَيَاْتِیْ اِلٰی
مِنًی وَيَنْزِلُ بِهَا ثُمَّ يَاْتِیْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيْهَا مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ بِسَبْعِ
حَصَيَاتٍ مِثْلَ حَصَی الْحَذْفِ وَيُسْتَحَبُّ اَخْذُ الْجِمَارِ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ
اَوْ مِنَ الطَّرِيْقِ وَيُكْرَهُ مِنَ الَّذِیْ عِنْدَ الْجَمْرَةِ وَيُكْرَهُ ....
الرَّمْیُ مِنْ اَعْلَی الْعَقَبَةِ لِاِيْذَآءِ النَّاسِ وَيَلْتَقِطُهَا الْتِقَاطًا وَلَا يَكْسِرُ
حَجَرًا جِمَارًا اَوْ يَغْسِلُهَا لِيَتَيَقَّنَ طَهَارَتَهَا فَاِنَّهَا يُقَامُ بِهَا قُرْبَةٌ
وَلَوْ رَمٰی بِنَجِسَةٍ اَجْزَاَهُ وَكُرِهَ وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ مَعَ اَوَّلِ حَصَاةٍ يَرْمِيْهَا
وَكَيْفِيَّةُ الرَّمْیِ اَنْ يَاْخُذَ الْحَصَاةَ بِطَرْفِ اِبْهَامِهٖ وَسَبَّابَتِهٖ فِی الْاَصَحِّ
لِاَنَّهٗ اَيْسَرُ وَاَكْثَرُ اِهَانَةً لِلشَّيْطَانِ وَالْمَسْنُوْنُ الرَّمْیُ بِالْيَدِ الْيُمْنٰی وَ

جب خوب سفیدی ہو جائے تو امام اور لوگ طلوعِ شمس سے پہلے واپس لوٹیں اور منیٰ میں آکر اتریں پھر جمرہ عقبہ کے پاس آئیں[1] اور وادی کے بطن سے اسے سات کنکریاں مارے یہ ٹھیکری کی کنکریوں جیسی ہوں۔ مزدلفہ یا راستے سے کنکریاں لینا مستحب ہے۔ جمرہ کے پاس پڑی ہوئی کنکریاں لینا مکروہ[2] ہے۔ عقبہ کے اوپر کی جانب سے کنکریاں مارنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے لوگوں کو ایذا پہنچتی ہے کنکریاں چنے۔ پتھر توڑ کر نہ بنائے اور انہیں دھوئے تاکہ ان کی پاکیزگی یقینی ہو جائے کیونکہ ان کے ساتھ ایک عبادت ادا کی جاتی ہے اگر ناپاک کنکریاں مارے تو بھی جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔ پہلی کنکری مارتے ہی تلبیہ کہنا چھوڑ دے مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ کنکری کو انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے کنارے سے پکڑے۔ یہ اصح قول کے مطابق ہے۔
کیونکہ اس میں آسانی بھی ہے اور شیطان کی توہین بھی زیادہ[3] ہے۔ دائیں ہاتھ سے کنکری مارنا سنت ہے۔

---

[1] تینوں جمروں کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے۔
[2] یہ کنکری مردود ہے کیونکہ جو کنکری قبول ہوتی ہے وہ اٹھا لی جاتی ہے۔ (طحطاوی علی المراقی)
[3] کیونکہ اسے حقیر سمجھتے ہوئے محض دو انگلیوں سے کنکری پھینکی گئی۔ پورا ہاتھ استعمال نہیں کیا۔

وَيَضَعُ الْحَصَاةَ عَلَى ظَهْرِ إِبْهَامِهِ وَيَسْتَعِينُ بِالْمُسَبِّحَةِ وَيَكُونُ بَيْنَ الرَّامِي وَمَوْضِعِ السُّقُوطِ خَمْسَةُ أَذْرُعٍ وَلَوْ وَقَعَتْ عَلَى رَجُلٍ أَوْ مَحْمِلٍ وَثَبَتَتْ أَعَادَهَا وَإِنْ سَقَطَتْ عَلَى سَنَنِهَا ذٰلِكَ أَجْزَاهُ وَكَبَّرَ بِكُلِّ حَصَاةٍ. ثُمَّ يَذْبَحُ الْمُفْرِدُ بِالْحَجِّ إِنْ أَحَبَّهُ ثُمَّ يَحْلِقُ وَيُقَصِّرُ وَالْحَلْقُ أَفْضَلُ وَيَكْفِي فِيهِ رُبُعُ الرَّأْسِ وَالتَّقْصِيرُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ رُؤُسِ شَعْرِهِ مِقْدَارَ الْأُنْمُلَةِ وَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ ثُمَّ يَأْتِي مَكَّةَ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ أَوْ مِنَ الْغَدِ أَوْ بَعْدَهُ فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ طَوَافَ الزِّيَارَةِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ وَحَلَّتْ لَهُ النِّسَاءُ وَأَفْضَلُ هٰذِهِ الْأَيَّامِ أَوَّلُهَا وَإِنْ أَخَّرَهُ عَنْهَا لَزِمَهُ شَاةٌ لِتَأْخِيرِ الْوَاجِبِ ثُمَّ يَعُودُ إِلَى مِنًى فَيُقِيمُ بِهَا فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي مِنْ أَيَّامِ النَّحْرِ رَمَى الْجِمَارَ الثَّلَاثَ يَبْدَأُ بِالْجَمْرَةِ

اسے انگوٹھے کی پیٹھ پر رکھے اور شہادت کی انگلی سے مدد دے، پھینکنے والے اور گرنے کی جگہ کے درمیان پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔ اگر کسی آدمی یا کجاوے پر جا لگی اور ٹھہر گئی تو دوبارہ مارے اور اگر اسی طریقے پر چلتی ہوئی گر گئی تو کافی ہے۔ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے۔

اس کے بعد حج افراد والا چاہیے تو قربانی کرے[1] پھر سر منڈوائے یا بال کٹوائے منڈوانا افضل ہے اور اس میں سر کا چوتھائی حصہ کافی ہے۔ کٹوانا یہ ہے کہ بالوں کے کنارے سے انگلی کے پورے کی مقدار بال کاٹے اب اس کیلیے جماع کے علاوہ باقی تمام کام جائز ہیں۔

پھر اسی دن یا اگلے دن یا اس کے بعد مکہ مکرمہ آئے اور بیت اللہ شریف کا طواف کرے یہ طوافِ زیارت[2] ہے، سات چکر لگائے اور اب اس کے لیے جماع بھی جائز ہے۔ ان دنوں میں پہلا دن افضل ہے اگر اس سے مؤخر کیا تو واجب میں تاخیر کی وجہ سے ایک بکری لازم ہوگی۔ پھر منیٰ کی طرف لوٹے اور وہاں ہی ٹھہرے قربانی کے دوسرے دن جب سورج ڈھل جائے تو تینوں جمروں کو کنکریاں مارے، اس جمرہ سے ابتداء کرے

---

[1] اس پر قربانی واجب نہیں لہٰذا اختیار ہے۔

[2] اسی کو طوافِ افاضہ بھی کہتے ہیں اور یہ فرض ہے۔

marfat.com

الَّتِيْ تَلِي مَسْجِدَ الْخَيْفِ فَيَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ مَاشِيًا يُكَبِّرُ بِكُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَقِفُ عِنْدَهَا دَاعِيًا بِمَا أَحَبَّ حَامِدًا اللّٰهِ تَعَالٰى مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ وَيَسْتَغْفِرُ لِوَالِدَيْهِ وَإِخْوَانِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ

ثُمَّ يَرْمِي الثَّانِيَةَ الَّتِيْ تَلِيْهَا مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَقِفُ عِنْدَهَا دَاعِيًا ثُمَّ يَرْمِيْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ رَاكِبًا وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا فَإِذَا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ مِنْ أَيَّامِ النَّحْرِ رَمَى الْجِمَارَ الثَّلَاثَ بَعْدَ الزَّوَالِ كَذٰلِكَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلَ نَفَرَ إِلٰى مَكَّةَ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَإِنْ أَقَامَ إِلَى الْغُرُوْبِ كُرِهَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ[1] وَإِنْ طَلَعَ الْفَجْرُ وَهُوَ بِمِنًى فِي الرَّابِعِ لَزِمَهُ الرَّمْيُ وَجَازَ قَبْلَ الزَّوَالِ وَالْأَفْضَلُ بَعْدَهُ وَكُرِهَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

جو مسجد خیف کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ پیدل چلتے ہوئے اسے سات کنکریاں مارے ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے پھر اس کے پاس ٹھہر کر جو دعا چاہے مانگے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے، دعا مانگتے ہوئے ہاتھوں کو اٹھاتے اور اپنے ماں باپ نیز مسلمان بھائیوں کے لیے بخشش مانگے۔

اس کے بعد دوسرے جمرے کو جو اس کے ساتھ ملا ہوا ہے، اسی طرح مارے اس کے پاس بھی دعا مانگتا ہوا کھڑا ہو پھر سواری کی حالت میں جمرہ عقبہ کو مارے اور اس کے پاس نہ ٹھہرے جب قربانی کا تیسرا دن ہو تو زوال کے بعد تینوں جمروں کو اسی طرح مارے۔

اگر جلدی ہو تو سورج غروب ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ کی طرف چلا جائے[1]۔ غروب آفتاب تک ٹھہرنا مکروہ ہے لیکن اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا۔ اگر چوتھے دن منیٰ ہی میں سورج طلوع ہو جائے تو اس پر کنکریاں مارنا لازم ہوں گی اور یہ زوال سے پہلے بھی جائز ہیں لیکن بعد میں مارنا افضل ہے۔ طلوع آفتاب سے پہلے مارنا مکروہ ہے۔

---

[1] یعنی اگر گھر کی طرف واپسی کی جلدی ہو تو بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب سے پہلے ہی منیٰ سے چلا جائے۔

وَكُلُّ رَمْيٍ بَعْدَهُ رَمْيٌ يَرْمِيهِ مَاشِيًا لِيَدْعُوَ بَعْدَهُ وَإِلَّا رَاكِبًا لِيَذْهَبَ عَقِبَهُ بِلَا دُعَاءٍ وَكُرِهَ الْمَبِيتُ بِغَيْرِ مِنًى لَيَالِيَ الرَّمْيِ ثُمَّ إِذَا رَحَلَ إِلَى مَكَّةَ نَزَلَ بِالْمُحَصَّبِ سَاعَةً ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ وَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ بِلَا رَمَلٍ وَسَعْيٍ إِنْ قَدَّمَهُمَا وَهٰذَا طَوَافُ الْوَدَاعِ وَيُسَمّٰى أَيْضًا طَوَافَ الصَّدَرِ وَهٰذَا وَاجِبٌ إِلَّا عَلٰى أَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ أَقَامَ بِهَا وَيُصَلِّيْ بَعْدَهُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَأْتِيْ زَمْزَمَ فَيَشْرَبُ مِنْ مَآءِهَا وَيَسْتَخْرِجُ الْمَآءَ مِنْهَا بِنَفْسِهِ إِنْ قَدَرَ وَيَسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ وَيَتَضَلَّعُ مِنْهُ وَيَتَنَفَّسُ فِيْهِ مِرَارًا وَيَرْفَعُ بَصَرَهُ كُلَّ مَرَّةٍ يَنْظُرُ إِلَى الْبَيْتِ وَيَصُبُّ عَلٰى جَسَدِهٖ إِنْ تَيَسَّرَ وَإِلَّا يَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ وَيَنْوِيْ بِشُرْبِهٖ مَاشَآءَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا شَرِبَ يَقُوْلُ

ہر وہ رمی جس کے بعد رمی ہو اسے پیدل چلتے ہوئے مارو تاکہ اس کے بعد دعا مانگو ورنہ سوار ہو کر مارو تاکہ اس کے بعد دُعا کے بغیر چلے جاؤ۔ رمی کی راتوں میں منٰی کے علاوہ کہیں رات گزارنا مکروہ ہے۔[1]

پھر جب مکہ مکرمہ کی طرف کوچ کرے تو ایک ساعت وادی محصب میں اترے اس کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر سات چکر طواف کرے۔ اگر اس سے پہلے رمل اور سعی کر چکا ہے تو اب نہ کرے یہ طواف وداع ہے اس کو طوافِ صدر بھی کہتے ہیں یہ اہلِ مکہ اور وہ لوگ جو وہاں مقیم ہیں اُن کے علاوہ سب پر واجب ہے اس کے بعد دو رکعتیں پڑھے پھر آب زمزم کے پاس آئے اور اس کا پانی پیے۔ اگر طاقت ہو تو پانی خود نکالے بیت اللہ شریف کی طرف منہ کرکے خوب سیر ہو کے پیے۔ کئی بار سانس لے اور ہر بار نگاہیں اٹھا کر بیت اللہ شریف کی طرف دیکھے۔ اگر آسانی سے ہو سکے تو اپنے جسم پر بھی ڈالے ورنہ اپنے چہرے اور سر پر ملے اور پیتے وقت جو چاہے نیت کرے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آب زمزم نوش فرماتے وقت یوں دعا مانگتے تھے۔

---

[1] رمی کی راتیں وہ ہیں جو دن کے بعد آتی ہیں لہٰذا دس ذوالحجہ کے بعد والی رات رمی کی پہلی رات ہے۔ اور تیرہ ذوالحجہ کے بعد والی رات رمی کی آخری رات ہے۔

marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ شِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَہٗ وَیُسْتَحَبُّ بَعْدَ شُرْبِہٖ اَنْ یَّأْتِیَ بَابَ الْكَعْبَۃِ وَیُقَبِّلُ الْعَتَبَۃَ ثُمَّ یَاْتِیْ اِلَی الْمُلْتَزَمِ وَھُوَ مَا بَیْنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَالْبَابِ فَیَضَعُ صَدْرَہٗ وَوَجْھَہٗ عَلَیْہِ وَیَتَشَبَّثُ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَۃِ سَاعَۃً یَّتَضَرَّعُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِالدُّعَاءِ بِمَا اَحَبَّ مِنْ اُمُوْرِ الدَّارَیْنِ وَیَقُوْلُ اللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا بَیْتُكَ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ مُبَارَكًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ اَللّٰھُمَّ كَمَا ھَدَیْتَنِیْ لَہٗ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ وَلَا تَجْعَلْ ھٰذَا اٰخِرَ الْعَھْدِ مِنْ بَیْتِكَ وَارْزُقْنِیَ الْعَوْدَ اِلَیْہِ حَتّٰی تَرْضٰی عَنِّیْ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

(ترجمہ) "یا اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم، وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمزم کا پانی ہر اس مقصد کے لیے ہے جس کے لیے پیا جاتے۔ آب زمزم پینے کے بعد مستحب ہے کہ کعبۃ اللہ کے دروازے کے پاس آئے اور چوکھٹ کو بوسہ دے۔ پھر ملتزم کے پاس آئے اور یہ حجرِ اسود اور دروازے کے درمیان کی جگہ ہے اس پر اپنا سینہ اور چہرہ رکھے اور کچھ دیر کے لیے کعبہ شریف کے پردوں کو پکڑے اور نہایت عاجزی کے ساتھ دنیا و آخرت کے بارے میں جو دعا چاہے مانگے اور یوں کہے۔

(ترجمہ) یا اللہ! یہ تیرا گھر ہے جسے تو نے مبارک اور تمام جہان والوں کے لیے ہدایت بنایا۔

یا اللہ! جس طرح تو نے مجھے اس کی طرف ہدایت عطا فرمائی اُسے میری طرف سے قبول بھی فرما اسے اپنے گھر کی آخری حاضری نہ بنا اور مجھے دوبارہ آنے کی توفیق عطا فرما یہاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے میں تیری رحمت کا سہارا لیتا ہوں اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

---

marfat.com

وَالْمُلْتَزَمُ مِنَ الْأَمَاكِنِ الَّتِي يُسْتَجَابُ فِيهَا الدُّعَاءُ بِمَكَّةَ الْمُشَرَّفَةِ وَهِيَ خَمْسَةَ عَشَرَ مَوْضِعًا نَقَلَهَا الْكَمَالُ بْنُ الْهُمَامِ عَنْ رِسَالَةِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِقَوْلِهِ فِي الطَّوَافِ وَعِنْدَ الْمُلْتَزَمِ وَتَحْتَ الْمِيزَابِ وَفِي الْبَيْتِ عِنْدَ زَمْزَمَ وَخَلْفَ الْمَقَامِ وَعَلَى الصَّفَا وَعَلَى الْمَرْوَةِ وَفِي السَّعْيِ وَفِي عَرَفَاتٍ وَفِي مِنًى وَعِنْدَ الْجَمَرَاتِ (انتهى) وَالْجَمَرَاتُ تُرْمَى فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ يَوْمَ النَّحْرِ وَثَلَاثَةٍ بَعْدَهُ كَمَا تَقَدَّمَ وَذَكَرْنَا اسْتِجَابَتَهُ أَيْضًا عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ الْمُكَرَّمِ وَيُسْتَحَبُّ دُخُولُ الْبَيْتِ الشَّرِيفِ الْمُبَارَكِ إِنْ لَمْ يُؤْذِ أَحَدًا وَيَنْبَغِي أَنْ يَقْصِدَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ وَهُوَ قِبَلَ وَجْهِهِ وَقَدْ جَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِهِ حَتّٰى يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِي قِبَلَ وَجْهِهِ قُرْبُ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ ثُمَّ يُصَلِّي فَإِذَا صَلَّى إِلَى الْجِدَارِ يَضَعُ خَدَّهُ عَلَيْهِ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ ثُمَّ يَأْتِي الْأَرْكَانَ فَيَحْمَدُ

ملتزم مکہ مکرمہ کے ان مقامات میں سے ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے اور یہ پندرہ مقامات ہیں جن کو حضرت کمال ابن ہمام رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے رسالہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں (۱) طواف میں (۲) ملتزم کے پاس (۳) میزاب[1] کے نیچے (۴) بیت اللہ شریف میں (۵) زمزم کے پاس (۶) مقام ابراہیم کے پیچھے (۷) صفا پر (۸) مروہ پر (۹) سعی کے دوران (۱۰) عرفات میں (۱۱) منیٰ میں (۱۲ تا ۱۵) چار دن کنکریاں مارنے کے وقت۔

کنکریاں چار دن ماری جاتی ہیں۔ قربانی کے دن اور اس کے بعد تین دن جیسے پہلے گزر چکا ہے بیت اللہ شریف کی زیارت کے وقت دعا کی قبولیت کا ذکر بھی ہم نے کیا ہے اگر کسی کو تکلیف پہنچائے بغیر ہو سکے تو بیت اللہ شریف میں داخل ہونا مستحب ہے اور چاہیے کہ اس جگہ کا قصد کرے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی وہ مقام اس کے چہرے کے سامنے ہے اور دروازے کو پیٹھ کی طرف کرے۔ یہاں تک کہ اس کے اور سامنے والی دیوار کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتے پھر نماز پڑھے جب دیوار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو اس پر اپنا رخسار رکھے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے پھر اس کی حمد و ثنا کرے۔ اس کے بعد ارکان کے پاس آئے

---

[1] بیت اللہ شریف کی چھت پر لگا ہوا پرنالہ میزاب کہلاتا ہے۔

(بقیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

وَيُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيَسْأَلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا شَآءَ وَيَلْزَمُ الْاَدَبُ مَا اسْتَطَاعَ بِظَاهِرِهٖ وَبَاطِنِهٖ وَلَيْسَتِ الْبَلَاطَةُ الْخَضْرَآءُ الَّتِيْ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَمَا تَقُوْلُهُ الْعَامَّةُ مِنْ اِنَّهُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى وَهُوَ مَوْضِعٌ عَالٍ فِيْ جِدَارِ الْبَيْتِ بِدْعَةٌ بَاطِلَةٌ لَا اَصْلَ لَهَا وَالْمِسْمَارُ الَّذِيْ فِيْ وَسْطِ الْبَيْتِ يُسَمُّوْنَهٗ سُرَّةَ الدُّنْيَا يَكْشِفُ اَحَدُهُمْ عَوْرَتَهٗ وَسُرَّتَهٗ وَيَضَعُهَا عَلَيْهِ فِعْلُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَهٗ فَضْلًا عَنْ عِلْمٍ كَمَا قَالَهُ الْكَمَالُ وَاِذَا اَرَادَ الْعَوْدَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّنْصَرِفَ بَعْدَ طَوَافِهٖ لِلْوَدَاعِ وَهُوَ يَمْشِيْ اِلٰى وَرَآئِهٖ وَوَجْهُهٗ اِلَى الْبَيْتِ بَاكِيًا اَوْ مُتَبَاكِيًا مُتَحَسِّرًا عَلٰى فِرَاقِ الْبَيْتِ حَتّٰى يَخْرُجَ

تحمید تہلیل، تسبیح اور تکبیر کہے اور جو چاہے اللہ تعالیٰ سے مانگے ظاہری اور باطنی طور پر جس قدر ممکن ہو ادب لازمی ہے دو ستونوں کے درمیان سبز فرش حضور علیہ السلام کی جائے نماز نہیں۔

اور جسے عام لوگ عروہ وثقیٰ (مضبوط رسی) کہتے ہیں اور وہ بیت اللہ شریف کی دیوار کی اونچی جگہ ہے۔ یہ قول بدعت باطلہ ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں بیت اللہ شریف کے وسط میں کیل جس کا نام دنیا کی ناف رکھتے ہیں اور ان میں سے کوئی ایک اپنی شرمگاہ اور ناف کو ننگا کر کے اس پر رکھتا ہے یہ بے عقل لوگوں کا کام ہے۔ اہل علم کا نہیں جیساکہ کمال ابن ھمام رحمۃ اللہ نے فرمایا۔

جب گھر کی طرف لوٹنا چاہے تو چاہیے کہ طواف وداع کے بعد اس طرح واپس ہو کہ پیچھے کی طرف چلے اور چہرہ بیت اللہ شریف کی طرف ہو۔ روتے یا رونے کی حالت بناتے اور بیت اللہ شریف کی جدائی پر افسوس کرے۔ حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکل جائے۔ مکہ مکرمہ سے واپسی پر

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۲ے قربانی کے دن اور اس کے بعد تین دن کنکریاں ماری جاتی ہیں البتہ کسی نے جلدی واپس لوٹنا ہو تو تیرہ ذوالحجہ کی رمی چھوڑ بھی سکتا ہے۔

(صفحہ ہذا) ۱ے الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، سبحان اللہ اور اللہ اکبر پڑھے۔

مِنْ مَكَّةَ مِنْ بَابِ بَنِيْ شَيْبَةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى وَالْمَرْاَةُ فِيْ جَمِيْعِ اَفْعَالِ الْحَجِّ كَالرَّجُلِ غَيْرَ اَنَّهَا لَا تَكْشِفُ رَاْسَهَا وَتَسْدُلُ عَلٰى وَجْهِهَا شَيْئًا تَحْتَهٗ عِيْدَانٌ كَالْقُبَّةِ تَمْنَعُ مَسَّهٗ بِالْغِطَاءِ وَلَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالتَّلْبِيَةِ وَلَا تَرْمُلُ وَلَا تُهَرْوِلُ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ بَلْ تَمْشِيْ عَلٰى هِيْنَتِهَا فِيْ جَمِيْعِ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَا تَحْلِقُ وَتُقَصِّرُ وَتَلْبَسُ الْمَخِيْطَ وَلَا تُزَاحِمُ الرِّجَالَ فِيْ اِسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَ هٰذَا تَمَامُ حَجِّ الْمُفْرِدِ وَهُوَ دُوْنَ الْمُتَمَتِّعِ فِي الْفَضْلِ وَالْقِرَانُ اَفْضَلُ مِنَ التَّمَتُّعِ.

(**فَصْلٌ**) اَلْقِرَانُ هُوَ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنَ اِحْرَامِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَيَقُوْلُ بَعْدَ صَلٰوةِ رَكْعَتَيِ الْاِحْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَيَسِّرْهُمَا لِيْ وَتَقَبَّلْهُمَا

ثنیۃ السفلیٰ کی جانب باب بنی شیبہ سے نکلے۔

عورت تمام کاموں میں مرد کی طرح ہے سوائے اس کے کہ وہ اپنا سر ننگا نہ کرے اور اپنے چہرے پر کوئی چیز لٹکائے جس کے نیچے لکڑیاں رکھ کر قبے کی طرح بنا دے تاکہ وہ کپڑے کو چہرے سے مس نہ ہونے دے۔ تلبیہ بلند آواز سے کہے نہ رمل کرے اور نہ ہی دو سبز میلوں کے درمیان سعی کرتے ہوئے دوڑے بلکہ صفا مروہ کے درمیان سعی میں اپنی عام رفتار سے چلے۔

سر نہ منڈائے بلکہ بال کٹوائے سلے ہوئے کپڑے پہنے، حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے مردوں کی بھیڑ میں نہ جائے اس طرح مفرد کا حج مکمل ہو گیا۔ فضیلت میں یہ متمتع سے کم ہے اور تمتع سے قران افضل ہے[1]۔

قران:

قران حج اور عمرہ کے احرام کو جمع کرنا ہے احرام کی دو رکعتوں کے بعد کہے۔

"یا اللہ! میں عمرہ اور حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ پس ان دونوں کو میرے لیے آسان کر دے اور مجھ سے قبول فرما۔"

---

[1] احناف کے نزدیک سب سے زیادہ فضیلت قران کی ہے پھر تمتع اور اس کے بعد حج افراد کا مقام ہے کیونکہ قران میں مشقت بھی زیادہ اٹھانا پڑتی ہے اور ایک ہی سفر میں دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ حج بھی اور عمرہ بھی۔ تمتع میں حج اور عمرہ دونوں کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جب کہ حج افراد میں صرف حج ہوتا ہے۔

marfat.com

مِنًى ثُمَّ يُلَبِّي فَإِذَا دَخَلَ مَكَّةَ بَدَأَ بِطَوَافِ الْعُمْرَةِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ يَرْمُلُ
فِي الثَّلَاثَةِ الْأُوَلِ فَقَطْ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّفَا وَ
يَقُومُ عَلَيْهِ دَاعِيًا مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ يَهْبِطُ نَحْوَ الْمَرْوَةِ وَيَسْعٰى بَيْنَ الْمِيلَيْنِ فَيُتِمُّ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ وَهٰذِهٖ
أَفْعَالُ الْعُمْرَةِ وَالْعُمْرَةُ سُنَّةٌ[1] ثُمَّ يَطُوفُ طَوَافَ الْقُدُومِ لِلْحَجِّ ثُمَّ يُتِمُّ أَفْعَالَ
الْحَجِّ كَمَا تَقَدَّمَ فَإِذَا رَمٰى فِي يَوْمِ النَّحْرِ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَجَبَ عَلَيْهِ ذَبْحُ شَاةٍ
أَوْ سُبُعِ بَدَنَةٍ فَإِذَا لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ قَبْلَ مَجِيءِ يَوْمِ النَّحْرِ
مِنْ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَسَبْعَةِ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْحَجِّ وَلَوْ بِمَكَّةَ بَعْدَ مُضِيِّ
أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَلَوْ فَرَّقَهَا جَازَ

اس کے بعد تلبیہ کہے جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو تو پہلے طواف کے سات چکر لگائے اور صرف پہلے تین میں رمل کرے پھر طواف کی دو رکعتیں پڑھے اس کے بعد صفا کی طرف نکل جائے اور اس پر کھڑا ہو کر تکبیر و تہلیل اور تلبیہ کہے نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے۔ اس کے بعد مروہ کی طرف اتر جائے۔ دو میلوں کے درمیان سعی کرے اور اس طرح سات چکر پورے کرے۔ یہ عمرہ کے افعال ہیں اور عمرہ سنت ہے پھر حج کے لیے طواف قدوم کرے اس کے بعد حج کے افعال پورے کرے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ قربانی کے دن جب جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارے تو اس پر ایک بکری یا اونٹ (گائے وغیرہ) کا ساتواں حصہ واجب ہے۔ اگر نہ پائے تو حج کے دنوں میں ہی قربانی کے دن سے پہلے تین روزے رکھے اور سات روزے حج سے فراغت کے بعد رکھے۔ اگرچہ مکہ مکرمہ میں ہو جب کہ ایام تشریق گزر جائیں[2] اگر جدا جدا کر کے رکھے تب بھی جائز ہے۔

---

[1] یہ شخص عمرہ کر کے احرام نہیں کھولے گا بلکہ حج کی تکمیل تک اسی طرح احرام باندھے رکھے گا۔

[2] ایام تشریق میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ کیونکہ عید کے دو دن اور تین ایام تشریق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہمانی کے دن ہیں۔

marfat.com

(فَصْلٌ) اَلتَّمَتُّعُ هُوَ اَنْ يُّحْرِمَ بِالْعُمْرَةِ فَقَطْ مِنَ الْمِيْقَاتِ فَيَقُوْلُ بَعْدَ صَلٰوةِ رَكْعَتَيِ الْاِحْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ ثُمَّ يُلَبِّيْ حَتّٰى يَدْخُلَ مَكَّةَ فَيَطُوْفُ بِهَا وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ بِاَوَّلِ طَوَافِهٖ وَيَرْمُلُ فِيْهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ ثُمَّ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ بَعْدَ الْوُقُوْفِ عَلَى الصَّفَا .... كَمَا تَقَدَّمَ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ ثُمَّ يَحْلِقُ رَاْسَهٗ اَوْ يُقَصِّرُ اِذَا لَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ وَحَلَّ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْجِمَاعِ وَغَيْرِهٖ اَوْ يَسْتَمِرُّ حَلَالًا وَاِنْ سَاقَ الْهَدْيَ لَا يَتَحَلَّلُ مِنْ عُمْرَتِهٖ فَاِذَا جَاءَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ يُحْرِمُ بِالْحَجِّ مِنَ الْحَرَمِ وَيَخْرُجُ اِلٰى مِنًى فَاِذَا

تمتع:

تمتع[1] یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرے کا احرام باندھے[2] اور احرام کی دو رکعتوں کے بعد کہے یا اللہ! میں عمرے کا ارادہ کرتا ہوں اسے میرے لیے آسان کر دے اور مجھ سے قبول فرما۔ پھر تلبیہ کہے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہو جائے اور عمرے کا طواف کرے اور طواف کے شروع میں ہی تلبیہ کہنا چھوڑ دے اور اس میں رمل بھی کرے پھر طواف کی دو رکعتیں پڑھے پھر صفا پر ٹھہرنے کے بعد صفا مروہ کے درمیان سات چکر سعی کرے جیسا کہ پہلے گزر گیا۔ سر منڈائے یا بال کٹوائے جب کہ قربانی کا جانور ساتھ نہ لے گیا ہو۔ اب جماع وغیرہ تمام کام جائز ہو گئے۔ اب یہ غیر محرم رہے گا۔

اور اگر قربانی کا جانور ساتھ لے گیا ہے تو عمرہ کے احرام سے نہ نکلے اور جب آٹھویں ذوالحجہ کا دن ہو تو حرم میں ہی حج کا احرام باندھے اور منیٰ کی طرف نکل جائے۔

---

[1] تمتع کا لفظی معنیٰ فائدہ اٹھانا ہے چونکہ اس صورت میں حج کرنے والا ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ دونوں سے بیک وقت فائدہ اٹھاتا ہے لہٰذا اس کو تمتع کہتے ہیں۔

[2] یہ مسئلہ خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کیونکہ میقات سے حج کا احرام باندھنے کی صورت میں عمرہ نہیں کر سکتے اور اگر ساتھ ہی عمرہ کا احرام بھی باندھیں تو اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتے جب تک حج کے افعال مکمل نہ کر لیے جائیں۔

marfat.com

رمى جمرة العقبة يوم النحر لزمه ذبح شاة او سبع بدنة فان لم يجد صام ثلاثة ايام قبل مجئ يوم النحر وسبعة اذا رجع كالقارن فان لم يصم الثلاثة حتى جاء يوم النحر تعين عليه ذبح شاة ولا يجزئه صوم ولا صدقة

(**فصل**) العمرة سنة وتصح في جميع السنة وتكره يوم عرفة ويوم النحر وايام التشريق وكيفيتها ان يحرم لها من مكة من الحل بخلاف احرامه للحج فانه من الحرم واما الآفاقي الذي لم يدخل مكة فيحرم اذا قصدها من الميقات ثم يطوف ويسعى لها ثم يحلق وقد حل منها كما بيناه بحمد الله

قربانی کے دن جب جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارے گا تو ایک بکری یا اونٹ (گائے وغیرہ) کا ساتواں حصہ ذبح کرنا لازم ہوگا۔ اگر نہ پائے تو قربانی کا دن آنے سے پہلے تین دن کے روزے رکھے اور سات روزے واپسی پر رکھے جیسے قارن کرتا ہے۔ اگر قربانی کا دن آنے تک تین روزے نہ رکھے تو قربانی لازم ہو جائے گی اور اس کی جگہ روزہ اور صدقہ کافی نہ ہوں گے۔

عمرہ:

عمرہ سنت ہے اور یہ تمام سال میں صحیح ہے البتہ عرفہ اور قربانی کے دن نیز ایام تشریق میں مکروہ (تحریمی) ہے[1] اس کا طریقہ یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں حرم کے باہر سے احرام باندھے بخلاف احرام حج کے وہ حرم سے باندھا جاتا ہے[2] باہر والے لوگ جو مکہ کی حدود میں داخل نہیں جب مکہ مکرمہ جانے کا قصد کریں تو میقات سے احرام باندھیں پھر عمرہ کیلیے طواف اور سعی کرے اور حلق کرائے اب اس کے لیے تمام باتیں حلال ہوگئیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے[3]۔ الحمد للہ۔

---

[1] حج کی طرح اس کے لیے خاص دن مقرر نہیں ہیں البتہ حج کے دنوں (دس تا تیرہ ذوالحجہ) میں نہ کرے۔ رمضان شریف میں عمرہ کرنے کی زیادہ فضیلت ہے۔

[2] اہل مکہ کو بھی حرم سے باہر جا کر احرام باندھ کر آنا ہوتا ہے۔

[3] عمرہ کے یہی افعال ہیں۔ احرام باندھنا، طواف کرنا، سعی کرنا اور سر منڈانا۔

marfat.com

(تنبیہ) وَاَفْضَلُ الْاَیَّامِ یَوْمُ عَرَفَةَ اِذَا وَافَقَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِیْنَ حَجَّةً فِیْ غَیْرِ جُمُعَةٍ رَوَاهُ صَاحِبُ مِعْرَاجِ الدِّرَایَةِ بِقَوْلِهٖ وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَفْضَلُ الْاَیَّامِ یَوْمُ عَرَفَةَ اِذَا وَافَقَ جُمُعَةً وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِیْنَ حَجَّةً ذَكَرَهٗ فِیْ تَجْرِیْدِ الصِّحَاحِ بِعَلَامَةِ الْمُؤَطَّا وَكَذَا قَالَهُ الزَّیْلَعِیُّ شَارِحُ الْكَنْزِ. وَالْمُجَاوَرَةُ بِمَكَّةَ مَكْرُوْهَةٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِعَدَمِ الْقِیَامِ بِحُقُوْقِ الْبَیْتِ وَالْحَرَمِ وَنَفَی الْكَرَاهَةَ صَاحِبَاهُ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی

بَابُ الْجِنَایَاتِ

هِیَ عَلٰی قِسْمَیْنِ جِنَایَةٌ عَلَی الْاِحْرَامِ وَجِنَایَةٌ عَلَی الْحَرَمِ وَالثَّانِیَةُ لَاتَخْتَصُّ

جمعہ کا حج:

یوم عرفہ جمعۃ المبارک سے مطابق ہو جائے تو یہ سب سے افضل دن ہے۔ غیر جمعہ کے ستر بار حج سے اس کی فضیلت زیادہ ہے معراج الدرایہ کے مصنف نے اسے یوں روایت کیا ہے۔

فرماتے ہیں "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا تمام دنوں سے افضل عرفہ کا دن ہے جب وہ جمعہ کے دن آئے اور یہ ستر بار حج سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اس کو موطا کی علامت کے ساتھ تجرید الصحاح میں ذکر کیا ہے۔ کنز الدقائق کے شارح امام زیلعی رحمہ اللہ نے اسی طرح فرمایا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کرنا مکروہ ہے کیونکہ بیت اللہ شریف اور حرم کے حقوق قائم نہیں کر سکے گا جب کہ صاحبین رحمہ اللہ نے کراہت کی نفی کی ہے۔

جنایات:

جنایات[1] کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کا تعلق احرام سے ہے اور دوسری حرم سے متعلق ہے۔ دوسری قسم کی جنایت محرم کے ساتھ خاص نہیں۔

---

[1] جنایات، جنایت کی جمع ہے یہاں اس سے وہ کام مراد ہیں جو حج اور عمرہ کے دوران منع ہے۔

marfat.com

بِالْمُحْرِمِ وَجِنَايَةُ الْمُحْرِمِ عَلٰى اَقْسَامٍ مِنْهَا مَا يُوْجِبُ دَمًا وَ مِنْهَا مَا يُوْجِبُ صَدَقَةً وَهِيَ نِصْفُ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ وَّ مِنْهَا مَا يُوْجِبُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَ مِنْهَا مَا يُوْجِبُ الْقِيْمَةَ وَهِيَ جَزَآءُ الصَّيْدِ وَيَتَعَدَّدُ الْجَزَآءُ بِتَعَدُّدِ الْقَاتِلِيْنَ الْمُحْرِمِيْنَ فَالَّتِيْ تُوْجِبُ دَمًا هِيَ مَا لَوْ طَيَّبَ مُحْرِمٌ بَالِغٌ عُضْوًا اَوْ خَضَبَ رَأْسَهٗ بِحِنَّاءٍ اَوِ ادَّهَنَ بِزَيْتٍ وَنَحْوِهٖ اَوْ لَبِسَ مَخِيْطًا اَوْ سَتَرَ رَأْسَهٗ يَوْمًا كَامِلًا اَوْ حَلَقَ رُبُعَ رَأْسِهٖ اَوْ مَحْجَمَهٗ اَوْ اَحَدَ اِبْطَيْهِ اَوْ عَانَتَهٗ اَوْ رَقَبَتَهٗ اَوْ قَصَّ اَظْفَارَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِمَجْلِسٍ اَوْ يَدًا اَوْ رِجْلًا اَوْ تَرَكَ وَاجِبًا مِّمَّا تَقَدَّمَ بَيَانُهٗ وَ فِيْ اَخْذِ شَارِبِهٖ حُكُوْمَةٌ۔

محرم کی جنایت کئی قسم پر ہے ان میں سے ایک وہ ہے جس سے جانور ذبح کرنا ضروری ہے۔ دوسری وہ ہے جس سے صدقہ لازم ہوتا ہے اور وہ گندم کا نصف صاع (یا اس کی قیمت) ہے۔ تیسری قسم وہ ہے جس کی وجہ سے اس سے کم صدقہ لازم آتا ہے۔ چوتھی قسم وہ ہے جس سے قیمت لازم ہوتی ہے اور یہ شکار کا بدلہ ہے متعدد شکار کرنے والے محرموں پر بدلہ بھی اسی تعداد کے مطابق ہوگا[1] جس جنایت سے جانور ذبح کرنا لازمی ہوتا ہے وہ یہ ہیں محرم بالغ نے کسی عضو پر خوشبو لگائی سر پر مہندی لگائی، زیتون وغیرہ کا تیل لگایا یا سلا ہوا کپڑا پہنا، ایک پورا دن سر کو ڈھانپے رکھا، سر کا چوتھا حصہ یا حجامت (سینگی لگوانے) کی جگہوں، ایک بغل، زیر ناف یا گردن کے بال کٹوائے ایک مجلس میں ہاتھوں اور پاؤں یا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے ناخن کاٹے یا کسی واجب کو چھوڑ دیا جن کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ مونچھیں کاٹنے میں عدل کے ساتھ فیصلہ ہوگا[2]

---

[1] اگر دو یا تین محرموں نے مل کر شکار کیا تو سزا کے طور پر تین جانور ذبح کرنا ہوں گے۔

[2] دیکھا جائے گا کہ داڑھی کے چوتھائی حصے کے برابر ہے یا کم اگر برابر ہے تو ایک چھوٹا جانور یا بڑے جانور کا ساتواں حصہ واجب ہوگا۔

وَالَّتِیْ تُوجِبُ الصَّدَقَۃَ بِنِصْفِ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ قِیْمَتِہٖ ھِیَ مَا لَوْ طَیَّبَ اَقَلَّ مِنْ رُبُعِ رَاْسِہٖ اَوْ قَصَّ ظُفْرًا وَکَذَا لِکُلِّ ظُفْرٍ نِصْفُ صَاعٍ اِلَّا اَنْ یَّبْلُغَ الْمَجْمُوْعُ دَمًا فَیَنْقُصُ مَا شَاءَ مِنْہُ کَخَمْسَۃٍ مُتَفَرِّقَۃٍ

اَوْ طَافَ لِلْقُدُوْمِ اَوْ لِلصَّدْرِ مُحْدِثًا وَتَجِبُ شَاۃٌ وَلَوْ طَافَ جُنُبًا اَوْ تَرَکَ شَوْطًا مِنْ طَوَافِ الصَّدْرِ وَکَذَا لِکُلِّ شَوْطٍ مِنْ اَقَلِّہٖ اَوْ حَصَاۃً مِنْ اِحْدَی الْجِمَارِ وَکَذَا لِکُلِّ حَصَاۃٍ فِیْمَا لَمْ یَبْلُغْ رَمْیَ یَوْمٍ اِلَّا اَنْ یَّبْلُغَ دَمًا فَیَنْقُصُ مَا شَاءَ اَوْ حَلَقَ رَاْسَ غَیْرِہٖ اَوْ قَصَّ اَظْفَارَہٗ وَاِنْ تَطَیَّبَ اَوْ لَبِسَ اَوْ حَلَقَ بِعُذْرٍ تَخَیَّرَ بَیْنَ الذَّبْحِ اَوِ التَّصَدُّقِ بِثَلَاثَۃِ اَصْوُعٍ عَلٰی سِتَّۃِ مَسَاکِیْنَ اَوْ صِیَامِ ثَلَاثَۃٍ

وہ چیز جس سے نصف صاع گندم یا اس کی قیمت واجب ہوتی ہے وہ یہ کہ ایک عضو سے کم کو خوشبو لگائے ایک دن سے کم وقت سلا ہوا کپڑا پہنے یا سر کو ڈھانپے یا سر کے چوتھے حصے سے کم منڈوائے یا ایک ناخن کاٹے اسی طرح ہر ناخن کے بدلے نصف صاع ہوگا یہاں تک کہ ان کا مجموعہ جانور کے ذبح تک پہنچ جائے پس اس سے جو چاہے کم کرے جس طرح پانچ متفرق ناخنوں کی صورت میں ہوتا ہے۔

طواف قدوم یا طواف صدر، بے وضو ہونے کی حالت میں کیا تو نصف صاع گندم ہوگی اگر طواف ناپاکی کی حالت میں کیا تو بکری واجب ہوگی۔ طواف صدر کا ایک پھیرا اسی طرح طواف کے کم حصے سے کوئی پھیرا چھوڑ دیا تو ہر پھیرے کے بدلے نصف صاع واجب ہوگا۔

تین جمروں میں سے ایک جمرے کی کوئی کنکری چھوڑ دی اسی طرح ہر کنکری کے بدلے نصف صاع ہوگا۔ جب تک ایک دن کی رمی کو نہ پہنچے[1] مگر جب دم کو پہنچ جاتے تو جو چاہے کم کرے[2]۔ غیر کا سر منڈایا اس کے ناخن کاٹے تو بھی صدقہ ہے۔

اگر کسی عذر کی وجہ سے خوشبو لگاتی سلے ہوئے کپڑے پہنے یا سر منڈوایا تو اسے اختیار ہے ذبح کرے یا چھ مسکینوں پر تین صاع صدقہ کرے یا تین روزے رکھے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۳ے یعنی جتنے ناخن کاٹے ہیں ان کا صدقہ جمع کیا جائے تو ایک جانور کی قیمت کو پہنچتا ہے تو اس سے کچھ کم کرے۔

(صفحہ ہٰذا) ۱ے اگر ایک دن کی رمی یا اس سے زائد چھوڑ دی تو جانور ذبح کرنا ہوگا۔

أَيَّامٍ وَالَّتِيْ تُوْجِبُ أَقَلَّ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ فَهِيَ مَا لَوْ قَتَلَ قَمْلَةً أَوْ جَرَادَةً فَيَتَصَدَّقُ بِمَا شَاءَ

وَالَّتِيْ تُوْجِبُ الْقِيْمَةَ فَهِيَ مَا لَوْ قَتَلَ صَيْدًا فَيُقَوِّمُهُ عَدْلَانِ فِيْ مَقْتَلِهِ أَوْ قَرِيْبٍ مِنْهُ فَإِنْ بَلَغَتْ هَدْيًا فَلَهُ الْخِيَارُ إِنْ شَاءَ اشْتَرَاهُ وَ ذَبَحَهُ أَوِ اشْتَرٰى طَعَامًا وَتَصَدَّقَ بِهِ لِكُلِّ فَقِيْرٍ نِصْفَ صَاعٍ أَوْ صَامَ عَنْ طَعَامِ كُلِّ مِسْكِيْنٍ يَوْمًا وَإِنْ فَضَلَ أَقَلُّ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ تَصَدَّقَ بِهِ أَوْ صَامَ يَوْمًا وَتَجِبُ قِيْمَةُ مَا نَقَصَ بِنَتْفِ رِيْشِهِ الَّذِيْ لَا يَطِيْرُ بِهِ وَشَعْرِهِ وَ قَطْعِ عُضْوٍ لَا يَمْنَعُهُ الْاِمْتِنَاعَ بِهِ

جو چیز نصف صاع سے کم صدقہ واجب کرتی ہے وہ جوں یا ٹڈی کو مارنا ہے۔ اب جو چاہے صدقہ کرے۔

جو چیز قیمت واجب کرتی ہے وہ شکار کرنا ہے جہاں شکار کیا وہاں یا اس کے قریب دو معتبر آدمی قیمت کریں اگر قربانی کے جانور کو پہنچ جائے تو اسے اختیار ہے خرید کر ذبح کرے یا غلہ خرید کر صدقہ کرے ہر فقیر کو نصف صاع دے یا ہر مسکین کے کھانے کے بدلے ایک دن کا روزہ رکھے اگر نصف صاع سے کم بچ جائے تو صدقہ کرے یا ایک دن کا روزہ رکھے۔ پرندے کے پر اکھیڑنے سے کہ وہ اُڑ نہ سکے، بال کاٹنے یا کوئی عضو کاٹنے سے کہ اسے اپنے دفاع میں رکاوٹ نہ ہو جو نقصان ہوا اُس کی قیمت دینا واجب ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۲؎ اگر متفرق کنکریوں کے صدقہ کو جمع کیا اور وہ دم کو پہنچ جائے تو اس سے کچھ کم کرلیا جائے۔

marfat.com

وَتَجِبُ الْقِيمَةُ بِقَطْعِ بَعْضِ قَوَائِمِهٖ وَنَتْفِ رِيشِهٖ وَكَسْرِ بَيْضِهٖ وَلَا يُجَاوَزُ عَنْ شَاةٍ بِقَتْلِ السَّبُعِ وَإِنْ صَالَ لَا شَيْءَ بِقَتْلِهٖ وَلَا يُجْزِئُ الصَّوْمُ بِقَتْلِ الْحَلَالِ صَيْدَ الْحَرَمِ وَلَا بِقَطْعِ حَشِيشِ الْحَرَمِ وَشَجَرَةِ النَّابِتِ بِنَفْسِهٖ وَلَيْسَ مِمَّا يُنْبِتُهُ النَّاسُ بَلِ الْقِيمَةُ وَحَرُمَ رَعْيُ حَشِيشِ الْحَرَمِ وَقَطْعُهٗ إِلَّا الْإِذْخَرَ وَالْكَمْأَةَ

(**فَصْلٌ**) وَلَا شَيْءَ بِقَتْلِ غُرَابٍ وَحِدَأَةٍ وَعَقْرَبٍ وَفَارَةٍ وَحَيَّةٍ وَكَلْبٍ عَقُورٍ وَبَعُوضٍ وَنَمْلٍ وَبُرْغُوثٍ وَقُرَادٍ وَسُلَحْفَاةٍ وَمَا لَيْسَ بِصَيْدٍ

(**فَصْلٌ**) اَلْهَدْيُ أَدْنَاهُ شَاةٌ وَهُوَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَمَا جَازَ

کوئی ٹانگ کاٹنے، پر اکھیڑنے اور انڈہ توڑنے سے بھی قیمت واجب ہوگی۔ اگر کسی درندے کو مارا تو قیمت بکری سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ اگر درندے نے اس پر حملہ کیا تو اس کو مارنے سے کچھ بھی لازم نہیں ہوگا غیر محرم حرم کا شکار کرے تو روزہ کفایت نہیں کرے گا اسی طرح اگر حرم کا گھاس یا خود رو بوٹیوں کو اکھاڑا اور یہ ان بوٹیوں میں سے نہ ہو جن کو لوگ خود اگاتے ہیں تو بھی روزہ کافی نہ ہوگا بلکہ قیمت واجب ہوگی۔ اذخر اور کماۃ[1] کے سوا حرم کا گھاس (جانوروں کو) چرانا یا کاٹنا حرام ہے۔

کوے، چیل، بچھو، چوہے، سانپ، پاگل کتے، مچھر، چیونٹی، کیکڑے، چچڑی اور کچھوے نیز جو چیز شکار نہیں اسے مارنے سے کچھ بھی لازم نہیں آئے گا[2]۔

قربانی کے جانور:

قربانی کا سب سے چھوٹا جانور بکری ہے۔ قربانی اونٹ، گائے اور بکری سے ہوتی ہے۔ جو جانور

---

[1] اذخر ایک خوشبودار گھاس ہے اور کماۃ وہ ہے جس کو سانپ کی چھتری کہا جاتا ہے۔

[2] حشرات الارض کو مارنے سے کچھ بھی لازم نہیں ہوگا کیونکہ نہ تو وہ شکار ہیں اور نہ ہی بدن سے پیدا ہوتے ہیں۔

marfat.com

فِی الضَّحَایَا جَازَ فِی الْهَدَایَا وَالشَّاةُ تَجُوزُ فِی کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا فِی طَوَافِ الرُّکْنِ جُنُبًا وَوَطْءٍ بَعْدَ الْوُقُوْفِ قَبْلَ الْحَلْقِ فَفِیْ کُلٍّ مِنْهُمَا بَدَنَةٌ وَخُصَّ هَدْیُ الْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ بِیَوْمِ النَّحْرِ فَقَطْ وَخُصَّ ذَبْحُ کُلِّ هَدْیٍ بِالْحَرَمِ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ تَطَوُّعًا وَتَعَیَّبَ فِی الطَّرِیْقِ فَیَنْحَرُ فِیْ مَحَلِّهٖ وَلَا یَاکُلُهٗ غَنِیٌّ وَفَقِیْرُ الْحَرَمِ وَغَیْرِهٖ سَوَآءٌ وَتُقَلَّدُ بَدَنَةُ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ فَقَطْ وَیَتَصَدَّقُ بِجِلَالِهٖ وَخِطَامِهٖ وَلَا یُعْطِیْ اَجْرَ الْجَزَّارِ مِنْهُ

وَلَا یَرْکَبُهٗ بِلَا ضَرُوْرَةٍ وَلَا یَحْلُبُ لَبَنَهٗ اِلَّا اَنْ بَعُدَ الْمَحَلُّ فَیَتَصَدَّقُ بِهٖ وَیَنْضِحُ ضَرْعَهٗ اِنْ قَرُبَ الْمَحَلُّ بِالنُّقَاخِ وَلَوْ نَذَرَ حَجًّا مَاشِیًا لَزِمَهٗ وَلَا یَرْکَبُ حَتّٰی یَطُوْفَ لِلرُّکْنِ فَاِنْ رَکِبَ اَرَاقَ دَمًا وَفُضِّلَ الْمَشْیُ عَلَی الرُّکُوْبِ

عیدالاضحیٰ کی قربانی میں جائز ہے وہی حج کی قربانی میں جائز ہے۔ بکری ہر چیز میں جائز ہے البتہ جنابت کی حالت میں فرض طواف کرنے اور وقوف کے بعد حلق سے پہلے وطی کرنے کی صورت میں بکری جائز نہیں۔ ان دونوں میں بدنہ (اونٹ یا گائے) ہوگا۔ صرف تمتع اور قران کی قربانی یوم نحر سے خاص ہے جب کہ باقی تمام قربانیاں حرم سے مخصوص ہیں مگر یہ کہ نفلی ہو اور راستے میں عیب ناک ہو جائے تو اسے وہیں ذبح کر دیا جائے اور اس کو مالدار آدمی نہ کھائے۔ حرم اور غیر حرم کا فقیر برابر ہیں۔ صرف نفلی، تمتع اور قران کے جانور کے گلے میں پٹہ ڈالا جائے[1] اس کی جھول اور لگام صدقہ کر دے قصاب کی اُجرت اس سے نہ دے۔

ضرورت کے بغیر اس پر سوار نہ ہو اور اس کا دودھ نہ دوہا جائے لیکن جگہ دور ہو تو دودھ کر صدقہ کر دے اگر جگہ قریب ہو تو اس کے تھنوں پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے۔ اگر کسی نے پیدل حج کی نذر مانی تو لازم ہو جائے گا اور وہ فرض طواف تک سوار نہ ہو اگر سوار ہوا تو خون بہائے (جانور ذبح کرے) جس آدمی کو طاقت ہو اس کیلیے سواری کی نسبت[2]

---

[1] گلے میں پٹہ ڈالنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ ہدی کا جانور ہے تاکہ اسے کوئی ایذاء نہ پہنچائے۔

[2] آج کے دور میں حالات بدل گئے ہیں لہٰذا وہ تمام قوانین جو دوسرے ممالک میں جانے کے لیے پیش نظر رکھنے پڑتے ہیں۔ ان کی تکمیل ضروری ہے مثلاً پاسپورٹ، ویزا وغیرہ۔

marfat.com

لِلْقَادِرِ عَلَيْهِ وَ فَّقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِفَضْلِهٖ وَ مَنَّ عَلَيْنَا بِالْعَوْدِ عَلٰى اَحْسَنِ حَالٍ اِلَيْهِ بِجَاهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔

(فَصْلٌ فِيْ زِيَارَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سَبِيْلِ الْاِخْتِصَارِ تَبَعًا لِمَا قَالَ فِي الْاِخْتِيَارِ) لَمَّا كَانَتْ زِيَارَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنْ اَفْضَلِ الْقُرَبِ وَ اَحْسَنِ الْمُسْتَحَبَّاتِ بَلْ تَقْرُبُ مِنْ دَرَجَةِ مَا لَزِمَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّضَ عَلَيْهَا وَ بَالَغَ فِي النَّدْبِ اِلَيْهَا فَقَالَ مَنْ وَجَدَ سَعَةً وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ وَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ وَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَنِيْ بَعْدَ مَمَاتِيْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْاَحَادِيْثِ وَ مِمَّا هُوَ مُقَرَّرٌ عِنْدَ

پیدل جانا افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اچھی حالت میں دوبارہ حج کے ساتھ ہم پر احسان فرمائے۔

زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

جو کچھ اختیار میں کہا گیا اس کے اتباع میں مختصر بیان۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تمام عبادات سے افضل اور سب سے اچھا مستحب ہے بلکہ ان واجب عبادات میں سے ہے جن کی ادائیگی ہم پر لازم ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی اور اس کی طلب نہایت تاکید سے فرمائی۔ آپ نے فرمایا جس آدمی کے لیے ممکن ہو پھر بھی وہ میری زیارت نہ کرے تو اس نے مجھ پر ظلم کیا، اور آپ نے فرمایا جس نے میری قبر شریف[1] کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری (ظاہری) زندگی میں میری زیارت کی اور اس کے علاوہ احادیث ہیں۔ محققین کے نزدیک

---

[1] امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ کے نزدیک عورتوں کو صرف روضہ انور پر حاضری کی اجازت ہے باقی مزارات پر جانا منع ہے۔ (فاضل بریلوی اور امور بدعت ص ۲۰۹)

الْمُحَقِّقِيْنَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ يُرْزَقُ مُمَتَّعٌ بِجَمِيْعِ الْمَلَاذِ وَالْعِبَادَاتِ غَيْرَ اَنَّهٗ حُجِبَ عَنْ اَبْصَارِ الْقَاصِرِيْنَ عَنْ شَرِيْفِ الْمَقَامَاتِ. وَلَمَّا رَاَيْنَا اَكْثَرَ النَّاسِ غَافِلِيْنَ عَنْ اَدَاءِ حَقِّ زِيَارَتِهٖ وَمَا يُسَنُّ لِلزَّائِرِيْنَ مِنَ الْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ اَحْبَبْنَا اَنْ نَذْكُرَ بَعْدَ الْمَنَاسِكِ وَاَدَائِهَا مَا فِيْهِ نُبْذَةٌ مِنَ الْاٰدَابِ تَتْمِيْمًا لِفَائِدَةِ الْكِتَابِ فَنَقُوْلُ يَنْبَغِيْ لِمَنْ قَصَدَ زِيَارَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُكْثِرَ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ يَسْمَعُهَا وَتُبَلَّغُ اِلَيْهِ وَفَضْلُهَا اَشْهَرُ مِنْ اَنْ يُذْكَرَ فَاِذَا عَايَنَ حِيْطَانَ الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِيِّكَ وَمَهْبَطُ وَحْيِكَ فَامْنُنْ عَلَيَّ بِالدُّخُوْلِ فِيْهِ وَاجْعَلْهُ وِقَايَةً لِّيْ مِنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْفَائِزِيْنَ بِشَفَاعَةِ الْمُصْطَفٰى يَوْمَ الْمَاٰبِ.

ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ تمام خواہشات اور عبادات سے لطف اندوز ہوتے ہیں البتہ جو لوگ ان بلند مقامات تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر ہیں ان کی نگاہوں سے آپ پوشیدہ ہیں۔

اور جب ہم نے اکثر لوگوں کو حق زیارت کی ادائیگی اور ان کلیات و جزئیات سے غافل دیکھا جو زائرین کے لیے سنت ہیں تو ہمیں یہ بات پسند آئی کہ مناسک حج اور ان کی ادائیگی (کا ذکر کرنے) کے بعد کتاب کے فائدے کو مکمل کرنے کے لیے کچھ آداب زیارت ذکر کریں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ارادہ کرنے والے کو چاہیے کہ آپ کی بارگاہ میں ہدیہ درود شریف بکثرت بھیجے کیونکہ آپ سنتے ہیں اور آپ تک پہنچایا جاتا ہے۔ اور درود شریف کے فضائل اس قدر مشہور ہیں کہ ان کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

جب مدینہ طیبہ کی دیواریں دیکھے تو حضور علیہ السلام پر درود شریف بھیجے۔ پھر کہے۔

"یا اللہ! یہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم مبارک اور تیری وحی کی امانت گاہ ہے۔ پس مجھ پر احسان فرما کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں۔ اسے میرے لیے جہنم سے محفوظ رہنے اور عذاب سے امان کا باعث بنا اور قیامت کے دن مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے فیض یاب ہونے والوں میں کر دے۔

marfat.com

وَيَغْتَسِلُ قَبْلَ الدُّخُوْلِ اَوْ بَعْدَهٗ قَبْلَ التَّوَجُّهِ لِلزِّيَارَةِ اِنْ اَمْكَنَهٗ وَيَتَطَيَّبُ وَيَلْبَسُ اَحْسَنَ ثِيَابِهٖ تَعْظِيْمًا لِلْقُدُوْمِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ الْمُنَوَّرَةَ مَاشِيًا اِنْ اَمْكَنَهٗ بِلَا ضَرُوْرَةٍ بَعْدَ وَضْعِ رَكْبِهٖ وَاطْمِئْنَانِهٖ عَلَى حَشَمِهٖ اَوْ اَمْتِعَتِهٖ مُتَوَاضِعًا بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ مُلَاحِظًا جَلَالَةَ الْمَكَانِ قَائِلًا بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ الشَّرِيْفَ فَيُصَلِّيْ تَحِيَّتَهٗ عِنْدَ مِنْبَرِهٖ رَكْعَتَيْنِ وَيَقِفُ بِحَيْثُ يَكُوْنُ عَمُوْدُ الْمِنْبَرِ الشَّرِيْفِ بِحِذَاءِ مَنْكِبِهِ الْاَيْمَنِ فَهُوَ مَوْقِفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا بَيْنَ

مدینہ طیبہ میں داخل ہونے سے پہلے یا بعد لیکن زیارت کرنے سے پہلے اگر ممکن ہو تو غسل کرے اور خوشبو بھی لگائے اور اچھے کپڑے پہنے، بارگاہ نبوی میں حاضری کی تعظیم میں ایسا کرے اس کے بعد جب اس کے رفقاء ایک جگہ ٹھہر جائیں اور اہل وعیال نیز سامان وغیرہ سے مطمئن ہو جائے تو جلالتِ مکان کا خیال رکھتے ہوئے نہایت تواضع سکون اور وقار کے ساتھ اگر ممکن ہو تو پیدل یہ کلمات پڑھتے ہوئے داخل ہو۔

ترجمہ۔ "اللہ کے نام سے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر داخل ہوتا ہوں، اے میرے رب! مجھے اچھے داخلے کے ساتھ داخل فرما۔ اور اچھی طرح باہر لانا، اور اپنی طرف سے مجھے کوئی قوت اور مددگار عطا فرما۔ یا اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر رحمت نازل فرما (آخر تک درود شریف پڑھے) میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت اور فضل کے دروازے کھول دے"

پھر مسجد شریف میں داخل ہو کر منبر شریف کے پاس دو رکعتیں تحیۃ المسجد پڑھے اور وہاں اس طرح کھڑا ہو کہ منبر شریف کا پایہ اس کے دائیں کاندھے کے برابر ہو۔ حضور علیہ السلام یہیں کھڑے ہوتے تھے

قَبْرِہٖ وَ مِنْبَرِہٖ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ کَمَا اَخْبَرَ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَقَالَ مِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ فَتَسْجُدُ شُکْرًا لِلّٰہِ تَعَالٰی بِاَدَآءِ رَکْعَتَیْنِ غَیْرِ تَحِیَّۃِ
الْمَسْجِدِ شُکْرًا لِمَا وَفَّقَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ مَنَّ عَلَیْکَ بِالْوُصُوْلِ اِلَیْہِ
ثُمَّ تَدْعُوْ بِمَا شِئْتَ ثُمَّ تَنْہَضُ مُتَوَجِّھًا اِلَی الْقَبْرِ الشَّرِیْفِ فَتَقِفُ بِمِقْدَارِ
اَرْبَعَۃِ اَذْرُعٍ بَعِیْدًا عَنِ الْمَقْصُوْرَۃِ الشَّرِیْفَۃِ بِغَایَۃِ الْاَدَبِ مُسْتَدْبِرَ
الْقِبْلَۃِ مُحَاذِیًا لِرَاْسِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ وَجْھِہِ الْاَکْرَمِ مُلَاحِظًا
نَظْرَہُ السَّعِیْدَ اِلَیْکَ وَ سِمَاعَہٗ کَلَامَکَ وَرَدَّہٗ عَلَیْکَ سَلَامَکَ وَ تَامِیْنَہٗ عَلٰی
دُعَائِکَ وَ تَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ
اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الرَّحْمَۃِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا شَفِیْعَ الْاُمَّۃِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ
النَّبِیِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُزَّمِّلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُدَّثِّرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

اور آپ کی قبر انور اور منبر شریف کے درمیان جنتی باغ ہیں جیسے حضور علیہ السلام نے اس بات کی خبر دیتے ہوئے فرمایا "میرا منبر میرے حوض پر ہے۔ تحیۃ المسجد کے علاوہ شکرانے کی دو رکعتیں پڑھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کی توفیق بخشی اور یہاں تک پہنچا کر احسان فرمایا۔

پھر جو دعا چاہو مانگو۔ پھر قبر انور کی طرف متوجہ ہو کر جھک جاؤ۔ مقصورہ شریف (قبر انور) سے چار ہاتھ دور رہ قبلے کی طرف پیٹھ کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کے سر انور اور چہرہ اقدس کے سامنے کھڑا ہوا اور خیال کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک تمہاری طرف ہے وہ تمہارے کلام کو سنتے تیرے سلام کا جواب دیتے اور تیری دعا پر آمین فرماتے ہیں۔

اور یوں کہو۔

السلام علیک الخ۔ اے میرے سردار۔ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو۔ اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام اے اللہ کے حبیب! آپ پر سلام اے نبی رحمت! آپ پر سلام، اے امت کے شفیع! آپ پر سلام، اے رسولوں کے سردار آپ پر سلام، اے سب سے آخری نبی! آپ پر سلام اے کملی اوڑھنے والے، اے چادر اوڑھنے والے! آپ پر سلام

marfat.com

وَعَلَىٰ أُصُولِكَ الطَّيِّبِينَ وَأَهْلِ بَيْتِكَ الطَّاهِرِينَ الَّذِينَ أَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُمُ
الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزَىٰ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهِ
وَرَسُولًا عَنْ أُمَّتِهِ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ
وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَأَوْضَحْتَ الْحُجَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي
سَبِيلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَأَقَمْتَ الدِّينَ حَتَّىٰ أَتَاكَ الْيَقِينُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ
وَسَلَّمَ وَعَلَىٰ أَشْرَفِ مَكَانٍ تَشَرَّفَ بِحُلُولِ جِسْمِكَ الْكَرِيمِ فِيهِ صَلَاةً وَسَلَامًا
دَائِمَيْنِ مِنْ رَبِّ الْعٰلَمِينَ عَدَدَ مَا كَانَ وَعَدَدَ مَا يَكُونُ بِعِلْمِ اللّٰهِ صَلَاةً لَا
انْقِضَاءَ لِأَمَدِهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَحْنُ وَفْدُكَ وَزُوَّارُ حَرَمِكَ تَشَرَّفْنَا بِالْحُلُولِ
بَيْنَ يَدَيْكَ وَقَدْ جِئْنَاكَ مِنْ بِلَادٍ شَاسِعَةٍ وَأَمْكِنَةٍ بَعِيدَةٍ نَقْطَعُ السَّهْلَ وَالْوَعْرَ
بِقَصْدِ زِيَارَتِكَ لِنَفُوزَ بِشَفَاعَتِكَ وَالنَّظَرِ إِلَىٰ مَآثِرِكَ وَمَعَاهِدِكَ وَالْقِيَامِ
بِقَضَاءِ بَعْضِ حَقِّكَ وَالِاسْتِشْفَاعِ بِكَ إِلَىٰ رَبِّنَا فَإِنَّ الْخَطَايَا قَدْ قَصَمَتْ
ظُهُورَنَا وَالْأَوْزَارَ قَدْ أَثْقَلَتْ كَوَاهِلَنَا وَأَنْتَ الشَّافِعُ الْمُشَفَّعُ الْمَوْعُودُ بِالشَّفَاعَةِ

اور آپ کے پاکیزہ آباؤ اجداد نیز آپ کی پاک آل پر جن سے اللہ تعالیٰ نے ناپاکی کو دور رکھا اور انہیں خوب پاک کیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو اس سے بہتر جزا عطا فرمائے جو اس نے کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں بے شک آپ نے پیغام خداوندی پہنچا دیا۔

امانت ادا کر دی، امت کی خیر خواہی فرمائی، حجت واضح کی، اللہ تعالیٰ کے راستے میں خوب جہاد کیا، اور دین کو قائم فرمایا، یہاں تک کہ آپکا وصال ہو گیا۔ اس نہایت ہی معزز مکان پر سلام ہو جسے آپکا جسم اقدس رکھنے کا شرف حاصل ہے تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہمیشہ اس کے برابر جو ہو چکا اور جو علم خداوندی کے مطابق ہوگا اور جس کی کوئی نہیں کے برابر آپ پر درود و سلام ہو، یا رسول اللہ ہم آپکی بارگاہ میں حاضر ہیں اور آپ کے حرم مبارک کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف عطا فرمائیں۔ ہم دور دراز کے شہروں اور مقامات سے نرم و سخت زمین کا سفر کر کے آپکی زیارت کیلیے حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپکی شفاعت سے فیض یاب ہوں، آپکے مقامات مقدسہ اور منازل کی زیارت کریں، آپکے بعض حقوق کی ادائیگی کریں اور اپنے رب کی بارگاہ میں آپکا وسیلہ پیش کریں بے شک گناہوں نے ہماری پیٹھیں توڑ دی ہیں ہمارے کاندھوں پر گناہوں کا بھاری بوجھ ہے آپ سفارش فرمانے والے ہیں آپکی شفاعت قبول ہوتی ہے آپکے ساتھ شفاعت

marfat.com

الْعُظْمٰى وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَالْوَسِيْلَةِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

وَقَدْ جِئْنَاكَ ظَالِمِيْنَ لِاَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِيْنَ لِذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ وَاسْاَلْهُ اَنْ يُّمِيْتَنَا عَلٰى سُنَّتِكَ وَاَنْ يَّحْشُرَنَا فِىْ زُمْرَتِكَ وَاَنْ يُّوْرِدَنَا حَوْضَكَ وَاَنْ يَّسْقِيَنَا بِكَاْسِكَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى اَلشَّفَاعَةَ اَلشَّفَاعَةَ اَلشَّفَاعَةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُهَا ثَلَاثًا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِىْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَتُبَلِّغُهُ سَلَامَ مَنْ اَوْصَاكَ بِهٖ فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ يَتَشَفَّعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهٗ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ تُصَلِّىْ عَلَيْهِ وَتَدْعُوْ بِمَا شِئْتَ عِنْدَ وَجْهِهِ الْكَرِيْمِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ۔

عظمیٰ، مقام محمود اور وسیلہ کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور اگر وہ اپنے نفسوں پر ظلم کریں تو آپکی بارگاہ میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی بخشش کیلیے سفارش کریں تو اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

ہم آپ کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوئے ہیں کہ ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے ہم اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجیے اور اس سے عرض کیجیے کہ وہ ہمیں آپ کی سنت پر (چلتے ہوتے) موت دے ہمیں آپ کی جماعت میں اٹھائے ہمیں آپ کے حوض پر لے جائے ہمیں آپ کے پیالہ مبارکہ سے پانی پلائے اس حال میں کہ ہمیں کوئی شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ یارسول اللہ ہم آپ کی شفاعت کے طالب ہیں، ہم آپکی شفاعت کے طالب ہیں ہم آپکی شفاعت کے طالب ہیں۔ (تین بار کہے) اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ چلے گئے ہمارے دلوں میں اہل ایمان کیلیے کینہ پیدا نہ کرنا۔ بے شک تو ہی مہربان رحم فرمانے والا ہے۔ (اے زیارت کرنے والے) جس آدمی نے تجھے پیغام دیا ہے اس کی طرف سے یوں سلام پیش کر۔ یارسول اللہ! فلاں بن فلاں کی طرف سے آپکی خدمت میں سلام عرض ہے وہ آپکے رب کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت کا طالب ہے آپ اس کیلیے اور تمام مسلمانوں کیلیے شفاعت کیجیے پھر قبلہ کی طرف پیٹھ کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سامنے کھڑے ہو کر درود شریف پڑھو اور جو دعا چاہو مانگو۔

ثُمَّ تَتَحَوَّلُ قَدْرَ ذِرَاعٍ حَتّٰى تُحَاذِيَ رَأْسَ الصِّدِّيْقِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَأَنِيْسَهٗ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقَهٗ فِي الْأَسْفَارِ وَأَمِيْنَهٗ عَلَى الْأَسْرَارِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزٰى إِمَامًا عَنْ أُمَّةِ نَبِيِّهٖ فَلَقَدْ خَلَفْتَهٗ بِأَحْسَنِ خَلَفٍ وَسَلَكْتَ طَرِيْقَهٗ وَمِنْهَاجَهٗ خَيْرَ مَسْلَكٍ وَقَاتَلْتَ أَهْلَ الرِّدَّةِ وَالْبِدَعِ وَمَهَّدْتَ الْإِسْلَامَ وَشَيَّدْتَ أَرْكَانَهٗ فَكُنْتَ خَيْرَ إِمَامٍ وَصَلْتَ الْأَرْحَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِمًا بِالْحَقِّ نَاصِرًا لِلدِّيْنِ وَلِأَهْلِهٖ حَتّٰى أَتَاكَ الْيَقِيْنُ سَلِ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَنَا دَوَامَ حُبِّكَ وَالْحَشْرَ مَعَ حِزْبِكَ وَقُبُوْلَ زِيَارَتِنَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

پھر ایک ہاتھ کا فاصلہ ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سرِ انور کے سامنے کھڑے ہو جاؤ اور کہو اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ پر سلام

اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی آپ پر سلام، غار میں آپ کے مونس، سفروں میں آپ کے رفیق، اور آپ کے رازوں کے امین۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے بہتر جزا عطا فرمائے جو اس نے کسی امام کو اس کے نبی کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہے۔

آپ نے حضور علیہ السلام کی نہایت اچھی جانشینی کی، آپ کے بہترین طریقے پر چلے۔ مرتدوں اور اہلِ بدعت سے جہاد کیا۔ اسلام کی عزت افزائی کی اس کے ارکان کو بلند کیا پس آپ بہترین امام تھے آپ نے صلہ رحمی کی اور ہمیشہ حق پر قائم رہے۔ دین اور اہلِ دین کی قدر کی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے لیے دعا کیجیے کہ ہم ہمیشہ آپ سے اور آپ کی جماعت سے محبت کرتے رہیں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس زیارت کو قبول فرمائے۔ آپ پر سلامتی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔

---

marfat.com

ثُمَّ تَتَحَوَّلُ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى تُحَاذِيَ رَأْسَ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ الْإِسْلَامِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْأَصْنَامِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا أَفْضَلَ الْجَزَاءِ لَقَدْ نَصَرْتَ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ فَتَحْتَ مُعْظَمَ الْبِلَادِ بَعْدَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَكَفَلْتَ الْأَيْتَامَ وَوَصَلْتَ الْأَرْحَامَ وَقَوِيَ بِكَ الْإِسْلَامُ وَكُنْتَ لِلْمُسْلِمِيْنَ إِمَامًا مَرْضِيًّا وَهَادِيًا مَهْدِيًّا جَمَعْتَ شَمْلَهُمْ وَأَغْنَيْتَ فَقِيْرَهُمْ وَجَبَرْتَ كَسِيْرَهُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ثُمَّ تَرْجِعُ قَدْرَ نِصْفِ ذِرَاعٍ فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفِيْقَيْهِ وَوَزِيْرَيْهِ وَمُشِيْرَيْهِ وَالْمُعَاوِنَيْنِ لَهُ عَلَى الْقِيَامِ بِالدِّيْنِ وَالْقَائِمَيْنِ بَعْدَهُ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ جَزَاكُمَا اللّٰهُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَاكُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَسْأَلَ اللّٰهَ رَبَّنَا أَنْ يَتَقَبَّلَ

پھر اتنا ہی اندازہ ہٹ کر امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سر انور کے مقابل ہو جائے اور یوں کہے اے امیر المومنین! آپ پر سلام ہو، اے اسلام کو غلبہ دینے والے! آپ پر سلام، اے بتوں کے توڑنے والے! آپ پر سلام، اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو بہتر جزا عطا فرمائے آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی مدد کی، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بڑے بڑے ممالک فتح کیے، یتیموں کی کفالت کی، صلہ رحمی فرمائی اور آپ کے سبب اسلام کو قوت حاصل ہوئی، آپ مسلمانوں کے پسندیدہ ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ امام تھے۔ آپ نے ان کی قوت کو جمع کیا، ان کے محتاجوں کی مدد کی اور شکستہ لوگوں کا قلع قمع فرمایا۔ آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات ہوں پھر نصف ہاتھ کے قریب لوٹ جاؤ اور کہو اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کے ساتھیو! آپ کے رفیقو، وزیرو، مشیرو! قیام دین کے سلسلے میں آپ کی مدد کرنے والو! آپ کے بعد مسلمانوں کی بھلائی کے لیے کام کرنے والو! تم دونوں پر سلام ہو اللہ تعالیٰ تم دونوں کو اچھا بدلہ عطا فرمائے ہم آپ دونوں کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ بارگاہِ رسالت مآب میں آپ کا وسیلہ پیش کریں تاکہ حضور ہماری شفاعت فرمائیں اور ہمارے رب اللہ تعالیٰ سے سوال کریں

سَمِعْنَا وَ يُحْيِيْنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَ يُمِيْتَنَا عَلَيْهَا وَيَحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِهٖ
ثُمَّ يَدْعُوْ لِنَفْسِهٖ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِمَنْ اَوْصَاهُ بِالدُّعَآءِ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ
ثُمَّ يَقِفُ عِنْدَ رَاْسِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْاَوَّلِ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنَّكَ
قُلْتَ وَ قَوْلُكَ الْحَقُّ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا
اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وَ قَدْ جِئْنَاكَ سَامِعِيْنَ
قَوْلَكَ طَآئِعِيْنَ اَمْرَكَ مُسْتَشْفِعِيْنَ بِنَبِيِّكَ اِلَيْكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
وَلِاٰبَآئِنَا وَ اُمَّهَاتِنَا وَ اِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ
قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا
حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ
عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

کروہ ہماری کوشش کو قبول فرمائے ہمیں آپ کے دین پر زندہ رکھے، اسی پر موت دے اور آپ کی جماعت میں اٹھائے۔

اس کے بعد اپنے لیے، اپنے والدین اور ان لوگوں کے لیے دعا مانگے جنہوں نے اس کو اس کے لیے کہا ہو اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا مانگے۔

اس کے بعد پہلے کی طرح حضور علیہ السلام کے سر انور کے پاس کھڑا ہو اور کہے۔ یا اللہ! تو نے فرمایا اور تیری بات حق ہے "اگر وہ اپنے نفسوں پر ظلم کریں تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لیے بخشش کی دعا کریں ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔"

(یا اللہ!) ہم تیری بات کو سنتے اور مانتے ہوئے تیری بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پیش کرتے ہیں۔ یا اللہ! اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے ہمارے آباؤ اجداد، ہماری ماؤں اور ان بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئے، بخش دے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے بارے میں کھوٹ پیدا نہ فرما۔ اے ہمارے رب! بے شک تو ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بہتری عطا فرما اور ہمیں (جہنم کی) آگ سے بچا تمہارا رب عزت والا رب ان مشرکین کی باتوں سے پاک ہے رسولوں پر سلام ہو اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

marfat.com

وَيَزِيْدُ مَاشَآءَ وَيَدْعُوْ بِمَا حَضَرَهٗ وَيُوَفِّقُ لَهٗ بِفَضْلِ اللّٰهِ ثُمَّ يَأْتِيْ
اُسْطُوَانَةَ اَبِيْ لُبَابَةَ الَّتِيْ رَبَطَ بِهَا نَفْسَهٗ حَتّٰى تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَهِيَ بَيْنَ
الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ وَيُصَلِّيْ مَاشَآءَ نَفْلًا وَيَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَيَدْعُوْ بِمَا شَآءَ
وَيَأْتِي الرَّوْضَةَ فَيُصَلِّيْ مَاشَآءَ وَيَدْعُوْ بِمَا اَحَبَّ وَيُكْثِرُ مِنَ التَّسْبِيْحِ
وَالتَّهْلِيْلِ وَالثَّنَآءِ وَالْاِسْتِغْفَارِ ثُمَّ يَأْتِي الْمِنْبَرَ فَيَضَعُ يَدَهٗ عَلَى الرُّمَّانَةِ
الَّتِيْ كَانَتْ بِهٖ تَبَرُّكًا بِاَثَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَكَانِ يَدِهِ
الشَّرِيْفَةِ اِذَا خَطَبَ لِيَنَالَ بَرَكَتَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ
وَيَسْأَلُ اللّٰهَ مَاشَآءَ ثُمَّ يَأْتِي الْاُسْطُوَانَةَ الْحَنَّانَةَ وَهِيَ الَّتِيْ فِيْهَا بَقِيَّةُ
الْجِذْعِ الَّذِيْ حَنَّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تَرَكَهٗ وَخَطَبَ عَلٰى

اس میں جو چاہے اضافہ کرے نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس بات کی توفیق ہو اور دل میں آئے اس کی دعا مانگے اس کے بعد حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے ستون (اسطوانہ ابی لبابہ)[1] جس کے ساتھ انہوں نے اپنے آپ کو باندھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی، کے پاس آئے، یہ ستون قبر انور اور منبر شریف کے درمیان ہے وہاں جو چاہے نفل پڑھے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے اور جو چاہے توبہ کرے اور ریاض الجنۃ میں آکر جس قدر چاہے نماز پڑھے اور جو پسند آئے دعا مانگے زیادہ سے زیادہ تسبیح، تہلیل، ثناء اور استغفار میں مشغول ہو۔

پھر منبر شریف کے پاس آکر رمانہ[2] پر اپنا ہاتھ رکھے تاکہ حضور علیہ السلام کی نشانی اور آپ کے ہاتھ مبارک کی جگہ سے برکت حاصل ہو کیونکہ آپ خطبہ دیتے ہوتے وہاں ہاتھ رکھتے تھے۔ آپ پر درود شریف بھیجے اور جو چاہے اللہ تعالیٰ سے مانگے پھر اسطوانۂ حنانہ (ستون) کے پاس آئے اور یہ وہ جگہ ہے جہاں کھجور کا وہ خشک تنا تھا جس نے اس وقت رونا شروع کیا جب آپ نے اسے چھوڑ کر منبر پر

۱؎ اس واقعہ کی تفصیل معلوم کرنا ہو تو امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن کنزالایمان کے حاشیہ خزائن العرفان (از صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ) میں سورہ انفال کی آیت نمبر ۲۷ کے تحت حاشیہ ۴۷ دیکھیے۔

۲؎ آج کل اس کا کوئی نام ونشان نہیں ہے۔

الْمِنْبَرِ حَتّٰى نَزَلَ فَاخْتَضَنَهٗ فَسَكَنَ وَتَبَرَّكَ بِمَا بَقِيَ مِنَ الْاٰثَارِ النَّبَوِيَّةِ وَالْاَمَاكِنِ الشَّرِيْفَةِ وَيَجْتَهِدُ فِيْ اِحْيَاءِ اللَّيَالِيْ مُدَّةَ اِقَامَتِهٖ وَاغْتِنَامِ مُشَاهَدَةِ الْحَضْرَةِ النَّبَوِيَّةِ وَزِيَارَتِهٖ فِيْ عُمُوْمِ الْاَوْقَاتِ۔ وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَاْتِيَ الْمَشَاهِدَ وَالْمَزَارَاتِ خُصُوْصًا قَبْرَ سَيِّدِ الشُّهَدَآءِ حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ اِلَى الْبَقِيْعِ الْاٰخَرِ فَيَزُوْرُ الْعَبَّاسَ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَبَقِيَّةَ اٰلِ الرَّسُوْلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَيَزُوْرُ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاِبْرَاهِيْمَ بْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّتَهٗ صَفِيَّةَ وَالصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَيَزُوْرُ شُهَدَآءَ اُحُدٍ وَاِنْ تَيَسَّرَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَهُوَ اَحْسَنُ وَيَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ وَيَقْرَأُ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالْاِخْلَاصَ اِحْدٰى عَشَرَةَ مَرَّةً وَسُوْرَةَ يٰسٓ اِنْ تَيَسَّرَ وَيُهْدِيْ

خطبہ دینا شروع فرمایا چنانچہ آپ نے منبر سے اتر کر اسے سینے سے لگایا تو وہ چپ ہوگیا۔ دیگر آثار نبوی اور مقامات شریفہ سے بھی برکت حاصل کرے اور وہاں ٹھہرنے کے دوران راتیں عبادت میں گزارنے کی کوشش کرے۔ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری اور اکثر اوقات آپ کی زیارت شریف کو غنیمت جانے۔

جنت البقیع کی طرف نکلنا بھی مستحب ہے وہاں مزارات مقدسہ خصوصاً سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر حاضری دے پھر بقیع کے باقی حصے میں حضرت عباس، حضرت حسن بن علی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی اہل بیت کی زیارت کرے،

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضور کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، ازواج مطہرات اور آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ، صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کی زیارت کرے نیز شہداء اُحد کی زیارت کرے جمعرات کا دن میسر ہو تو نہایت اچھا ہے۔ اور یوں کہے تم پر صبر کے بدلے سلام ہو پس آخرت گھر کتنا ہی اچھا ہے۔ اگر ممکن ہو تو آیت الکرسی، سورۂ اخلاص گیارہ بار اور سورۂ یٰسین پڑھے اور اس کا

ثَوَابَ ذٰلِكَ لِجَمِيعِ الشُّهَدَآءِ وَمَنْ بِجِوَارِهِمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَّاْتِيَ مَسْجِدَ قُبَآءٍ يَوْمَ السَّبْتِ اَوْغَيْرَهٗ وَيُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ بَعْدَ دُعَآئِهٖ بِمَا اَحَبَّ يَاصَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ يَاغِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ يَا مُفَرِّجَ كُرَبِ الْمَكْرُوْبِيْنَ يَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاكْشِفْ كُرَبِيْ وَحُزْنِيْ كَمَا كَشَفْتَ عَنْ رَّسُوْلِكَ حُزْنَهٗ وَكُرْبَهٗ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا كَثِيْرَ الْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَانِ يَا دَائِمَ النِّعَمِ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا دَآئِمًا اَبَدًا اَيَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ اٰمِيْنَ

ثواب تمام شہداء اور ان کے پڑوسی مومنوں کو ایصال کرے۔

ہفتے کے دن یا کسی بھی دن مسجد قباء میں آکر نماز پڑھے اور جو دعا پسند ہو مانگے اور اس کے بعد یوں کہے "اے پکارنے والوں کی پکار سننے والے! مدد چاہنے والوں کے مددگار، تکلیف زدہ لوگوں کی تکلیفیں دور کرنے والے، مجبور لوگوں کی دعا قبول کرنے والے، ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور میری پریشانی اور غم دور فرما دے جیسے تو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مقام پر غم و حزن کو دور فرما دیا اے مہربان، اے بہت احسان کرنے والے اے بہت زیادہ بھلائی اور احسان والے، اے دائمی نعمتوں والے اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے، اے ہمارے رب! ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ رحمت و سلام نازل فرما۔ آمین۔

سوالات

۱۔ حج کا طریقہ اپنے الفاظ میں نقل کریں۔

۲۔ عمرہ کا شرعی حکم کیا ہے اور اس میں کیا کیا امور انجام دینے ہوتے ہیں نیز اس کا وقت بیان کریں۔

۳۔ حج کی تین قسموں کے نام لکھیں۔ تعریف کریں اور ترتیب فضیلت لکھیں۔

۴۔ حج کی کس کس صورت میں قربانی واجب ہے، احرام کے دوران کیا کیا کام منع ہیں اور ان کی خلاف ورزی کی صورت میں جو ہر جانہ لازم آتا ہے اس کی کیا کیا صورتیں ہیں۔ اگر ایک نقشہ بنائیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔

۵۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی شرعی حیثیت کیا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے۔ زیارت النبی کے بارے میں مختصر نوٹ لکھیں۔

۶۔ عورتوں کے لیے مزارات کی حاضری کا کیا حکم ہے۔

۷۔ حاجی صاحبان روضۂ مطہرہ کے علاوہ اور کن کن مقامات پر حاضری دیتے ہیں۔ تفصیلاً لکھیں۔

الحمد للہ! سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت اور مرشد گرامی غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ کی نظر عنایت سے نور الایضاح کا ترجمہ و تشریح مکمل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت عطا فرما کر قارئین کے لیے استفادہ اور اس ناچیز کے لیے نجات کا باعث بنائے۔

محمد صدیق ہزاروی سعیدی
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
متوطن۔ چھتر ڈاک خانہ چھتہ بٹہ۔ تحصیل وضلع مانسہرہ
شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ

marfat.com

پہلی مرتبہ منظر عام پر

تعارف فقہ و تصوّف

تصنیف:

شیخ محقق امام اہل سنت
شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ:

شرف اہل سنت
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

الممتاز پبلی کیشنز۔ لاہور

marfat.com

تذکارِ شرف

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

مُرتّب:
محمد عبد الستار طاہر

الممتاز پبلی کیشنز ۔ لاہور

marfat.com

تذکرہ اخیار ملت

چودہویں صدی اور اس سے پہلے کے علماء و مشائخ کا تذکرہ

تاریخ اسلام کے نامور ارباب علم و عرفان اور اصحاب دانش و حکمت کی کہکشاں

عظمتوں کے پاسباں

تصنیف:

شرف ملت، محسن اہل سنت

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

چودھویں صدی کے نابغہ روزگار، امام احمد رضا بریلوی کی دینی، ملی اور علمی خدمات کا تعارف

مقالات رضویہ

تحریر

شرف ملت، محسن اہل سنت

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

الممتاز پبلی کیشنز، لاہور

marfat.com

بقیۃ السلف علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
کی تصانیف وتراجم

شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	105	ایصال ثواب	12
اسلامی عقائد	135	تذکرہ اکابر اہل سنت	250
برکات آل رسول	120	کشور تدریس کے تاجدار	18
تعارف فقہ وتصوف	135	مقالات سیرت طیبہ	135
دلائل الخیرات شریف	90	مقالات رضویہ	36
عقائد ونظریات	165	شجرہ ہائے طریقت	21
عقائد ومسائل	45	البریلویہ کا تنقیدی جائزہ	180
مزارات اولیاء	18	شیشے کے گھر	38
مطالع المسرات (اردو)	350	عظمتوں کے پاسباں	165
قصیدہ بردہ شریف	21	مصنف عبدالرزاق (اردو 85) عربی	85
زندہ جاوید خوشبوئیں	105	نور نور چہرے	200
سدابہار خوشبوئیں	105	یاد اعلیٰ حضرت	30
ولولہ انگیز خوشبوئیں	105	من عقائد اهل السنة	265
پکارو یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم	140	بساتين الغفران	265

الزمزمة القمرية فی الذب عن الخمرية	امام الاکبر المجدد احمد رضا القادری	36
الشيخ أحمد رضا خان البريلوی الهندی شاعراً عربياً	للدكتور ممتاز احمد سديدی	450
الشيخ أحمد رضا خان البريلوی و أثره فی الفقه الحنفی	للعلامة مشتاق احمد شاه	425
العلامة فضل حق خير آبادی حياته وشعره العربی	للدكتور ممتاز احمد سديدی	475
نزهة الخاطر الفاتر فی مناقب سيدی عبد القادر	للامام علی بن سلطان محمد القاری	36
شاعر من الهند	فضيلة الاستاذ الدكتور محمد مجيد السعيد	165
شرح فتوح الغيب	شارح: للعلامة تقی الدين احمد بن تيمية الحرانی	225

ملنے کا پتہ: مکتبہ رضویہ، داتا دربار مارکیٹ لاہور Ph:7226193

marfat.com

زندہ جاوید خوشبوئیں
ولولہ انگیز خوشبوئیں
سدا بہار خوشبوئیں
پکارو یا رسول اللہ
شفاعت مصطفٰی
یاد اعلیٰ حضرت
مزارات اولیاء
دعا بعد نماز جنازہ
مقالات
سیرت طیبہ
عقائد و عبادات
عقائد و مسائل
شیشے کے گھر
قرآن سے علاج
علم التجوید
مصنف عبد الرزاق
مکتبہ قادریہ لاہور